

نور ایمان
از قلم ام ہانی
مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

پر کیف ہوا۔۔۔۔۔

نم ہوا کا جھونکے کے ساتھ --- کئی چھوٹی چھوٹی بوندیں اس کے چہرے سے ٹکرائیں تھیں سرد ہوا نے کپکپانے پر مجبور کیا تھا

آسماں سے موتیوں کی مانند برستی بارش اور اسکے ساتھ چھوٹے چھوٹے سفید موتیوں جسے برف کے شفاف اولے گویا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے موتیوں سے پیروئی مالا کے نازک سے دھاگے سے چھن سے ٹوٹ کر زمیں پر گرے ہوں --- آن ہی آن میں تواتر سے برستے ہوئے موتی باہر باغیچے کی گھاس پر گرنے ہی غائب ہو گئے ---- سارے آسمان کو سرمئی بادلوں نے اپنی اوٹ میں چھپا لیا تھا -----

[illegible]

میں یہی سرمی بادل ---- کالے بادلوں کا روپ دھار لیتے ہیں ---- موتیوں جیسے برستی بارش یک دم آنکھوں سے برسنے والے آنسوؤں کے مترادف لگنے لگتی ہے ---- یوں لگتا ہے گویا پورا آسمان

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 3
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

میں واحد جلتا آتشدان بھی اب کمرے کے سرد ماحول کو اپنی گرم حدت دینے میں ناکام ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی چلتی ہوئی آگ مسلسل پڑنے والی برف باری کے باعث اور سردی کی بڑھتی ہوئی شدت سے کافی حد تک بجھنے کے قریب تھی۔۔۔۔۔ کمرے کے ایک طرف رین کوٹ ٹنگا ہوا تھا۔۔۔۔۔ آتشدان کے قریب ایک راکنگ چیر پر کتاب رکھی تھی کچھ ہی فاصلے پر ایک سنگل بیڈ۔۔۔۔۔ اور دوپٹ کی دیوار گیر الماری۔۔۔۔۔ اس نے گہری سانس لی اور دوبارہ آتش دان کے پاس آکر بیٹھ گیا اپنے دونوں سرد ہاتھوں کو آتش دان کے قریب کیا لیکن لگے ہی پل اپنی ہتھیلیوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اپنے واحد سنگل بیڈ پر لیٹ کر ڈبل رضائی اپنے اوپر کھینچ کر لی اور سونے کی کوشش کرنے لگا رات کی تاریخ میں آتشدان کی ہلکی سی مدھم روشنی ایک نائٹ بلب کی کمی پوری کر رہی تھی اس نے آنکھیں بند کیں اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔ نیند ان چھ سالوں - میں بہت کم ہی اس پر مہربان ہوئی تھی۔۔۔۔۔

صبح سورج بھی ایسے نکلا کہ جیسے اسکا زمین سے پردہ ہو۔۔۔۔۔ یا کوئی باحیا لڑکی کسی اجنبی کو پردے کی اوٹ سے دیکھ رہی ہو۔۔۔۔۔ سورج کی مدھم اور بادلوں کے دھند سے با مشکل نکلتی کرنیں اب زمیں پر پہنچتے خود بھی بادلوں کو اوڑھ چکی تھیں اس نے کسمسا کر کروٹ لی کمرے میں اب بھی ہلکی روشنی تھی لیکن آتشدان بجھ چکا تھا سورج کی مدھم روشنی کمرے کی واحد کھڑکی پر ٹنگے پرانے سے پردے سے کمرے کو اتنا ہی روشن کر پائی تھی دن ہونے کا ہلکا سا احساس ہونے لگے وہ اٹھ

[illegible]

تمھے۔۔۔۔۔ گورے چٹے رنگ روپ اور اور مضبوط اعصاب کے مالک پٹھان۔۔۔۔۔ وہاں کا مالک
 اسے پہچانتا تھا۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔۔۔۔۔ اسکے سامنے رکھے چائے کے بڑے سے دیکچے
 سے دھواں اٹھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اندر ڈھالے نما ہوٹل کا ماحول باہر سے قدرے گرم تھا
 پردیسی بابو۔۔۔۔۔ آو۔۔۔۔۔ آو بیٹھو ہم تم کو آج اسپیشل والا چائے پلائے گا سونف الاچی والا"
 ۔۔۔۔۔ اس نے اس پٹھان کی بات کا جواب بس اپنی خفیف سی مسکراہٹ سے دیا۔۔۔۔۔ اور"
 پورے ہال میں نظریں گھمائیں۔۔۔۔۔ چند ٹیبل کے علاوہ سبھی ٹیبل خالی تھیں۔۔۔۔۔ وہ ایک
 کونے کے ٹیبل پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ جہاں وہ رہتا تھا وہ جگہ یہاں سے کافی فاصلے پر تھی اس لیے
 یہاں تک پہنچنے تک وہ کافی تھک چکا تھا اور سانس بھی پھول رہا تھا کچھ سردی اس قدر لگ رہی
 تھی کی اسکو اپنے دانت بجتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔۔ اس شہر میں وہ پچھلے پندرہ دن
 سے تھا۔۔۔۔۔ کئی سالوں بعد اس نے اسکی یہیں ایک جھلک دیکھی تھی۔۔۔۔۔ وہ بھی بس ایک
 پل کے لئے۔۔۔۔۔ حالانکہ وہ بہت فاصلے پر تھی۔۔۔۔۔ بس پل میں ہی آن کے آن غائب بھی
 ہو گئی۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے وہ کئی بار اس برف پر اپنا توازن کھو کر گرا تھا مگر پھر بھی
 اسے اس کے کھو جانے کا ڈر بھاگنے پر مجبور کرتا رہا۔۔۔۔۔ وہ شاید یہاں کے موسم اور راستوں پر
 چلنے کی عادی ہو چکی تھی اس لیے تیزی سے نا جانے کہاں غائب ہو گئی۔۔۔۔۔ نا جانے وہ یہاں
 موجود بھی تھی یا یہ بھی اس کا کوئی قیاس تھا۔۔۔۔۔ کئی بار وہ اسے اپنے خیالوں میں اپنے ارد گرد

دیکھتا تھا۔۔۔۔۔ یا اس سے مشابہ کوئی لڑکی نظر آجاتی تو دیوانہ وار اس کے پیچھے بھاگنے لگتا۔۔۔۔۔ اور جب اسے قریب سے دیکھتا تو مایوسی سے واپس پلٹ جاتا۔۔۔۔۔ مگر اس بار اسے یہ اپنا خیال نہیں لگا رہا تھا نا ہی کوئی مشابہ شکل۔۔۔۔۔ وہ وہی تھی۔۔۔۔۔ ورنہ اس سے نظریں ملتے ہی وہاں سے تیزی سے بھاگتی نہیں وہ اس کا خیال یا مغالطہ نہیں تھی سو فیصد وہی تھی وہ اتنا بڑا دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا۔۔۔۔۔ پندرہ دن پہلے اس نے اسے یہاں دیکھا تھا اور اسکے بعد وہ یہاں سے واپس جا ہی نہیں پایا جہاں اسے دیکھا تھا وہیں آس پاس میں ایک پرانا سا کمرہ کرایے پر لیکر اس نے اپنی رہائش گاہ بنا لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ قریب کے سبھی علاقوں کو دیکھ چکا تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ۔۔۔۔۔ دوبارہ اسے نظر نہیں آئی۔۔۔۔۔ لڑکے نے ایک کپ چائے ٹیبل پر رکھا وہ چونک گیا۔۔۔۔۔ سوچوں کا تسلسل یک دم ہی چھٹک سے ٹوٹا تھا۔۔۔۔۔ صاب جی چائے۔۔۔۔۔ وہ لڑکا کپ رکھ کر چلا گیا۔

.....

ایمبولنس کی آوازوں کی گونج اسکے لئے کوئی نئی بات تو نہیں تھی۔۔۔۔۔ جس فیلڈ سے وہ تعلق رکھتی تھی وہاں دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کئی بار انہیں آوازوں کی بازگشت میں رہنا پڑتا تھا۔۔۔۔۔ مگر جب بھی یہ آواز اسکے کانوں میں پڑتی اسکے اعصاب پورے آب و تاب سے جاگ

جائے۔۔۔۔۔ چاہے وہ بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی سے تھک کر گہری نیند میں ہی کیوں نا سوئی ہوتی۔۔۔۔۔

اب بھی وہ مسلسل چودہ گھنٹوں سے جاگ رہی تھی اور مسلسل ایک کے بعد ایک کیس دیکھ کر تھکن سے چور ہو کر کچھ دیر آرام کے غرض سے آکر لیٹی تھی رات کے تین بج رہے تھے مگر وہ ایمبولنس کی آواز پر چوکنا سی ہو کر اٹھ بیٹھی اس وقت اس چھوٹے سے علاقے کے واحد ہاسپٹل میں وہ ہی سنٹر ڈاکٹر کے طور پر موجود تھی۔۔۔۔۔ جلدی سے واش روم جا کر اس سرد موسم میں بھی ٹھنڈے پانی سے منہ دھو کر گویا خود کو مزید جگانے کے لئے تیار کیا تھا۔ سفید رنگت پر مخ پانی نے اچھا اثر ڈالا تھا۔۔۔۔۔ وہ خود کو کچھ تروتازہ محسوس کر رہی تھی۔ پھر اپنا اوور آل پہن کر کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ باہر کی گہما گہمی واڈ بوائے اور نرسوں کے بھاگ دوڑ سے ہی سمجھ گئی کہ اب اس کا الرٹ ہونے کا وقت آچکا ہے۔۔۔۔۔ ایک کار ایکسڈنٹ کا کیس تھا ادھیڑ عمر شخص بری طرح زخمی حالت میں اسریچر پر لایا گیا تھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فارس آن دا ڈیوٹی تھے۔۔۔۔۔ اسلئے وہ کچھ مطمئن ہو کر واپس اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔ ابھی اپنی کرسی پر بیٹھے اسے کچھ ہی دیر ہوئی تھی ایک نرس نے اندر آنے کی اجازت مانگی

"یس کم ان"

"ڈاکٹر صاحبہ ڈاکٹر فارس آپ کو بلا رہے ہیں۔۔۔۔۔"

او کے آپ جائیں میں آتی ہوں ---- جلدی سے اپنا اسٹیٹھو سکوپ ہاتھ میں لیا اور عجلت سے راہداری سے ہوتے ہوئے ایمرجنسی وارڈ کی طرف چلنے لگی ہمیشہ کی طرح اب بھی کسی مریض کی تشویش ناک حالت کے بارے میں سوچتے ہی اسکی دھڑکنیں تیز ہونے لگتی تھی ڈاکٹر فارس کا بلاوا اس بات کا گواہ تھا کہ - مریض کی حالت یقیناً خطرے میں ہے ---- وہ ایمرجنسی واڈ کے شیشے کے دروازے کے اندر ہی داخل ہوئی سامنے اسرٹچر پر لیٹے مریض کو دیکھ کر اس کے قدم وہیں جم گئے ---- کانوں میں گونجتی آوازیں جیسے قدموں کی وقتی زنجیر بنی تھیں

تم اگر اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئی تو مجھے یقیناً انتہائی قدم اٹھانا پڑے گا ---- اور وہ تمہاری موت بھی اگر ہونا لڑکی تو حسن کمال اس سے بھی گریز نہیں - کرے گا "سامنے اسرٹچر پر لیٹے خون سے لت پت مریض کو دیکھ کر اس کے کانوں میں ان کے کہے ہوئے جمعلوں کی بازگشت گوجنے لگی ---- ڈاکٹر فارس اسے دیکھتے ہی اس کے قریب آگیا

ڈاکٹر حمزہ ہمیں انکا فوری طور پر آپریٹ کرنا پڑے گا اس ارجنٹ کانچ ٹوٹ کر انکے پیٹ میں " گھس چکا ہے ---- میں اسٹاف کو کہہ چکا ہوں --- آپ بھی فرش ہو کر آجائیں " ---- وہ تو جیسے بت بنی ایک ٹک اس شخص کو دیکھے جارہی تھی جیسے ذہنی طور پر وہاں موجود ہی نا ہو ----

ڈاکٹر فارس کی باتیں جیسے بے معنی سی لگ رہیں تھیں

ڈاکٹر حمزہ " ---- ڈاکٹر فارس نے اسے کندھے سے ہلایا وہ چونک سی گئی "

آریو آل رائیٹ ---- "ڈاکٹر فارس کی بات کا جواب اس نے با مشکل دیا تھا"
 یس ---- ایوری تھنک از آل رائٹ ---- آپ پیشنٹ کو آپریشن تھیٹر میں منتقل کروائیے میں"
 بس کچھ دیر آتی ہوں ---- "حمنہ وہیں سے اٹے قدم پلٹ گئی ---- اپنے کمرے میں داخل
 ہوتے ہی اس نے خود کو کرسی پر گرا لیا اسٹیٹھو سکوپ گلے سے اتار کر ٹیبل پر پٹخا دونوں کہنیوں
 کو ٹیبل پر رکھ کر ہاتھوں سے اپنے سر کی کنپٹیاں دبانے لگی ---- جو اس وقت درد کی شدت
 اختیار کر چکی تھیں

تم کیا سمجھتی ہو..... تم ایک معمولی سی لڑکی ---- اس شہر کے بڑے اور نامور ڈاکٹر کو "
 شکست دے سکتی ہے ---- میرا ایک اشارہ تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے ---- "وہیں
 آوازیں جن سے وہ کبھی پیچھا نہیں چھڑوا پائی تھی ---- نرس جب کمرے میں داخل ہوئی تو
 حمنہ نے سر اٹھا کر نرس کو استفہامیہ انداز سے دیکھا
 "ڈاکٹر فارس آپ کا انتظار کر رہیں ڈاکٹر حمنہ"

حمنہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی ----

تم جاؤں میں آتی ہوں ---- "حمنہ نے گرین کوٹ آپریشن کے لئے پہنا کر گلوں اور ماسک پہنا
 اور آپریشن تھیٹر میں داخل ہو گئی ---- ڈاکٹر فارس پہلے سے وہاں موجود تھا اور ان کے ساتھ
 ایک دو جونیئر ڈاکٹرز بھی تھے ---- حمنہ جب قریب آئی تو پہلی بار اسے مریض کی حالت پر ترس

نہیں آیا۔۔۔ اسوقت وہ اسکے رحم کرم پر ہوش کی دنیا سے بے خبر تھا۔۔۔ پیٹ سے کان کے رے ٹکڑے نکسل دیے گئے تھے۔۔۔ لیکن، زخم اتنا گہرا تھا جگر کو ہلکا سا زخمی کر گیا تھا۔۔۔ پہلی بار حمہ کی نادل کی دھڑکنوں میں کوئی ارتعاش پیدا ہوا۔۔۔۔۔ نا ہی ہر بار کی طرح حمہ نے دل ہی دل میں اللہ سے اس مریض کی لمبی زندگی کی تہہ دل سے دعا کی۔۔۔۔۔ ہاں مگر عادتاً لبوں سے ہر بار کی طرح بسم اللہ کہنا نہیں بھولی تھی آپریشن شروع کرنے سے پہلے۔۔۔۔۔ وہ بسم اللہ ضرور پڑھتی تھی۔۔۔۔۔ اس کے ترجمے کو اپنے دل میں پورے یقین سے دوہراتی تھی شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا ہے۔۔۔۔۔ ایسے میرے اللہ اس وقت یہ مریض سب سے زیادہ تیری رحمت کا طلبگار ہے ہے اور میں بالکل بے بس اور معمولی سی انسان ہوں تیری مدد کے بغیر بے شک میں ناکام ہوں بس تو میری مدد فرما اور اس مریض پر رحم فرما۔۔۔۔۔ یہ لفظ اب بھی ادا ہوئے مگر لفظ رحم پر وہ یہ سوچنے لگی کہ کیا واقع یہ شخص رحم کا حقدار ہے۔۔۔۔۔ پھر ایک لمبی گہری سانس لی اور آپریشن شروع کر دیا۔۔۔۔۔ حمہ نے قصداً اس شخص کے چہرے کی طرف ایک بار بھی نہیں دیکھا بس سبک رفتاری سے اپنا کام ایمانداری سے کرتی رہی اسے معلوم تھا کہ اگر نظر اس کے چہرے پر پڑ گئی تو شاید اپنی ڈیوٹی غیر جانبداری سے نہیں نبھا پائے گی۔۔۔۔۔

.....

موبائل کی مسلسل بجتی ہوئی بیل کو وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر اوندھا لیٹا کب سے نظر انداز کر رہا تھا۔۔۔۔۔ باہر پھر سے برف باری کا سلسلہ جاری تھا۔۔۔۔۔ پہلے تو اس کا دل چاہا فون اٹھا کر دیوار پر دے مارے۔۔۔۔۔ مگر نا جانے کیوں فون اٹھا کر ترخ کر بولا

"کیا مصیبت ہے تمہیں سیفی۔۔۔۔۔ کیوں فون کیا ہے تم نے"

اصفر۔۔۔۔۔ اصفر ڈیڈ کا ایکسڈنٹ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ وہ کافی گھبرایا ہوا بول دیا تھا

واٹ۔۔۔۔۔ کب۔۔۔۔۔ کہاں۔۔۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔ اصفر گھبرا کر اٹھ بیٹھا

وہ کل ہی اپنے دوست سے ملنے مری گئے تھے۔۔۔۔۔ واپسی پر برفباری کی وجہ سے شاید گاڑی

سلپ ہو گئی۔۔۔۔۔ ابھی بھی مری کے ایک ہاسپٹل سے کال آئی ہے۔۔۔۔۔ میں لاہور سے نکل چکا ہوں۔۔۔۔۔ تم کہاں ہو "سیف الرحمن نے عجلت میں پوچھا

میں مری سے قریب ہی ایک چھوٹے قصبے میں ہوں تم مجھے بتاؤنکہ کس ہاسپٹل میں ہیں

۔۔۔۔۔ "اصفر نے فکر مندی سے پوچھا

سیف نے اسے ایڈریس بتایا۔۔۔۔۔ صبح کا ملجگا سا اندھیرا چھایا ہوا تھا فجر کی آذانیں کب کی ہو چکی تھیں۔۔۔۔۔ اصفر نے سردی کی پروا کیے بغیر اسی وقت وہاں سے نکلنے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔

"ڈاکٹر حسن کمال"۔۔۔۔۔

مجھے ڈاکٹر حسن کمال سے ملنا ہے "اصفر نے ڈاکٹر اصفر سے کہا"

"آپ؟۔۔۔"

اوہ۔۔۔" ڈاکٹر فارس نے سر سے پیر تک ایک نظر اصفر کا جائزہ لیا۔۔۔۔۔ ملجی سی پیٹ"

شرٹ -- شرٹ بھی آدھی پینٹ سے باہر اور آدھی اندر تھی اور سے موٹی لیڈر کی کالی جیکٹ
- شیور بڑھی ہوئی اور الجھے بکھرے سے بالوں والا شخص اسے کہیں سے نا تو ڈاکٹر لگ رہا تھا نا ہی
لاہور کے نام ور ڈاکٹر حسن کمال کا بیٹا لگ رہا تھا ----

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ مگر میں سیٹھفائے نہیں ہوں آپ پلیز میرے والد کو ڈسچارج کر دیں میں " انہیں کچھ ہی دیر میں لاہور لے جانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ "اب وہ اپنے موبائل پر کسی کو کال ملا تے ہوئے فارس سے بولا

دیکھیں۔۔۔۔۔ آپ اس کنڈیشن میں پیشنت کو نہیں لے جا سکتے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر بیگ بس آنے " ہی والے ہیں۔۔۔۔۔ انکی پریشن کے بغیر میں آپ کو اجازت نہیں دے سکتا۔ "۔۔۔۔۔ ڈاکٹر فارس کو اصفر کی ذہنی حالت پر شبہ سا ہونے لگا ایک آئی سی یو میں بے ہوش مریض۔۔۔۔۔ جو ابھی کچھ ہی گھنٹوں پہلے آپریشن سے فارغ ہوا تھا۔۔۔۔۔ کسی بھی قسم کے سفر کا متحمل تو ہرگز نہیں تھا اور وہ کیسے اسے لاہور کے جا سکتا تھا۔۔۔۔۔ "اصفر ایک زریک نظر اس پر ڈالی اور فون ڈسکنکٹ کیا

ٹھیک ہے آپ بلائیے اپنے سینئر ڈاکٹر کو اور انہیں بھی جنہیں آپ نے سرجن سمجھ کر "میرے والد کو تجربے کے لئے سامنے پیش کر دیا۔۔۔۔۔ آپ کو شاید اندازہ نہیں ہے کہ اگر میرے والد کو کچھ ہو گیا تو میں کیا کر سکتا ہوں آپ کے ساتھ "۔۔۔۔۔ اصفر اشتعال میں بات کرنے لگا۔۔۔۔۔

یار وہی جو خاصے مشہور ڈاکٹر حسن کمال کا آپریٹ تم نے کیا تھا انکا بیٹا بہت شور کر رہا ہے وہ " شاید مطمئن نہیں ہے ---- تم سے کچھ ڈسکس کرنا چاہتا ہے ---- تمہیں آنا پڑے گا میں نہیں آ سکتی --- اس وقت تو بالکل نہیں --- ویسے بھی ساری انفارمیشن میں انکی فائل " میں لکھ چکی ہوں --- وہ خود بھی ڈاکٹر ہیں تو سمجھ سکتے ہیں " وہ لاپرواہی سے بولی "مگر حمنہ وہ پھر بھی تم سے بات کرنا چاہتے ہیں "

فارس مجھے کسی سے بات نہیں کرنی "اب وہ کوفت میں مبتلا ہوئی تھی " یار تم سمجھ نہیں رہی ہو ---- تم ذرا آکر انہیں اطمینان دلا دو گئی تو سب ٹھیک ہو جائے گا " ورنہ وہ اپنے پیشنٹ کو اس کنڈیشن میں لاہور لے جانا چاہتے ہیں جو کہ بہت ر سکی ہے " --- فارس نے پوری بات کلیئر کی اسے پوری امید تھی کہ حمنہ آ جائے گی ---- مگر حمنہ نے صاف انکار کر دیا

میں نہیں آ سکتی --- اگر وہ مطمئن نہیں ہیں تو بے شک اپنے پیشنٹ کو اپنی رسپونسیبلٹی پر " لے جائیں

ہاؤ ڈیر توٹاک دس یار ---- تم تو ویسے ہی ہر مریض کے لئے بہت بچی ہوتی ہو --- ٹرائے " "ٹوانڈسٹینڈ حمنہ بس کچھ ہی دیر کی تو بات ہے

فارس میں سو رہی ہوں اور پلیز سب مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔۔۔۔۔ فون ڈسکنیکٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اتنا روڈ ہو کر تو حممنہ نے کبھی بات نہیں کی تھی خاص طور پر مریضوں کے معاملے میں پچھلے پانچ سال سے وہ اس ہاسپٹل میں تھی فارس کو نہیں یاد کہ کسی مریض کی ذرا سی بات پر حممنہ نا پہنچی ہو۔۔۔۔۔ حالانکہ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ وہ خود بخار میں ہوتی تھی مگر مریض کی ذرا سی کنڈیشن کی خرابی کا سن کر فوراً سے چلی آتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن اس بار۔۔۔۔۔ فارس سمجھ نہیں پا رہا تھا ایک گہری سانس اس نے لی اور ڈاکٹر بیگ کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔

"سر وہ نہیں آرہیں... اپنی اپیلی کیشن وہ دے کر گئی تھیں۔۔۔۔۔ چند دن کی لیو ہر ہیں"

۔۔۔۔۔ فارس نے جیب سے اپیلی کیشن کا پیپر نکال کر بیگ صاحب کے سامنے رکھ دیا

واہ.. اچھی رسپنسبل سرجن ہے آپکی۔۔۔۔۔ جسے اسوقت یہاں ہونا چاہیے تھا وہ اسوقت گھر پر"

چھٹی منارہیں ہیں۔۔۔۔۔ "اصفر غصے سے تپا ہوا اور استزائیہ انداز سے بولا تھا

ایسی بات نہیں ہے شی از ویری رسپونسبل۔۔۔۔۔ اگر وہ نہیں آئی تو ضرور کوئی بڑی وجہ ہوگی"

ورنہ وہ کبھی لیو نہیں لیتی میں خود چیک کرتا ہوں ڈاکٹر حسن کو... "ڈاکٹر بیگ اسٹیٹھوسکوپ لیے کھڑے ہو گئے اصفر بھی اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

* * * * *

سیف جب ہاسپٹل پہنچا۔۔۔۔ ڈاکٹر کمال کو ہوش آ چکا تھا۔۔۔۔ نقاہت کے باوجود وہ خود کو بہتر محسوس کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اصرار بھی اب کافی مطمئن تھا۔۔۔۔۔ چند دن تک انہیں وہیں رہنا تھا۔۔۔۔۔ حمزہ کی چھٹی کی وجہ سے۔۔۔۔۔ فارس پر کافی بوجھ بڑھ چکا تھا۔۔۔۔۔ بڑی مشکل سے رات کی چھٹی لیکر وہ اپنے گھر کے بجائے حمزہ کی طرف چلا آیا۔۔۔۔۔ کال بیل بجاتے ہی نور اور ایمان دونوں ہی خوش ہوتے ہوئے میں گیٹ کی طرف لپکے فارس ہمیشہ ایک مخصوص طریقے سے بیل دیتا تھا۔۔۔۔۔ اور بچے اس سے مانوس بھی بہت تھے۔۔۔۔۔ حمزہ کچن میں ڈنر تیار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ بیل کی آواز سے سمجھ گئی کہ فارس ہی ہے۔۔۔۔۔ اس لئے کوفت زدہ منہ بنا کر کباب تلنے لگی اب وہ آیا تھا تھا دو گھنٹے سے پہلے تو اس کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔ باہر انکل انکل کی آواز پر حمزہ نے برنر بند کیا کباب پلیٹ میں نکالے۔۔۔۔۔ اور باہر لاؤنج میں آگئی جہاں دونوں بچے ہی فارس کی گود میں چڑھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

نور۔۔۔۔۔ مان اترو نیچے اب تم لوگ بچے تو نہیں ہو۔۔۔۔۔ "حمزہ کے ٹوکنے پر وہ یک دم ہی"

چپ سے ہو گئے اور گود سے نیچے بھی اتر گئے

فارس تم بھی نا۔۔۔۔۔ منع کیوں نہیں کرتے ہو انہیں۔۔۔۔۔ "حمزہ لاؤنج میں رکھے ٹیبل پر"

کباب رکھ کر دوبارہ کچن میں چلی گئی

کے گھر کھانے پر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ اف میرے خدایا لگ رہا تھا سب کچھ ابال کر سامنے رکھ دیا ہو
 "۔۔۔۔۔ زہر مار کر کے کھانا کھانا پڑا مجھے اور اس پر یہ بھی ستم کے اسکی تعریف بھی کرنی پڑی
 ۔۔۔۔۔ وہ کھانے کے دوران مسلسل بولے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

کبھی اپنے گھر کا بھی رستہ بھول جایا کرو۔۔۔۔۔ کبھی نایاب کبھی توبہ کبھی روپی اور کبھی میں "۔۔۔۔۔" حمنہ دونوں بچوں کو باری باری نوالہ کھلا رہی تھی

گھر جا کر کیا کروں گا۔۔۔۔ وہاں کونسا میرے لئے گرما گرم روٹی اور کوفتے بنے رکھے ہوں گئے۔"

۔۔۔" فارس نے ہاٹ پاٹ سے روٹی نکالتے ہوئے حمنہ کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

شادی کر لو فارس --- گرم روٹی اور کھانا وقت پر ملے گا" --- حممنہ نے نور کو پانی پلاتے " ہوئے کہا کچھ دیر فارس خاموشی سے حممنہ کو دیکھتا رہا --- پھر ایمان سے پوچھنے لگا کیوں بھیئی مان تم بتاؤں کر لوں شادی ؟" --- ایمان جو کباب کھانے میں مصروف تھا ہسنے لگا " ہاں کر لیں پھر ہم آپ کے گھر کھانے پر آیا کریں گئے" --- "وہ کیچپ لگا لگا کر کباب کھاتے " ہوئے بولا

ہاں۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔۔ تم دونوں کو میں اپنے پاس ہی رکھ لوں ہمیشہ کے لئے۔۔۔۔"

فارس کی ذو معنی بات پر حممنہ نے برجستہ فارس کی طرف دیکھا وہ مسکراتے ہوئے پانی پینے لگا تھا

۔۔۔۔ مان۔۔۔۔ نور جاؤں شاباش کھیلو جا کر "حممنہ نے نیپکن سے دونوں کا منہ صاف کرتے"

ہوئے کہا۔۔۔۔۔ دونوں بچے اپنے کمرے میں چلے گئے

تم کیا بچوں کے ساتھ اول فول بکنے لگتے ہو۔۔۔۔۔ "حممنہ نے فارس کو گھر کہہ تھا"

تو اس میں حرج کیا ہے۔۔۔۔۔ تمہیں اعتراض کس بات پر ہے۔۔۔۔۔ فارس اب سنجیدہ ہو گیا"

تھا۔۔۔۔۔

مجھے اس موضوع پر بات نہیں کرنی۔۔۔۔۔ حممنہ ٹیبل سے برتن اٹھانے لگی۔۔۔۔۔ فارس بھی "کچن میں ہی آگیا

"مجھے تمہارے انکار کی وجہ جاننے کا حق ہے حممنہ۔۔۔۔۔۔۔"

مجھے شادی کرنی ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ بہتر ہے کہ تم اپنا وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنا گھر"

بسالو۔۔۔۔۔ "حممنہ اب سنک میں برتن رکھ کر دھونے لگی

اور تم "وہ خشمگین نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا"

"میری فکر اور ذمہ داری لینے والے تم کون ہوتے ہو۔۔۔۔ میں ایسے ہی خوش ہوں۔۔۔۔"

اس بات پر فارس اس کے قریب آکر بولا

اچھا خوش ہونے والے ایسے ہوتے ہیں۔۔۔۔ تمہاری طرح۔۔۔۔ میں نے تمہیں پچھلے پانچ

سالوں میں کبھی کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔۔۔۔ حمزہ کبھی تمہارے چہرے پر خوشی کی

چمک نہیں دیکھی۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے تمہیں اپنے شوہر سے بہت محبت ہوگی۔۔۔۔۔ میں مانتا

ہوں۔۔۔۔ مگر حقیقت کو بھی تو تسلیم کر لو کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔۔۔۔۔ اپنے لئے

نہیں تو بچوں کا سوچ لو۔۔۔۔ آج وہ چھوٹے مگر کل انہیں ہر قدم پر ایک باپ کے سہارے کی

ضرورت ہے "فارس سنجیدگی سے کہہ رہا تھا لیکن وہ تلخ سی ہو گئی

نہیں ہے ضرورت انہیں باپ کی۔۔۔۔ میں کافی انکے لئے۔۔۔۔ اور میرے بچے بھی کوئی"

انوکھے نہیں ہیں کئی عورتیں اپنے بچوں کو یونہی پال لیتی ہیں۔۔۔۔۔ ساری زندگی انکی بھی گزر

جاتی ہے۔۔۔۔ آسانی سے نا سہی مشکل سے ہی سہی مگر گزر ضرور جاتی آتی ہے "۔۔۔۔ حمزہ تلخ

سی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ فارس بھی حتمی انداز سے بولا

ٹھیک ہے پھر میری فکر بھی مت کیا کرو۔۔۔۔ بہت سے لوگ میری طرح تنہا زندگی بھی بسر کر"

ہی لیتے ہیں انکی بھی گزر ہی جاتی ہے خوشگوار نا سہی روکھی ہی سہی۔۔۔۔۔ چلو چائے بناؤ میرے

لئے۔۔۔۔ اور تم کھانا کھاؤ۔۔۔۔ کھانے سے بھلا کیا ناراضگی ہے تمہاری "۔۔۔۔۔ فارس یہ کہہ کر باہر

اصفر --- حسن کمال صاحب کا آپریشن بالکل ٹھیک ہوا ہے ---- اور کرنے والا سرجن کافی " تجربہ کار معلوم ہوتا ہے ورنہ اس نوعیت کے کیس عام اور معمولی سرجن کے بس کی بات نہیں تھی "---- ڈاکٹر آفتاب بہت بڑے سرجن ہونے ساتھ ساتھ ڈاکٹر کمال کے دوست بھی تھے ---- کمال صاحب کی ساری پرانی نئی رپورٹس دیکھ کر بولے ---- پھر انہیں نئے سرے سے میڈسن اور ڈانٹ کے بارے میں بتانے لگے ---- کافی دن گزرنے کے بعد جب کمال صاحب کافی بہتر ہو گئے تو اصفر بھی مطمئن سا ہو گیا ---- رات کو ڈنر کے بعد وہ کمال صاحب کو

میڈسن خود دیتا تھا۔۔۔۔۔ اب بھی انہیں میڈسن اپنے سامنے کھلانے کے بعد کمرے سے جانے لگا تو کمال صاحب کی پکار پر رک گیا۔۔۔

اصفر کچھ دیر بیٹھو میرے پاس۔۔۔۔۔ کمال صاحب دھیرے دھیرے ہی بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اصفر ان کے بیڈ کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

جی ڈیڈ۔۔۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔ کہیں پین ہے یا کوئی پرابلم ہے تو بتائیے مجھے۔۔۔۔۔ اصفر فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

نہیں بہت بہتر فیل کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ بس بہت عرصہ گزر گیا تم سے بات کیے ہوئے۔۔۔۔۔ حالانکہ کہنے کو ہم باپ بیٹا ہیں۔۔۔۔۔ کمال صاحب کے لہجے میں طنز تھا لیکن اصفر چپ ہی رہا۔

کہاں گم رہتے ہو تم۔۔۔۔۔ بس کر دو اصفر جس کی تلاش میں تم مارے مارے پھر رہے۔۔۔۔۔ نا جانے زندہ بھی ہے یا۔۔۔۔۔ اصفر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں چپ کروادیا۔۔۔۔۔ وہ زندہ ہے۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ہو سکتا اسے۔۔۔۔۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔۔۔ ہے اسے۔۔۔۔۔ اس بار میری آنکھوں کا دھوکہ نہیں تھا نا ہی کوئی وہم و گمان وہ سچ مچ میرے سامنے تھی ڈیڈ بس کچھ دور تھی مجھ سے۔۔۔۔۔ مجھے دیکھ کر بھاگ گئی۔۔۔۔۔ میں نے پیچھا بھی کیا اس کا مگر نا جانے کہاں کھو گئی۔۔۔۔۔ اصفر بہت مضطرب سا ہو کر بتا رہا تھا۔۔۔۔۔

تم نے اسے اپنے ہواسوں پر سوار کر لیا ہے اصفر بھول جاؤں اسے ---- "حسن کمال اسکی"
دیوانگی سے تنگ آچکے تھے

کوئی اور بات کریں ڈیڈ "آواز میں نمی تھی"

کیا بات کروں ---- تم ہی غور کرو خود پر اپنا حلیہ دیکھوں کون کہہ سکتا ہے تم ایک ڈاکٹر اور "
سرجن ہو ---- تم نے ہاسپٹل بھی جانا چھوڑ دیا ہے ---- سیف اور میرب کب تک اکیلے
سنجھالیں گئے تمہاری ماما کے انتقال کے بعد میں ویسے بھی ٹوٹ چکا ہوں ---- تم بھی بے
نیاز ہو گئے ہو ---- ہو سپٹل کی وہ رپوٹیشن بھی نہیں رہی جو پہلے ہوا کرتی تھی
"ٹھیک ہے کل چلا جاؤں گا ----"
"بس کل؟"

ڈیڈ میں پابندی سے نہیں جاسکتا مجھے اسے ڈھونڈنا ہے بس آپ کے ٹھیک ہونے کا انتظار "
ہے مجھے واپس وہیں جانا ہے جب تک وہ نہیں مل جاتی میرے لئے ہر - چیز بے معنی ہے
---- میرا دل کہتا ہے وہ وہیں کہیں ہے --- یونہی کسی دن سر راہ مجھے مل جائے
گئی ---- "اصفر کو اپنی محبت پر یقین تھا

چلو خدا کرے ایسا ہی ہو ---- "حسن کمال کو ہی بیٹے کے سامنے ہار مانی پڑی"

اصفر یہ لڑکی ضرور ہمیں بدنام کرے گی مجھے اسکے تیور ٹھیک نہیں لگتے ---- اور تم جانتے ہو"

پورے شہر میں میری کیا رپوٹیشن ہے ---- میں اس نیچ خاندان کی معمولی سی لڑکی کی کوتاہی کو برداشت نہیں کروں گا "کمال صاحب کو بیتے لمحے یاد آنے لگے تھے

"ڈیڈ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی ---- میرا وعدہ ہے آپ سے"

کیا کرو گئے تم ---- کیا کر سکتے ہو تم -- "کمال صاحب چلا کر آپے سے باہر ہوتے ہوئے"

بولے

"ڈیڈ میں نے کہا نا وہ کچھ نہیں کرے گی"

میں کچھ نہیں جانتا اصفر اگر اس لڑکی نے اپنا منہ کھولا تو میں جان سے مار ڈالوں گا"

---- کمال کو اپنی بازگشت سنائی دے رہی تھیں ----

*****

حمزہ ابھی اوپی ڈی کے مریضوں سے فارغ ہوئی تھیں ---- کہ برف باری کا سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا تھا ---- اس نے موبائل پر ملازمہ کو سخت تاکید کی کہ ایمان اور نور کو بالکل باہر نا نکلنے دے ---- فون بند کر کے اٹھ گئی اسے فکر تھی کہ بچے کبھی بھی ملازمہ کی بات کو اہمیت

تھینکس فارس۔۔۔ اگر تم چلے جاؤ۔ گئے تو میں بیفکر ہو جاؤں گی۔۔۔"۔۔۔

یو ڈونٹ وری حممنہ ---- میں ہوں نا --- بچوں کی فکر مت کرنا --"۔ فارس نے مسکرا کر اسے "تسلی دیتے ہوئے کہا اور جانے کے لئے تیار تھا

فارس "چند قدم ہی باہر کی جانب بڑھائے تمھے کی حممنہ کی پکار پر رکنا پڑا"
 "ہاں"

"کھانا فریج میں رکھا ہے۔۔۔۔ اور قدسیہ سے کہنا کہ روٹی بنا دے"

او کے کہہ دوں گا بلکہ مان اور نور کو خود اپنے ہاتھوں سے کھا دوں گا۔۔۔۔۔" فارس حمنے کی پریشانی کو بھانپ گیا تھا حمنے جلدی میں تھی اس لئے ایرجنسی کی طرف چلی گئی اور فارس ہاسپٹل سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ ابھی برف باری شروع ہی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ پارکنگ میں کھڑی گاڑی کی طرف تیزی سے بڑھ گیا۔۔۔۔۔ گاڑی کافرنت ڈور کھول کر بیٹھ گیا سردی کافی بڑھ گئی تھی اور شام تو ویسے ہی ڈھل چکی تھی۔۔۔۔۔ فارس نے ایک نظر آسمان کی طرف دیکھ کر موسم کے تیور دیکھنے چاہے۔۔۔۔۔ جو کسی طور ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔۔۔۔۔ فارس نے گاڑی کی اسپید نارمل ہی رکھی کیونکہ باف باری کی وجہ سے سڑک پر کافی پھسلن سی ہوگئی تھی اور کچھ سڑکیں بھی سانپ کی طرح بل کھاتی تھی۔۔۔۔۔ وہ کافی محتاط ڈرائیو کرتے ہوئے حمنے کے چھوٹے سے کالج ناگھر کے قریب گاڑی روکی۔۔۔۔۔ سامنے لکڑی کے دروازے کے اندر سے ہی مان اور نور چھوٹے سے

لان میں ادھر ادھر بھاگتے نظر آرہے تھے اور قدسیہ حمہ کی ملازمہ ان کے پیچھے بھاگتے ہوئے انہیں آوازیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔ مگر وہ شاید اس کی سن ہی نہیں رہے تھے۔۔۔ کبھی وہ نور کے پیچھے بھاگتی تو کبھی ایمان کے پیچھے۔۔۔ وہ دونوں ہی اسے منہ چڑھاتے بھاگ رہے تھے کبھی باغیچے میں بکھری برف اٹھا کر قدسیہ کے اوپر پھینکنے لگے فارس نے لکڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔ اور تیزی سے جا کر ایمان کو پیچھے سے گود میں لے لیا "بہت شرارتی ہو گئے ہاں۔۔۔ چلو اندر۔۔۔ آؤ قدسیہ تم نور کو اندر لیکر آؤں"۔۔۔ فارس نے ہانپتی ہوئی بھری جسامت کی قدسیہ کو کہا۔۔۔۔۔ جس کا بھاگ بھاگ کر سانس بری طرح پھول رہا تھا۔۔۔۔۔

جی صاب جی۔۔۔۔۔ چلو نور۔۔۔۔۔ نور نے جب ایمان کو فارس کی گود میں دیکھا تو اس کا جوش خود ہی ختم ہو گیا۔۔۔ ایمان کے ساتھ ملکر اسے بھی تنگ کرنے کا جوش اور ولولہ بڑھ جاتا تھا زیادہ تر شرارتیں وہ ایمان کے ساتھ ملکر ہی کرتی تھی اب بھی بڑی شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قدسیہ کو اپنا ہاتھ پکڑا کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

انکل یار چھوڑیں مجھے۔۔۔ مجھے ابھی باہر کھیلنا ہے۔۔۔۔۔ "ایمان اپنا آپ فارس سے چھڑواتے" ہوئے بولا

نہیں کھیلنا۔۔۔۔۔ بیمار پڑ جاؤں گئے۔۔۔ چلو آرام سے بیٹھو یہاں۔۔۔۔۔ فارس نے اسے "صوفے پر لیٹا دیا۔۔۔ ایمان کا موڈ کافی آف تھا۔۔۔۔۔ نور بھی چپ چاپ ایمان کے ساتھ بیٹھ گئی

-----جیسے وہ ہاتھ باندھے منہ پھلائے اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا نور بھی ویسے ہی منہ پھلائے بیٹھ گئی -----

نور بیٹا ادھر آؤ میرے پاس "۔۔۔۔۔" فارس نے نور کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا " نہیں نور تم انکل سے بات نہیں کرو گی۔۔۔ انکل گندے ہیں "۔۔۔ ایمان نے ماتھے پر " شکنیں ڈالے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا

انکل میں آپ سے بات نہیں کرو گی آپ گندے ہیں "۔۔۔ نور نے بھی ایمان کی تائید میں کہا "فارس مسکرا نے لگا۔۔۔۔"

اچھا تو ٹھیک ہے مت کرو بات ---- جو چاکلیٹ میں تم دونوں کے لئے لایا تھا وہ میں قدسیہ " کو دیتا ہوں --- قدسیہ جو ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی اپنی پوری بتیسی نکال کر ہسنے لگی قدسیہ تمہارے کتنے بچے ہیں " فارس نے دونوں کو نظر انداز کر کے قدسیہ سے پوچھا " جی صاب جی چار - " --- قدسیہ نے اسے ہاتھ کی چار انگلیاں دیکھا کر بتایا " ایمان اور نور نے ایک دوسرے کو دیکھا آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کیے پھر فارس کے پاس " آکر بیٹھ گئے

انکل آپ چوکلیٹ لیکر آئے ہیں "۔۔۔۔ ایمان نے بڑی لگاؤ دیکھاتے ہوئے کہا"

"بلکل لایا ہوں۔۔۔"

انکل آپ کو پتہ ہے قدسیہ کے بچوں کا گلہ خراب ہے۔۔۔۔۔ مئی نے کل ہی تو دوا لا کر دی " قدسیہ کو۔۔۔۔۔ "ایمان نے ناک چڑھاتے ہوئے بہانے بنانے شروع کیے اچھا۔۔۔۔۔ چلو کوئی بات نہیں قدسیہ کھا لے گی"

کیوں بھی قدسیہ تم تو بیمار نہیں ہونا۔۔۔۔۔ فارس مصنوعی حیرت دیکھاتے ہوئے قدسیہ سے پوچھنے لگا وہ بھی بچوں کی بہانے بازی سمجھ گئی تھی اس لئے کھی کھی کر کے ہسنے لگی "نہیں جی میں تو بھلی چنگی ہوں۔۔۔۔۔"

جھوٹ مت بولو ابھی تو کچھ دیر پہلے کھانس رہی تھی۔۔۔۔۔ ایمان غصے سے بولا "ہاں انکل سچی۔۔۔۔۔ قدسیہ بہت جھوٹ بولتی ہے۔۔۔۔۔ آپ یہ چو کلیٹ مجھے اور مان بھیا کو" دیدی۔ ہم تو بالکل جھوٹ نہیں بولتے۔۔۔۔۔ نور نے بڑی معصومیت سے بھائی کا ساتھ دیا تھا وہ تو میں دیدوں مگر میں تو بہت گندا ہوں نا۔۔۔۔۔ فارس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ "نہیں میں نے یہ کب کہا وہ تو مان بھیا نے کہا تھا "نور فوراً اپنے موقف سے ہٹی تھی "جی نہیں میں نے نہیں نور تم نے کہا تھا۔۔۔۔۔ "ایمان نے نور کو آنکھیں دیکھائیں "اچھا بس بس۔۔۔۔۔ فارس نے انکی تکرار سے محفوظ ہوتے ہوئے جیب سے چو کلیٹ نکال کر "ان دونوں کی طرف بڑھا دی دونوں نے شکریہ کے ساتھ وہ چو کلیٹ فارس سے لی۔۔۔۔۔"

"تھینکس فارس ---- ایکچلی دو تین ایرجنسی کے کیس آئے ہیں میں شاید صبح ہی آ پاؤں"

--- حمنہ کی بات پر فارس گرمی سانس لے کر رہ گیا "او کے ---- ٹھیک ہے ---- پھر میں"

"میں سو جاتا ہوں ----"

ہاں تمہیں زحمت تو ہوگئی ---- لیکن بس کچھ دن کی بات ہے میں نے کہہ رکھا ہے ایک دو"

جگہ جلد ہی دن رات کے ملازمہ کے لئے مجھے امید ہے کہ بہت جلد انتظام ہو جائے گا

---- "حمنہ نے رقت آمیز لہجے میں کہا

"ہاں وہ تو تم کر ہی لوگئی ---- مگر بچوں کو اس وقت تمہاری ضرورت ہے حمنہ"

ہاں میں جانتی ہوں مگر ---- کسب معاش بھی ضروری ہے ---- پھر میرا پیشہ ایسا ہے کہ"

میں ---- "حمنہ کی بات فارس نے پیچ میں سے اچک لی تھی

جی جی میں سمجھ سکتا ہوں ---- اپکی مجبوریاں ---- حمنہ تم مان کیوں نہیں لیتی کہ تمہیں"

ایک ساتھی کی اشد ضرورت ہے ---- ماسی کے بجائے ساتھی کے بارے سوچوں اور اسکے

لئے ادھر ادھر کہنے اور کوشش کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے ---- بندہ غلامی کا شرف

حاصل کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے ---- "فارس کی بات پر وہ بس ہسنے لگی

کبھی تو سیریس بھی جایا کرو "حمنہ نے ہنستے ہوئے بات اڑائیں تھی"

بہت سیریس ہوں یار۔۔۔۔۔ بے شک قسم لے لو۔۔۔۔۔ "فارس کی جذباتی باتوں سے وہ ہمیشہ"
 ہی زچ ہو جاتی تھی
 فارس پلیز۔۔۔۔۔"

ہاں ہاں معلوم ہے تم کہو گئی"

پلیز فارس اگر تمہیں اس قسم کی فضول باتیں کرنی ہے تو میں فون رکھ دیتی ہوں۔۔۔۔ میری خاطر اپنا وقت ضائع مت کرو کسی بھی اچھی لڑکی سے شادی کر لو وغیرہ وغیرہ "۔۔۔۔۔ حمنہ بے ساختہ ہنس پڑی

"شکر ہے کہ تمہیں ہنسنا بھی آتا ہے ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ۔۔۔۔۔"

بس تم اپنی سمجھ اپنے پاس رکھو۔۔۔۔ اور بچوں پر بلینکٹ ٹھیک سے اوڑھا دینا۔۔۔۔ نور کا " ہاتھ پکڑ کے سونا فارس وہ رات کو ڈر جاتی ہے "۔۔۔۔ حمنہ کو بار بار بچوں کی فکر ستا رہی تھی

"او کے مادام --- اور کوئی حکم"

نہیں بس یہی "۔۔۔ حمزہ نے فون رکھ دیا۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی آکر اپنے کمرے میں"
بیٹھی تھی۔۔۔ کرسی سے اپنی پشت ٹکا کر کچھ دیر آنکھوں بند کیے لیٹ گئی۔۔۔۔

مبارک ہو حمد اللہ نے تمہیں رحمت اور نعمت دونوں سے نوازہ ہے "----- حمد نے آنکھیں"

کھول کر دیکھا تو دو معصوم بچے اسکے برابر میں لیٹے سو رہے تھے ----- دو دن بعد وہ ہوش میں آئی تھی ----- زندگی اور موت کی جنگ لڑتے ہوئے موت کو شکست دینے میں اسے دو دن لگ گئے تھے ----- نقاہت اور تکلیف کے باوجود ----- اپنے معصوم سے بچوں کو دیکھ کر وہ اپنے سارے غم جیسے بھول گئی تھی ----- ڈاکٹر نے اسکے سر پر پیار سے ہاتھ پھرا اور باہر چلی گئی کچھ دیر بعد ایک نرس آکر اسکی ڈپ چیخ کرنے لگی

بی بی اللہ نے بڑا کرم کیا ہے آپ پر ورنہ ڈاکٹر تو امید کھو بیٹھے تھے کہ آپ کو ہوش بھی آئے گا"

--- دو دن آپکے بچوں نے بڑا تنگ کیا ہے جی ----- ویسے کوئی تو ہو گا آپ کا "----- نرس نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا

نہیں کوئی نہیں ہے ----- "وہ دھیرے سے بولی آنکھوں کے کنارے بھیکے تھے"

"ان بچوں کا باپ ----- وہ کہاں ہے"

وہ بھی نہیں ہے ----- گزر گیا ہے "----- حمد نے با مشکل کہا"

اوہ بڑا دکھ ہوا سن کر ----- باپ کے بغیر دو دو بچوں کی پرورش --- بڑا کٹھن امتحان ہے بی"

بی-----

رپوٹ کے بھی کر لیتی ہیں "۔۔۔۔۔ نایاب کا ستائشی انداز فارس کو حممنہ کے بارے میں اور بھی تجسس میں ڈال گیا۔۔۔۔۔ اسوقت تو وہ سب سے بس ملنے ہی آیا تھا اس لئے واپس اپنے گھر چلا گیا۔۔۔۔۔ مگر رات بھر حممنہ کے بارے میں ہی سوچتا رہا۔۔۔۔۔ اتنی کم عمر لڑکی ڈاکٹر سرجن۔۔۔۔۔ اور اتنی پیاری۔۔۔۔۔ کاش کچھ مہنے پہلے مل جاتی اپنی اماں سے تو ضرور ملواتا کتنی چاہ تھی انہیں میری شادی کی۔۔۔۔۔ اب لڑکی ملی ہے تو اماں لگے جہان سدھار گئیں ہیں۔۔۔۔۔ دوسرے ہی دن ڈاکٹر بیگ نے ہی حممنہ سے فارس کا تعارف کروایا۔۔۔۔۔ حممنہ نے بس ایک مدھم سی مسکراہٹ سے ہی اپنا سر اثبات میں ہلایا پھر ڈاکٹر بیگ سے کسی کیس کے بارے میں ڈسکس کرنے لگی۔۔۔۔۔ جیسے فارس وہاں موجود ہی نا ہو۔۔۔۔۔ یہ بات فارس کو کھل گئی تھی

اب میں اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہوں کہ مجھے دیکھتے ہی یوں نظر انداز کیا جائے اچھا خاصا بینڈسم ہوں۔۔۔۔۔ شاید یہ لڑکی مغرور بہت ہے۔۔۔۔۔ "ڈاکٹر فارس نے پہلی ملاقات میں تو یہی رائے حممنہ کے بارے میں قائم کی۔۔۔۔۔ کئی بار ڈاکٹر فارس نے حممنہ سے بات کرنا چاہی مگر وہ بہت محتاط اور لئے دیے انداز کو ہی اپنائے رکھتی تھی۔۔۔۔۔ اس تکلف کی دیوار کو اس نے کبھی گرنے ہی نہیں دیا تھا ایک سال گزر گیا تھا۔۔۔۔۔ مگر حممنہ کے رویے میں تبدیلی کبھی نہیں آئی ہاں البتہ پیشنٹ کے ساتھ اسکا رویہ بہت دوستانہ ہوتا اور خاص طور پر بچوں کے ساتھ وہ بالکل

فرینکلی ہو کر بات کرتی تھی ---- ایک دن سب ہی ڈاکٹر حمزہ کے روم میں بیٹھی چائے سے لطف اندوز ہو رہیں تھیں کہ ڈاکٹر فارس اور ڈاکٹر شہروز بھی وہیں آ گئے --- چائے پی جا رہی ہے وہ بھی اکیلے اکیلے - ؟ "شہروز نے سب کو گھورتے ہوئے کہا" اکیلے تو خیر مت کہیں ڈاکٹر شہروز ماشاء سے ہم چار خواتین یہاں موجود ہیں "---- نایاب نے " مسکرا کر کہا

ویسے ڈاکٹر بیگ کیا آج آف پر ہیں "---- فارس نے پوچھا" "نہیں کیوں"

انکے ہوتے ہوئے سب ڈاکٹر ایک ساتھ بیٹھ کر چائے پی لیں میرے خیال سے یہ ناممکنات " میں سے ہے --- "فارس کی بات پر سب ہی ہسنے لگیں لیکن حمزہ صرف مسکرائی تھی ایکچلی آج کوئی نیا کیس آیا ہی نہیں ہے اس لئے کچھ فرصت مل گئی ---- اپ لوگ بیٹھیں " میں آپ کے لئے بھی چائے منگوا دوں "---- حمزہ نے شگوار لہجے میں کہا ---- پھر چائے کافی پرتکلف انداز میں ہلکی پھلکی باتوں میں پی گئی ---- اتفاق تھا کہ ڈاکٹر فارس اور حمزہ کی ڈیوٹی ایک ساتھ ہی آف ہوئی تھی شام کے پانچ بج رہے تھے ---- موسم نے بھی یک دم ہی اپنے تیور بدلے ---- تیز بارش نے کچھ سوجنے ہی نہیں دیا ---- فارس نے دیکھا کہ وہ پیدل ہی تیز

اچھا آپ بچوں کے پاس جائیں "---- حمنے کے کہنے پر ملازمہ وہاں سے ایک کمرے کی طرف " چلی گئی فارس کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا
شکر کتنی لیں گئے آپ "---- "حمنے نے فارس سے پوچھا مگر اسے لگا جیسے اسکی آواز حلق میں " بھی پھنس گئی ہو ----

"فارس آپ شکر کتنی لیں گئے"

فارس کچھ سنبھل کر بیٹھ گیا اپنا گلہ صاف کیا اور با مشکل بولا دل کی کلی کھلنے سے پہلے مرجھائی تھی

بس ایک چمچ "---- حمنے نے ایک چمچ کپ میں ڈال کر چائے کا کپ فارس کی طرف بڑھادیا " آپ میریڈ ہیں "---- فارس نے ہچکچاتے ہوئے کہا "

جی میرے دو بچے بھی ہیں "---- چائے کا ذائقہ فارس کو کڑوا سا لگنے لگا شاید یہ اس کے اندر " ہی کڑواہٹ تھی پچھلے ایک سال سے وہ ایک ایسی لڑکی کے خواب اپنی آنکھوں میں سجا رہا تھا جو اسکی کبھی ہو ہی نہیں سکتی تھی ----
"حمنے آپ نے پہلے کبھی تذکرہ نہیں کیا"

اس میں بتانے والی کیا بات تھی ---- پھر ایسا موقع بھی نہیں ملا ---- اپ بتائیے آپ کی " بیوی بچے ؟ ---- "حمنے نے بات ادھوری چھوڑ دی

"اوہ۔۔۔۔ اچھا"

کمال صاحب اب چلنے پھرنے کے قابل ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ رہتے تو وہ گھر ہی تھے مگر اب کمرے سے نکل کر باہر لان میں بیٹھ جاتے۔۔۔۔۔ تازی ہوا میں بیٹھ کر اخبار پڑھ لیتے۔۔۔۔۔ ملازم ہمہ وقت انکے آگے پیچھے رہتے تھے تاکہ کسی ضرورت کے تحت بھی انہیں اونچی آواز نادینی پڑے اور یہ آڈر اصفر کی طرف سے ہی جاری ہوا تھا۔۔۔۔۔ اصفر کو ایک سفری بیگ کے ساتھ لان میں آتے دیکھ کر حسن کمال صاحب سمجھ گئے کہ اس کے پاؤں میں جو سفر کا چکر بند چکا ہے وہ اسی میں گھن چکر بنا رہے گا روکنے پر بھی نہیں رکے گا۔۔۔۔۔ ایک گہری سانس بھر کے اخبار کو لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا۔۔۔۔۔ اصفر انکے پاس آکر رک گیا سلام کیا انکی مزاج پرستی کی دوائیں وقت پر لینے کی ہدایت کی اور برابر میں کھڑے ملازم لڑکے کو سختی سے تاکید کی کہ کمال صاحب کے دواؤں میں اگر تاخیر ہوئی تو وہ اسے نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔۔ پھر کمال صاحب کی طرف ایک الوداعی نظر ڈال کر جانے کی اجازت مانگنے لگا

ڈیڈ میں جاؤں "۔۔۔۔۔ کمال صاحب نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی "میرے انکار پر کیا جانے کا ارادہ ملتوی کر دو گئے "وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولے "وہ میں نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ آپ جانتے ہیں "۔۔۔۔۔ وہ بے بسی سے بولا "پھر پوچھتے کیوں ہو۔۔۔۔۔ یونہی چلے جایا کرو۔۔۔۔۔" پیشانی پر کئی بل پڑے تھے "

اور بریڈ کا سلاٹس اسکی طرف بڑھا کر بولی

اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں تمہارے نخرے برداشت کروں گی تو منہ دھو کر رکھو اپنا۔۔ میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔۔ ایسی امیدیں تم اپنی بیوی کے لئے سنبھال رکھو "۔۔۔۔۔ فارس نے خشمگین نظریں اس پر ڈالیں اور بریڈ اسکے ہاتھ سے لے لی

مجھے معلوم ہے میرے اور تمہارے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں ہے کہ تم مجھے مناؤں یا"

میرے نخرے اٹھاؤں۔۔۔۔۔ مگر ایسا بھی نہیں ہے حمزہ کہ ایسا کوئی رشتہ قائم نہیں ہو سکتا

"

فارس "حمنہ کا نوالہ ہاتھ میں ہی رہ گیا تھا وہ اس کے اس موضوع سے عاجز آچکی تھی"

بس آج مجھے بولنے دو --- ہر بار چپ کے بندھ باندھ دیتی ہو ---- کیوں ----؟ "وہ بھی دل"

جلالے بیٹھا تھا اس لئے تپ کر جواب دے رہا تھا

اس لئے کہ میرے پاس تمہارے جذبات کے لئے کوئی احساس نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں"

تمہارے ساتھ کوئی منافقت کا رشتہ قائم نہیں کر سکتی بلکہ میں کوئی رشتہ قائم کر ہی نہیں سکتی

۔۔۔۔ سمجھ لو کہ بہت بڑی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہوں۔۔۔ بار بار اس قسم کی باتیں کر کے

مجھے تکلیف مت دیا کرو۔۔۔ "وہ بھی ضبط سے گزر رہی تھی اپنے۔ ناشتے کی پلیٹِ حمہ نے

پیچھے کھسکا دی فارس نے بھی اپنے ہاتھ میں پکڑی بریڈ واپس پلیٹ میں رکھ دی تھی

رات بھر میں تمہارے گھر ہر رہا ہوں۔۔۔۔ اور ایسی کئی راتیں یہاں گزاری ہیں۔۔۔۔ مان اور نور" کے ساتھ اس لئے کہ پیچھے ان کا خیال رکھنے والا کوئی موجود نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ دنیا کی نظر میں کیا حشیت ہے میرے یہاں رکنے کی۔۔۔۔۔؟ "ایک سچ تھا جو فارس کی زبان پر تھا حمزہ نے نظریں چرائیں۔ تھیں

میں نے کہا تو ہے کسی ملازمہ کے لئے۔۔۔۔ بیفکر رہو ڈاکٹر بیگ سے میں بات کرو گی کہ رات کی ڈیوٹی اب میں بالکل نہیں دے سکتی۔۔۔۔ تمہیں آج کے بعد زحمت نہیں ہو گی۔۔۔۔ حمزہ کچھ شرمندہ سی ہونے لگی تھی فارس کی بات بالکل درست تھی۔۔۔۔ ایک اکیلے مرد کا اس کے گھر رکنا اسے سب کی نظر میں مشکوک بھی کر سکتا تھا

مجھے تمہاری عزت بہت عزیز ہے حمہ۔۔۔۔۔ مگر یہ حل نہیں ہے تم مان کیوں نہیں لیتی کہ " تمہیں کسی ملازمہ کی نہیں ایک ساتھی کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ ان پانچ سالوں میں کتنی ملازمہ آئیں اور چلی گئیں۔۔۔۔۔ یہ مستقل حل نہیں ہے " اس بار وہ سنجیگی سے بات کر رہا تھا جو تم چاہتے ہو وہ ممکن نہیں ہے۔۔۔۔۔ حمہ اب بھی اپنی بات پر قائم تھی فارس اٹھ کر " کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ باہر جانے لگا تو حمہ کی پکار کر رک گیا فارس۔۔۔۔۔ تم کسی اور سے شادی کر لو۔۔۔۔۔ فارس نے اپنا غصہ ضبط کیا اور پلٹ کر دیکھے " بنا باہر چلا گیا۔۔۔۔۔

حمنہ کا ناشتے سے دل اچاٹ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ دونوں ہاتھوں میں سر لئے اپنی سلگتی ہوئی کنپٹیاں دبانے لگی۔۔۔ قدسیہ اندر داخل ہوئی تو سیدھی حمنہ کے پاس آکر سلام کرنے لگی۔۔۔ بی بی جی فارس صاب رات یہیں رکے تھے۔۔۔ اس کا مطلب آپ صبح ہی آئی ہوں گی۔۔۔؟ قدسیہ فارس کو جاتے دیکھ چکی تھی۔۔۔ قدسیہ کا انداز اور لہجہ سادہ سا تھا مگر حمنہ کو اندر تک پھانس کی طرح چبھ سا گیا

جب معلوم ہے تو پوچھ کیوں رہی ہو۔۔۔۔۔ حمنہ کے لہجے میں تلخی سی گھل گئی حالانکہ یہ اس کے مزاج کا حصہ نہیں تھی۔۔۔ وہ تو بہت نرم خو اور محبت سے بات کرنے کی عادی تھی۔۔۔۔۔ آسہ کچھ گڑبڑا سی گئی فوراً ناشتے کے برتن اٹھانے لگی۔۔۔۔۔ میں سونے جا رہی ہوں اگر بچے اٹھ جائیں تو انہیں ناشتہ کروا دینا۔۔۔۔۔ حمنہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔

پرانی قیام گاہ میں پہنچنے میں آدھی رات بیت چکی تھی مگر ابھی بھی وہ سفر میں تھا وہ جب لاہور سے نکلا تھا تو اچھا خاصا دن نکلا ہوا تھا اصف کو یقین تھا کہ وہ رات تک اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائے گا مگر۔۔۔۔۔ پھر مری کے راستے پر گاڑی ڈالتے ہی برفباری کی وجہ سے گاڑیوں کی لمبی قطار

اور انتظار کی خفت اصفر کو مزید تھکانے لگی تھی۔۔۔۔۔ گاڑیوں کی ٹی ٹی سے سر میں الگ درد سا ہونے لگا۔۔۔۔۔ ٹریفک کا اڑدھا سرکتے سرکتے اصفر کو صبح ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ اصفر نے شاٹ کٹ کے چکر میں گاڑی دائیں جانب موڑ لی کیونکہ بائیں طرف گاڑیوں کی کافی لمبی قطار کی وجہ سے راستہ بلاک تھا۔۔۔۔۔ گاڑی تو وہ موڑ چکا تھا مگر بالکل غیر ارادہ طور پر۔۔۔۔۔ راستے سے بالکل انجان تھا۔۔۔۔۔ تھوڑا آگے جاتے ہی اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا وہ روڈ آگے جا کر بند ہو چکا تھا اور سامنے ایک چھوٹے سے کالج کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔ گاڑی بھی مسلسل کئی گھنٹوں سے چل رہی تھی اس لئے وہ بھی اب چلنے سے انکاری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کئی بار اسٹاٹ کرنے پر بھی گاڑی اسٹاٹ نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ اصفر نے غصے سے اسٹیرنگ پر زور سے ہاتھ مارا۔۔۔ پھر باہر نکل کر گاڑی کو دھکا دے کر ل ایک کونے میں گاڑی لاہور سے نکلتے وقت تے اس نے صرف چائے کا ایک کپ پیا تھا اور راستے میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔۔۔ اور اب یہ عالم تھا کہ بھوک کے مارے پیٹ میں بل سے پڑنے لگے تھے سامنے کالج کے باہر بنے خوبصورت سے باغیچے میں دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے۔۔۔۔۔ اصفر نے ایک اچھلتی سی نظر ان کے ڈالی پیاس کی وجہ سے حلق میں بھی کانتے چبھ رہے تھے اس نے گاڑی میں جھانک کر دیکھا تو پانی کی بوتل بھی خالی ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ اصفر نے بے دلی سے بوتل باہر نکالی اور اس

ہاں بھی بولو کس سے ملنا ہے ---- "قدسیہ نے اصفر سے پوچھا"

مسافر ہوں بی بی مہربانی کر کے اس بوتل میں پانی بھر دیں "----- اصفر میں بلند آواز"
 سے کہا وہ بچہ اب اس عورت تک پہنچ چکا تھا ---- اس نے بوتل اس بچے سے لی اور اندر چلی
 گئی وہ بچی بھی اس کے ساتھ اندر کی طرف بھاگ گئی مگر وہ بچہ وہیں اپنی جیب میں ہاتھ ڈالے
 اصفر کو گھورتا رہا ---- اصفر کو نا جانے کیوں اس کا یہ انداز بھانے لگا تھا اتنی چھوٹی سی عمر میں
 بھی وہ کسی پختہ مرد کی طرح ریاکیٹ کر رہا تھا ---- جیسے اپنے گھر کا واحد نگہبان ہو اور اپنی فیملی
 کی حفاظت اسی کے ذمے ہو ---- اصفر کا جی چاہا وہ اسکے قریب جا کر اسے گود میں بھر
 لے ---- وہ عورت پانی کی بوتل لے آئی اور گیٹ تک دینے بھی آئی اصفر نے آگے بڑھ کر
 بوتل لیتے ہوئے کہا

شکریہ جی "----- اصفر نے مؤدب انداز میں کہا اور پانی کی بوتل لیکر منہ لگا کر پینے لگا"
 ---- پیاس اتنی شدت کی تھی کہ لمحہ بھر بھی انتظار کیے بغیر بوتل کو منہ لگا گیا تھا
 آپ کو کسی نے یہ نہیں بتایا کہ پانی ہمیشہ بیٹھ کر بسم اللہ پڑھ کر تین گھونٹ میں پینا چاہیے "
 "---- اس بچے کی بات سن کر اصفر نے فوراً بوتل نیچے کر لی -- وہ بچہ اسے حیران کرنے پر تلا
 ہوا تھا ---- بڑی دلچسپ سی گفتگوں لگ رہی تھی اسکی - پھر مسکرا کر اسے دیکھا اپنا کان پکڑ کر
 آنکھ دبائی

سوری بھول گیا تھا۔۔۔۔۔ پھر وہیں سڑک پر دو زانوں بیٹھ کر گھونٹ گھونٹ کر کے پانی پیا۔۔۔۔۔ اور پھر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

قدسیہ مجھے سیب لا کر دیں۔۔۔۔۔ وہ بچہ گیٹ کے پاس ہی کھڑا اصفر کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

مان بیٹا آپ اندر آ کر کھا لیں "قدسیہ ایمان کو اندر لے جانا چاہتی تھی"

آپ لا کر دیں نا۔۔۔۔۔ وہ وہیں کھڑا بولا تو قدسیہ اندر چلی گئی اصفر نے اپنی گاڑی کا بونٹ کھولا۔۔۔۔۔ دیکھنے لگا کہ گاڑی کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔۔۔۔ گاڑی کافی ہیٹ اپ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ اصفر نے گاڑی میں پانی ڈالا تو شن کی آواز سے دھواں اڑنے لگا۔۔۔۔۔ اب وہ بچہ بڑی دلچسپی سے اصفر کو گاڑی کی میکننگ کرتے دیکھ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ سیب کھا رہا تھا۔۔۔۔۔ اصفر گاڑی کو ٹھیک کرنے کے ساتھ ساتھ اس بچے ہر بھی چور نظر دوڑا لیتا۔۔۔۔۔

ایسے انکل بات سنو۔۔۔۔۔ اصفر نے ایمان کے پکارنے پر اسکی طرف دیکھا اسے لگا شاید کسی اور کو بلا رہا ہے پھر دائیں بائیں جانب دیکھا لیکن وہاں اسکے علاوہ کوئی نہیں تھا پھر اپنی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھنے لگا

"میں۔۔۔۔۔ مجھے بلایا آپ نے"

ہاں ہاں آپ۔۔۔۔۔ ادھر آئیں ذرا۔۔۔۔۔ اصفر کو یہ سب بہت دلچسپ سا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ

اس بچے کی طرف آتے ہوئے گیٹ کے قریب آ کر پوچھنے لگا

"جی بولے"

آپ کیا بھوکے اور نذیدے ہیں جو مجھے سیب کھاتے ہوئے یوں دیکھ رہے ہیں "----اب تو" اصر کا قمع بے اختیار تھا وہ تھوڑا جھک کر اسکے برابر ہو کر بولا

ندیداً تو نہیں ہاں بھوکا ضرور ہوں کل سے کچھ نہیں کھایا "----- بڑی معصومیت سے اس نے کہا

"کیوں۔۔۔۔ کیوں نہیں کھایا"

بس بہت غریب ہوں پیسے نہیں تھے کھانے کے میرے پاس -"۔۔۔ وہ چہرے پر مصنوعی "مظلومیت سجائے بولا

اچھا آپ غریب ہیں ---- "اس نے تعجب سے اصرار کی جانب دیکھا"

"جی بہت غریب ہوں"

پھر ایسا کریں یہ سیب آپ کھالیں ---- "ایمان نے اپنا سیب اسکی طرف بڑھا دیا"

سچی میں کھا لوں؟ "اصفر نے تعجب دیکھا"

ہاں ممی کہتی ہیں کسی غریب اور بھوکے کو اپنے گھر سے ایسے ہی نہیں لوٹانا چاہیے اللہ تعالیٰ"

ناراض ہوتے ہیں "----" بچے کی بات پر اصفہ نے مسکراتے ہوئے شکریہ کے ساتھ اس سے

وہ سیب لے لیا۔۔۔۔۔ اصفہ نے گاڑی کا بونٹ بند کیا اور سیب کھاتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 70
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/923061756508)

ممی مسافر تھا پھر غریب بھی تھا اوپر سے بھوکا بھی --- آپ نے خود تو کہا تھا غریب لوگوں کی "مدد کرنی چاہیے" --- ایمان نے اپنا دفاع شروع کر دیا اور ایک سانس میں اپنی بات ختم بھی کر دی --- حمہ نے نوالہ ایمان کے منہ میں ڈالا ---

ممی غریب لوگوں کے پاس گاڑی بھی ہوتی ہے۔۔۔" نور کے معصومانہ سوالوں کا سلسلہ " شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔

نہیں بیٹا' --- حممنہ نے پیار سے جواب دیا"

مگر ان انکل کے پاس گاڑی تھی وہ بھی اتنی بڑی --- "نور نے دونوں بازو پھیلا کر بتایا"
لیکن ممی اس کے پاس پیسے نہیں تھے --- "ایمان جلدی سے بولا --- حممنہ نے قدسیہ کو"
آواز دی قدسیہ کچن میں برتن دھونے میں مصروف تھی --- حممنہ کی آواز پر ڈوپٹے سے ہاتھ
پونچتی ہوئی باہر آگئی
آج باہر کون آیا تھا تھا قدسیہ "

بی بی جی کوئی مسافر تھا۔۔۔۔ گاڑی خراب ہو گئی تھی اسکی بس ایک بوتل پانی کی مانگ رہا تھا۔
 "۔۔۔ میں نے دیدیا کچھ ہی دیر میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔"

کتنی بار تمہیں سمجھانا پڑے گا کہ کوئی بھی آئے تم بچوں کو باہر مت نکالا کرو۔۔۔۔۔ بچے کیوں "گئے تھے باہر۔۔۔۔۔" وہ سختی سے بولی

کافی دن سے فارس کا موڈ آف تھا وہ حمزہ سے ٹھیک سے بات نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ حمزہ کی بات کا جواب بھی لئے لئے انداز سے دے رہا تھا۔۔۔۔۔

فارس واٹ ہسپنڈ وڈیو "حمنہ فارس کے اجنبی رویے سے زچ سی ہوگئی تھی"

یو نو ویری ویل ڈاکٹر حمنہ "وہ اب بھی پوری سنجیگی سے بات کر رہا تھا وہ سمجھ گئی کہ وہ اسی"

بات کو لیکر سیریس ہے

"فارس یہ کوئی وجہ نہیں ہے ناراض ہونے کی --- میں اپنی زندگی پر حق رکھتی ہوں ----"

جی ہاں تمہارے نزدیک تمہاری زندگی ہی تو ہے ---"

بس تم خوش رہو --- یو نو حمہ خوش ہونے والے تمہارے جیسے نہیں ہوتے --- جیسے تم
زندگی جینا کہہ رہی ہو جینے کا نام ہی نہیں وہ صرف زندگی کو ایک مردہ وجود کی طرح گھسٹنے کس نام
ہے --- لیکن تم خوش ہو "وہ استرائیہ ہنسی ہنسا تھا حمہ چپ ہی رہی لیکن فارس کے اندر تلخی
بھری پڑی تھی

-- بچے اپنی زندگی میں کیا کمی محسوس کر رہے ہیں --- تمہیں یہ بھی نظر نہیں آتا --- تمہاری "وجہ سے میں کہاں کھڑا ہوں تمہیں اس کا بھی احساس نہیں ہے پانچ سال --- پانچ سال سے

میں تمہارا منتظر ہوں --- تمہاری ایک رضامندی کا --- لیکن تمہارے رویے میں ذرا سی بھی لچک نہیں ہے --- "فارس کے شاید صبر کا پیمانہ لب ریز ہوا تھا

فارس میں تمہیں بہت دفعہ کہہ چکی ہوں کہ تم شادی کر سکتے ہو --- تمہیں اگر سمجھ نہیں " آتا تو میں کیا کر سکتی ہوں --- روپی --- اور نایاب دونوں تمہیں پسند کرتی تھیں --- خود سے کئی بار اظہار بھی کر چکیں تھیں --- لیکن تمہارے صاف انکار وجہ سے انہوں نے اپنا ہمسفر کسی اور کو چن لیا --- نا تو انہوں نے اپنا وقت ضائع کیا --- اور تمہارے انکار کو انکار ہی سمجھا ہے --- پھر میرے انکار کو کیسے تم غیر اہم سمجھ سکتے ہو رہ گئی بات بچوں کی تو میں ہی انکی ماں ہوں اور باپ بھی --- انہیں کسی باپ کی ضرورت نہیں ہے "حمزہ کے اس قدر بے حسی پر وہ تاسف سے دیکھ رہا تھا --

او کے ٹھیک ہے --- آج سے میری تمہاری راہیں الگ ہیں تم سے آج کے بعد مجھے آواز " اس وقت دینا جب تمہیں لگے کہ تمہاری زندگی میں میری کمی تمہیں اتنی محسوس ہونے لگی ہے کہ تم خود کو میرے ساتھ مکمل سمجھو "فارس کا لہجہ بھی سخت ہوا تھا اپنا اوور آل ٹیبل سے پکڑے اس نے اپنے بازو پر لٹکایا اور اس کے کیبن سے باہر نکل گیا

اور اٹھ کر اپنے بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔ نور کی اٹچمنٹ فارس سے زیادہ تھی ایمان بھی چپ چاپ بیڈ پر لیٹ گیا حالانکہ سونے کا وقت نہیں تھا لیکن وہ سونے کے لئے لیٹ چکے تھے مٹی لائٹ آف کر دیں "دونوں نے بیک وقت کہا۔۔۔"

دونوں بچے مرجھا سے گئے تھے حمہ کے پاس اول تو انکے لئے سے ہی نہیں ہوتا تھا جو تھوڑا بہت ہوتا بھی تھا تو اس میں وہ اس سے زیادہ بات نہیں کرتے تھے پھر وہ وقت سے پہلے ہی اتنی سنجیدہ ہو چکی تھی کہ ہسنا بھوک بیٹھی تھی زندگی جس تلخیوں سے گزری تھی۔۔۔ وہ چاہ کر بھی اپنے ماضی کی تلخ یادوں سے باہر نہیں نکل پا رہی تھی۔۔۔۔

اس ستم گر نے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا اسے۔۔۔ مردوں پر بھروسہ کیا کرتی۔۔۔ ایک ہی شخص نے اپنے اتنے روپ دیکھائے تھے کہ ہر وقت ہنستا مزاق کرنے والا ڈاکٹر اصفر حسن کمال اسکے کے ساتھ ایسا کھیل کھیل جائے گا کہ وہ کسی پر بھی بھروسہ نہیں کر پائے گی۔۔۔ آنسو اب کہاں اسکی آنکھوں سے نکلتے تھے۔۔۔ خشکنو چکے تھے۔۔۔ بس آنکھیں اب نم ہی ہوا کرتی تھیں۔۔۔

اب بھی ایسی کیفیت میں مبتلا تھی۔۔۔ پھر سے ماضی نے اسے جھکڑا تھا

یا پھر جانوروں کے ڈاکٹر سے ٹریننگ لے کر آئی ہو۔۔۔ بچہ ہے وہ۔۔۔ روئے بلبلائے گا نہیں " تو اور کیا کرے گا "نرس منہ سے کچھ نہیں بولی مگر ماتھے پر کئی بل پڑ چکے تھے۔۔۔ اصفر اپنے کسی ڈاکٹر دوست سے ملنے وہاں آیا تھا۔۔۔ وہاں سے گزرتے ہوئے شور سن کر واڈ کے دروازے پر ہی کھڑا ہو گیا۔۔۔ اسکاف اور اوور آل پہنے وہ کم عمر سی لڑکی۔۔۔ پہلی بار ہی دیکھتے الگ سی لگی تھی۔۔۔ بچے کو ساتھ لگائے اس کے آنسو صاف کر رہی تھی سے چپ کروا رہی تھی ساتھ ساتھ نرس کی کھچائی کر رہی تھی۔۔۔

گورنمنٹ ہاسپٹلوں میں کہاں مریضوں کو انسان سمجھا جاتا ہے۔۔۔ جہاں وہ انسانیت کا درس دے رہی تھی۔۔۔۔ وہ مدافعانہ انداز سے مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔ کچھ دیر ہوئی تھی اسے ڈاکٹر یوسف کے پاس بیٹھے ہوئے جب وہ نرس دروازہ ناک کر کے اندر آنے کی اجازت مانگ رہی تھی جی آئیے "یوسف نے اپنی ریوالونگ کرسی کو ٹیک لگاتے ہوئے کہا وہ بڑے تپے ہوئے انداز " سے اندر آئی تھی

سر جہاں ڈاکٹر حمزہ کی ڈیوٹی ہو کل سے میں وہاں کام نہیں کروں گی۔۔ جمعہ جمعہ اٹھ دن " ہوئے نہیں ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کیے ہوئے اور مجھے یہ سیکھا رہیں ہیں کہ انجکشن کیسے لگانا ہے " ارے اتنی اسکی لڑکی عمر نہیں جتنے سال سے میں یہاں کام کر رہی ہوں۔۔۔۔

"او کے زبیدہ جاؤں تم یہاں سے اور دو کپ چائے بھیجوا دو ڈاکٹر حمزہ کو میں خود سمجھا دوں گا"

نا ڈاکٹر صاحب وہ خبطی ڈاکٹر کسی کی نہیں سنتی --- لگتا ہے ابا افسر تھا پولیس میں --- "

یوں سب کو ٹوکتی کے جیسے ورازت صحت کی کرسی انکے ہاتھ میں ہے --- گند کیوں ہے پان کی پیک کس نے پھنکی واش روم ٹھیک سے کیوں نہیں دھلے ---

"مریضوں کے لئے صاف ستھرا ماحول بہت ضروری ہے --- ارے سب ہی ان سے تنگ ہیں

اصفر اس لڑکی خوبیان سن سن کر با مشکل اپنی ہنسی روک رہا تھا

زبیدہ اگر آپ ابھی اسی وقت یہاں سے نہیں گئیں تو میں ڈاکٹر حمزہ کے ساتھ آپکی ڈیوٹی لگا "

دوں گا ---- "ڈاکٹر یوسف کی دھمکی کام کر گئی تھی -- وہ نفی - میں سر ہلاتے ہوئے باہر نکلی تھی

ڈاکٹر یوسف بھی ہسنے لگا

توبہ ہے اسٹاف کو سنبھالنا بھی --- "اصفر ابھی تک ہنس رہا تھا "

ہاں ہاں ہنس لوں تم --- تمہیں تو سب کیا کرایا ملا ہے --- ابا اتنے بڑے ہارٹ سرجن ہیں "

اپنا پراویٹ ہاسپٹل ہے --- مزے سے جاتے ہوں اے سی روم میں بیٹھتے ہو --- ذرا

گورنمنٹ ہاسپٹل کی جاب کرتے تو پتہ چلتا ... "اپنے سامنے پڑی کسی مریض کی فائل کو یوسف

نے پکڑ کر تپے ہوئے انداز سے دوبارہ ٹیبل پر پھنکا تھا ---

"سر آپ مطلب ہے طوطا چشمی اختیار کر لی جائے"

"آسان لفظوں میں یہی سمجھ لیں۔۔۔"

ایم سوری سر میں تو یہ سب برداشت نہیں کروں گی --- یہ ہو سپٹل انسانوں کے لئے بنا "

"ہے غیر انسانی سلوک دیکھ کر میں بے حسی اختیار نہیں کر سکتی۔۔۔"

سوچ لیں حمہہ اگر سب واڈ بوائے اور نرسنگ اسٹاف نے ملکر آپکی کمپلین کر دی تو بہت "

"مشکل ہے ان سے نمٹنا

"میرے پاس مضبوط جواز ہے --- اپنی لڑائی میں لڑنا جانتی ہوں ---"

یہ بالکل ٹھیک کہہ رہیں ڈاکٹر صاحب --- میں انہیں اپریشیڈ کرتا ہوں -- سر پلیز میری ڈیوٹی "

ان ڈاکٹر کے ساتھ ہی لگا دیں۔۔۔ ان کے ساتھ رہ کر مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملے "اصفر نے

یوں ظاہر کیا جیسے نوکری کے لئے آیا ہو۔۔۔

یہ تم "اس سے پہلے کہ یوسف کچھ بولتا اصفر نے آنکھ وینک کر کے سے چپ رہنے کاشتہ کیا"

تھا پھر حمزہ کی طرف متوجہ ہوا

میں ایک واڈ بوائے ہوں --- میرا مقصد بھی انسانیت کی بھلائی اور خدمت کرنا ہے --- آپ "

کے ساتھ رہ کر میں بہت سیکھ کچھ سکتا ہوں "اصفر کے منہ پر سچی مظلومیت دیکھ کر یوسف

حیرت سے بے ہو ہونے کو تھا

یہ کیا ڈرامہ رچانا چاہ رہا تھا وہ یوسف اسے سمجھ نہیں پا رہا تھا --- حمنہ چپ کی چپ اسے دیکھ رہی تھی

.....

حمنہ کے کمرے سے باہر جانے کے بعد یوسف نے پیپر ویٹ اٹھا کر اصفہر کے سر کا نشانہ باندھا تھا --- اصفہر کا قہقہہ گونجا تھا

اب یہ کیا نیا ڈرامہ ہے تمہارا "یوسف اسے بری طرح گھور رہا تھا"

ارے تھوڑی تفریح ہو جائے یار --- اس مس تمیزودین سے ہم بھی کچھ سیکھ لیں گئے اور " بہت کچھ سیکھا بھی دیں گئے -- "اصفہر نے اپنی آنکھ دبا کر کہا تھا

اصفہر مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا --- اگر کسی کو شک بھی ہو گیا تو تمہارا کیا ہے تم تو " چلتے بنو گئے میں پھنس میں جاؤں گا میرے ماتحت کام کرتی ہے وہ --- "یوسف نے اپنا خدشہ ظاہر کیا

ڈونٹ ویری یوسف ایسی نوبت نہیں آئے گی اور - میرے پاس کہاں فرصت ہے سب چھوڑ " چھاڑ اتنا وقت یہاں تمہاری اس مس حمنہ کے ساتھ گزاروں بس چند دن کی بات ہے میں خود اس لڑکی ایکسکیز کر لوں گا --- اگر پھر بھی نا مانی تو ایک آدھ لچ کروا دوں گا اچھے سے ریسٹورنٹ

میں اینڈ ڈیس اٹ --- بات ختم ہو جائے گی ---- "اصفر کے لئے تو جیسے سب کچھ آسان تھا
--- شکل صورت میں وہ اپنے والد کی کاربن کاپی تھا ---- ہینڈ سم خوش شکل بلا کا دل چھنک
نرسیں اور لیڈی ڈاکٹر اسکی کمپنی میں ہمیشہ خوش رہتی تھیں ----

بڑی معنی خیز گفتگوں تھی اس کی ذو معنی لفظوں کا جیسے کھلاڑی تھا وہ --- آنکھوں اور باتوں سے قائل کرنا اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن اس بار برا پھنسنے جا رہا تھا اس بار مقابل میں حمزہ تھی --- ایسی لڑکی جو اپنے اصولوں سے ایک قدم بھی ہٹنے والی نہیں تھی

اپنی تربیت پر جیسے اسے بہت ناز تھا ---- ماں سادا سی عورت تھی زیادہ تعلیم یافتہ بھی نہیں تھی والد بھی واجبی سی تعلیم ہی حاصل کر پایا تھا لیکن حممنہ کا ماسٹر ماسٹر ڈھن کی دین تھی --- کتاب کھول کر پڑھتے ہی جیسے سب کچھ ذہن کے پردے پر فٹ ہو جاتا تھا --- یہی وجہ تھی --- شروع سے پہلا انعام حممنہ کے ہاتھ میں ہی آتا تھا ----

کالج سے ہی وہ سکالر شپ سے پڑھی تھی --- میڈیکل میں کی پڑھائی میں ماں باپ کا پیسہ خرچ کم ہی ہوا تھا ---- یہاں بھی اس کے ذہانت کام آئی تھی ----

حمہ نے گھر کے گیٹ کو چابی سے کھولا گیٹ عبور کرتے ہی کوکر کی سیٹی کی آواز اور اشتعال انگیز خوشبو نے کچن کا رخ کرنے پر مجبور کیا تھا --- اپنی والدہ کے سبک رفتاری سے چلتے ہاتھ

پسینے سے شرابور چہرہ دیکھ کر وہ دھیرے سے آگے بڑھی وہ روٹی بیل رہیں تھیں --- حمزہ کی طرف پشت تھی اس لئے اسے دیکھ نہیں پائیں حمزہ نے انہیں پیچھے سے گلے لگایا تھا

امی --- "وہ یک چونک سی گئی تھیں"

آگئی تم --- "وہی مسکراہٹ جو اسے دیکھ کر انکے چہرے پر آج جاتی تھی"

"نہیں --- آئی نہیں ہوں لائی گئی ہوں اتنی مزے کی خوشبوں آرہی ہے کیا پک رہا ہے"

سرخ لوبیہ "حمزہ کی امی نے پریش کر کے نیچے سے چولہا بند کیا اور پھر ویٹ ہٹائی"

"لیکن خوشبوں سے لگ رہا تھا کہ نا جانے کیا شاندار چیز بن رہی ہے"

"تمہاری ماں کے ہاتھ سے جو بھی پکے وہ شاندار ہی ہوتا ہے"

"یہ تو ہے --- تبھی تو بھاگی چلی آئی ہوں سیدھا کچن میں کپڑے بھی تبدیل نہیں کیے"

"چلو جاؤں پہلے اپنے کمرے میں منہ ہاتھ دھو کپڑے بدلو تب تک کھانا تیار ملے گا تمہیں"

"امی آپ یہ سب رہنے دیا کریں میں آکر بنا دیا کروں گی ---"

نہیں حمزہ تم صرف اپنی ڈاکٹری پر دھیان دو --- اپنے ابا کا خواب پورا کرو --- یہ سب کرنے کے لئے عمر پڑی ہے بس تم سب سیکھ چکی ہو یہی کافی ہے "انہوں پیار سے اس چہرہ تھپتھپا کر کہا ---"

صبح فجر کی آذان کی آواز پر جیسے اسکی آنکھ ایسے کھلتی تھی جیسے کسی نے ہلا کر جگایا ہو۔۔۔۔ نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک کر کے وہ تیار ہونے لگی بس اسے قدسیہ کا انتظار تھا وہ آئے تو حممنہ بھی جانے والی بنے۔۔۔۔ لیکن وہ ساڈھے آٹھ بجے پہنچی تھی حممنہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا قدسیہ کتنی بار سمجھاؤں تمہیں وقت پر پہنچا کروں مجھے آٹھ بجے ہاسپٹل پہنچنا ہوتا ہے۔۔۔ اور " دیکھو ساڈھے آٹھ یہیں ہو رہے ہیں " حممنہ نے اسے ہاتھ میں بندھی گھڑی دیکھاتے ہوئے کہا

باجی میرے بھی تو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تڑکے تو اٹھ جاتی ہوں دوپہر کا کھانا پکا کے رکھ " کے میاں کو ناشتہ کروا کے بچوں کے لئے چاہ پراٹھ بنا کر آتی ہوں۔۔۔ آج چھوٹا والا بیٹا جلدی اٹھ گیا تھا ضد کرنے لگا کہ اماں آج نا جا۔۔۔ بیگم صاحبہ بڑی مشکل سے اسے بہلا کے آئی ہوں "قدسیہ بھی اپنی جگہ ٹھیک تھی حممنہ بس فٹافٹ سے اپنے سینڈل پہنتے ہوئے سن رہی تھی وہ بھی اپنی جگہ مجبور تھی پورا دن بچوں کو گھر چھوڑے وہ اسکے بچے پال رہی تھی تم فکر مت کروں نیا سال شروع ہوتے ہی میں ان دونوں کو اسکول میں ایڈمشن کروا دوں گی " پھر بے شک تم دیر سے آجایا کرنا۔۔۔ لیکن قدسیہ پلیر ابھی کوشش کیا کرو کہ جلدی پہنچ جایا کروں اگر بچہ ضد کرے تو ساتھ لے آنا کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔۔ اچھا میں چلتی ہوں " اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے وہ باہر نکل گئی۔۔۔۔

کیوں اپنی زندگی ایک ایسی عورت کے لئے برباد کر رہا تھا جو اپنی زندگی میں مزید کسی کی گنجائش نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔ اس کے لئے اس کے بچے اور اس کا فرض جو ڈاکٹر کی ڈگری ملتے ہی اس پر لاگو ہو چکا تھا بس وہی اہم تھا۔۔۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں فارس بھی نہیں۔۔۔۔ اس کے بعد زندگی میں

اگر کچھ تھا اور ایک تلخ اور بہناک ماضی یہی سوچتی ہوئی

وہ کمرے کے دروازے پر پہنچی تو ہسنے کی آوازیں تیز ہوئیں تھیں اس سے پہلے کے وہ نیب گھما کر دروازہ کھولتی دروازہ جھٹکے سے کھلا تھا۔۔۔۔

سامنے ہنستا ہوا فارس کھڑا تھا حمزہ کو دیکھ یک دم سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔ فارس دروازے پر ایستادہ کیے ہوئے تھا حمزہ دائیں جانب سے اندر جانے لگی وہ دائیں جانب ہو گیا وہ بائیں جانب سے جانے لگی وہ بائیں جانب ہو گیا

فارس ہٹو بیچھے "حمزہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا"

نولیڈی۔۔۔ آج میرا دن ہے۔۔۔ تم ذرا کمرے سے باہر ہی رہو۔۔ تمہاری وجہ سے میں اپنے " بچوں سے بارہ دن۔۔۔ پورے بارہ دن دور رہا ہوں۔۔۔ اس لئے جب تک میں یہاں ہوں تم کمرے میں نہیں جا سکتی۔۔۔ جاؤں شاباش کچن میں جاؤ۔۔۔ اور دیکھوں کیا حشر کیا ہے میں

نے کچن کا ---- "فارس نے اترتے ہوئے کہا ساتھ میں مسکرا بھی رہا تھا جیسے سب کچھ جان بوجھ کر کیا ہو

کیا حشر کیا ہے تم نے "حمنہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی جو تپا تپا سا۔ بات کر رہا تھا " خود جا کر دیکھ لو "یہ کہہ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا لیا "

حمنہ تیزی سے کچن میں گئی تھی واقع کچن کا حشر بگڑا پڑا تھا --- کہیں بیسن کا ڈبہ کھلا پڑا تھا کہیں پیاز کے۔ چھلکے --- سنک میں برتنوں کا ڈھیر --- کڑا ہی چولے پر رکھی ہوئی تھی شلف پر کہیں پالک کے پتے بکھرے ہوئے کہیں آلو کے چھلکے --- شاید پکوڑے بنائے گئے تھے --- کچپ کا پاؤچ --- اور چلی سوس کی بوتل --- نمک مصالحوں کے ڈبے سب شلف پر تھے --- حمنہ کا جی چاہا جا کر اس کا سر پھاڑ دے لیکن ضبط کر گئی --- پہلے شلفیں صاف کیں اسکے بعد برتن دھوئے --- کچن ٹھیک کر کے لانچ کا حلیہ درست کیا ابھی سب کچھ ٹھیک کر کے فارغ ہوئی ہی تھی ڈور بیل سنائی دی اس سے پہلے کی حمنہ دروازہ کھولتی جلدی سے فارس کمرے سے نکلا --- اور حمنہ سے پہلے مین دروازے پر پہنچا --- دروازہ کھولا تو ڈلیوری مین ایک ڈیل بکس لئے مسکرا رہا تھا ---

فارس نے اس سے بکس لیا اور پیسے دیکھ کر دروازہ بند کیا --- پھر حمنہ کی طرف متوجہ ہوا بہت تھک گئی ہوگی کام کر کے "چہرے پر تاثرات ایسے تھے جیسے بڑی فکر مندی ہو "

شٹ اب فارس "وہ غصے سے بولی"

تمہیں یوں لال پیلا دیکھ کر مت پوچھوں کیسے ٹھنڈ پڑ رہی میرے دل میں "فارس نے سینے پر"
ہاتھ رکھ کر یوں کہا جیسے واقع پر سکون ہوا حمہ بے یقین ہوئی تھی

ایسا رویہ اس نے اسے پہلی بار اپناتے دیکھا تھا

تم --- تم "وہ غصے سے انگلی اٹھاتے ہوئے اسے تنبیہ کرنے والی تھی کہ فارس نے وہ"
بکس اسے تھما دیا

خالی پیٹ غصہ کرنے سے بی پی جلدی شوٹ کر جاتا ہے اس لئے پہلے کچھ کھا لو "فارس کو"
شاید اسے زچ کر کے مزہ آ رہا تھا
حمہ وہ بکس سامنے ٹیبل پر پٹخ دیا

بھوک نہیں ہے مجھے --- بڑے دعوے کیے تھے تم نے دوبارہ بات نہیں کروں گئے مجھ"
سے جب تک میں نا چاہوں

اب یہاں کیا لینے آئے ہو "حمہ نے غصے سے اسے گھورتے ہوئے کہا

تمہاری طرح پتھر دل نہیں ہوں میں ---- کتنے دن سے بچوں سے نہیں ملا تھا اس لئے آگیا"
--- "فارس کا انداز مدافعانہ تھا ---

مل لیا بچوں سے --- اب جاؤں یہاں سے "وہ اب بھی غصے میں تھی"

جا رہا ہوں --- لیکن میری ایک بات اچھی طرح سے سمجھ لو --- "فارس بھی اب کافی" ---
 سنجیدہ سا ہو کر اس کے قریب آکر بولا
 شادی میں تم سے ہی کروں گا --- تم خوشی سے مانوں --- یا غصے سے --- کیونکہ ان دس "
 دنوں میں --- میں یہ اچھی طرح سے جان گیا ہوں کہ میرا گزارا نہیں ہے --- نا تمہارے بغیر
 نا۔ بچوں کے بغیر ---

چند دنوں میں ڈاکٹر بیگ کے ساتھ آؤں تمہارا رشتہ لیکر --- اور تمہیں اپنے نام کی انگوٹھی پہنا کر
 جاؤں گا یہ وعدہ ہے فارس کا --- اچھی طرح سے سمجھ لو "فارس اسکی آنکھوں - میں آنکھیں
 ڈالے وہ دو ٹوک انداز سے کہہ کر۔ چلا گیا --- حمزہ نے پہلی بار اس کا یہ روپ دیکھا تھا ---
 ہمیشہ سے اس کا احساس کرنے والا اسکی ہر پریشانی اور تکلیف کو بنا کے سمجھنے والا فارس
 --- ایسا تو ہر گز نہیں تھا --- جیسا وہ آج نظر آ رہا تھا ---
 کچھ پل تو جیسے وہ منجمد سی ہوئی تھی پتھر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے ---

*****.....

کیا کروں میں اس لڑکی کا منزل صاحب --- میری امیدوں پر تو پانی پھیرنے کا سوچے بیٹھی "
 ہے آپکی بیٹی ایف ایس سی کا رزلٹ دیکھا ہے آپ نے صاحبزادی کا "آمنہ بیگم کا پارہ آخری

حدوں کو چھو رہا تھا --- لائبر سامنے مودبانہ انداز سے سر جھکائے کھڑی تھی --- منزل صاحب کے ماتھے پر بھی سلوٹیں کچھ بڑھ گئی تھیں

" لائبر کیا ہے یہ سب "

ابو جی وہ --- "یہ کہہ وہ رونے لگی تھی --- آمنہ بیگم نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے اپنا سر " پکڑا سمجھ گئی تھیں کہ بیٹی کے ڈرامے اب شروع ہیں --- منزل صاحب کے چہرے کا تناؤ بھی اکلوتی بیٹی کے چار آنسوؤں دیکھ دم توڑ چکا تھا

اچھا اچھا رونا بند کروں " اس بار آواز میں سختی کی آمیزش بھی نا ہونے برابر تھی منزل صاحب " نے کچھ نرمی دیکھائی --- لائبر کا حوصلہ بندھا

مجھ سے نہیں پڑھی جاتیں یہ موٹی موٹی کتابیں --- میں کمپوٹر لینا چاہتی ہوں ابو جی ڈاکڑی " میرے بس کی بات نہیں ہے --- مجھے کمپوٹر میں دلچسپی ہے --- اب دیکھ لیں جتنے سسٹم مجھے موبائل کے پتہ ہیں نا امی جی کو پتہ نا آپ کو --- " اپنی طرف سے بہت بڑا جواز اس نے پیش کیا تھا لیکن آمنہ بیگم تپی بیٹھیں تھیں

یو کہوں بیٹا جی کہ اس موئے موبائل کا سارا بیڑا غرق ہوا ہے --- " تم کمپوٹر بھی رہنے دو ایسا کروں موبائل ریپرنگ کا کام سکھ لو --- سسٹم تو تمہیں موبائل کے ازبر یاد ہیں " آمنہ بیگم کے طنز کو اسنے نا فہمی انداز سے لیتے ہوئے خوشی سے سراہا تھا

زو لوجی کا ہر لیکچر میں بھی وہ جمائیاں لیتے ہوئے سنتی تھی --- لیکن یہ نیند کی کیفیت پیریڈ ختم ہوتے ہی بھگ سے بھاگ جاتی تھی ---- برابر بیٹھی لڑکی نے طنز کیا

اب بڑی ہشاش لگ رہی ہوں لیکچر کے دروان کون سی نیند کی گولی کھاتی ہو تم "ساتھ بیٹھی"

لڑکی نے لائبرے کو دیکھ کر پوچھا

یار یہ سب سن کر مجھے لگتا ہے کوئی دھیمے سروں میں - مجھے لوری سنا رہا ہے --- پھر ان "

سب میں دلچسپی کے لائیک ہے کیا تم بتاؤں

مجھے یہ بوٹنی اور زو لاجی پڑھ کر کیا چھانگا مانگا کے جنگلات کے دورے پر جانا ہے ہم نے

اور وہاں جا کر جڑی بوٹیوں پر رسرچ کریں گے یا یہ دیکھیں گے کے کون سے سانپوں کی قسم

زہریلی ہے اور کونسی نہیں ---

سب بے کار ہے یار --- مجھے یہ کتابیں دیکھ کر کوفت ہوتی ہے --- پتہ نہیں لوگ یہ سب

پڑھ کیسے لیتے ہیں --- "لائبرے نے کتاب پرے ڈسک پر پھنکی تھی ----

لیکن ماں باپ کی خواہش اب سختی بن چکی تھی --- چار دن بعد اس کا ٹیسٹ تھا دو دن سے وہ

کمرے کی لائٹ جلائے سو رہی تھی تاکہ ماں جو یہی لگے کے بچی ایڈمشن کے ٹیسٹ کی تیاری کر

رہی ہے تیسرے دن گوگل کھولے وہ بخار چڑھانے کے طریقے دیکھ رہی تھی سردیوں کی راتیں

تھیں وہ رات کو ٹھنڈے پانی سے نہائیں کانپتے ہوئے رضائی میں کھس کر لیٹی تھی پھر سوچ

کر مسکرائی کہ اب تو تو پکا صبح بخار چڑھ جائے گا لیکن نہیں --- قسمت اس پر کہاں اتنی جلدی مہربان ہوئی تھی ---

پھر دوستوں کے مشورے سے دوپہر میں بغل میں پیاز لیکر چھت پر دھوپ میں بیٹھ گئی --- لیکن مجال ہے جو بخار چڑھ کر دیا ہو --- اگلے دن ٹیسٹ تھا اور وہ جانتی تھی کہ دو موٹے موٹے صفر آنے ہیں اس لئے گرم گرم چائے پی کر سرد اور بخار کا بہانہ بنایا پھر تمہرا میٹر منہ میں ڈال کر دیکھا وہ ایک سو دو بخار بتا رہا تھا ماں کا تمہرا میٹر دیکھ کر کلچے میں ہاتھ پڑا تھا اور لائے نے چین کا سانس لیا تھا

یہ بخار والے نسخے صرف کہانی کی حد تک ہے پلیز ایسے تجربے اپنی ذات پر مت آزمائیے گا) ----

اتنا تیز بخار کیوں ہو گیا تمہیں "آمنہ بیگم پریشان ہوئیں تھیں۔" چار دن سے دن رات ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی امی شاید تھکن ہو گئی ہے "جان بوجھ کر وہ" کھانسنے لگی تھی منزل صاحب بھی چھٹی لیکر گھر پہنچے تھے --- ایک اچھے سے پراویٹ ہو سپٹل لے گئے --- ڈاکٹر نے فوراً سے ٹائفیڈ کا شبہ ڈال دیا ---

وہ تو آپ غریب تھے اس لئے میں نے دیدیا میں کوئی غریب تھوڑی ہوں جو آپ سے یہ لوں "

ایمان نے صاف انکار کیا تھا "

ارے نہیں بیٹا میں نے یہ سوچ کر نہیں لیا تھا میں تو آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا ---

اس دن میں بھوکا تھا پیاسا تھا آپ نے مجھے پانی بھی دیا اور سیب بھی --- میں یہ تحفے کے طور پر لایا ہوں --- " قدسیہ بھی وہیں پہنچ گئی تھی --- وہ بی چپ کھڑی تھی ---

تحفے سے تو انکاد نہیں کرنا چاہیے اس سے ایک دوسرے سے محبت۔ بڑھتی ہے " اصفہ نے

بڑی محبت سے کہا

کیسے مان لیں کہ آپ اچھے انسان ہیں آجکل پتہ ہے آپ کو لوگ ایسے ہی جھوٹ سمجھ کر "

بیوقوف بناتے ہیں نشے والی چیز کھلا کر پھر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں ہاتھ پاؤں توڑ کر بھیک منگواتے ہیں --- ایمان بیوقوف نہیں ہے انکل آپ یہ واپس لے جاؤں " پانچ سالہ بچے کے منہ یہ سب سن کر وہ حیران کن تھا ----

ماں باپ نے بڑی اچھی تربیت کی تھی اسکی ابھی اتنی سی عمر میں اسے ان سب چیزوں کے بارے میں بتایا تھا --- ورنہ اس عمر کے بچے کسی سے دو روپے کی ٹوٹی بھی مل رہی ہو تو لینے سے گریز نہیں کرتے --- اصفہ نے بڑی رشکبھری نگاہ سے اسے دیکھا تھا --- اسکے ماں باپ کر بھی رشک س آیا تھا جن کا وہ چشم چراغ تھا ---

کیا انمول ہیرا اللہ نے دیا تھا۔۔۔ اصفر نے کیک کا ڈبہ کھولا کیک کا ایک پیس ہاتھ سے توڑ کر پہلے خود کھایا۔۔۔

اب تو ٹھیک ہے نا بگ باس اس۔ میں کوئی نشہ نہیں ہے۔۔۔ آپکے پیرنٹس نے بہت اچھا سمجھایا ہے آپکو۔۔۔ لیکن میں واقع ایسا نہیں ہوں مجھے آپ اچھے لگے تھے اور بچے چوکلیٹ کیک شوق سے کھاتے ہیں اس لئے میں لے آیا۔۔۔ ایمان نے قدسیہ کی طرف دیکھا قدسیہ نے آگے بڑھ کر لکڑی کے چھوٹے سے گیٹ کے باہر ہاتھ بڑھا کر وہ کیک لے لیا۔۔۔

اصفر الٹے قدم لینے لگا۔۔۔۔ ہاتھ ہلا کر بائے بائے کہتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گیا کیک بہت مزے کا تھا بچوں نے تھوڑا تھوڑا ہی کھایا تھا۔۔۔ اس کے بعد سارا کیک قدسیہ کو دے دیا کہ وہ اپنے گھر لے جائے۔۔۔ لیکن اس شرط پر کہ وہ حممنہ سے ذکر نہیں کرے گی۔ پتہ تھا ماں اس معاملے میں بہت سخت ہے۔۔۔ ایسا کچھ سنتے ہی ڈانٹ دے گی۔۔۔۔ اس بار نور نے بھی کیک مزے لیکر کھایا تھا۔۔۔ اس لئے ایمان کی بات مان گئی تھی۔۔۔۔۔ ورنہ وہ سب سے پہلے شکایت لگاتی تھی

اصفر کو نا جانے کیوں اس بچے میں عجیب سی کشش محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔ دوسری ملاقات نے جیسے اسکی طلب اور بڑھادی تھی آج تو اسکی جڑوا بہن جو ایک جاپانی گریڈا سی لگ رہی تھی

--- وہ ساتھ گھڑی تھی --- مشابہت تو نہیں ملتی تھی دونوں کی لیکن قد میں دونوں برابر تھے

دونوں بچے ہی پہلی بار میں متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے یا پھر اسکے دل کی حالت انہی دیکھ کر عجیب ہوئی تھی ---- بچے کا بات کرنے کا انداز چھ سے سال پیچھے لے گیا تھا ماضی کے جھروکوں میں وہ پہلی ملاقات جو حممنہ سے ہوئی تھی کسی حسین خواب جیسی ہی تو تھی دوسرے دن وہ عصر کے بعد عام سے لباس میں ہاسپٹل پہنچا تھا ----

یوسف سے پوچھ کر وہ اس واڈ میں گیا جہاں حممنہ کی ڈیوٹی تھی ---- اسلام علیکم مس حممنہ "اصفر نے اسے متوجہ کرنے کے لئے کہا وہ کسی خاتون کو بچے کی کیر " کے بارے میں ضروری ہدایات دے رہی تھی فارس کی بات سن کر اسکی طرف متوجہ ہوئی --- پھر گھڑی دیکھی

پورے دس منٹ لیٹ ہیں آپ "اس نے گھور کر اصفر کی طرف دیکھ کر کہا " ایم سوری مس حممنہ ---- میں کل سے ٹائم پر آؤں گا " وہ کچھ نجل ہونے کی اداکاری " کرتے ہوئے سر کھجاتے ہوئے بولا

مرزہ تو آیا ہو گا تمہیں -- "

- بہت شوق تھا تمہیں واڈ بوائے بننے کا وہ بھی ڈاکٹر حمزہ کی شاگردی میں --- "ڈاکٹر یوسف" کی ہنسی بند نہیں ہو رہی تھی اور اصفر اسے سخت نظروں سے گھور رہا تھا بہت دانت نکل رہے ہیں تمہارے --- منہ بند کروں اپنا --- ورنہ اٹھا کر کچھ مار دوں گا " تمہارے سر پر "اصفر نے اسٹیتھو سکوپ اٹھا اسے مارنے لگا تھا یوسف کی ہنسی بند نہیں ہو رہی تھی اصفر نے پیچ و تاب کھاتے ہوئے اسٹیتھو سکوپ واپس ٹیبل پر پٹخا ویسے تمہیں حمزہ جیسی بیوی ملنی چاہیے اصفر --- جتنے تو ٹہرے ہو --- تیر کی طرح سیدھا کر " دے گی تمہیں --- "یوسف نے نئے مشورہ سے نوازہ تھا بک بک کم کیا کرو --- ابھی تو شروعات ہے چند دن رک جاؤ --- تمہاری یہ ڈاکٹر صاحبہ کو " جب اصفر حسن نے اپنا جلوہ دیکھایا نا --- اس دن بھول جائے گی سب کچھ --- جسٹ ویٹ اینڈ واچ "غصے سے یہ کہتا ہوا وہ اٹھ کر چلا گیا --- یوسف اب بھی ہنس رہا تھا جانتا تھا غصہ اسے نہ پر آ رہا تھا لیکن یہ سب اس نے خود اپنے سر لیا تھا ---

*****

چند دن تک تو اصفر حمہ کی ہر بات مانتا رہا کہ ایک حد تک وہ اسکی نظر اچھا بن جائے اور کافی حد تم کامیاب بھی ہوا تھا --- اب تو حمہ اسٹاف سے کہہ دیتی تھی کہ اصفر کو ہی دیکھ لیں کتنے اچھے طریقے سے سب سنبھال لیتے ہیں --- اصفر کی حقیقت سے اسٹاف کے کافی لوگ واقف تھے بس یوسف کے کہنے پر منہ بند کیا ہوا تھا --- لیکن نیو ہاؤس جاب کرنے والی لڑکیاں ناوقف تھیں ----

حمہ کی ہفتے میں دو سے تین بار آپریشن تھیٹر میں ضرور ڈیوٹی ہوتی تھی فی الحال تو صرف دیکھنے کی حد تک یا ایز آجونیئر ڈاکٹر کی حیثیت سے وہاں موجود ہوتی تھی ---- لیکن مریض۔ کو یوں دیکھنا ایک حساس دل حمہ کے لئے ہمیشہ مشکل امر تھا --- اب ڈاکٹر اس سے اسٹیز لگوانے لگے تھے کبھی کسی باڈی پارٹ کو کٹ لگانے کو کہتے --- اپنی ساری ہمتوں کو مجتمع کرنے باوجود دل کسی قیدی پرندے کی طرح پھڑپھڑاتا تھا آپریشن تھیٹرز میں وہ ہمیشہ یوسف کے ساتھ ہوتی تھی اس بار یوں ہوا کہ آپریشن کی تیاری مکمل ہونے کے بعد یوسف کی بیوی کی کال آگئی اسکی والدہ کی اچانک سے طعنت خراب ہوئی تھی --- یوسف تو یہ جانتا تھا کہ اصفر سرجن ہے اپینڈکس کا معمولی سا آپریشن وہ ہینڈل کر لے گا -- اس لئے حمہ سے یہ کہہ دیا کہ اصفر آپریشن تھیٹر میں بھی کام کر چکا ہے اس لئے وہ یہ آپریشن خود کرے --- پہلی بار کسی کی رہنمائی کے بغیر آپریشن کرنا کا سوچ بھی حمہ نا چاہتے ہوئے بوکھلا رہی تھی ----

دو ہیلپر نرسیں بھی موجود تھیں جو خاصی تجربہ کار تھیں --- لیکن حمزہ کو لگا کہ یہ اس کا امتحان ہے --- پھر اس نے ایک نا ایک دن تو خود کرنا ہی تھا پھر آج کیوں نہیں --- آپریشن بھی کوئی کریٹیکل نہیں تھا بہت دفعہ وہ یوسف کی رہنمائی میں کر چکی تھی --- اب بھی کر رہی تھی --- اصفہ پہلے تو اسے غور سے دیکھتا رہا ---

ہاتھوں میں ہلکی ہلکی لرزش تھی --- چہرے پر اعتماد کی جگہ ذر سی بدحواسی تھی --- سمجھ گیا تھا کہ وہ گھبرا رہی ہے اس لئے نرس کو پیچھے ہٹنے کا کہہ کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا --- ڈاکٹر صاحبہ ہاتھ جما کر رکھیں --- یہ مت سمجھیں کہ یہاں سینر ڈاکٹر موجود نہیں اور آپ " بالکل اکیلی ہیں --- اپینڈکس کی نس نکالنے کے بعد ہی وہ کچھ پر سکون ہوئی تھی اسٹینڈنگ لگاتے ہوئے بھی سکون سیٹیلٹز کرتے ہوئے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیسے کرے --- آپ ہٹیں یہ میں کر دیتا ہوں مجھے یہ بہت اچھے سے آتا ہے --- اسٹینڈنگ پورے ڈاکٹر اصفہ نے ہی لگائے تھے --- آپریشن کے بعد باہر آنے کے بعد بھی وہ فکر مند تھی جب تک کے مریض کو کچھ دیر کے لئے ہوش نہیں آگیا وہ خطرے بالکل محفوظ نہیں ہو گیا حمزہ کو چین نہیں آیا تھا ایک گھونٹ پانی تک اس نے نہیں پیا تھا --- ایک مریض کے لئے اتنا فکر مند ہونا --- پہلی بار وہ کسی ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا --- جیسے وہ مریض اس کا کوئی قریبی رشتہ دار

آج کی کہی ہوئی اس لڑکی بات سے بالکل مترادف ----

حمہ کی بات پر توجہ ہٹا کر اب وہ حمہ کے بارے میں سوچنے لگا ---- خوبصورت تھی ---- سمجھدار بھی تھی ---- ڈاکٹر بھی تھی ---- حسن کمال نے بس اپنی ایک ہی تو ڈیڈ سامنے رکھی تھی کہ رنگ نسل ذات پات سب چلے گا بس لڑکی ڈاکٹر ہونی چاہیے ----

چہرے پر مدہم سی مسکراہٹ خود با خود سبھی تھی ----

ڈاکٹر صاحبہ ---- آپ نے تو اب میری نیندیں اڑانے لگیں ہیں "برابر رکھے کشن کو ساتھ" لگائے وہ سونے کی کوشش کرنے لگا ---- آنکھیں رنگدار نہیں تھیں لیکن غلافی تھیں ---- ہلکے سے کاجل کے علاوہ اس لڑکی کا چہرہ ہر قسم کی آرائش سے مبرا تھا ---- پھر بھی ساتھ کھڑی اپنی ساتھی ڈاکٹرز میں وہ نمایاں سی لگتی تھی ---- شاید اپنی بارعب شخصیت کی وجہ سے ---- ہنستے ہوئے تو اس نے حمہ کو ابھی تک نہیں دیکھا تھا لیکن مسکراہٹ اس کے چہرے کی ہمیشہ سبھی رہتی تھی یہ ایک اور خوبی تھی اسکی ---- دھیمہ لہجہ وہ مریضوں کے ساتھ اپنائی تھی جو سیدھا دل میں اتر جائے ----

اصف کار نیند کی آغوش میں آکر بھی ذہن حمہ کی جانب ہی مبذول تھا

*****

گھٹنے کی ہڈی پر فیکچر آیا ہے "مزل صاحب کے منہ سے یہ سن کر لائے کی جان لبوں پر آئی " تھی آنسوں پھر سے بہنے لگے

"ہائے ابواب کیا امی بلکل چل نہیں۔ پائیں گئیں "

ابھی تو تم چلو میرے ساتھ بار بار تمہیں پکار رہی ہے اور ہاں وہ پہلے تکلیف میں ہے تم یوں " روتے ہوئے اسکے پاس جاؤ گی تو وہ اور پریشان ہوگی ---- شاباش چپ کروں اور چادر اوڑھو اپنی "لائے پورے راستے خود کو مضبوط ثابت کرتی رہی

لیکن ماں کی ٹانگ پر بندھا پلستر دیکھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی --- آمنہ بیگم کا بھی یہی حال تھا لائے کے گلے لگ کر رونے لگیں تھیں ---

گورنمنٹ ہاسپٹل تھا آپریشن کی تاریخ دو ماہ بعد کی ملی تھی دو ماہ بعد "مزل صاحب پریشان ہوئے تھے "

یہ تو بہت دور کی ہے بھائی دو مہنے پلستر میں رینا پھر آپریشن کے بعد بھی دو تین مہنے کی " احتیاط --- کچھ جلدی کا انتظام نہیں ہو سکتا

کسی سے سفارش کروا دو تو شاید نمبر لگ جائے ورنہ تو بھائی دو ماہ انتظار کروں "مزل صاحب " کے ہاتھ میں ایک پرچہ تھا وہ شخص انہیں جانے کا اشارہ کرنے لگا --- پیچھے اور بھی لوگ لائن پر لگے تھے --- جب یہ بات لائے کو پتہ چلی تو وہ تمللا سی گئی تھی

ابو ہم امی کو اتنی تکلیف میں نہیں رکھ سکتے میں کرتی ہوں ڈاکٹر سے بات ---- "لائبہ ڈاکٹر" کے روم کی طرف جانے لگی

ارے ابھی مت جاؤں ڈاکٹر کا کمرہ بند ہے ---- باہر کھڑا واڈ بوائے کہہ رہا تھا ڈاکٹر صاحب اندر " بہت مصروف ہیں

ارے ایسے کیسے مصروف ہیں میں جا کر بات کرتی ہوں "یہ کہہ کر اس نے نا آؤں دیکھا نا تاؤ" سیدھی ڈاکٹر کے کمرے کا نیب گھما کر دروازہ کھول دیا سامنے ڈاکٹر صاحب ایک نرس کے ساتھ قابل اعتراض حد تک قریب تھے ---- یہ سب دیکھ کر لائبہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا آنکھیں ابلنے کی حد تک باہر نکلی ہوئی تھیں ---- ڈاکٹر جھٹ سے پیچھے ہٹا تھا نرس بھی نجل سی ہوئی تھی --- "بنا ناک کیے آپکی ہمت کیسے ہوئی اندر آنے کی "ڈاکٹر غصے سے ڈھاڑا تھا"

میری ماں درد سے تڑپ رہی ہے اور آپ یہاں عشق فرما رہے ہیں وہ بھی ایک نرس سے " ---- "لائبہ کہاں چپ رہنے والوں میں سے تھی واڈ بوائے بھی اندر آ چکا تھا اور منزل صاحب بھی ----

اے لڑکی زبان سنبھال کر بات کرو "ڈاکٹر غصے سے چلایا" آپ کو گورنمنٹ سے ہمارے علاج کی فیس - ملتی ہے --- یا علاج کے نام پر رنگ رلیاں " منانے کی ؟

اے لڑکی منہ بند کروں ورنہ "ڈاکٹر تو اسکی تیز طرار زبان سے زچ ہوا تھا۔۔۔ کافی مریض باہر " کھڑے سن رہے تھے ڈاکٹر کی عزت کا جنازہ اس نے دو منٹ میں نکال دیا تھا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں وہاں سے اپنی والدہ سمیت نکلنا پڑا۔۔۔

حممنہ جب ہاسپٹل پر پہنچی۔۔۔ سب ڈاکٹر جھنڈے ہاتھ میں لئے باہر کھڑے تھے تین ماہ سے گورمنٹ سے ڈاکٹر اور دیگر اسٹاف کو فیسیں نہیں ملیں تھیں۔۔۔۔ اس لئے آج احتجاج کے طور پر بائیکاٹ کے نعرے لگائے جا رہے تھے ڈاکٹر یوسف بھی انہیں میں شامل تھا اور نرسنگ اسٹاف بھی۔۔۔

مریض الگ پریشان تھے۔۔۔

حممنہ ہاسپٹل کے اندر جانے لگی تو اسے زارا نے روک دیا
کیا کر رہی ہو تم آج کوئی بھی کسی مریض کو ٹریٹ نہیں کرے گا"
"بلکہ تب تک نہیں کرے گا جب تک کہ تنخواہیں نہیں مل جاتیں
کیوں تنخواہیں کیا مریضوں نے روک رکھی ہیں۔۔۔ حکومت کی غلطی کی سزا میں مریضوں کو کیوں "
دوں ہٹو پیچھے "یہ کہہ وہ اندر چلی گئی۔۔۔۔ کافی مریض جمع تھے مگر دیکھنے والی صرف وہ ایک اکیلی

تھی مشکل یہ تھی کہ نرسنگ کا کام بھی اسے ہی کرنا پڑ رہا تھا اس لئے اصفہر کے نمبر پر کال کی یہ نمبر اسی نے اسے دیا تھا --- وہ اس وقت اوپی ڈی میں تھا ---- بس دو مریض ہی رہتے تھے --- جن اسے معائنہ کرنا تھا

"جی کون"

"میں حممنہ بات کر رہی ہوں"

جی ڈاکٹر صاحبہ حکم؟

حکم نہیں ایک درخواست ہے --- یہاں سب ڈاکٹر اور اسٹاف اسٹرنک پر ہیں اگر آپ کو " زحمت نا ہو میری ہیلپ کے لئے آسکتے ہیں --- میں اکیلی مریضوں کو دیکھ نہیں پا رہی ہوں "

ڈاکٹر یوسف کہاں ہیں "اصفر نے پوچھا"

"وہ بھی چھٹی منار ہے ہیں"

تو پھر آپ کیو اپنی نازک سی جان کو ہلکان کر رہیں ہیں --- تین مہنے سے تنخواہ کے نام پر "

"ایک روپیہ تو مل نہیں رہا --- آپ بھی یہ خدمت خلق چھوڑ دیں

میں نے آپ سے ہیلپ مانگی ہے مشورہ نہیں اور بیفکر رہیں آپ کو آپکی ہیلپ کی فیس میں "

ضرور دوں گی --- باقی آپکی مرضی ہے "حممنہ کو افسوس سا ہوا تھا سبھی ایک جیسی سوچ رکھتے

تھے۔۔۔ حکومت سے بات منوانے یہ کون سا طریقہ تھا۔۔۔۔ کون سے حکمرانوں کے بچے باہر لائن لگائے کھڑے تھے۔۔۔۔۔ بڑے بڑے عہدے داروں کو چھنک۔ بھی آجائے تو امریکہ بھاگے دوڑے جاتے ہیں۔۔۔۔ بائل کھڑی عوام تو بے قصور ہے بے بس ہے ان کا کیا قصور ہے۔۔۔۔۔ حممنہ نے سر جھٹکا اور دوسرے مریض کو چیک کرنے لگی

اصفر نے بند موبائل کو کچھ دیر غور سے دیکھا تھا

جس قدر وہ حممنہ کے بارے میں سوچتا تھا ایک نیا انکشاف تھا جو اس پر کھلتا تھا۔۔۔۔۔ دو مریضوں سے فارغ ہو کر قدم گورنمنٹ ہاسپٹل کی جانب اٹھے تھے۔۔۔۔۔ گاڑی کافی پیچھے کھڑی کر کے وہ نب ہاسپٹل کی جانب گیا تو کافی زخمی کیس آئے تھے روڈ ایکسڈنٹ کے لیکن کوئی بھی انہیں اندر نہیں جانے دے رہا تھا۔۔۔۔۔ اصفر سیدھا یوسف کے پاس آیا تھا۔۔۔۔۔

"کیا ہے یہ سب"

"تمہیں جیسے نہیں پتہ اور تم کیوں آگئے آج وہ بھی اتنی جلدی"

"وہ حممنہ نے بلایا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے بلایا اور تم آگئے۔۔۔۔۔ کیوں بھی "یوسف کو حیرت ہوئی"

اب تم ہر تال مناؤں گئے تو وہ بیچاری اکیلی کہاں تک مریض سنبھال سکتی ہے --- خیر انہیں " تو آنے دو یار خون سے لت پت مریض ہیں --- "اصفر کی بات وہ منہ کھولے سن رہا تھا وہ مریضوں کو اندر لے جانے کا کہہ رہا تھا --- اتنا انسانیت کا درد شناس تو وہ پہلے کبھی نا تھا --- اصفر نے شیشے کا ڈور کھولا اور ایمر جنسی مریضوں کو اندر منتقل کرنے لگا --- حمنا اسے دیکھ کر مسکرائی تھی --- اصفر کو لگا یہ بازی اب وہ جیت چکا ہے --- پورا دن ایک بعد ایک ایمر جنسی کیس دونوں نے مل کر ہینڈل کیے تھے ---

شام کو تھک کر جیسے ہی وہ باہر نکلے باپر کھڑے لوگوں نے ڈاکٹروں کی ہر تال سے تنگ آ کر پھترا و شروع کر دیا تھا --- ایک بھگڑ سی مچ گئی تھی ایک پتھر سیدھا حمنا کے سر پر لگا تھا --- فوراً سے خون بہنے لگا --- سب ڈاکٹر اپنے بچاؤں کے لئے ہسپتال کے اندر بھاگے تھے اصفر نے جب حمنا کی پیشانی سے خون بہتا دیکھا اسکا خون کھولا تھا اسے کور کرتے ہوئے وہ اس کا ہاتھ تھامے اندر لے آیا تھا --- ڈاکٹرز نے اندر داخل ہوتے ہی مین گیٹ بند کیا تھا پھر لوئے کا جنگلہ بھی بند کر دیا اور خود کمروں میں بند ہو گئے --- کچھ ہی دیر میں پولیس کی گاڑیوں کا سائرن بجنے لگا باہر سے شور کی آوازیں اندر تک آرہی تھیں ---

حمنا نے رومال پرس سے نکال کر سر پر رکھا تھا
ایمر جنسی وارڈ میں پہنچ کر اصفر نے اسکا ہاتھ چھوڑا ---

- "ڈیڈ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب اتنا بڑھ جائے گا

او شٹ اب اصفر ---- تم نے پریشان کر کے رکھ دیا ہے مجھے ---- "آواز میں فکرمندی تھی "

"ڈیڈ میں بس کچھ دیر میں وہاں سے نکلتا ہوں بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا "

او کے تم گھر پہنچو بات کرتا ہوں تم - سے "فون غصے سے - بند ہوا تھا "

سب ہی ڈاکٹر اپنی جگہ پریشان تھے دو گھنٹے بعد جا کر راستہ کچھ ہموار ہوا تو اندر بیٹھے اسٹاف نے شکر کا کلمہ پڑھا تھا ----

باہر نکلنے سے پہلے حمزہ اصفر کے پاس آکر رک گئی اپنے پرس سے پانچ سو نکال کر اسکی طرف بڑھا دیے وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا

"یہ آپ کی فیس ---- بہت شکریہ آپ میرے ایک کہنے پر یہاں آ گئے "

"یہ آپ رہنے دیں "

نہیں یہ -- آپکا حق ہے --- محنت کی ہے آپ نے - "اصفر نے ہاتھ پیچھے باندھ لیے "

میں آپ سے پھر کبھی اپنا حق لے لوں گا --- فی الحال اسے اپنے پاس رکھیے ---- "یہ کہہ "

وہ ہاسپٹل سے باہر نکل گیا تھا --- اس بار اس نے حمزہ کی بس کا پیچھا کیا تھا جس میں وہ بیٹھی تھی حمزہ کے گھر پہنچنے تک وہ اصفر کی نظروں کے حصار میں تھی --- لیکن بے خبر

تھی --- ایک مناسب سا علاقہ تھا --- جہاں وہ رہتی تھی --- گھر پہنچ کر حسن کمال کی ڈانٹ کھا کر ہی اسے رات کا ڈنر ملا تھا ---

آج کے بعد تم یوسف سے ملنے ہاسپٹل نہیں جاؤں گے --- اسے کہنا وہ ملنے آ جایا کرے " تمہیں --- اگر آج کی اس ہنگامہ آرائی میں تمہیں - چوٹ لگ جاتی پھر؟ باپ کی ڈانٹ میں بھی محبت اور فکرمندی تھی

ڈیڈ جو آپ کا حکم --- آج کے بعد نہیں جاؤں گا خوش " سینے پر ہاتھ رکھ کر اس نے ادب " سے کہا تھا باپ کا موڈ تو وہ پل بدلنا جانتا تھا ---

جانتا ہوں تمہاری ساری فرما برداریوں کو --- " حسن کمال کے غصے میں کمی نہیں آئی تھی " ڈیڈ آپ جانتے ہیں میں آپکی بات نہیں ٹالتا " اصفر نے مسکرا کر کہا وہ اسے خشمگین نظروں " سے ہی اسے گھور رہے تھے

*****.....

حمنہ جب گھر پہنچی اسکی والدہ مصلہ بچھائے بیٹھیں تھیں --- اسے دیکھ کر ہی خوش ہوئیں تھیں

حمزہ بیٹا کیا بات ہے۔ مجھ سے کہو جو بھی تمہارے دل میں ہے "بڑی شفقت سے وہ حمزہ" سے بات کر رہے تھے اپنے اندر کے الاؤ کو کب تک باندھ سکتی تھی۔۔۔۔ اس لئے آنسوؤں کا سہارا لینا پڑا

اپنے زخموں کو یوں سب پر عیاں نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ بس اس لئے چپ تھی۔۔۔ کہ سچ بولتے ہی بات پھیل جائے گی اور اس شخص تک پہنچے گی جس کے وہ سامنا بھی نہیں آنا چاہتی تھی۔۔۔ اس لئے چپ ہی اس کی گم نامی کا سبب تھی اور اسی

- اس میں اسکی زندگی کا سکھ چین تھا۔۔۔۔ اور اب جھوٹ کا سہارا لینا پڑ رہا تھا

سر میں۔۔۔۔ میں اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔۔ کسی کو بھی وہ مقام نہیں " دے سکتی۔۔۔۔ فارس کو۔ بھی نہیں۔۔۔۔ میں پہلے بھی اسے کئی بار انکار کر چکی ہوں۔۔۔۔ پھر ایسے رشتے کا کیا فائدہ جو میں دل سے نبھانا سکوں میری لائف میں میرے بچوں کے علاوہ کوئی دوسرا اہمیت نہیں رکھتا۔۔۔۔۔ آج شاید فارس یہ سب وقتی جذبے تحت کر رہا لیکن ہو "سکتا کل اسے پچھتاوا ہو

ایسا کبھی نہیں ہو گا یہ میرا وعدہ ہے۔۔۔ بے شک قسم لے لو مجھ سے۔۔۔۔ "اس بار" جواب فارس نے دیا تھا

میں پھر بھی نہیں کر سکتی "حمزہ جیسے بے بس ہوئی تھی"

حمہہ بیٹا اتنی جلدی انکار نہیں کرنا چاہیے ---- بے شک تمہاری رضامندی بہت لازمی ہے "

---- تم سوچ لو چلو اپنے لئے نا سہی اپنے بچوں کے لئے ہی سہی --- انہیں باپ کی ضرورت ہے ----

پھر وہ فارس سے اُچھ بھی بہت ہیں ---- میں پھر آؤں گا تمہارے پاس تم اچھے طرح سے سوچ لو --- اور بیٹا پلیز اتنا سخت نہیں بنتے اللہ اگر تمہیں خوشیاں اور آسانیاں دینا چاہتا ہے تو کیوں تم تہی دامن رہنا چاہتی ہو --- میں اس امید سے جا رہا ہوں کہ اگلی بار تم - مجھے مایوس نہیں لوٹاؤں گی " یہ کہہ کر ڈاکٹر بیگ اور فارس جا چکے تھے --- حمہہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی

---- ایک راستہ بچا تھا اس کے پاس کہ فارس کو سچائی سے آگاہ کر دے ----

گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اصف کو ہاسپٹل کا خیال آنے لگا جہاں کمال حسن کا آپریشن ہوا تھا

--- سوچا جب تک یہاں ہے کیا حرج کے وہ کچھ وقت اس ہاسپٹل کو دے دیا کرے ----

اس نے گاڑی ہاسپٹل کی جانب موڑ لی ---- ہاسپٹل کے اندر وہ سیدھا ڈاکٹر بیگ کے کمرے میں گیا تھا ----

سامنے تین چار ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر بھی کھڑی تھیں ----

گئے --- اور ہاں ڈاکٹر اصفر آپ بھی ضرور آئیں گئے --- "ڈاکٹر بیگ نے اصفر کو بھی شامل کیا تھا جو سب میں الگ تھلگ سا لگ رہا تھا

"جی کوشش کروں گا ابھی تو آپ سے کچھ اور کہنے آیا تھا"

"جی کہیں۔"

میں سوچ رہا تھا کہ میں فی الحال مری میں ہوں اس لئے کچھ وقت آپ کے ہاسپٹل میں دے دیا کروں اگر آپ کو اعتراض نا ہو تو؟ "اصفر کی بات پر ڈاکٹر بیگ حیران ہوئے تھے

"ارے یہ تو۔ میرے لئے آنر کی بات ہوگی --- ڈاکٹر حسن کمال کے بیٹے ہیں آپ ---"

انہوں نے خوش دلی کا اظہار کیا تھا

نہیں پلیزیوں مت کہیں آپ مجھ سے بڑے ہیں اور میرے والد کی جس طرح یہاں کیر کی گئی "

ہے --- میں آپ کا احسان مند ہوں --- "ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا ڈاکٹر بیگ کا کمرہ کھلا تھا

یک دم ہی سب کی نظریں ادھر ہی اٹھیں تھیں

اسلام علیکم ایوری ون "حممنہ نے مسکراتے ہوئے سلام کیا لیکن اگلے لمحے سامنے کھڑے "

شخص کو دیکھ کر پتھر کی ہوئی تھی یہی کیفیت اصفر کی۔ بھی تھی --- چھ سال بعد اسے دو با

رو دیکھا تھا --- دل سینے تمہم چکا تھا --- آنکھیں اب بھی بے یقین تھیں --- حمنہ کو لگا پورا

کمرہ گھوم سا گیا ہے --- جس وقت سے اب تک بچتی اور جس شخص سے چھپتی ہوئی یہاں تک

ابھی وقت نہیں ہے یہ سب بتانے کا ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔ "اصفر کو جانے کی جلدی تھی۔۔۔۔۔"

لیکن فارس کی گرفت اور مضبوط ہوئی تھی

ایسے نہیں چھوڑو گا تمہیں۔۔۔۔۔ "فارس نے سخت لہجے سے کہا اسی اثناء میں باقی سب ڈاکٹر"

بھی باہر نکل چکے تھے۔۔۔۔۔

ڈاکٹر بیگ اسے کہیں چھوڑے مجھے "اصفر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مارنا شروع کر دے فارس"

کو۔۔۔۔۔

نہیں ڈاکٹر بیگ پہلے اس سے پوچھیں کہ حمہ کا پیچھا کیوں کر رہا ہے۔۔۔۔۔ "فارس کا حمہ"

کے لئے یوں حق جتنا اصفر کو عجیب لگ رہا تھا

تم کون ہوتے ہو یہ پوچھنے والے "اس بار اصفر کا لہجہ بھی بلند ہوا تھا۔۔۔۔۔"

"اصفر وہ ہمارے ہاسپٹل کی ڈاکٹر ہیں۔۔۔۔۔ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم آپ سے پوچھیں۔۔۔۔۔"

وہ بیوی ہے میری "اصفر ایسے تھا کہ بے بسی سے رو دے گا یہ خبر کسی دھماکے کی طرح"

سب پر گرمی تھی فارس کو لگا کہ زمین پاؤں سے کھسکی ہو۔۔۔۔۔ یک دم اس نے اصفر کا بازو

چھوڑا تھا وہ باہر کی جانب بھاگا تھا فارس کو لگا آسمان سر پر گرا ہو۔۔۔۔۔

"بیوی۔۔۔۔۔"

یہی حیرت وہاں موجود سب ڈاکٹرز کو تھی ڈاکٹر بیگ فارس کی حالت جان سکتے تھے ---- فارس پر تو یہ بات قیامت بنکر ٹوٹی تھی ----

"حممنہ --- بیوی --- اصفر حسن کمال کی"

جانتی ہوں لاہور کے بہت مشہور ڈاکٹر اور بڑے سرجن ہیں یہ ---- لیکن مجھے نامور شخصیتوں (" کے بارے - میں جاننے کی ذرا سی دل چسپی نہیں ہے

"ہاں یاد آیا فارس وہ تمہاری نامور شخصیت ابھی تک ہاسپٹل میں ہے یا جا چکے ہیں"

("سر میں نہیں کر سکتی شادی سمجھ لیں کہ انکار کرنے پر مجبور ہوں ----")

حممنہ کی باتیں اس کے کانوں میں گونجنے لگی تھیں ---- پھر ذہن میں آنے لگا جب تک حسن کمال ہاسپٹل میں رہے تھے حممنہ نہیں آئی تھی ---- شادی سے انکار کی وجہ یہ تھی کہ وہ اب تک اصفر کی بیوی تھی تو پھر مجھے سے جھوٹ کیوں بولا ---- مجھے دھوکا کیوں دیا ---- کیوں کہاں کہ اسکے ہسبنڈ مر چکے ہیں ---- وہ آج بھی اسکے لئے اول روز کی طرح پہیلی تھی ---- وہ سیدھا اپنے گھر گیا تھا جو ہاسپٹل کے چند قدموں کے فاصلے پر تھا ---- جا کر اپنا لیپ ٹاپ کھولا اصفر حسن کمال کو سرچ کرنا شروع کیا لیپ ٹاپ پر متحرک انگلیاں یک دم جیسے کی تھیں سامنے وہی تھی اصفر کے پہلو میں کھڑی ہوئی نیچے اس کا تعارف تھا مسز اصفر کے نام سے ---- کمال حسن کی چھوٹی بہو کے نام سے ---- اب تو کوئی شک نہیں رہ گیا تھا ---- کوئی شبہ نہیں تھا ----

حمنے کو اپنی گاڑی کی بھی ہوش نہیں تھی بس پیدل بھاگتے ہوئے دو میل کا فاصلہ طے کر کے وہ گھر پہنچی تھی۔۔۔ اسے ڈھیر گھنٹہ لگا تھا گھر پہنچنے میں گھر کا دروازہ حمنے نے زور سے بجایا تھا۔۔۔

دروازہ فارس نے کھولا تھا آنکھیں سرخ اور متورم تھیں جیسے خون آنکھوں میں اترا ہو۔۔۔۔۔ وہ پیچھے ہٹ گیا وہ اندر داخل ہوئی پہلی فکر بچوں کی ستائی تھی اس سے پہلے کے کمرے میں جاتی فارس نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے مقابل کھڑا کیا۔۔۔

کہاں گئی تھی تم۔۔۔۔۔ پچھلے ایک گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں "آنکھوں میں عجیب سا" استحقاق تھا۔۔۔

بازو چھوڑو میرا مجھے بچوں کے پاس جانا ہے "حمنے نے سخت لہجہ اپنایا"

جو پوچھ رہا ہوں تم سے اس کا جواب دو "فارس اسے بازو سے کھینچ کر اپنے قریب کر کے " غراتے ہوئے بولا

تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔۔۔ ہاتھ چھوڑو میرا "حمنے نے اس سے اپنا چھڑواتے ہوئے کہا " میں کون ہوتا ہوں ؟۔۔۔۔۔ تمہیں بتاؤں میں کون ہوتا ہوں۔۔۔۔۔ "

میں تمہارے اور تمہارے بچوں کی حفاظت کرنے والا وہ انسان ہوں جیسے تم نے پانچ سال تک بیوقوف بنایا۔۔۔۔ جھوٹ بولا۔۔۔۔ دھوکہ دیا۔۔۔۔ وہ ہوں میں "فارس نے دانت بچ کر کہا اور اسے جھٹکے سے چھوڑا

اور تم کون ہو تم ہو۔۔۔۔ مسز حمزہ صفر۔۔۔۔ ڈاکٹر صفر حسن کی بیوی۔۔۔۔ "وہ چلا کر " بولا ساتھ ہی ٹیبل پر شیشے کا رکھا واز اس نے اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر پھینکا تھا۔ وہ پلمیں چکنا چور ہوس تھا۔۔۔۔ حمزہ نے خوف سے آنکھیں بند کیں کئی قدم پیچھے ہٹی تھی فارس پھر اسکے قریب آیا اسکی آنکھیں میں آنسوں جھلملا رہے تھے۔۔۔۔ غصے کے مارے اسکے جبرے لرز رہے تھے اتنی سخت ٹھنڈ میں کنپٹیوں سے پسینہ بہہ رہا تھا

مجھے کیا سمجھ کر استعمال کیا تم نے میرے۔۔۔۔ جذبات سے کیوں کھیلا بولو "یہ کہہ فارس نے " ٹی وی پر رکھا واز زمین پر زور سے پٹخا۔۔۔۔ اتنا غصہ تھا کہ اسے۔۔۔۔ کہ وہ بس سے باہر ہو رہا تھا۔۔۔۔ پچھلے پانچ سالوں میں وہ اس سے صرف محبت ہی تو کرتا آ رہا تھا۔۔۔۔ اسے اپنا سمجھ کر اسکا خیال رکھ رہا تھا۔۔۔۔ بے لوث محبتیں نچھاور کر رہا تھا اور وہ۔۔۔۔ اس نے کیا کیا تھا اتنا بڑا سچ چھپایا تھا

لیکن آج تو جیسے سب کچھ ٹوٹ چکا تھا چکنا چور ہو چکا تھا۔۔۔۔ حمزہ اس کے اس قدر شدید رد عمل پر شدید سی رہ گئی تھی۔۔۔۔

تم پاگل ہو گئے فارس؟ --- "اس نے دھیرے سے کہا"

ہاں پاگل ہی تو ہو گیا ہوں آگ سی لگا دی تم نے میرے اندر --- انسان سے جانور بننے پر " مجبور کر دیا ہے --- تمہیں اندازہ ہے کہ تمہارے اس ایک جھوٹ نے مجھے کس مقام پر پہنچا دیا ہے اندازہ ہے تمہیں " وہ چلا کر بولا تھا --- حمزہ پیچھے ہٹی تھی کانچ اسکے سینڈل کے نیچے آکر مزید کڑچی کڑچی ہو رہے تھے

فارس اسوقت تم ہوش - میں نہیں ہو جاؤں یہاں میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی --- لیکن "

جسٹ شٹ اپ حمزہ --- اب بتاؤں گی تم مجھے؟ --- اب -؟ --- مجھے برباد کرنے کے " بعد؟ --- نہیں حمزہ --- جہاں تک تم مجھے پہنچا چکی ہوں --- میں - تم سے دستبردار ہو ہی نہیں سکتا --- یا تو میں خود کو ختم کر لوں گا ڈاکٹر اصف کو مار ڈالوں گا --- دیکھوں اب میں کیا کرتا ہوں " لہو رنگ آنکھوں کو اسکی آنکھوں میں گاڑتے ہوئے وہ اسے یہ کہتے ہوئے گھر سے باہر نکل گیا حمزہ کی جان پر بنی تھی وہ اسکے پیچھے لپکی تھی ---

" فارس فارس میری بات سنو "

لیکن وہ تیزی سے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا --- حمزہ اندر کی طرف بھاگی تھی کمرے میں دونوں بچے سہمے بیٹھے تھے شاید باہر کے شور شرابے سے گھبرا گئے تھے --- حمزہ نے دونوں کو

ساتھ لگایا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔ یہ ٹھکانہ بھی اب محفوظ نہیں رہا تھا سوچ رہی تھی کہ اب کہاں لیکر بھاگے کی بچوں کو کہاں جائے گی کیا کرے گی پانچ سالوں میں بڑی مشکل سے یہاں سب سیٹل کر پائی تھی۔۔۔ لیکن یہ تو طے تھا کہ اسے آج رات ہی بچوں کو لیکر نکلنا تھا۔۔۔

*****.....

- منزل صاحب آمنہ بیگم اور لائبہ کو دوسرے گورنمنٹ ہاسپٹل لے گئے لیکن وہاں توجہ نہیں دی جا رہی تھی۔۔۔ ایکس رات تک نہیں لیا گیا تھا۔۔۔ لائبہ دوسرے دن اپنی امی کے گورنمنٹ اسکول گئی جہاں اسکی والدہ کئی سالوں سے پڑھا رہی ہیں۔۔۔ میڈیم کو انکے حادثے کے بارے میں بتایا۔۔۔ اور انکی چھٹی کی درخواست بھی دی لیکن میڈیم نے کہا کہ انکی چھٹی کی درخواست کو قبول کیا جائے گا جب تک ہاسپٹل کے گورنمنٹ ڈاکٹر کا ڈسکرپشن پیپر اسکے سائن کے ساتھ نا مل جائے۔۔۔ دوسری جانب گورنمنٹ ہاسپٹل کی لاپرواہی سے تنگ آکر منزل صاحب نے آمنہ بیگم کو پراویٹ ہاسپٹل میں منتقل کروا دیا۔۔۔

وہاں بھی گورنمنٹ کا سینئر ڈاکٹر موجود تھا لیکن چونکہ وہ پراویٹ ہاسپٹل تھا اس لئے اس نے بڑی تسلی سے انہیں چیک کیا ایک کے بجائے تین ایکس رے مختلف زاویوں سے نکلوائے بل

بھی خوب لمبا چوڑا بنوایا۔۔۔ گھٹنے کی ہلڈی پر کریک آگیا تھا یہ شکر تھا کہ ٹوٹی نہیں تھی۔۔۔

رات کو منزل صاحب نے ساری جمع پونجی الماری کے اوپر بنی چھوٹی سی الماری جس میں بستر رکھے جاتے تھے وہاں سے ایک تکیہ نکالا اور تکیے کے غلاف سے نکال کر بیڈ کر رکھی اور گننے لگے

پیسے بہت کم تھے۔۔۔ آپریشن کے لئے نا کافی تھے۔۔۔

لائیو نے اپنی سونے کی چین لا کر منزل صاحب کو دیدی

"ابو جی اسے بیچ دیں۔۔ امی کا آپریشن ضروری ہے۔۔۔ چین کا کیا ہے پھر آ جائے گی۔۔۔"

لائیو کی بات سن کر وہ بے بس سے ہوئے تھے۔۔۔ بیٹی کو شفقت سے ساتھ لگایا۔۔۔ آپریشن کے پیسے وہ پورے کر چکے تھے۔۔۔

لائیو نے پراویٹ ڈاکٹر سے ڈسکریپشن لیٹر لکھنے کو کہا سائن کرنے کو بھی ڈاکٹر نے وہ لیٹر لکھ دیا

لیکن چونکہ وہ پروایٹ یا سپٹل کی پرچی تھی اس لئے گورنمنٹ اسکول کی میڈیم نے قبول کرنے سے منع کر دیا۔۔۔

یہ قابل قبول نہیں ہے گورنمنٹ ڈاکٹر کے پیپر پر سائن ہونے چاہیے ورنہ انکی چھٹی قبول "

نہیں کی جائے گی۔۔۔ نوکری بھی جا سکتی ہے " لائیو نے یہ بات منزل صاحب کو بتائی۔۔۔

آپریشن کے بعد بھی دو تین مہینوں تک آمنہ بیگم چل نہیں سکتی تھیں۔۔۔

پیروں میں شاید مسافت ہی لکھی تھی ---- تھکا دینے والا سفر --- پہلے تو اکیلی تھی لیکن اب چھوٹے بچوں کا ساتھ تھا ----

ممی ہم کہاں جا رہے ہیں "نور اپنے سینڈل پہنتے ہوئے پوچھنے لگی --- " یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ --- لیکن یہاں نہیں رہ سکتے "خود کو شال میں لپیٹ کر اس نے " بچوں کے ہاتھ پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے بیگ گھسٹ کر مین دروازے تک پہنچی پورے لاونج میں کانچ کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے لیکن جیسے ہی دروازہ کھولا سامنے ڈاکٹر بیگ اور اسکی بیگم کھڑے تھے شاید بیل دینے ہی والے تھے کہ حممنہ نے دروازہ کھول دیا ---- حممنہ کا آنسوؤں سے تر تر چہرہ دیکھ وہ پریشان ہوئے تھے --- پھر اس وقت بچوں کو اور بیگ کو لئے وہ جا کہاں رہی تھی

"سر آپ"

ہاں میں --- میری بیٹی اتنی پریشانی سے ہاسپٹل سے نکلی تھی --- یہ کیسے ممکن تھا کہ میں " پوچھنے نا آتا آج تو تمہاری میم بھی ساتھ آئیں ہیں --- اندر نہیں بلاؤں گی " حممنہ دروازے سے پیچھے ہٹ گئی

، جی آئیے "ڈاکٹر بیگ اور انکی بیگم اندر داخل ہو گئے
لاونج میں بکھیرے کانچ دیکھ مزید الجھے تھے

یہ سب فارس نے کیا ہے "حمنہ نے تاسف سے کہا "

ہاں بہت غصے سے ہاسپٹل سے نکلا تھا --- میری آواز بھی نہیں سنی خیر کان کھنچوں گا اس " کے تم فکر مت کرو "ڈاکٹر بیگ ٹیبل کے قریب آکر کرسی کھنچ کر بیٹھ گئے میم بھی اور بچے بھی وہیں۔ بیٹھ گئے --- حمنہ بھی ایک کرسی پر۔ بیٹھ گئی

بیٹا --- ڈاکٹر اصغر حسن تمہارے ہسپنڈ ہیں "بات ڈاکٹر بیگ نے ہی شروع کی "جی ہاں "

میں یہ بات اصغر کے منہ سے سن شاکڈ رہ گیا تھا ---- بے یقین تھا --- ایک پل لگا کہ وہ " جھوٹ بول رہا ہے میری حمنہ تو کبھی جھوٹ بولتی ہی نہیں ہے --- جب اس نے کہہ دیا کہ اسکے ہسپنڈ اب اس دنیا میں نہیں رہے تو سچ میں نہیں رہے --- شاید ایسا ہی یقین فارس کو بھی تم پر تھا --- یا شاید اس سے بھی زیادہ ---- پھر تمہارے ساتھ اسکی دلی وابستگی کسے نہیں معلوم ---- بچوں کے ساتھ اس کی محبت پر تم بھی شک نہیں کر سکتی ---- میں اسے بھی غلط نہیں کہوں گا حمنہ --- جیسے مجھے بھی تمہارے کبھی نا کبھی مان جانے کی آس تھی اسے۔ بھی یہی تھی ---- لیکن اب تو سچویشن ہی الگ ہے ---- "حمنہ خاموشی سے سن رہی تھی پھر دھیرے سے بولی

"میرے لئے کچھ الگ نہیں ---- مجھے اصغر کے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے ---- "

کوئی لڑائی جھگڑا ہوا تھا "ڈاکٹر۔ بیگ نے پوچھا"

سر پلیز مجھے کچھ نہیں بتانا ---- آپ کو"

میں غلط لگتی ہوں اوکے۔ میں ہی غلط ہوں --- آپ جو چاہیں سمجھ لیں --- فارس کو بھی

میں ہی جھوٹی لگتی ہوں ٹھیک وہ بے شک محبت کی جگہ نفرت کرنے لگے لیکن مجھے کوئی

صفائی پیش نہیں کرنی ---- "اس انداز اٹل تھا لیکن لہجہ متوازن

اصفر تمہارے گھر کا پتہ پوچھ رہا تھا --- میں نے نہیں بتایا لیکن آج نہیں تو کل ڈھونڈے گا"

ڈاکٹر بیگ کی یہ خبر بھی اس کے لئے نئی نہیں تھی جانتی تھی کہ یہاں رہی تو اصفر بہت جلد"

اس تک پہنچ جائے گا

وہ مجھے تب ڈھونڈے گا جب میں یہاں رہوں گی "حمزہ کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا"

"تم کہاں جا رہی ہو اور کس کے پاس"

کہیں بھی چلی جاؤں گی --- اللہ کی دنیا بہت بڑی ہے اور ہاسپٹلوں کی کمی بھی نہیں ہے"

"--- کہیں نا کہیں نوکری مل جائے گی

بھاگ جانا مسئلے کا حل نہیں ہے حمزہ اب تم اکیلی نہیں ہوں بچے ہیں تمہارے ساتھ "میم"

نے سمجھانا چاہا

"میرے مسئلے کا حل بھاگ جانا ہی ہے میم"

کہیں نہیں جاؤں گی تم --- فی الحال میرے ساتھ چلو یہاں رہنا مناسب نہیں ہے تمہارا نا " جانے جذبات میں آکر کون سا غلط قدم اٹھاو گی ---- " یہ کہہ ڈاکٹر بیگ نے حممنہ کی ایک نہیں سنی تھی اس کا بیگ اٹھا کر باہر نکل گئے مجبوراً حممنہ کو بھی جانا پڑا --- گھر میں پہنچ کر انہوں نے حممنہ سے کچھ نہیں پوچھا انکی وائف نے اسے اور بچوں کو کھانا کھلا کر ایک کمرے میں سونے کے لئے بھیج دیا ---

***** ----

اصفر صبح ڈاکٹر بیگ کے پہنچنے سے پہلے ہاسپٹل میں موجود تھا پوری رات آنکھوں میں کاٹی تھی --- ایک پل چین نہیں آیا تھا --- لگ رہا کہ دو قدم کا فاصلہ ہی رہ گیا اسکے اور حممنہ کے بیچ میں بس دو قدم طے کرتے ہی وہ مل جائے گی --- لیکن اگلے پل یہ لگنے لگتا کہ بھاگ جائے گی پھر اسکی پہنچ سے بہت دور اتنا دور کہ وہ پھر سے کئی سال کی مسافت میں زندگی گزار دے گا یہ سوچتے ہی دل ڈوبنے لگا تھا اٹھ کر بیٹھ گیا --- بدحواسی سی چھانے لگی تھی بند کمرے میں منفی درجہ حرارت میں بھی اس پر گھبراہٹ طاری ہوئی تھی --- گھٹن کا شدید احساس تھا --- رضائی ہٹا کر وہ یک دم بستر سے نکل کر کھڑکی کے پاس پہنچا تھا کھڑکی سے پردہ پیچھے کیا کھڑکی کا پٹ کھولا تو جمادینے والی سرد ہوا کے جھونکے کانپنے پر مجبور کیا تھا مگر --- اندر کی

گھٹن بے چین کیے ہوئی تھی --- آسمان کی جانب دیکھا تو کالی رات بہت طویل سی لگ رہی تھی --- نا ختم ہونے والی

ظلمت سے بھری ہوئی --- اتنی اندھیری کے جس میں اپنے ہونے کا بھی احساس گم ہو جائے --- نا چاہتے ہوئے بھی آنکھوں سے آنسوؤں ٹوٹ کر نکلے تھے

بس ایک موقع تو دو مجھے حممنہ --- ایک آخری بار میرا اعتبار کر لو --- مجھے میری غلطی " سدھارنے بس ایک موقع دے دو --- ہر اس ذیاتی کی تلافی کرنا چاہتا ہوں جو میں تمہارے " ساتھ کر بیٹھا ہوں

صبح کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا تھا ---

صبح کی ہلکی ہلکی روشنی ہوتے ہی وہاں سے نکل گیا تھا --- کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر بیگ اندر داخل ہوئے تھے انہیں دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا --- ڈاکٹر بیگ بھی اسے دیکھ چکے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ حممنہ ہرگز اس سے ملنا نہیں چاہتی ان دونوں کے بیچ ہوا کیا تھا یہ تو وہ نہیں جانتے تھے لیکن اس وقت حممنہ کا ساتھ دینا ضروری تھا اصفرا نکلے پاس آگیا

ڈاکٹر بیگ مجھے حمہ کا پتہ چاہیے --- آج اسکا پتہ لے بنا نہیں جاؤں گا "اصفر کے چہرے پر "رتجگے کے تاثرات اور فکر مندی دیکھ کر انہوں نے گہری سانس لی اور جیب میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھ کر بولے

ٹھیک میں دے دیتا ہوں تمہیں حمزہ کا ایڈریس لیکن فائدہ کچھ نہیں ہے وہ اپنا گھر چھوڑ کر " رات کو ہی جا چکی ہے --- کہاں گئی ہے یہ کسی کو پتہ نہیں فون بھی آف ہے --- یں گیا " تمہا اس کے گھر تالا لگا ہے

چلی گئی۔۔۔ "اصفر بے بس سا ہوا تھا۔۔۔۔۔"

وجہ کیا ہے ڈاکٹر اصغر --- پچھلے پانچ سال سے وہ یہاں ہے --- آپ نے ڈھونڈنے کی "کوشش بھی نہیں کی

کوشش نہیں کی۔؟۔۔۔ پچھلے پانچ سال سے خاک ہی تو چھان رہا ہوں اس کے پیچھے۔۔۔۔۔"

مجھے کہاں خبر تھی کہ وہ یہاں ہے ورنہ پانچ سال پہلے کی پہنچ جاتا۔۔۔۔۔ "اصفر کی غیر ہوتی

حالت اور بے بسی دیکھ کر وہ متذبذب سے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ خوش تو وہ بھی نہیں لگ رہا تھا

۔۔۔۔۔ ورنہ اتنی صبح یہاں موجود نا ہوتا۔۔۔۔۔

پھر وہ آپ سے کیوں بھاگ رہی ہے۔۔۔ ملنا کیوں نہیں چاہتی آپ سے۔۔۔ ہمیں تو "اب تک یہی معلوم تھا کہ اسکے ہسبند حیات ہی نہیں ہیں" ڈاکٹر بیگ کی یہ بات بھی اصف کے لئے نیا انکشاف تھی۔۔۔

جس دن مل گئی پھر بھاگنے نہیں دوں گا۔۔۔ بس ایک بار مل جائے مجھے۔۔۔ سارے شکوے " دور کر دوں گا اسکے۔۔۔ " اصف نے یہ کہہ کر اپنا کارڈ نکال کر ڈاکٹر بیگ کے ہاتھ میں رکھا اگر وہ آپکے پاس آئے تو پلیز اسے بتائے بغیر مجھے انفارم کر دیجیے گا۔۔۔ بس ایک بار میری " ملاقات ہو جائے اس سے۔۔۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔ " وہ یہ کہہ کر وہیں سے پلٹ کر چلا گیا۔۔۔ ڈاکٹر بیگ سوچ میں پڑ گئے تھے۔۔۔ آج فارس ہاسپٹل نہیں آیا تھا۔۔۔ پورا دن بیٹھا اپنا جی جلاتا رہا۔۔۔ لیپ ٹاپ کھولے اصف کی ہسٹری پڑھتا رہا۔۔۔ ایک سال اصف جیل میں کاٹ چکا تھا۔۔۔ غلط انجکشن لگانے سے بچے کی موت کے جرم میں۔۔۔۔۔ چھوٹ اس وجہ سے گیا کہ بچے کے والدین نے کیس واپس لے لیا تھا۔۔۔ شاید باپ کے اثر رسوخ کام آگئے تھے یا پیسے۔۔۔ فارس کو پہلے حسن کمال کے بارے میں پہلے بس اتنا ہی معلوم تھا کہ ایک بہت بڑا نام ہے ہارٹ کی سرجری میں انکا۔۔۔ لیکن انکی فیملی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔۔۔ کبھی اتنی دلچسپی ہی نہیں ہوئی لیکن اب ایک ایک بات کی جیسے کھوج تھی۔۔۔

کون سی ایسی عورت ہو سکتی ہے جو اپنے زندہ شوہر کو مردہ کہہ دے۔۔۔ وہ حمنہ جیسی۔۔۔ اتنی نرم دل احساس دل رکھنے والی مریضوں کی تکلیف ہے رونے والی۔۔۔۔ کچھ تو ایسا ہوا ہے۔۔۔ ذہن الجھتا جا رہا تھا۔۔۔ انگلیاں اب اصفہ کی پچھلی چھ سالہ ہسٹری پر چل رہیں تھیں دوسرا انکشاف یہ پڑھ کر ہوا کہ اسکی بیوی نے اس پر خلع کا مقدمہ بھی دائر کیا تھا۔۔۔۔

مطلب وہ طلاق لینا چاہتی تھی اصفر سے پھر لی کیوں نہیں؟ ---- "فارس جتنا جانتا جا رہا" تھا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا ---- اسکے بعد سے اصفر کے بارے میں کوئی خاص خبر نہیں تھی ---- حسن کمال کا بڑا بیٹا سیف الرحمن باپ کے نقش قدم پر چل رہا تھا اسکی بیوی بھی گائنا لوجسٹ میں کافی نام اور پیسہ کما رہی تھی -- حسن کمال کو اپنے پیشے کو خیر آباد کیے ہوئے چار سال گزر چکے تھے --- حالانکہ اس - بات پر میڈیا اور ڈاکٹرز کا بہت شور اٹھایا تھا کہ وہ کیوں اتنی جلدی یہ سب چھوڑ رہے ہیں لیکن کوئی جواب نہیں تھا اندر کی کہانی کچھ اور تھی لیکن بظاہر یہی کہا گیا کہ وہ اپنی بیوی کے انتقال کے بعد سے خود بھی بیمار رہنے لگے تھے اس لئے اب گھر پر ہی رہنے کو ترجیحی دینا چاہتے ہیں ---

فارس نے لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔۔۔۔۔

اور اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔ سوالات کی بھرمار تھی اور جواب صفر۔۔۔۔

گزشتہ پانچ سالوں سے جتنا وہ حمہ سے انجان تھا اب تک اتنا ہی انجان تھا۔۔۔۔

شام کو واپسی پر ڈاکٹر بیگ پہلے فارس کے گھر گئے جو ہاسپٹل کے قریب تھا۔۔۔ ڈور بیل پر اس نے اکتائے ہوئے دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے ڈاکٹر۔ بیگ کو دیکھ کر رخ بدلہ تھا گھر کے عام سے ٹراورز شرٹ میں ملبوس تھا۔۔۔۔ ڈاکٹر بیگ اندر داخل ہوئے۔۔۔۔

چائے کے تین خالی کپ -- سگریٹ سے بھرا ایش ٹرے اور لیپ ٹاپ سامنے ٹیبل پر رکھا تھا
--- فارس نے آگے بڑھ کر پہلے تو ایش ٹرے پکڑا تھا --

سر آپ بیٹھیں میں ابھی آیا "اپنے باپ جیسے استاد کے سامنے ایش ٹرے دیکھ کر اسے سبکی"
سی محسوس ہوئی تھی۔ کن انکھیوں سے ڈاکٹر بیگ نے اسے گھورا تھا۔۔۔۔

منہایت شرم ناک بات ہے ایک ڈاکٹر ہوتے ہوئے تم نے ایک رات میں اتنی سگریٹ پیں "ہیں --- وہ خشمگین نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولے

سروہ ---- "فارس شرمندہ تھا" ----

نوائسکیوز فارس --- چلو کپڑے تبدیل کرو اور میرے ساتھ چلو --- میرے گھر پر تمہاری میم " " نے کھانا بنایا ہے اور خاص تاکید کی تھی کہ فارس کو اپنے ساتھ ضرور لانا ----

سر میں پھر کبھی آ جاؤں گا " وہ دل جلائے بیٹھا تھا اس لئے کہیں جانا نہیں چاہتا تھا " مجھے کچھ نہیں سننا جلدی سے تیار ہو کر آؤں " ڈاکٹر بیگ کے حتمی انداز پر وہ بادل نحواستہ " اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ ڈاکٹر بیگ کے گھر پہنچ کر لاونج میں ہی اسے ایمان اور نور کاٹون دیکھتے نظر آئے تھے۔۔۔۔

فارس کو دیکھ کر دونوں ہی سہم سے گئے تھے --- جیسے ہی فارس انکے قریب آیا وہ بدک کر پیچھے ہٹے تھے

"مان نور کیا بات ہے ڈر کیوں رہے ہو مجھ سے"

آپ نے مُمی سے لڑائی کی ہے ---- "نور نے دُرتے ہوئے کہا"

ہمارا گھر بھی توڑا ہے --- "ایمان نے کہا"

فارس کو غصے میں اس وقت یہ احساس ہی کب تھا کہ اسکی بلند آواز اور توڑ پھوٹ کرنے پر بچوں پر کیا اثر پڑے گا۔۔ اور وہ اس سے اس قدر خوفزدہ ہو جائیں گئے اس کا اندازہ نہیں تھا

اسے

ہاں وہ میں غصے میں تھا ایم سوری --- آئندہ کبھی نہیں کروں گا --- "فارس نے کان " پکڑے تھے

سر مجھے ابھی بھوک۔ نہیں ہے میں بعد میں کھا لوں گی "اصل وجہ فارس کی وہاں موجودگی" تھی

جو کچھ اس نے کیا تھا وہ اب اس سے بات بھی نہیں کرنا چاہتی تھی فارس سمجھ گیا تھا کہ وہ کیوں کتر رہی ہے

پلیٹ میں پلاؤ ڈالتے ہوئے اسکے ہاتھ رکے تھے اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا اور کرسی کھسکا کر کھڑا ہو گیا

مجھے اجازت دیں۔۔۔ میں میم کے ہاتھ کا کھانا پھر کبھی کھانے آ جاؤں گا۔۔۔ میرے خیال " سے مسز اصفر کو میرا یہاں بیٹھنا پسند نہیں "فارس کو حممنہ کا یوں خفا ہونا آگ لگا رہا تھا ایک تو اسے دھوکہ دیا تھا جھوٹ بولا تھا اور اس پر یہ

نخرہ۔۔۔۔۔ فارس کے مسز اصفر کہنے پر وہ اسے گھورنے لگی تھی۔۔۔

فارس چپ چاپ کھانا کھاؤں حممنہ تم بھی بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ دونوں سے ہی ضروری " بات کرنی ہے۔۔۔ "حممنہ نور کے ساتھ بیٹھ گئی کھانا کھانے کے بعد بچوں ڈاکٹر بیگ نے

دوسرے کمرے میں بھیج دیا۔۔۔ حممنہ ڈاکٹر بیگ کی وائف کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی اور فارس ڈاکٹر بیگ کے ساتھ بیٹھ گیا

"حممنہ اصفر صبح بھی ہاسپٹل آیا تمہارے گھر کا پوچھ رہا تھا"

وہ کیوں آیا تھا ہو سپٹل ---- اور وہ ہوتا کون ہے حممنہ کا پوچھنے والا "فارس کو تو جیسے سن کر"
آگ لگی تھی

"فارس وہ اس کا شوہر ہے۔۔۔۔"

ہاں بس ایک شوہر کا سرٹیفکیٹ ہونا اسے حمنہ کا حقدار بنا دیتا ہے۔۔۔۔۔" وہ جل کر بولا "

"شوہر اور باپ ہونے کے حقوق بھی کچھ ہوتے ہیں ----"

فارس تم اب بالکل چپ بیٹھوں گے۔۔۔ "ڈاکٹر بیگ کے سخت لہجے پر وہ چپ ہو گیا"

حمنہ جب تک میں پوری حقیقت جان نہیں جانتا --- کچھ بھی کہنے سے قاصر ہوں --- اگر "

تمہاری نظر میں میری اتنی اہمیت ہے کہ تم مجھے اپنے والد جیسا سمجھو تو ہر بات۔ مجھے بتا

سکتی ہو۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں اگر قصور وار اصفر ہوا تو تمہاری جنگ اس سے میں لڑو گا۔۔۔

تمہیں اس سے چھپنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔ ناکسی سے ڈرنے کی۔۔۔ تم آزادی سے اپنی

زندگی جی سکتی ہو۔۔۔

سر آپ اسے نہیں جانتے ---- بہت خطرناک ہے وہ ---- آپ کی سوچ سے زیادہ ---- "

مجھے اس کے ساتھ نہیں رہنا ہے --- اور پلیز اسے یہ مت بتائیے گا کہ ایمان اور نور اسکے بچے

ہیں۔۔۔ وہ نہیں جانتا انکے بارے میں اگر اسے بھنک بھی پڑ گئی تو۔۔۔ میرے بچے مجھ سے

چھین لے گا۔۔۔۔

اور میں اپنے بچوں کے بغیر نہیں رہ سکتی --- مر جاؤں گی میں "حمنہ بے بسی سے رونے لگی تھی

ڈاکٹر بیگ متذبذب سے ہو کر رہ گئے تھے جس سے بات کر رہے تھے وہی اپنی جگہ سچا لگ رہا تھا --- فارس کا دکھ اپنی جگہ ٹھیک تھا اور اصفہر کی بے بسی بھی نالک نہیں لگ رہی تھی اور نا ہی حمنہ کے آنسوؤں جھوٹے لگ رہے تھے --- لیکن بہت کنفوژ تھے --- سمجھ نہیں پا رہے تھے --- آخر معاملہ ہے کیا؟

*****.....

ٹھیک ہے میں آپ کو سب کچھ سچ سچ بتا دیتی ہوں --- لیکن آپ مجھ سے وعدہ کریں کے "اصفر کو میرے بارے میں کچھ نہیں بتائیں گئے --- خاص طور پر نور ایمان کے بارے میں حمنہ ڈاکٹر بیگ کو سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہوگئی تھی تھک چکی تھی اکیلی حالات سے لڑتے لڑتے ---

باقی تینوں نفوس خاموش تھے ---

حمنہ نے بات اصفہر سے ہونے والی پہلی ملاقات سے شروع کی تھی ---

ہر تال کے چند دن تو بعد کی سب کی تنخواہیں بحال ہو چکیں تھیں ---- اس گماگہمی پر کئی لوگ زخمی ہوئے تھے

چند دن بعد زارا بڑی تیزی سے حمہ کے واڈ میں پہنچی تھی جہاں وہ کسی خاتون کی فائل پکڑے نرس سے اسکی ہسٹری پوچھ رہی تھی ---

حمہ آج کا اخبار دیکھا تم نے؟ "زارا کچھ متخیر سی لگ رہی تھی"

زارا یہ ڈیوٹی آور ہیں --- میرے پاس تو ایسی فضولیات کی فرصت نہیں -- اور تم بھی یہ " سب چھوڑ کر آؤں اور سامنے بیڈ نمبر 9 کی ہسٹری لکھوں ڈاکٹر یوسف راؤنڈ پر آگئے تو اچھی خبر لیں گئے تمہاری "حمہ کی بات پر زارا نے اخبار کھول کر اسکے سامنے رکھ دیا --- سامنے تصویر دیکھ کر حمہ کے ہاتھ سے فائل گرمی تھی اس نے اخبار پکڑ کر پھر غور سے دیکھا --- وہی تھا بالکل وہی --- واڈ بوائے اصفر --- حسن کمال کا بیٹا اصفر حسن کمال --- جو ڈاکٹر اور سرجن بھی ہے --- ایک نامور سیاسی شخصیت کا کامیاب آپریشن کرنے کی وجہ سے ان دونوں باپ بیٹے کی تصویر اس سیاسی مشیر کے ساتھ کھنچی گئی تھی --- حمہ کچھ پل تو سوچنے سمجھنے سے قاصر ہوئی تھی --- پچھلے ایک مہینے سے وہ شخص اسے بیوقوف بنا رہا تھا --- گرمی ہوئی فائل نرس نے اٹھائی تھی --- حمہ کے تو تلوں پر لگی اور سر پر جاکر بجھی تھی --- وہ سیدھی ڈاکٹر یوسف کے روم میں گئی تھی اتفاق تھا کہ وہ اس وقت اکیلے بیٹھے تھے پہلی بار حمہ بنا اجازت مانگے

بڑے غصے سے اندر آئی تھی اخبار ڈاکٹر یوسف کے سامنے رکھا جہاں حسن کمال کے ساتھ اصغر بھی کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔۔ ڈاکٹر یوسف نے دیکھ کر حمزہ سے نظریں چرائیں تمہیں

"کیا ہے یہ سب"

'حمنہ پلیز بھیڑو میری بات ذرا تحمل سے سنو'

مجھے کچھ نہیں سننا بس ایک سوال جواب دیدیں ---- کیا سمجھ کر آپ نے مجھے ایک مزاق " کے طور پر استعمال کیا ---- ؟ "، حمزہ نے غصے سے دریافت کیا میں نے اصفر کو منع بھی کیا تھا لیکن "یوسف شرمندہ ہوا تھا"

مجھے چھٹی چابیہ میری اپیلی کیشن آپ کو زار دیدے گی۔۔۔۔ "یہ کہہ کر حمزہ وہاں سے نکل " گئی تھی ڈاکٹر حسن کمال کے ہاسپٹل کا کیسے نہیں معلوم تھا وہاں سے بس میں بیٹھ سیدھا انکے ہاسپٹل پہنچی تھی۔۔۔۔ نئے طرز کا خوبصورت پراویٹ ہاسپٹل تھا صفائی اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔۔۔۔۔

حمزہ ریسپشن پر پہنچ کر اس نے ڈاکٹر اصفر کے بارے میں پوچھا

"مجھے ڈاکٹر اصفر سے ملنا ہے"

ایم سوری اوپی ڈی کے نمبر ختم ہو چکے ہیں ---- اب تو آخری نمبر چل رہا ہے آپ کل " آئیے گا " ریسپشن پر کھڑی لڑکی نے رجسٹر دیکھ کر منع کیا

میں پیشنٹ نہیں ہوں آپ ان سے کہیں کہ ڈاکٹر حمزہ ان سے ملنے آئی ہے --- "ریسپشنر"
نے کال ملائی اور اصفر کو اطلاع دی ----

آپ یہاں سے رائٹ چلی جائیں سامنے ڈاکٹر اصفہ کاروم ہے "ریسپشنر نے اسے سامنے لابی " کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔ وہ سیدھا اس کے دروازے کے سامنے جا کر کی تھی جہاں بڑی سے تختی اسکے نام کی لگی تھی دروازہ ناک کر کے وہ اندر گئی تھی اصفہ شاید ہر بات سے باخبر تھا اس لئے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا تھا

ہیلو ڈاکٹر صاحبہ "

ع

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

--- آئیے تشریف رکھیے "اصفر اس کے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا وہ بیٹھنے کے بجائے اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

ہر لڑکی آپ کے لئے تفریح کا سامان ہے؟ --- جس سے آپ جب تک چاہیں دل بہلاتے " رہیں " وہ غصے سے بولی تھی

ہوش اس دن آئے تھے جب واقع تین دن بعد اتوار کے دن وہ پائپ لگائے صحن کا فرش جھاڑو سے شیپر شیپر دھو رہی تھی کندھے سے ڈوپٹہ لائے کمر پر باندھے شلوار ٹخنوں سے اوپر تک کیے ہوئے --- وہ صحن دھو رہی تھی جب دور بیل ہوئی ----

کون ہے "دروازے کے پاس جا کر حمنہ نے پوچھا تھا"

جی میں اصفر دروازہ کھولے حمنہ میرے پرنس بھی میرے ساتھ ہیں --- "نام سن کر حمنہ" کی جان نکلی تھی آنکھیں پھیلیں تھیں اس وقت تو عجیب و غریب حلیے میں تھی ایک ہاتھ میں جھاڑو دوسرے میں پائپ جلدی سے پہلے دونوں چیزیں ہاتھ سے پھنکیں تھیں پھر فٹافٹ سے ڈوپٹہ کھول کر سر پر لیا تھا پھر اندر سے اپنی والدہ کو بلا لائی --- لیکن اس وقت تک گیٹ کے پاس پائپ سے بہنے سے پانی نے ساری جگہ بھر دی تھی حمنہ کی بوکھلاہٹ کے مارے سوج بوجھ گم ہوئی تھی --- سر پر ہاتھ مارا جلدی سے جا کر نل بند کیا --- واپس سے پانی نالی میں گرایا اور اپنی والدہ کو دروازہ کھولنے کا کہہ کر خود اندر چلی گئی وہ پوچھتی ہی رہ گئیں کہ آیا کون ہے --- کمرے میں آکر اپنی منتشر ہوتی دھڑکنوں کو اعتدال پر لانے لگی

بھلا اتنی بھی جلدی کیا تھی آنے کی انسان پیغام تو دیتا ہے آنے سے پہلے --- گھر پر دھنگ " کی کوئی چیز بھی نہیں ہے سامنے رکھنے کے لئے کیا سوچیں وہ لوگ کہ ہم بالکل ہی کنگلے ہیں --- افسوس سامنے نا جانا ہی بہتر ہے --- پھر اپنے حلیے کا خیال آیا --- کہیں سے ڈاکٹر

حمنہ والا حلیہ نہیں تھا اس وقت گھر کے رف سے کپڑے پہنے وہ صفائی ستھرائی میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ جلدی سے الماری سے استری شدہ ایک کاٹن کا جوڑا نکال کر پہنا۔۔۔۔۔ پھر کچن کا رخ کیا ایک جوس پیک نکال کر وہ گلاسوں میں ڈالے اندر لے گئی۔۔۔۔۔ سامنے ہی حسن کمال پیٹ کوٹ پہنے ٹانگ ہے ٹانگ رکھے بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ ایک خوبصورت اور اسمارٹ سی خاتون ساڑھی میں ملبوس تھیں اور تیسرا وہ تھا جو اپنے وعدے کا پکا تھا۔۔۔۔۔ اب بھی بلیک پیٹ شرٹ میں اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ پہلی بار حمنہ کے ہاتھ میں لرزش سی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ دل کی بے ہنگم دھڑکنوں نے اس کی سننے سے انکار کیا تھا۔۔۔۔۔ کسی کی نظروں نے بدحواسی سی طاری کرنی شروع کی تھی۔۔۔۔۔ وہ سیدھا اندر داخل ہوئی باری باری جوس کے گلاس سب کو پکڑے تھے۔۔۔۔۔ اور ٹرے سامنے ٹیبل پر رکھ دی بیٹھوں بیٹا "خاتون نے بڑی محبت سے اسے کہا۔۔۔۔۔ حمنہ اپنی والدہ کے برابر میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔" جو چپ بیٹھیں تھیں۔۔۔۔۔ کافی سنجیدہ بھی تھیں

ماشائے سے بہت پیاری ہے آپکی بیٹی "تعریف بھی اس خاتون نے کی تھی۔۔۔۔۔"

بیٹا اصرار بتا رہا تھا کہ آپ نے میڈیکل "

King Edward Medical University

سے اسکا لرشپ پر کیا ہے؟، یہ پہلا سوال تھا جو حسن کمال نے کیا تھا۔۔۔۔۔

حمنے کے لئے یہ۔۔ بھی شوکنگ نیوز تھی۔۔۔ گھر کا پتہ اصف کو معلوم تھا مگر کیسے۔۔ وہ ابھی یہ گھتی ہی سلجھا نہیں پائی تھی کہ یہ دوسرا دھچکا تھا۔۔۔ اس کے بارے اتنی معلومات وہ جمع کیے بیٹھا تھا۔۔۔ اور وہ بے خبر تھی

"جی"

زبردست۔۔۔ دیکھنے میں بہت کم عمر لگتی ہو اور سرجری۔۔۔ ہاؤس جاب ٹوچ "حسن کمال" کے منہ سے اپنی تعریف سن رہی تھی۔۔۔ تو صیفی نگاہوں کے احاطے میں خود کو دیکھنا۔۔۔۔۔ سب سے اچھا شاید آج ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

یوسف بھی تعریف کر رہا تھا تمہاری۔۔۔ اس لئے میں تو مزید سوال وجواب کیے بنا ہی اس "رشتے پر رضامندی دیتا ہوں۔۔۔ باقی سب آپ سب خواتین آپس میں مل کر لیں کہ معاملات طے کیسے کرنے ہیں اصفر انگوٹھی پہناؤں بھی ہماری بہو کو "حسن کمال کی بات سن کر حمنے کے ساتھ اسکی والدہ بھی حیرن ہوئیں تھیں۔۔۔ اس طرح سے کب رشتے طے ہوا کرتے ہیں

لیکن بھائی صاحب۔۔۔ ابھی تو آپ آئیں ہیں رشتہ لیکر۔۔۔ ہمیں کچھ تو سوچنے کا موقع دیں "حمنے کی والدہ نے برجستہ کہا تھا"

سوچنے کا موقع۔۔۔۔۔ "حسن کمال کا قہقہہ گونجا تھا"

تو میں یہ مزاق سمجھوں جو آپ نے ابھی کہا؟ --- حسن کمال کو دنیا جانتی ہے --- آپ کا "شاید میڈیکل سے واسطہ نہیں پڑا لیکن حمنہ کے لئے تو میں انجان ہرگز نہیں ہوں گا کیوں حمنہ؟" حسن کمال کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی --- فخر تمھارا غرور گھمنڈ حمنہ سمجھ نہیں پائی تھی لیکن یہ سچ تھا کوئی بھی میڈیکل اسٹوڈنٹ ایسا نہیں تھا جو حسن کمال کے نام سے انجان ہو

جی میری امی سادہ سی خاتون ہیں اسلئے زیادہ مشہور ہستیوں کو نہیں جانتیں "حمزہ نے"

دھیرے سے اعتراف کیا تھا

ہاں مجھے بھی ایسا ہی لگا تھا ورنہ اس قسم کا سوال مجھ سے ہرگز ناکرتیں ---- حسن کمال " کے بیٹے کے لئے کسی بھی بیٹی کی ماں کو سوچنے کے ضرورت ہرگز نہیں ہے --- سوچنے کا کام میرا تھا وہ میں سوچ چکا ہوں --- انگوٹھی کا مقصد منگنی ہرگز نہیں ہے --- بس سمجھ لیں یہ رشتہ پکا ہو گیا ہے --- منگنی تو اصفر کی جب میں کروں گا تو دنیا دیکھے گی --- " اس بار بھی لہجے میں رعونیت تھی اصفر اور اسکی والدہ البتہ صرف مسکرا ہی رہے تھے ----

حمنہ کیا تم انہیں اچھے سے جانتی ہو؟ --- مجھے کیوں نہیں بتایا بیٹا؟ "حمنہ کی والدہ نے " دھیرے سے حمنہ کی جانب دیکھا کر کہا تھا جو خود ابھی تک متذبذب تھی --- سب کچھ اچانک

سے ہوا تھا۔۔۔ ابھی خود کو ہی کہاں یقین دلا پائی تھی پھر گھر۔ میں کوئی مرد ہوتا تو بات بھی کرتا ماں بیٹی کہاں حسن کمال کا مقابلہ کر سکتیں تھیں

امی میں آپ سے بعد - میں بات کروں گی "حمنہ نے دھیرے سے ماں سے کہا "

لیکن بیٹا وہ انگوٹھی پہنانے کا بول رہے ہیں بھلا ایسے کیسے ؟ "حمنہ کی والدہ کی پیشانی پر بلوں "

کا جال تھا ---- حسن کمال انکی ناگواری کو محسوس کر کے بولے

اپنی پرابلم حمنہ "ڈاکٹر حسن کمال یوں حمنہ سے بات کر رہے تھے جیسے پہلے سے کچھ بے "

تکلف ہوں یا اسے اچھے سے جانتے ہوں

ہمارے ہاں رشتے یوں طے نہیں ہوتے ہیں پھر میں خود بھی نہیں جانتی تھی کہ آپ لوگ "اچانک سے آجائیں گئے" ہمت کر کے حمہ نے ہی بات شروع کی تھی

انہوں نے گھور کر اصفہر کی جانب دیکھا تھا وہ گرٹہڑا سا گیا تھا --- باپ سے ڈرتا تھا --- اس لئے بات کور کرنے لگا

"حمنہ میں نے کہا تو تھا آپ سے کہ میں چند دن میں آؤں گا"

"جی لیکن میں نے حامی تو نہیں بھری تھی"

انکار بھی تو نہیں کیا تھا --- پلیز اب یوں تو مت کیجیے میں بہت مان سے اپنے پیرنٹس کو لایا " ہوں " جتنی لجاجت سے وہ بات کر رہا تھا حمزہ کے ساتھ ساتھ اسکی والدہ بھی چپ سی ہو گئیں

جی بتائیے بہن انگوٹھی پہنائے یا واپس چلے جائیں "حسن کمال کا لہجہ ویسا ہی تھا بے لچک سا " جی آپ پہنا دیں انگوٹھی لیکن ہمارے ہاں لڑکا خود سے لڑکی کو انگوٹھی نہیں پہناتا بلکہ رشتہ " لیکر کر۔ بھی خود نہیں آتا " حمزہ کی والدہ کی اس قسم کی دقیانوسی بات سن حسن کمال اچھٹنبے میں آئے تھے

واٹ ----- "غصیلی نظریں پھر سے اصفہر کی جانب اٹھیں تھی"

یہ سب پرانے دور کی باتیں بہن جی۔۔۔ اب یہ سب کون دیکھتا ہے "اصفر کی والدہ نے" مسکرا کر کہا شوہر کے تپے ہوئے چہرے کو دیکھ کر بات کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی لیکن ہم لوگ دیکھتے ہیں "حمنہ کی والدہ اپنے موقف پر قائم تھیں"

او کے اُس ناٹ کا بگ ایشو موم حمزہ کو رنگ آپ پہنا دیں "اصفر اب کافی سنجیدہ لگ رہا تھا"۔۔۔۔۔ حسن کمال مسلسل بیٹے کو گھور رہے تھے۔۔۔۔۔ جس نے پچھلے چار دن سے اس لڑکی کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کر دیئے تھے۔۔۔۔۔ کہ مجبوراً انہیں ہی ہار مانی پڑی

ایک تو تھرڈ کلاس قسم کے لوگ اس پر حسن کمال کے سامنے اپنی شرطیں رکھ رہے تھے ----
حسن کمال کو کہاں یہ سب برداشت تھا

اصفر کی والدہ نے اپنے پرس سے انگوٹھی نکال کر حممنہ کو پہنا دی ---- جوس کا گلاس اصفر اور
اسکی والدہ نے تو آدھا آدھا پھر بھی پیا تھا لیکن حسن کمال نے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا ----
کچھ دیر بعد جب وہ لوگ چلے گئے تب ساری بات حممنہ نے اپنی والدہ کو مختصر سی بتائی تھی
حممنہ تمہیں مجھے تو بتانا چاہیے تھا بیٹا ---- نا انکے سامنے کچھ ڈھنگ رکھنے کو تھا ---- نا سمجھ آرہی "
تھی بات کیا کریں پھر اتنے امیر لوگ ہیں میں تو سوچ سوچ کے پریشان ہوں کیسے میل ملاپ
"نبھاؤں گی ان سے ---- جو انا فانا رشتہ بھی جوڑ گئے ہیں تم سے ----
امی مجھے کیا پتہ تھا کہ وہ سچ میں آجائیں گئے ---- مجھے لگا یونہی کہا ہو گا "حممنہ خود ابھی تک "
شوکر تھی

چلو اب جو ہونا تھا ہو گیا ---- وہ حسن صاحب تو بڑی سی منگنی کا کہہ رہے ہیں ---- اور "
"انگوٹھی بھی منگی پہنا کر گئے ہیں تمہیں ---- ظاہر ہے مجھے بھی ایسا ہی کچھ کرنا پڑے گا
حممنہ کی والدہ کو ایک فی فکر ستائی تھی
امی مجھے فکر نہیں پڑتا بے شک انکار کر دیں رشتے سے ---- "حممنہ کو خود یہ افراتفری سمجھ "
نہیں آئی تھی

سن کر حمزہ نے کان سے فون ہٹا کر فون کو یوں گھورا جیسے اصفر کو گھور رہی ہو پھر فون کان پر لگا کر سخت لہجے میں بولی

لیکن میں تو اس طرح سے بات نہیں کر سکتی امی کو پسند نہیں ہے پھر غیر مناسب سا لگتا " ہے --- اور ابھی بہت کچھ طے ہونا باقی ہے --- میری امی آپکی والدہ سے بات کرنا چاہتی ہیں " حمزہ کو یہ تک نہیں معلوم تھا کہ یہاں اسکی شادی ہو بھی پائے گی کہ نہیں

ہاں تو کر لیں بات ---- روکا کس نے ہے معاملات کو طے کرنا بڑوں کا کام اور انڈسٹریزنگ "

"ڈولپ کرنا میرا اور آپکا کام ہے۔۔۔۔ ہمیں ایک دوسرے کو جاننے کا حق ہے حمزہ

"میں یہ سب ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔۔۔ ان سب کے بنا بھی زندگی اچھی گزر جاتی ہے"

حمنہ کی بات پر وہ بے یقینی سے بولا

واٹ۔۔۔۔۔ نو حمزہ خاموش منگنیاں "

مجھے بالکل پسند نہیں۔۔۔۔۔ منگنی کا ایک اپنا چارم ہوتا ہے۔۔۔ ایک دوسرے کو گفٹس دینا

باتیں کرنا --- ہوٹلنگ کرنا --- مجھے تو آپ کے ساتھ ایسا ہر رشتہ انجوائے کرنا ہے بھرپور طریقے سے

اصفر میں اس وقت سونا چاہتی ہوں --- مجھے صبح جلدی اٹھنا ہے ---- "حمنہ نے مدافعانہ"

انداز اپنایا تھا

بہر حال میں بحث نہیں چاہتا۔۔۔ اس لڑکی کو اچھی طرح سمجھا دینا کہ اپنے طور طریقے اپنے گھر " چھوڑ کر آئے۔۔۔۔ یہاں صرف حسن کمال کی بات چلتی آئی ہے اور اسی کی چلے گی منگنی میں ایک مہینے بعد بہت بڑے ہوٹل میں آرگنائز کروں گا۔۔۔ جس طرح کے وہ علاقے میں رہتے ہیں " صرف لڑکی اور اسکی ماں کے علاوہ انکا کوئی رشتہ دار اور محلے دار مجھے ہال میں نظر نا آئے۔۔۔

یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلے گئے اصف کا رکا ہوا سانس بحال ہوا تھا

موم پلیز ڈیڈ کو کچھ سمجھائیں نا ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ کسی کو نا بلائیں " اصف اب " ماں کی منت کرنے لگا

او کے فکر مت کروں ابھی غصے میں ہیں میں سمجھا دوں گی۔۔۔۔ تم نے بھی اسکے معیار " سے ہٹ کر لڑکی ڈھونڈی ہے اور پھر انکی بات پر انہیں بلیک میل بھی کیا ہے۔۔ کہ ڈیڈ آپ نے ڈاکٹر لڑکی کی شرط رکھی تھی اور وہ لڑکی ڈاکٹر ہی ہے۔۔۔ کہاں انکی ایک بھی سنی تم نے۔۔۔ " اصف کی موم نے پیار سے اسکا کان کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔

بیکوز آئی لو ہر سوچ موم " وہ ان کے کندھے پر سر رکھ کر لاڈ سے بولا۔۔۔ رات کو حمہ سے " بات کرنے کے لئے دل نے دہائی ڈالی تھی۔۔۔ لیکن اسکے روکھے سوکھے مزاج نے جیسے ابھرتے ہوئے ارمانوں پر اوس کی ڈال دی تھی۔۔۔ شام کو وہ گورنمنٹ ہاسپٹل میٹھائی لیکر

یوسف کے پاس پہنچا تھا جس نے حسن کمال کے سامنے اصرار کی فل سفارش کی تھی حمہ
کاسارا ریکوڈ سننے رکھ دیا تھا اور وہ ایمپریس بھی ہوئے تھے ----

اتفاق ایسا تھا کہ حمہ سمیت اس کا سارا گروپ یوسف کے روم میں تھا --- انکی ڈیوٹی ختم ہو
چکی تھی اور وہ انکے واپسی کی اجازت مانگنے ہی آئیں تھیں جب اصرار اندر داخل ہوا ----
حمہ اسے دیکھ کر پتہ نہیں کیوں کنفوڑ سی ہوئی تھی پھر اس نے یوسف کے سامنے بیٹھائی رکھتے
ہوئے حمہ سے رشتہ طے ہو جانے کی خبر بھی سب کے سامنے سنائی تھی زارا سمیت سب
لڑکیاں حیران ہو کر حمہ کو دیکھ رہیں تھیں --- حمہ نے تو کسی سے ذکر تک نہیں کیا تھا ---
اور وہ ---- نا جانے کس بات کی جلدی تھی اس شخص کو ---- اسکی ماں رشتے کو لیکر ابھی
تک تردد میں تھیں اور وہ شخص ہر جگہ اعلان کیے ہوئے تھا سب نے بیٹھائی لگاتے ہوئے
حمہ کو مبارک باد دی تھی --- وہ بیچاری بری طرح سے نروس ہو رہی تھی بس وہاں سے جانے
کی جلدی تھی لیکن اصرار کوئی اور پروگرام بنائے گھر سے نکلا تھا ----

حمہ بھی اپنی باقی دوستوں کے ساتھ ہاسپٹل سے باہر نکلنے لگی تھی لیکن اصرار نے بڑے بے
تکلفانہ انداز سے اس کا ہاتھ تھاما تھا --- سب کے سامنے اصرار کی یہ حرکت حمہ کو بری سی
لگی تھی -- ایک سینئر ڈاکٹر کو یہ سب باتیں تو زیب نہیں دیتی تھیں --- جو وہ کر رہا تھا

اگر کسی سے رشتہ طے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ بلا تکلف ریسٹورنٹ " میں گھومتی رہوں ---- اور میری پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ آپ کی ہو چکی ہے تو یہ غلط ہے ----

میرے خیال سے رشتہ طے ہو جانے کی شریعی کوئی ایسی حیثیت نہیں ہے کہ ہم یوں بے تکلف ہوں "حممنہ کے منہ اس قسم کی دقیانوسی بات کی توقع اصفر کو تو ہرگز نہیں تھی مطلب کیا اس بات کا --- میں آپ کو کوئی ان میچور سرک شاپ عاشق نظر آتا ہوں حممنہ " ---- کل میرے پرنٹنس نے آکر آپکی اور آپکی والدہ کی پوری رضا مندی سے سب کی موجودگی میں یہ رشتہ طے کیا ہے ---- آپ کو کیا لگتا ہے جو کچھ کل ہوا وہ جھوٹ تھا --- ڈرامہ تھا --- یا میرے نزدیک رشتوں کی اہمیت نہیں ہے --- یا پھر میں نے آپ کے ساتھ وقت گزاری کے یہ گھٹیا طریقہ آزمایا ہے ---- اس شہر کے سب سے بڑے نامور ڈاکٹر اور سرجن حسن کمال کا بیٹا ڈاکٹر اصفر حسن کمال اس قسم کی گھٹیا حرکت کرے گا آپکی سوچ پر افسوس ہے مجھے --- وہ غصے سے غرا کا بولا تھا باپ والا غرور اور گھمنڈ اسکی آنکھوں اور انداز سے چھلکا تھا " آپ میری بات کو غلط رنگ دے رہے ہیں " وہ سنجیدگی سے بولی صفر تاسف سے " اسے دیکھ رہا تھا

اوہ آئی سی --- تو میں غلط سوچ رہا ہوں او کے تو بتائیں کہ صحیح کیا ہے ڈاکٹر صاحبہ " وہ " تپے ہوئے لہجے سے بولا

دیکھیں میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکی تھی -- کہ میرے اور آپ کے ماحول میں زمین " وآسمان کا فرق ہے ---- میں اپنی فیملی ولیوز کے خلاف نہیں چل سکتی --- جب تک شادی

شاید سنتا ہی نہیں ---- پھر خود سے س سے پوچھنا اپنی کم تری اور مائیگی سی لگ رہی تھی
 ---- اس لئے مسلسل اپنی ماں کو ٹال رہی تھی ----

ایک دن ناٹ لگا کر صبح گھر پہنچی تھی بہت تھکی ہوئی تھی لیکن ماں کو پریشان دیکھ کر وجہ
 پوچھنے لگی ----

"کیا بات ہے امی ---"

"کچھ نہیں بیٹا بس تمہیں لیکر پریشان تھی

امی میری ڈیوٹی ہی ایسی ہے آپکو پتہ ہے ہاؤس جاب میں ڈیوٹی میری مرضی سے تو نہیں لگے"
 گی --- ایک سال ہی تو رہ گیا ہے --- اسکے بعد آپکی بیٹی اپنے ابا کا خواب پورا کرے گی انشاء
 اللہ "حمنہ کو لگاتار بھر اسکی غیر موجودگی سے وہ پریشان ہوئیں تھیں

یہ بات نہیں حمنہ یہ تو "

مجھے معلوم کے تمہیں دیر سویر ہو جاتی ہے --- دراصل کل وہ لڑکا آیا تھا میرے پاس جس
 سے تمہاری بات طے ہوئی ہے ---- "حمنہ کی والدہ نے اصل مدعا بیان کیا

"وہ آئے تھے مگر کیوں ؟"

بیٹا وہ کہہ رہا تھا کہ آج رات اسکے گھر والے آئیں گئے --- اور بیس دن میں انہیں نکاح اور "
 رخصتی دونوں چاہیے " حمنہ تو اچھل کر رہ گئی تھی

"شادی بیس دن میں"

ہاں حمہ نے بہت کہا کہ ہم اتنی گنجائش نہیں رکھتے میں تو رشتے کو لیکر بھی پریشان ہوں" --- میں کیسے یہ سب کروں گی لیکن اس نے میری ایک نہیں سنی کہنے لگا --- حمہ سے رشتہ جڑ جانے کے بعد میرا بھی آپ سے بیٹے کا ہی رشتہ ہے --- پھر کون سا بیٹا ایسا ہو گا جو ماں پر بوجھ ڈالے --- اسے نا جمیز میں کچھ چاہیے نا شادی کا کوئی خرچہ ہم سے کروائے گا --- بس سادگی سے وہ دس لوگوں میں تمہیں رخصت کروا کے لے جائے گا البتہ ولیمہ دھوم دھام سے کریں گئے ---

امی آپ نے کیا کہا؟ "حممنہ کے لئے ہر بات غیر متوقع تھی"

حمنہ میں نے بہت منع کیا اسے مگر وہ تب تک نہیں واپس نہیں گیا جب تک مجھ سے وعدہ "نہیں لے لیا۔۔۔ کہنے لگا پہلی بار اپنی اس ماں سے کچھ مانگ رہا ہوں خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا۔۔۔۔ پھر اتنے مان اور محبت سے کہہ رہا تھا میں کیا اسے کہتی "حمنہ اپنی ماں کی سادگی پر رنج ہوئی تھی

امی میری ہاؤس جاب ابھی باقی ہے آپ نے کیوں ہاں کر دی "حممنہ کو اگر فکر تھی تو اپنے " کیریئر کی تھی

"جی بولیے کتنی فیس ہے"

"2000"

دو ہزار "حمنہ کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا"

"یس میم سلپ بناؤں یا نہیں"

جی بنائیے "اپنے پرس سے دو ہزار نکال کر اس نے سلپ اس سے لی تھی اپنی باری پر جب " وہ اندر گئی تو ایک پیشنٹ پہلے سے موجود تھا بس جانے ہی والا تھا اصفرا سے ڈسکرپشن سلپ سے دوائیں کیسے لینی ہیں وہ بتا رہا تھا ---- دروازہ کھلنے پر بس ایک سرسری نظر اس نے سامنے دروازے پر ڈال کر ہٹالی --- وہ مریض باہر چلا گیا --- اصفرا اٹھ کر کھڑا ہوا ---- اسٹیٹھو سکوپ اٹھا کر کمرے سے باہر جانے لگا

کہاں جا رہے ہیں آپ مجھے بات کرنی ہے آپ سے "حمنہ اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی " مجھے راونڈ پر جانا ہے آپ ویٹ کر سکتی ہیں تو ٹھیک ورنہ جاسکتی ہیں " بڑا روٹ سا رویہ تھا " اصفرا کا حمنہ متحیر ہوئی تھی اسکی اجنبیت پر

میں اس وقت ایک پیشنٹ کے طور پر یہاں آئی ہو۔ اپنی پوری فیس بھی بھری ہے --- ہر " پیشنٹ کو آپ پندرہ سے بیس منٹ دے رہے ہیں مجھے بھی اتنے ہی چاہیے --- "حمنہ کی بات پر پہلے تو اصفرا نے اسے حیرانگی سے دیکھا --- پھر گہری سانس لے کر بولا

میں آپکی والدہ کو ہر بات کلیر کر چکا ہوں لہذا ان سے پوچھ لیں --- اور بے فکر رہیں اپنی "

"کسی بات سے مکروں گا نہیں ----"

اصفر "حمنہ اس کے روکھے بے لچک رویے سے زچ ہوئی تھی بلکل رو دینے کو تھی آنکھوں "

نمی سی تھی

نو ڈاکٹر صاحبہ آج کے بعد جو کچھ ہو گا شرعی اعتبار سے ہو گا --- جائے یہاں سے --- اور "

ہاں بیس دن کی چھٹی کی اپیلی کیشن یوسف آپکی دیدے گا --- آپ کو اب ہاسپٹل جانے کی

ضرورت نہیں ہے --- گھر جا کر سکون سے بیس دن گزاریں یہ جو پریشان حال صورت ہے نا

مجھے اپنی شادی پر ایسی دلہن نظر نا آئے --- مجھے اپنی دلہن میں ہر وہ خوشی اور امنگ نظر آتی

چاہیے جو شادی کے دن ہر شوہر اپنی بیوی سے ایکسپکٹ کرتا ہے ---- "یہ کہہ وہ کمرے

سے جا چکا تھا ---- وہ بس اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہ گئی

*****.....

حمنہ کی باتیں سن کر ایک آگ سی لگ گئی تھی اسے ---- سمجھ کیا رکھا تھا حمنہ نے اسے ----

منگنی کیا مزاق کرنے کے لئے کی جاتی ہے یا وقت گزاری کے لئے یا اس نے مجھے کوئی چلتا

پھرتا معمولی سا واڈ بوائے سمجھ لیا ہے ---- وہ اچھی لگی تو عزت سے اسے اپنا نام دیا ہے

---- دنیا منگنی کے بعد باتیں کرتی ہے ہوٹلنگ پر جاتی ہے ملا جاتا باتیں کی جاتیں ایسا لوکھا تو

جب یہ سب کرنا ہے تو پھر سال بھر کا انتظار کس لئے ---- "اصفر نے انکی بات کو سامنے رکھا تھا

"وہ لڑکی ابھی ہاؤس جاب کر رہی ہے"

ہاں شادی کے بعد بھی کر سکتی ہے -- اور نا۔ بھی کرے تو ہمیں کیا فرق پڑتا ہے بعد میں " وہ ہمارا ہاسپٹل ہی جوائن کرے گی --- اس لڑکی میں آگے بڑھنے کی بہت چاہ ہے ڈیڈ جنون کی حد تک اپنے پیشے سے محبت ہے اسے --- میں اسے باہر لے جانا چاہتا ہوں ---- جس میں اسے انٹرسڈ ہوا اسی میں اسے اسپشلائز کرواں گا --- ابھی کم عمر ہے وہ بہت کچھ کرنے کا جنون ہے اس میں ---- ہمارے ہاسپٹل کو وہاں پہنچا سکتی جہاں آپ دیکھنا چاہتے ہیں عجیب ذہن پایا ہے اس نے اسکا ریکوڈ آپ دیکھ چکے ہیں --- مریض کو دیکھ کر جانچ کر وہ اس قدر جلد مرض کی شناخت کر لیتی کہ میں حیران رہ گیا تھا ---- میں اسے دوسری لڑکیوں کی طرح میک اپ اور فیشن پر توجہ دیتے نہیں دیکھا -- جیسے دعا بھابی کرتی ہیں --- بس ایک ہی شامی ہے اس میں اور وہ ہے اسکی فضول سی میڈل کلاس مینٹلٹی --- جیسے میں منگنی کے دوران نہیں بدل سکتا --- یہ نا ہو کے وہ انکار کر دے --- اس لئے شادی کرنا چاہتا ہوں پھر وہ وہی کرے گی جو میں چاہوں گا آپ۔ چاہیں۔ گئے اسے کیسے لے کر چلنا ہے یہ میں اور آپ طے کریں گئے --- "اصفر کی دور اندیشی پر جیسے دل ہی دل میں حسن کمال نے فخر کیا تھا ---- اس لئے

ہر بات پر راضی ہو گئے تھے ---- باپ کی طرف سے مطمئن ہو کر دوسری فکر اب صرف حمزہ کی والدہ کو منانا تھا وہ سادہ سی عورت تھی حمزہ کی غیر موجودگی میں اپنی باتوں سے انہیں قائل کرنا اصغر کے بائیں ہاتھ کا کام تھا اس سلسلے میں یوسف کی مدد درکار تھی ---- حمزہ کی نائٹ ڈیوٹی لگوائی اور خود اسکے گھر پہنچ گیا --- ایک احساس مند بیٹا بننے کا وعدہ --- مان رکھنے کی قسمیں اسکی والدہ سے لے کر ہی وہ اٹھا تھا ---

جانتا تھا جب یہ خبر حمزہ سنے گی تو اس سے بات کرنے کی کوشش ضرور کرے گی اپنا کیریئر داؤ پر نہیں لگائے گی ---

وہی ہوا تھا تین چار گھنٹے اسے جان بوجھ کر انتظار کروا کر اصغر کی انا کو جیسے تسکین ملی تھی --- حمزہ کی بے بسی رقت آمیزی سے جیسے اندر لگی آگ بھیجی تھی --- ابھی تو اسے مزید یہ بتانا تھا کہ اصغر چیز کیا ہے ---

دل پر لگا کر اڑے تھے ---- شادی کا دن بھی آن پہنچا تھا ---- عشا کے بعد نکاح حمزہ کے گھر پر ہی ہوا تھا --- زارا اور حمزہ کی سب دوستیں وہاں پہنچی تھیں ---- دلہن بنی ہوئی تو واقع قیامت ڈھا رہی تھی --- رخصتی پر اپنی والدہ کے گلے لگ کر بہت روئی تھی --- اصغر کے ہاتھ تھامنے پر ماں سے الگ ہوئی تھی

بیٹا خیال رکھنا میری بیٹی کا "حمزہ کی والدہ نے پر نم آنکھوں سے التجا کی تھی "

اپنی جان سے بھی زیادہ خیال رکھوں گا۔۔ لیکن آپ نے رونا بالکل نہیں ہے۔۔۔ نا ہی خود کو " اکیلا سمجھنا ہے جب بھی اداس ہوں بس اپنے بیٹے کو کال کر دیجیے گا۔۔۔ میں فوراً سے حمہ کو آپکے پاس لے آؤں گا " بڑی اپنلٹ اور میٹھے بول تھے اسکے جہاں اسکی والدہ کو تسلی ہوئی تھی وہیں حمہ بھی خوش تھی۔۔ کہ اصفر اسکی سوچ سے کہیں زیادہ اچھا ہے۔۔۔ رخصت ہو کر سسرال پہنچی تو گاڑی سے اترتے ہی اصفر تیز قدموں سے اکیلا ہی اندر جا چکا تھا حسن کمال اور سیف پہلے گھر پہنچے تھے اس لئے منظر سے ہی غائب تھے۔۔۔۔ وہ اپنی ساس اور جیھٹانی کے ہمراہ اس بڑے سے بنگلے کے لاونج میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔ جہاں کے ماحول سے یہ کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ شادی کا گھر ہے۔۔۔۔ کوئی مہمان موجود نہیں تھا۔۔۔۔ پہلی بار حمہ نے اپنی جھٹانی کو دیکھا تھا۔۔۔ خاصی ماڈرن سی لگی ڈائی شدہ بال فشن س سے لبریز ساڑی پہنے ہوئے بڑی ناپسندگی سی نگاہ اس نے حمہ پر ڈالی تھی۔۔۔

دعا بیٹا حمہ کو اسکے کمرے میں چھوڑ آؤں "اصفر کی والدہ نے اس سے کہا "

اوہ سوری موم ایم سوٹائیڈ آپ اماں کریمین سے کہہ دیں "منہ کے ،زاویے بگاڑتے ہوئے وہ " اکیلی ہی سیڑیاں چڑھ کر جا چکی تھی۔۔۔

ایم سوری بیٹا وہ کچھ تھکی ہوئی تھی اس لئے چلی گئی میں خود تمہیں چھوڑ آتی لیکن میرے " گھٹنوں میں تکلیف رہتی ہے۔۔۔ میں کریمین کو بولتی ہوں "یہ کہہ کر وہ۔ بھی کریمین کریمین کرتی

سوٹ نکال کر واش روم میں چلا گیا۔۔۔۔۔ شاور لیکر اپنے ناٹ سوٹ میں ملبوس وہ باہر آیا تھا
 حمہ اسکی جانب دیکھ رہی تھی لیکن اصفر کے چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔۔۔۔۔ ناخوشی
 کے ناغصے کے۔۔۔ ایک نظر اب تک اس نے حمہ پر نہیں ڈالی تھی۔۔۔۔۔
 سائیڈ ٹیبل کے دروازے سے ایک مٹھی ڈبیہ نکالی اور ایک سگریٹ کا پیکٹ ڈبیہ حمہ کی گود میں
 اچھال کر پھنک دی وہ بری طرح چونکی تھی

آپ کی منہ دیکھائی پہن لیجیے گا۔۔۔۔۔ "یہ کہہ کر وہ کمرے سے منسلک گیلری میں چلا گیا"
 حمہ کا جی چاہا اٹھا،، زور سے وہ مٹھی ڈبیہ سامنے ڈسنگ کے شیشے سے دے مارے اور
 اٹھ کر اپنے گھر چلی جائے یا وقت کا پہیہ بس چند گھنٹے پیچھے چلا جائے۔۔۔ نکاح کے وقت تک
 اور وہ بنا کچھ سوچے سمجھے انکار کر دے۔۔۔۔۔ اتنی ہزیمیت اتنی تذلیل قصور کیا تھا اس کا
 نا تو اس نے سب کے سامنے تمپڑ مارا تھا۔۔۔۔۔ نا ہی دس لوگوں کے سامنے سے اسے
 رسوا کیا تھا۔۔۔۔۔ کیا کیا تھا اس نے۔۔۔ بس ایک بے حیائی کا ارتکاب کرنے سے انکار کیا تھا
 اگر دل میں اتنی نفرت اور غصہ تھا تو شادی ہی کیوں کی۔۔۔۔۔ ڈبیہ اس نے ویسے ہی اٹھا
 کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی خود بھی شیڈنگ کے سامنے کھڑی ہو گئی روتے ہوئے خود کو زیوارت سے
 آزاد کیا تھا

پھر واڈروب کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ اسے کھول کر دیکھنے لگی ایک واڈروب میں لیڈیز کپڑے
ہینگ تھے وہاں سے ایک سسپل سا جوڑا نکالا ڈسنگ روم میں چلی گئی۔۔۔۔۔

اصفر گیلری میں راکنگ چیر پر بیٹھا سگریٹ پیتا رہا اسے مزید انتظار کروانا چاہتا تھا جو اپنے اصولوں
کی خاطر اسکے ارمانوں پر پانی پھر چکی تھی۔۔۔۔۔ تین ساڈھے تین بجے کمرے میں آیا تو وہ سو چکی
تھی کپڑے بھی تبدیل تھے۔۔۔۔۔ ہر آرائش سے مبرا تھی۔۔۔۔۔ غصہ تو پہلے اصفر کو اس پر
بہت تھا۔۔۔۔۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ حمزہ کو اسکی پرواتک نہیں ہے۔۔۔۔۔ یہ بات اسے اندر سے
مزید تپا کر رکھ گئی تھی۔۔۔۔۔ آکر اسے بازو سے ہلا کر جگانا چاہا لیکن وہ یا تو پکی نیند میں سوئی ہوئی
یا پھر جان بوجھ کر نظر انداز کر رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک بار دو بار مزید اسے ہلانے پر بھی جب وہ ٹس
سے مس نا ہوئی تو سمجھ گیا جاگ رہی ہے اور غصے سے لیٹی ہوئی ہے

آپ اٹھ رہیں یا پھر میں دوسرے طریقے سے اٹھاؤں آپکو۔۔۔۔۔ "اس بار وہ اسکے کان کے "
قرب جا کر بولا تھا۔۔۔۔۔ وہ سو نہیں رہی شاید اپنی ناراضگی دیکھا رہی تھی بازو آنکھوں سے ہٹایا
خفگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ اور فوراً سے اٹھ کر بیٹھ لیکن خفا خفا سی لگ رہی تھی وہ اس کے
سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ ایک نظر اسکی متورم آنکھوں کو دیکھا جو اسکے رونے کی گواہی دے رہیں تھیں
"میرے خیال سے آج شادی ہوئی ہے ہماری۔۔۔۔۔ کس سے پوچھ کر چنچ کیا ہے آپ نے "
لہجہ ذرا سا سخت تھا

آپ جانتی ہیں شرعی اعتبار سے شوہر کو انکار کرنے کی اجازت نہیں ہے بیوی کو ---- میری " ہر بات آپ کے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہے ---- اس لئے میں آج کے بعد کسی بھی بات سے انکار نہیں سننا چاہتا --- جائے اور تیار ہو کر آئے "نا جانے کس بات کا بدلہ لے رہا تھا ---- وہ اٹھ کر ڈسنگ روم میں چلی گئی دوبارہ سے لہنگا پہنا ڈوپٹہ بس یونہی سر پر اوٹھ لیا ---- باہر آئی تو وہ اسی پوزیشن میں بیڈ پر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا --- اس سے پہلے کے وہ بیڈ تک پہنچتی اصر نے نیا آڈر جاری کیا

میک اپ کر کے یہاں تشریف لائے گا شرع میں بیوی کا شوہر کے لئے سبنا سنورنا بھی ثواب " ہے ---- "حمزہ زچ سی ہوئی تھی --- اتنی سی بات کا کیا کوئی اس طرح بھی بدلہ لیتا ہے ---- ڈیسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر ہلکا پھلکا وہ تیار ہو گئی --- بیڈ پر بیٹھ کر اپنا ضبط آزما رہی تھی ----

جی تو جناب --- اب بات شروع کرتے ہیں "حمزہ کو تپا ہوا دیکھ کر جیسے اسے مزہ آ رہا تھا " سب سے پہلے تو میں آج کے بعد آپ کو آپ کہہ کر مخاطب نہیں کروں گا --- چونکہ اب تم " شرعی رو سے میری بیوی ہو تو اتنی بے تکلفی برتی جا سکتی ہے تم سے ---- ویسے اس رات کے اعتبار بہت سے خواب تھے میرے اور جب تمہیں ہمسفر کے لئے پسند کیا تو مت پوچھوں کے دل میں کتنے ارمان جاگے تھے ---- لیکن شومئی قسمت کہ میری بیوی خاصی تمیزدار ---

میں مہراگناہگار ان مجبور اور دل پھنک قسم کا انسان جسے شاید
 "اپنے جذبوں کو قابو میں رکھنا نہیں آتا
 "میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا آپ سے"

چند دن پہلے بہت کچھ کہہ اور سمجھا چکی ہو تم مجھے اس لئے اب صرف چپ چاپ میری بات
 سنو۔۔۔ "اصفر کے سخت لہجے اور مہرے انداز پر وہ چپ سی ہو گئی تھی

جو کچھ تم نے مجھے سمجھ کر اس دن کہا تھا۔۔۔ میں نے اس بیس دنوں میں خود بدلنے حد
 الامکان کوشش کی ہے۔۔۔ اس لئے تعریف تو بالکل نہیں کروں گا تمہاری۔۔۔۔ کہیں تمہیں یہ
 نالگے سرک چھاپ عاشق ہوں۔۔۔ ویسے تو میرا بھی بالکل موڑ نہیں کے تمہارے قریب بھی
 آؤں۔۔ لیکن کیا کروں شریعت کے تقاضے بھی تو پورے کرنے ہیں۔۔۔ ورنہ تمہیں یہ اعتراض
 نا ہو کہ میں نے شرعی حق ادا کرنے کوتاہی کی ہے "اصفر کی باتیں سن کر اسکے آنسو جاری
 ہوئے تھے۔۔۔۔۔ کس قدر سطحی سوچ کا مالک شخص تھا اتنی سی بات پر اتنی بڑی توہین۔۔۔
 ایسا کوئی حق مجھے نہیں چاہیے جسے آپ مجبوراً ادا کریں "حمنہ کی برداشت جیسے جواب دے گئی
 تھی

لیکن مجھے تو اپنا حق چاہیے چاہے تم اسے مجبوراً ہی کیوں نا ادا کرو "یہ کہہ کر اس نے حمنہ کا
 ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔۔

دل چھوٹا مت کروں --- میں کر لوں گا سب ٹھیک --- ابھی تو آٹھ دن بھی نہیں گزرے " "تمہارے آپریشن کو ----

نہیں جی نوکری چلی جائے گی میری --- سمجھنے کی کوشش کریں ---- "لائبہ کمرے سے باہر" کھڑی اپنے ماں کی بے بسی دیکھ رہی تھی دونوں کی قلیل تنخواہ تھی جیسے ملا کر گھر اچھے سے چل رہا تھا --- اور اب ماں اس حال میں بھی شوہر کا ساتھ دینے کو تیار تھیں صرف لائبہ کے لئے --- اپنے کمرے میں جا پہلے تو وہ خوب روئی اسکے بعد اپنی کتابیں کھول پر پڑھنے لگی لیکن پھر سے وہی کیفیت طاری ہوئی تھی --- وہی بے زاری --- شاید یہ اس کے بس میں ہی نہیں تھا ---- وہ میڈیکل نہیں پڑھ پارہی تھی ----

دوسرے روز آمنہ بیگم پلستر سمیت منزل صاحب کے سہارے اسکول پہنچی تھیں -- وہ انہیں گود میں لئے کلاس میں - بیٹھا کر آئے تھے تمام ٹیچر حیران تھی - اور میڈیم کچھ شرمسار لیکن خود کو غلط بھی نہیں کہہ سکتی تھیں اس لئے یہی کہاں کہ ہماری بھی مجبوری ہوتی ہے پیچھے سے آڈ نہیں تھے وغیرہ وغیرہ ---

آپ می مدد آپ کے تحت اسکول کی سب ٹیچرز نے پیسے ملا کر ایک ویل چئیر کا انتظام کر دیا تھا جس سے یہ سہولت ہوگئی تھی کہ وہ آسانی سے کلاس تم پہنچ جاتی تھیں --- بچے بھی ٹیچر کا خیال رکھتے تھے ---

نہیں امی آج تو مشکل ہے۔۔ ایکچلی حسن انکل کے بہت سے دوست بیرون ملک سے ملنے آ " رہے ہیں اس لئے آج تو ممکن نہیں ۔ ہم کل ملنے آجائیں گئے ---- "حمنہ بات ٹالی تھی

اچھا چلو ٹھیک ہے بیٹا جیسا وہ لوگ خوش --- لیکن تم کل ملنے ضرور آنا میں انتظار کروں گی " تمہارا

جی امی ضرور آؤں گی "یہ کہہ کر حمنہ نے فون بند کر دیا --- برابر اصفہ بیٹھا مسکرا رہا تھا " ہاؤ سوٹ --- سوٹ ہارٹ --- بہانے اچھے بنانے آتے ہیں تمہیں -- اپنے میکے میں " شوہر کی عزت رکھنا خوب سیکھایا گیا ہو گا مشرقی لڑکیوں کا یہی تو فائدہ صبر بہت ہوتا ہے ان میں مر جاتی ہیں مگر اپنا گھر لٹنے نہیں دیتیں -- لوٹ ---- جلدی سے ریڈی ہو جاؤں آٹھ بجے سب بریک فاسٹ کے لئے ڈانگ پر موجود ہوتے ہیں ---- "اسکے رخسار سے بہتے آنسوؤں اپنے انگوٹھے سے پانچ کر اسکا رخسار تھپتا کر وہ اٹھ کر واش روم میں چلا گیا --- حمنہ نے آنسوؤں صاف کیے چہرے پر فیس پاؤڈر سے رونے کا اثر۔ ختم کیا ہلکی سی لپ اسٹک لگا کر اپنا اسکاف باندھ کر کمرے میں ہی اصفہ کے باہر نکلنے کی انتظار کرنے لگی ---- نیچے وہ دونوں اکٹھے ہی اترے تھے --- سب ہی اٹھ چکے تھے ---- نوکروں کی چہل پھل سے لگ رہا تھا کہ ناشتے کی تیاری ہو رہی ہے ----

ڈانگ روم میں وہ اصفر کے ہمراہ ہی داخل ہوئی تھی ---- سامنے ہی سب بیٹھے تھے

پورے پانچ منٹ لیٹ ہو تم لوگ --- "حسن کمال نے گھڑی دیکھ کر کہا "

سوری ڈیڈ کل سے دس پہلے آجائیں گئے آج کی تاخیر بیچ ہو جائے گی "اصفر نے لاپرواہی "

سے کہا --- حمنے کے لئے سب کچھ اجنبی سا تھا --- لیکن پھر بھی وہ پہلے اصفر کی والدہ کی

طرف بڑھی انہیں سلام کیا

واعلیکم اسلام -- آؤں بیٹھوں ناشتہ کروں "انہوں نے مسکراتے ہوئے خوشگواہی کا مظاہرہ "

کیا --- پھر وہ حسن کمال کی طرف بڑھی انہیں بھی سلام کیا --- سر بھی جھکایا کہ شاید وہ سر

ہاتھ رکھ دعا دیں

اب حمنے کی فیملیز میں بڑے بزرگ فی بہوں کے سر پر ہاتھ رکھ دعا دیتے تھے اور چھوٹے آگے

بڑھ کر خود سلام کرتے تھے لیکن یہاں سب کچھ الگ

تھا

مورنگ ہیو آسیٹ "حسن کمال نے دور سے ہی کہا --- مسکرانے کی بھی زحمت نہیں کی "

حمنے کو عجیب سا تو لگا وہ اٹھ کر دعا کے برابر میں بیٹھ گئی

اسلام علیکم بھابی "حمنے نے اسے مسکرا کر سلام کیا "

"نو موم اسکی ضرورت نہیں ہے حممنہ کی کوئی بھی فرینڈ کا آنا مجھے پسند نہیں ہے ----"

سوال حممنہ سے کیا جا رہا تھا جواب وہ دے رہا تھا وہ اپنی مرضی کا --- حممنہ صرف اسے دیکھ رہی تھی ---- کیا صرف ایک نیا رشتہ قائم کرنے سے اسکی اپنی ہر خواہش کا مالک یہ شخص تھا ---- اسے آگے کیا کرنا ہے اس کا فیصلہ وہ کرے گا؟ وہ اپنی مرضی سے کسی سے مل نہیں سکتی تھی اپنے گھر پر اپنی ماں کو بلا نہیں سکتی تھی --- مطلب کس قسم کا رشتہ ہے جو جو اس سے اسکی پہچان ہی چھین لے رہا تھا ----

چلو جیسی تمہاری مرضی اصفر -- او کے بیٹا میں اپنی ایک فرینڈ کے جا رہی ہوں پھر رات کو "

ملاقات ہوتی ہے "یہ کہہ کر وہ بھی چلی گئیں ---- اصفر بڑے آرام سے فوک سے آملیٹ کھا رہا تھا --- حممنہ نے خالی کپ پیچھے کھسکا اور کھڑی ہو گئی ---

تم کہاں جا رہی ہو "اصفر نے اسے پوچھا "

آپکے کمرے میں --- اگر آپکی اجازت ہو تو کچھ دیر دیر کر لوں "دل تو حممنہ کا پہلے جلا پڑا تھا "

اس لئے لہجہ کچھ ترش ہوا تھا --- اصفر ذرا اس مسکرایا

جی جائیے آرام فرمائیے ---- اور اگر کچھ فرصت مل جائے تو کچھ پیکنگ کریمین سے کروا لینا "

"--- کل شام تک ہم اسلام آباد کے لئے نکل جائیں گئے ---

اب وہ مزے سے چائے پیتے ہوئے کہہ رہا تھا

آنے والی ذرا سی نمی دیکھ کر وہ رنجیدہ نا ہو جائیں --- ان کے چہرے پر خوشی اور اطمینان کے پھیلے رنگ ماند نا پڑیں وہ فکر مند ہو جائیں جب سے اسکے والد کا انتقال ہوا تھا اسکی والدہ چپ چپ سی ہو گئی۔ تھیں حمہ کے لئے فکر مند بھی بہت رہتی تھیں۔ لیکن اب جیسے پر سکون تھی شاید یہ سمجھ رہی۔ تھیں کہ وہ خوش ہے اگر یہ جھوٹ اسکی والدہ کو سکون بخش رہا تھا کہ وہ کیوں انکا چین برباد کرتی --- وہ حمہ کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں ----

میری بیٹی کیسی ہے "بڑی دلفریب سی مسکراہٹ سے اسکی والدہ نے پوچھا تھا حمہ کے گلے " میں گرہیں سی پڑیں تھیں

ب۔۔۔ ت خوش "لفظوں نے جھوٹ کا ساتھ نہیں دینا چاہا تھا "

اللہ تمہیں ہر بری نظر سے بچائے --- اصر ماشاء اللہ سے بہت ہی پیارا بیٹا ہے --- میری " وہ ساری دعائیں قبول ہو گئیں حمہ جو اب تک تمہارے لئے مانگیں تھیں ---- یہ دیکھ رہی ہوں میرا جوڑا اسی نے دلویا ہے " انہوں نے بڑی اپنلٹ سے اپنے جوڑے کی طرف اشارہ کیا صبح دس بجے ہی مجھ سے ملنے آگیا تھا --- کہنے لگا تم سو رہی تھی اس لئے تمہیں جگایا نہیں " --- کافی دیر بیٹھا باتیں کرتا رہا زبردستی مجھے بازار لے گیا یہ جوڑا دلویا اور فرمائش کی کہ میں آج یہی پہنوں ---- میرا سگا بیٹا بھی ہوتا تو شاید اتنا نا کرتا جتنا وہ داماد ہو کر رہا ہے ---- میں جتنا اپنے رب کا شکر ادا کروں اتنا کم ہے ---- "حمہ کے لئے ہر بات بے یقین تھی --- کتنے

کمرے میں جاتے ہی جی چاہا چلنج کرے اور آرام کرنے کے لئے لیٹ جائے۔۔۔ لیکن کل والی ہزیمیت نہیں چاہتی تھی اس لئے ویسے ہی بیٹھی رہی۔۔۔ وہ آج بھی غائب تھا۔۔۔۔۔ رات کو آج بھی دو بجے ہی داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ بس ایک نظر اس پر ڈالی تھی پھر نظریں ہٹا لیں آج کس خوشی سبھی سنوری بیٹھی ہو جاؤں چلنج کروں اور آرام کرو۔۔۔۔۔ "وہی سخت لہجہ تھا"

حمزہ جو بڑی مشکل سے اپنا دل صاف کیے اس کی منتظر تھی۔۔۔۔۔ خود پر غصہ آنے لگا تھا

"کل آپ ہی کو اعتراض تھا"

کل کی بات اور تھی --- مجبوری تھی آج ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے --- ناؤ ٹیک آرلیسٹ ان " ہول ناٹ " یہ کہہ کر اس نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے سگریٹ کی ڈبیہ نکالی اور گیلری میں چلا

گیا۔۔۔۔۔ یہ شخص میری سمجھ سے باہر ہے۔۔۔۔۔ "دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتی ہوئی وہ اٹھ گئی کپڑے بدل کر لیٹ بھی گئی تھکی ہوئی تو پہلے ہی تھی اس لئے سو بھی گئی۔۔۔۔۔ صبح فجر کے لئے اٹھی تو وہ برابر میں مخالف سمت کروٹ بدلے سویا ہوا تھا۔۔۔۔۔ حمزہ نے اٹھ کر نماز پڑھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہی آنسوؤں پر اختیار کھو بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ سسک سسک کر رونے لگی تھی۔۔۔۔۔ کس امتحان میں پڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ پل پل اصفر کا بدلتا مزاج اسکی برداشت کا امتحان لے رہا تھا۔۔۔۔۔

صبح وہ اٹھ بچے سے پہلے ہی ڈانگ روم میں پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہی ماحول تھا اسلام کا جواب گڈ مارنگ سے دیا جاتا تھا۔۔۔۔۔ نپی تلی باتیں تھیں۔۔۔۔۔ ہائے موم ہائے موم۔۔۔۔۔ دعا کے کے چہرے پر اسے ناگواری کے علاوہ دوسرا کوئی تاثر نظر نہیں آیا تھا سیف نے آج تک سلام کا جواب تک نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔ اور اصفر اس کے روز بدلتے روپ کو دیکھ وہ متذبذب سی تھی۔۔۔۔۔ شام تک وہ پیکنگ کر چلی تھی۔۔۔۔۔ لاہور سے وہ اپنی گاڑی میں ہی جانے کے لئے نکلی تھے۔۔۔۔۔ لیکن حمزہ کے دل میں کوئی امنگ نہیں تھی۔۔۔۔۔ اس لئے چپ تھی اصفر بھی خاموش تھا حیران وہ تب ہوئی جب گاڑی اسکے گلی کی جانب مڑی تھی۔۔۔۔۔ اسکے دروازے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اپنی امی سے ملنے کا خیال ہی اس کے لئے خوشگوار احساس تھا۔۔۔۔۔

----- کمرے میں جا کر پھر وہی اسپاٹ سا چہرہ ----- وہی روکھا رویہ ----- صبح سے جو سفر شروع ہوا ----- شام تک وہ مری پہنچ گئے تھے ----- پورے راستے بس ایک بے ہنگم سے پاپ میوزک کے گانے ہی چلتے رہے ----- جسے وہ سننے کے ساتھ ساتھ گنگنا بھی رہا تھا ----- جیسے اکیلا ہی سفر کر رہا ہو ----- حممنہ کو لائٹ میوزک اور غزلیں پسند تھی لیکن کہہ نہیں پائی اور کہتی بھی کیسے اس نے اسے بے تکلف ہونے ہی کب دیا تھا ----- مری میں اچھی خاصی ٹھنڈ تھی --- لاہور کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ پھر مہینہ بھی دسمبر کا تھا ----- ہوٹل کے کمرے میں جاتے ہی اس نے بیگ سے موٹا سویٹر نکال کر پہنا تھا ----- کچھ دیر آرام کے بعد کھانے کے لئے اسی ہوٹل کے ریسٹورانٹ کا انتخاب کیا تھا --- اب تک وہ خاموش تھا ایک بات بھی حممنہ سے نہیں کی تھی --- اتنا لاپرواہ کہ جیسے حممنہ وہاں موجود ہی نا ہو

حممنہ اسکی بے رخی سے زچ سی ہو گئی تھی --- صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا --- کھانا بھی وہ بالکل لاتعلق ہو کر کھا رہا تھا وہ سامنے خالی پلیٹ رکھے خفگی سے بیٹھی رہی لیکن اس نے ایک باریہ نہیں پوچھا کہ وہ کھانا کیوں نہیں کھا رہی -----

کھانے کے بعد بل پے کر کے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا --- کمرے میں آتے ہی حممنہ بیڈ پر اوندھے لیٹے کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی مگر اس شخص کی بے حسی کی انتہا تھی کہ وہ سگریٹ

اٹھائے کمرے کی گیلری میں چلا گیا پھر کمرے میں آکر ایک کپ کافی آڈر کی کافی لیکر دوبارہ سے گیلری میں چلا گیا نا اسکے آنسو کی فکر تھی نا سسکیوں کی پروا ---- کافی دیر تو وہ دل کا غبار آنسو سے نکالتی رہی ----

پھر اسے اپنی ماں کی باتیں یاد آنے لگیں۔

بیٹا مرد سے مقابلہ بیوقوف عورتیں کرتی ہیں اگر وہ غلط بھی ہے تو ضروری تو نہیں کہ اسے " زبان سے برا کہا جائے ---- ذرا سا جھک جانے سے اگر زندگی سہل ہو سکتی ہے تو ابتدا کرنے سے کبھی بھی گھبرانا نہیں چاہیے ---- " یہی باتیں تو بچپن سے سب تک دامن میں بھری تھیں --- شاید اسی کا امتحان آن پڑا تھا اس لئے اس بار سونے کی کوشش نہیں کی --- نا ہی کمرے میں لیٹ کر دل جلاتی رہی وہ اٹھ کر گیلری میں آگئی جہاں لوئے کے بنے جھولے نما صوفے پر بیٹھے وہ سگریٹ پی رہا تھا سردی شدت کی تھی کمرے نسبت گیلری میں ٹھنڈ زیادہ تھی پھر تیر بستی ہوائوں نے کانپنے پر مجبور کیا تھا وہ سویٹر کے اوپر گرم شال لئے بیٹھا تھا --- حمزہ کو ایک نظر دیکھ کر نظروں کا زاویہ بدل گیا ---- سائیڈ پر ایک چھوٹی سی لوہے کی ٹیبل پر کافی کا مگ رکھا تھا --- جیسے اس نے ابھی آڈر دے کر منگوایا تھا ---- مگ میں بھاپ سی اٹھ رہی تھی ---- حمزہ چلتے ہوئے اسکے برابر میں بیٹھ گئی ---

مجھے بھوک لگی ہے " حمزہ کی بات پر اسنے ایک تیکھی نظر سے اسے نوازا تھا --- "

ریسٹورنٹ میں ہم کھانا ہی کھانے گئے تھے --- ہاتھ نہیں روکا میں نے تمہارا --- "وہی بے"

لچک لہجہ

"تب مجھے بھوک نہیں تھی ---"

"اسوقت تو کچھ نہیں ملے گا رات کا ایک بج رہا ہے"

مجھے ٹھنڈ بھی لگ رہی ہے "حمنہ کے کانپتے ہوئے کہا"

یہاں آنے کا مشورہ بھی میں نے تمہیں نہیں دیا "اصفر کے روکھے رویے کی پروا کیے بنا اس"

نے اسکی شال کا ایک کونہ اس کے کندھے سے اتار کر اپنے گرد لپیٹ لیا اور اسکے ساتھ ہو کر

بیٹھ گی اس بار حیرت کا جھٹکا اصفر کو لگا تھا --- ایک پل میں نے اس نے سارے فاصلے طے

کیے تھے اسکے کندھے پر سر رکھے اسکے ساتھ لگ کر بیٹھی تھی اسی کی آدھی شال اپنے گرد لپیٹے

--- بڑی حیرت سے وہ اسے دیکھ رہا تھا بیوی ہونے کا پہلا حق جمایا تھا --- اسکے ہاتھ حمنہ

نے اسکے ہاتھ میں پکڑی سگریٹ پکڑ کر دور پھنکی تھی --- یہ دوسرا حق تھا جو اس نے استعمال

کیا تھا اصفر کو غصہ آنا چاہیے تھا لیکن چاہ کر وہ غصہ نہیں کر پا رہا تھا ---

ایک ڈاکٹر یہ اچھی طرح سے جانتا ہے سگریٹ صحت کے لئے اچھی نہیں ہوتی --- اور مجھے "

یہ بات بالکل پسند نہیں کہ میرا شوہر سگریٹ پیے --- اسکے گلے میں بازو ڈالے اس نے کہا تھا

--- اصفر کی تو جیسے بولتی بند ہوئی تھی --- اس بار حمنہ اسے الگ سی لگی تھی --- ریزو سی

صلح میں پہل کرنا چاہتی ہوں --- ایم سوری اصفر --- میں نے آپ کو بہت غلط سمجھا تھا " --- مجھے آپ سے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا جو

میں نے اس دن ہاسپٹل میں کہا تھا --- "حمنہ نے اس بات کی معافی مانگی جس میں وہ حق میں تھے لیکن اب رشتہ بدل چکا تھا وہ بات غیر اہم سی ہو چکی تھی پھر اس بات کی وجہ سے اپنی زندگی میں بدمزگی کیوں پیدا کرے --- اصفر کو لگا جس بات پر وہ اب تک اسے ستا رہا تھا --- جس سے اپنا خوں سگریٹوں سے جلا رہا تھا اتنی بھی بڑی نہیں تھی --- جتنی کچھ دیر پہلے اسے لگ رہی تھی --- یا شاید حمنہ کی قربت نے ہر بات کو بے معنی سا کر دیا تھا اسکے میٹھے لہجے میں سوری کہنے نے بات جیسے ختم کر دی تھی ---

یہ سب پہلے نہیں کہہ سکتی تھی --- تین دن میرے برباد کیے تم نے --- "اس کے گرد" بازو پھیلاتے ہوئے جیسے اس نے اسکی صلح قبول کی تھی --- دل پر جبر تو وہ بھی کر رہا تھا -- اسے سزا دینے کے چکر میں --- اپنے جذبوں پر بھی بندھ باندھے ہوئے تھا ---

سب کچھ اتنا اچانک تو ہوا تھا اصفر --- میں تو ایک واڈ بوائے سے حسن کمال کے بیٹے تک " ہی پہنچ نہیں پائی تھی کہ آپ نے منگنی کی رسم بھی کر دی --- پھر ایک دم سے آپکا یوں حق جمانا --- مجھ بوکھلا کے رکھ گیا تھا --- شاید اسی میں کچھ زیادہ ہی کہہ گئی "حمنہ نے بات کی وضاحت کی تھی وہ مسکرانے لگا

"کچھ نہیں ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔ بہت کچھ۔۔۔"

"ایم سوری"

صرف سوری کافی نہیں ہے۔۔۔ تم نے میرے منہ دیکھائی کے تحفے کو کھول کر بھی نہیں "دیکھا ویسے ہی پیک کا پیک وہی رکھ دیا تھا۔۔۔ جانتی ہو کتنی اہمیت ہونی چاہے تھی تمہارے نزدیک اسکی؟" یہاں اور شکوہ تھا لیکن اس بار پیسر سے کیا گیا تھا

آپ نے بھی تو میرا گھونگٹ نہیں اٹھایا تھا۔۔۔ اگر اپنے ہاتھوں سے پہناتے تو زندگی بھرنا "اتارتی۔۔۔" اصرار ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا جواب بھی اسکے کندھے کے ساتھ لگی کہہ رہی تھی

۔۔۔

چلو تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دیتا ہوں "اصرار کا لہجہ اور انداز پل میں بدلہ تھا۔۔۔۔۔" کمرے میں لے جا کر اسے اپنے ہاتھ سے چین لوکٹ اسے پہنایا تھا۔۔۔ جس پر اصرار کے نام پہلا حرف تھا۔۔۔

*****.....

مری میں گزرے باقی کے دن جیسے دونوں کے لئے یادگار تھے۔۔۔۔۔ اصرار نے اپنی محبت اس پر نچھاور کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔۔۔۔

میں نے کچھ کہا تو نہیں ہے۔۔۔ جانے سے انکار تو نہیں کیا۔۔۔ "اصفر کے دونوں بازو اس " نے بڑے پیارے سے اپنے کندھوں سے ہٹائے تھے۔۔۔۔

لیکن تمہارا یہ چہرہ جو ہے یہ سارے راز کھول دیتا ہے۔۔۔۔ "

پھر لے آؤں گا تمہیں۔۔۔ "اصفر کو اسکی فکر تھی اسکی خواہش کی پروا تھی حمنے کے لئے یہی کافی تھا۔۔۔۔ راستے میں پہلی بار سردیوں پہلی برف باری ہوئی۔۔۔۔

اصفر گاڑی روکیں کتنا خوبصورت منظر ہے "گاڑی پر گرتی برف روئی کے سفید گالوں کی طرح " فضا میں بکھیر گئی تھی کی موسم کی دلکشی اور بھی بڑھ گئی تھی پہاڑوں کی چوٹیاں سفید ہونی شروع ہوئیں تھیں۔۔۔۔ اصفر اسکے چہرے پر بے پناہ خوشی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ جو پہلی بار برف باری دیکھ آنکھوں میں کسی جگنو کی طرح سے جگمگا رہی تھی۔۔۔۔

اصفر نے گاڑی سائیڈ پر لگا دی۔۔۔۔

حمنے گاڑی سے نیچے اتر گئی تھی۔۔۔۔ سڑکوں کے اطراف برف جمع ہونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ نیلے رنگ کے موٹے سویٹر پر ہم رنگ اون کی ٹوپی پہنے وہ باہر کھڑی آسمان کی جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے مصور کی ایک حسین شہکار تصویر لگ رہی تھی۔۔۔۔ جس کی آنکھوں میں خوشی کا ہر رنگ موجود تھا جس کا چہرہ دھنک کے سارے رنگ اپنے اندر سموئے ہوئے تھا وہ خوش تھی بے حد خوش اصفر گاڑی سے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ جو ہاتھ پھیلائے آسمان سے

نوحمنہ پلیر کم بیک "اس کے ارادے بھانپ کر وہ اسکی طرف لپکا تھا۔۔۔ جس کا اب بھی " واپسی کا کوئی موڈ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔ اس کا ہاتھ تھامے وہ اسے گاڑی کے پاس لا رہا تھا اور وہ بس "پانچ منٹ اور اصفر "کی رٹ لگا رہی تھی۔۔

بلکل بھی نہیں۔۔۔ ہاتھ دیکھوں کیسے برف کی مانند ٹھنڈے ہو رہے ہیں تمہارے۔۔ بیمار پڑ " جاؤں گی "اب وہ اسے غصے سے آنکھیں دیکھاتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے ہیٹر آن کیا تھا۔۔۔۔

پورے سفر میں وہ دونوں باتیں کرتے رہے تھے۔۔۔ مری جاتے ہوئے سفر جتنا طویل لگ رہا تھا واپسی پر باتوں میں وہ سفر جلد کٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

زندگی اب معمول پر آگئی تھی۔۔۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا۔۔۔۔۔ حمنہ کو اب اپنی ہاوس جاب کی فکر ستانے لگی تھی۔۔۔۔

"اصفر میں کب یونہی گھر پر بیٹھی رہوں گی "

"تو کس نے کہا گھر بیٹھوں کل سے میرے ہاسپٹل چلو۔۔۔۔۔ دل لگ جائے گا تمہارا "

"مجھے پہلے اپنی ہاوس کمپلیٹ کرنی ہے "

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔"

کیوں ضرورت نہیں ہے اصفر میرے کیریئر کا سوال ہے بنا ہاؤس جاب کے۔۔۔۔۔"

کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔۔۔۔ یہ تو طے ہے حمنہ کے اب تمہیں ہمارا ہاسپٹل ہی چلانا " ہے۔۔۔۔ اور وہ گورنمنٹ کا نہیں ہے پارویٹ ہے وہاں کے رول ڈیڈ بناتے ہیں۔۔۔۔ اس لئے ٹینشن فری ہو جاؤں۔۔۔ " بیڈ کے کروان پر تکیہ رکھتے ہوئے وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا لیکن پھر بھی میں چاہتی ہوں کہ میں اپنی ہاؤس جاب پوری کروں۔۔۔ مجھے اپنے ابا کا کلینک " بھی کھولنا ہے

وہ سب بھی ہو جائے گا مجھے اب مزید بحث نہیں چاہیے۔۔۔۔ یار۔۔۔۔ کلینک سے مریضوں سے سر کھپانے کے بعد اتنا اسٹمنا نہیں ہت۔۔۔۔ یرے پاس کہ تمہارے ساتھ۔۔۔۔ بی بحث کروں۔۔۔۔ " اصفہر کے چہرے پر پھیلی ناگواری دیکھ وہ چپ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ او کے جسٹ ریلکس میں آپ کے چائے بنا کر لاتی ہوں " حمنہ کو لگا شاید اس۔۔۔ نے بات کچھ " غلط وقت کر پر دی ہے۔۔۔۔ اسوقت روا سے واقع ریلکس کی ضرورت تھی۔۔۔۔۔ پلیز ضرور۔۔۔۔ اسوقت چائے کی شدت سے طلب ہے " اصفہر کے اپنا چشمہ اتار کر سائیڈ پر رکھا " تھا اور تکیے سے سر لٹکائے آنکھیں موندے گیا تھا۔۔۔۔۔ حمنہ اس کے لئے چائے بنانے چلی گئی

چند دن ہی ہوئے تھے اصفہ کے ساتھ ہو سہٹل جاتے ہوئے۔۔۔۔ آج صبح بھی جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی جب چکر آنے کے باعث گرتے گرتے بچی تھی اصفہ بھی بال بنا با حمہ کی حالت دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔۔۔

"کیا بات ہے۔۔۔ آریو او کے"

پتہ نہیں۔ چکر سے آرہے ہیں۔۔۔ "وہ سر پکڑ کر بولی تھی"

تم رہنے دو کلینک مت جاؤں شاید نیند پوری نہیں ہوئی تمہاری۔۔۔ "حمہ کو بھی یہی لگا کہ" اسے آرام ہی کرنا چاہیے۔۔۔ اپنی اندرونی حالت بھی بدلی سے لگ رہی تھی۔۔۔ اس لئے آرام ہی کو ترجیحی دی تھی رات چند میڈسن اصفہ نے اسے کھول اسکے ہاتھ میں رکھیں تمہیں "کھاؤں اسے کل تک ٹھیک ہو جاؤں گی"

"یہ کس چیز کی میڈسن ہیں"

تمہیں چکر ویکس سے آرہے ہوں گئے یہ صرف وٹامنز کی میڈسن ہیں کھاؤں اسے اصفہ نے "اپنے سامنے اسے دوا کھائی تھی۔۔۔۔ اور اب روز اسے باقاعدگی سے اپنے سامنے اسے میڈسن کھلانے لگا تھا۔۔۔۔

چند ہی دنوں میں وہ دوبارہ نارمل ہو چکی تھی۔۔۔

پہلے جیسی کیفیت بھی نہیں رہی تھی۔۔۔۔

عجیب بیوقوف لڑکی ہو تم --- میں اور ڈیڈ تمہیں کہاں سے کہاں لے جانا چاہ رہے ہیں اور تم " بس اسی گندھے سے علاقے میں ایک معمولی سا کلینک چلانے بات کر رہی ہو ---- لوگ آگے بڑھنے کا سوچتے ہیں بہتر سے بہترین کا انتخاب کرتے ہیں ایک تم ہو " وہ غصے سے دانت بیچتے ہوئے بولا

یہ سوال تو میں بھی آپ سے کر سکتی ہوں ---- لوگ۔ بہتر سے بہترین کا انتخاب کرتے " ہیں پھر آپ نے میرا انتخاب کیوں کیا؟ آپ کو مجھ سے کہیں گنا زیادہ امیر اور خوبصورت ڈاکٹر بھی مل سکتی تھی --- جو آپ کی فیملی میں باخوشی ایڈجسٹ ہو جاتی "حمہ کے سوال نے اسے سوچنے پر مجبور کر دیا اس قسم کے سوال کی اسے حمہ سے توقع نہیں تھی تم میں کیا کمی ہے ---- اچھی خاصی خوبصورت ہو ---- ڈاکٹر بھی ہو ---- "اصفر کا لہجہ دھیمہ " ہوا تھا

"میرے خواب کچھ اور ہیں۔ میرا مقصد پیسہ کمانا نہیں ہے یہ آپ بھی جانتے ہیں ---- " اوپلیز حمہ یہ ہمدردی انسانیت کی خدمت حب وطنی ---- کیا دے سکتی ہے تمہیں دو وقت " کی پیٹ بھر کر روٹی بس ---- تمہیں اندازہ نہیں ہے جتنا ٹیلنٹ ہے تم میں ہے جس چیز میں اسپشلائز کرنا چاہوں بہت آرام سے کر سکتی ہو ---- تمہیں تو اپنی قسمت پر رشک کرنا چاہیے

اومائے گاڈ۔۔۔ تمہیں سمجھانا بھینس کے آگے بین بجانے کے برابر ہے۔۔۔۔۔ بہر حال تم " آج کے بعد ڈیڈ کے سامنے کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔۔۔ ہمیشہ چپ رہوں گی۔۔۔ اگر تمہیں کوئی ایشو ہو بھی تو مجھ سے کہو ڈیڈ سے نہیں۔۔۔ سمجھی " اسے سختی سے منع کرتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

چند حمنہ بھی کچھ نہیں بولی۔۔۔۔۔ ہو سپٹل وہ جانے لگی تھی جرنل فرزن کے طور پر پیشنٹ بھی دیکھنے لگی تھی لیکن دل میں اپنی ہاؤس جاب کمپلیٹ کرنے کا ولقصر سر تھا اصفرا سکی ایک بھی سننے کو تیار نہیں تھا۔۔۔۔۔ اس لئے اس نے یوسف سے بات کی تھی

سر آپ یز اصفرا کو سمجھائیں۔۔۔۔۔ "سری بات سن کر وہ چپ سا ہوا تھا "

" او کے تم فکر مت کروں میں بات کرتا ہوں اس سے "

" سر آپ میرا نام مت کیجیے گا کہ میں نے آپ سے کہا ہے۔۔۔۔۔ "

ڈونٹ وری حمنہ میں سمجھتا ہوں تمہاری پوزیشن کو۔۔۔۔۔ تم بس بے فکر رہو کرتا ہوں میں "

اصفر سے بات۔۔۔۔۔ "یوسف سے بات کر کے حمنہ کچھ مطمئن ہوئی تھی۔۔۔۔۔

رات کو اصفرا نے یہ کہا کہ کل اسے یوسف نے ڈنر پر بلایا ہے۔۔۔۔۔ حمنہ کچھ مطمئن ہوئی تھی

۔۔۔۔۔ یوسف اصفرا کا کلاس فیلو رہ چکا تھا اسی کا ہم عمر بھی تھا لیکن شادی کچھ جلدی ہو گئی تھی

۔۔۔۔۔ بیوی ہاؤس وائف تھی۔۔۔۔۔ دو چھوٹے بچے تھے۔۔۔۔۔ یوسف اصفرا سے بے تکلف بھی

بہت تھا۔۔۔۔ پھر حمزہ پچھلے ایک سال سے اسی کے ماتحت کام کر رہی تھی۔۔۔۔ جس قدر وہ محنتی تھی یوسف بھی چاہتا تھا کہ وہ ہاؤس جاب کمپلیٹ کرے۔۔۔۔ کھانے کے بعد وہ اصغر کو لان میں لے گیا۔۔۔۔

بہت خوش نظر آرہے ہو۔۔۔ شادی کچھ زیادہ ہی راس آگئی ہے تمہیں "یوسف کے مزاق پر" وہ کھلکھلا کر ہنسا تھا

یہی سمجھ لو۔۔۔۔ "لان کی کرسی پر وہ بیٹھتے ہوئے بولا یوسف بھی اسکے سامنے بیٹھ گیا" ڈھیر مہینہ ہو چکا ہے تمہاری شادی کو اور اس سے پہلے کی تم نے حمزہ کی چھٹیاں لیں ہیں " اب تو میری اسٹوڈنٹ کو واپس بھیج دو۔۔۔۔ اب تو آٹھ نو ماہ ہی رہ گئے اسکی ہاؤس جاب "کمپلیٹ ہونے میں

مجھے نہیں لگتا کہ اسکی ضرورت ہے "اصغر نے مدافعانہ انداز اپنایا" ضرورت تو ہے اصغر۔۔۔ ہر چیز لیگل طریقے سے ہی اچھی لگتی ہے۔۔۔۔ "یوسف نے" رسالت سے بات شروع کی تھی

"میں اسے ویسے ہی ایک ماہ تک لندن لے جانا چاہتا ہوں۔۔۔۔ اسپتالز کے لئے" اچھا کس میں "یوسف پر بات سے واقف تھا لیکن نا فہمی سے پوچھنے لگا

"nephrologists"

لیکن حمہ کو تو اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور سرجن وہ یہاں بھی بن سکتی ہے --- "

" ساتھ ساتھ تمہارا ہاسپٹل بھی دیکھ لے گی ----

ڈیڈ فیصلہ کر چکے ہیں "اصفر نے جیسے موضوع ختم کرنا چاہا تھا "

اوہ ریٹلی اصفر "یوسف نے حیرت سے اصفر کی جانب دیکھا تھا "

یہ سارے فیصلے حمہ پر ہی کیوں مسط کیے جارہے ہیں دعا بھی تو ہے ---- پھر وہ تو سکی "

" بھتجی ہے انکل کی اس کے لئے ایسا کیوں کوئی فیصلہ نہیں سنایا گیا

اس لئے کہ وہ حمہ نہیں ہے ---- ناہی حمہ جیسی ذہانت رکھتی ہے --- تم جانتے ہو کہ "

ڈیڈ نے صرف حمہ کے بہترین ریکارڈز کو دیکھ کر ہی شادی کے لئے رضامندی دی تھی ----

اصفر نے جیسے جتایا تھا "

واہ اصفر ---- محبت تمہیں حمہ سے ہوئی تھی ---- اور اس محبت کا خمیازہ حمہ بھرتی رہے "

تمہارے والد کے ہر فیصلے پر سر جھکاتے ہوئے یہ تو غلط ہے ---- تمہیں نہیں لگتا کہ انکل غلط کر رہے ہیں --- اور تم --- بجائے انہیں سمجھانے کے تم حمہ کے ساتھ سختی کر رہے ہو "یوسف جذبات میں زیادہ ہی بول گیا تھا اصفر سمجھ گیا تھا ضرور حمہ سے یوسف کی بات ہوئی ہے

تو حمہ نے تمہیں اپنی وکالت کے لئے چنا ہے ---- ناٹیس --- "اصفر نے طنز کیا تھا "

کس رشتے سے --- کیا لگتی ہے وہ تمہاری --- یس کیا لگتے ہو تم اس کے جو یوں مجھ سے باز " پرست کروں گئے " اصفہر کو یوسف کا حمنہ کے لئے یوں حق جہاتے ہوئے بات کرنا اسے آگ سا لگا گیا تھا

باپ ہو --- بھائی ہو --- کیا ہو اسکے --- ؟ "اصفر کی بات سن کر تو یوسف کا بھی دماغ " گھوم گیا تھا ---"

اچھا تو اب تمہیں رشتہ یاد آ رہا ہے ---- جب میں تمہارے لئے حسن انکل کو منا رہا تھا تب " تمہارا کیا لگتا تھا باپ یا بھائی " یوسف بھی بپھر سا گیا ---- اسکے ایک بار کہنے پر ہر بات اس کا ساتھ دیا تھا اس نے اور آج وہ اجنبی بن رہا تھا

تم میرے دوست ہو یوسف میرے ہی رہو تو اچھا "

میری بیوی کا یار بننے کی کوشش مت کرو " اصف کی بات نے تو یوسف کو تپا کے رکھ دیا اتنی گھٹیا سوچ کا مالک تھا وہ شخص

او جسٹ شٹ اپ اصف ---- کس قدر گھٹیا سوچ ہے تمہاری ---- اسے میں اپنی چھوٹی بہن " سمجھتا ہوں --- " یوسف غرا کر بولا تھا

او پلیز مجھے منہ بھولے رشتے مجھے مت سمجھاؤں ---- اور نا آج کے بعد میرے معاملے میں - " بولنا " یہ کہہ وہ حمزہ کو پکارنے لگا اصف کا یہ رنگ ڈھنگ پہلی بار یوسف نے دیکھا تھا اس وقت کو پچھتایا تھا جب اس نے حمزہ کے لئے اس کا ساتھ دیا تھا ---- حمزہ تیزی سے باہر آئی تھی

جس طرح سے وہ چلا کر بلا رہا تھا وہ گھبرا سی گئی تھی ---- حمزہ کا ہاتھ تھامے وہ تیزی سے باہر نکلا تھا اتنے غصے میں تھا کہ حمزہ اس سے کچھ بھی پوچھ نہیں سکی تھی ---

گھر پہنچ کر اس کا ہاتھ پکڑے سیدھا کمرے میں اسے لے جا کر بیڈ پر پٹختا تھا

کیا سمجھتی ہو خود کو ---- میرے سامنے تو بڑی پارسائی کا ڈرامہ رچا رہی تھی اور یوسف کے ساتھ؟ یوسف کے ساتھ کون سے غیر شرعی رشتے نبھا رہی تھی تم ---- کس نے حق دیا اسے کہ وہ مجھ سے تمہارے مستقبل کے لئے سوال و جواب کرے ---- "اصفر کی آنکھیں انگارے کی طرح سرخ تھیں غصے میں اپنے لفظوں کی تلخی کا بھی اندازہ نہیں تھا

"کیا کیا میں نے اصفر"

زیادہ معصوم مت بنو ---- کیا تعلق ہے تمہارا اس سے جو ہمارے گھر میں ہونے والی ہر بات کی اسے خبر ہے ---- کیا لگتا ہے تمہارا جس سے تم راز و نیاز کے رشتے نبھا رہی ہو "اصفر کی بات پر وہ رو دینے کو تھی

"کہنا کیا چاہتے ہیں آپ ---- آپ --- آپ سر کو لیکر مجھ پر شک کر رہے ہیں؟"

حمہ دنگ سے رہ گئی تھی --- وہ اسکے سامنے کھڑی ہو گئی

شک ---؟ او نو شک نہیں مجھے تو یقین سا ہو چلا ہے "یہ سنتے ہی حمہ بے قابو سی ہوئی" تھی آنسو آنکھوں سے بہنے لگے تھے ----

اس نے کوئی جواب نہیں دیا ---- بس کمرے سے باہر نکلنے لگی ---- لیکن اصفر پر تو کوئی جنون سا سوار ہوا تھا اسے بازو سے پکڑ کر اپنے رو بارو کھڑا کیا

کہا جا رہی ہو تم "وہ چلا کر پوچھنے لگا"

جس شخص کی نظر میں میرا کردار ہی مشکوک ہے اس کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے کہ راہیں "

"ہی الگ کر لوں ہر بار تو اپنی صفائیاں بیان نہیں کروں گی چھوڑیں مجھے

حمنہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بات کر رہی تھی یہ سن اصفر کے غصے کا پارہ ذرا کم ہوا تھا

--- اسے تو کسی قیمت پر دور کرنا کہاں ممکن تھا اس لئے لہجہ کچھ دھیمہ کرنا پڑا

یوسف سے کیوں بات کی تھی تم نے ہاؤس جاب کمپلیٹ کرنی تھی --- مجھ سے کہنا چاہئے "

تھا۔۔۔ تمہیں ویڈیو کی بات سے مسئلہ ہے تو میں تم سے کہہ چکا تھا کہ مجھ سے بات کیا کرو۔۔۔

میں ہوں --- تمہارا یوسف نہیں ---- یہ میرا اور تمہارا معاملہ تھا ---- ہم ملکر اسے سولو کرتے

یوسف کون ہوتا ہے مجھ سے تمہارے لئے بات کرنے والا --- اسے کیوں میرے روبرو کھڑا کیا

تم نے "وہ اب بھی غصے کی انتہا پر تھا لیکن ضبط کر رہا تھا

نہیں یہ میرا اور آپ کا معاملہ نہیں ہے یہ صرف آپکے ڈیڈ کا معاملہ ہے --- جو وہ چاہتے "

ہیں۔۔۔۔۔ آپ صرف وہی کرنے پر باضد ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ میری کیا ولیو ہے آپکی نظر میں میرا

کیریر تباہ ہو رہا ہے آپ کو ذرا بھی پروا ہے --- جو میں چاہتی ہوں اسکی اہمیت ہے آپکی نظر

۔ میں --- ؟ "اصفر نے اس کے بیڈ پر بیٹھایا خود بھی اسکے سامنے بیٹھ گیا

او کے آل رائٹ --- میں ڈیڈ سے بات کر لوں گا لیکن آئندہ تم یوسف سے کوئی بات نہیں " کرویں گی سمجھوں نایار مجھ سے برداشت نہیں ہوتا میرے علاوہ تم پر کوئی حق جمائے --- پاگل سا ہو جاتا ہوں --- تم جانتی ہی نہیں ہو کتنا چاہتا ہوں تمہیں ---- "اصفر کا لہجہ دھیمہ ہوا تھا --- یہ تو حمہ - ہی جانتی تھی کہ اسکے لئے اصفر کی محبت میں کس قدر شدت پسندی تھی

مجھے یہیں پاکستان میں رہنا ہے --- اپنی ہاؤس جاب پوری کرنی ہے --- جرنل سرجری بھی " یہیں رہ کرنی ہے ---- "وہ اپنے موقف پر اب بھی قائم تھی اصفر کو ہی ہارمانی پڑی تھی ----

- لیکن - جب حسن کمال نے اپنے فیصلے پر حممنہ کا انکار سنا تو غصہ سے سرخ ہوئے تھے مگر اصفر سے بولے کچھ نہیں تھے کیونکہ وہ ہاتھ جوڑے انکی منت کر رہا تھا ---- نا حممنہ کو چھوڑ سکتا تھا نا باپ کو ناراض کر سکتا تھا ----

" ڈیڈ پلیز اسے وہی کرنے دیں جو وہ کرنا چاہتی ہے "

تمہیں اس لڑکی کی خاطر میرے سامنے یوں ہاتھ جوڑنے کی ضرورت نہیں ہے یہ کم نسل لوگ " ہوتے ہی ایسے ہیں --- مجھے کیا لگے --- جو چاہے کرے یا نا کرے ---- اگر اسے خود ہی

■■■■

”کس لئے“

"چار سال ہو گئے ہیں ہماری شادی کو --- اور ابھی تک ہم اولاد کی نعمت سے محروم ہیں"

یہ تمہیں بیٹھائے بیٹھائے سو جتی کیا ہے --- "اصفر بیڈ کے کروان سے ٹیک لگائے میڈسن"

کی بک پکڑے کچھ ڈھونڈ رہا تھا یا کسی میڈسن کے بارے میں تفصیل پڑھ رہا تھا

بیٹھائے بیٹھائے کی کیا بات ہے --- مجھے بچے اچھے لگتے ہیں "حمنہ نے بک اسکے ہاتھ سے"

پکڑ کر سائیڈ پر رکھی اور اسکے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھما دیا یہ حمنہ کی روز کی روٹین تھی کھانے پینے کے معاملے میں وہ پورے کا پورا حمنہ پر ڈیپنڈ ہو چکا تھا ---

اچھا چلو یہ بتاؤں --- بچے اتنے اچھے کیوں لگتے ہیں تمہیں "دودھ پی کر سائیڈ پر گلاس رکھتے"

ہوئے اس نے ٹو سے منہ صاف کرتے ہوئے پوچھا

یہ کیسا سوال ہے اصفر --- بچے کسے اچھے نہیں لگتے --- میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط"

"بنانے کی ایک بہت بڑا ہاتھ اولاد کا بھی ہوتا ہے ---

"وہ کیسے --- ؟"

ارے کبھی ہم میں بہت بڑی لڑائی ہو گئی تو ہم کبھی طلاق کے بارے میں نہیں سوچیں " گئے --- سب سے پہلے یہ سوچیں گئے کہ اگر ہم۔ الگ ہو گئے تو بچوں کا کیا ہو گا۔۔۔۔ اس طرح سے ہمارا رشتہ اور بھی مضبوط ہو جائے گا۔۔۔۔ گھر میں بھی کتنی خاموشی ہوتی ہے رونق سی لگ جائے گی --- "وہ اس کی بات پر ہسنے لگا تھا۔۔۔

"پچھلے چار سال سے کتنی بار لڑی ہو تم مجھ سے --- ؟"

تب فرصت ہی کہاں تھی لیکن اب صرف چھ ماہ رہ گئے ہیں --- مجھے سرجن کی ڈگری بھی " مل جائے گی --- پھر تو ہاسپٹل کو ہی دیکھنا ہے باقی وقت تو فرصت ہی فرصت ہے --- اور جب ہم فری ہوں گے تو یقیناً لڑائی ہی ہوگی --- بچے ہوں گے تو انہیں سے فرصت نہیں ملا کرے گی " حمنا اس کے برابر میں بیٹھ کر اس کندھے پر سر رکھ کر بولی ---

لیکن مجھے ابھی بچے نہیں چاہیے " اصف کی بات سن وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اسے حیرت سے " اسے دیکھنے لگی ---

"کیا مطلب ---؟ کیوں نہیں چاہیے"

ابھی لائف کو انجوائے کرنا چاہتا ہوں تم یہ چھ ماہ کمپلیٹ کر لو پھر میرا والد ٹور کا ارادہ ہے " --- اور تین چار سال بچوں کو تو بھول ہی جاؤں ---

حمنا کو برا تو لگا لیکن بولی کچھ نہیں ---

وہ سمجھی ابھی ایسا کچھ ہے نہیں اس لئے یوں سوچ رہا ہے جب کوئی ایسی خوشخبری ہوگی تو سب سے زیادہ وہی خوش ہوگا ---

ایک بار ایک پارٹی میں حسن کمال کی پوری فیملی مدعو تھی --- حسن کمال کے ڈاکٹر دوست کافی تعداد میں وہاں موجود تھے ---- حیرت حسن کمال اس وقت ہوئی جب بہت سے انکے دوست آگے بڑھ کر حممنہ سے ہیلو ہائے کرنے لگے

"آپ یہاں ---- بہت خوشی ہوئی بیٹا آپکو یہاں دیکھ کر ----"

بہت شکریہ سر "حممنہ وہ ایک سرجن کے طور پر جانتے تھے --- پھر جس طرح سے وہ " مریض کو بچانے میں وہ جان لگا دیتی تھی سب کی نظروں میں اہمیت اور عزت پا چکی تھی ---- سینئر ڈاکٹر بھی حممنہ کج قابلیت پر اسے جاننے پہچاننے لگے تھے ----

حسن ان سے ملو یہ حممنہ ہے --- ابھی حال ہی میں سرجن بنی ہے ---- بہت جذبہ ہے " اس بچی میں ---- "حسن کمال کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا سامنے کھڑے اسکے دوست کو یہ تک معلوم نہیں تھا حممنہ اسکی بہو ہے وہ تو یہی سمجھ رہے تھے حممنہ کی اہمیت انکی بہو ہونے کی وجہ بڑھ گئی ہے --- حممنہ مسکرانے لگی

"سر یہ میرے فادر ان لاء ہیں "

واٹ "اس ڈاکٹر صاحب کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا --- ایسا ہی ایک جھٹکا حسن کمال کو بھی لگا" تھا ----

حسن یہ تمہاری بہو ہے؟ پہلے کیوں نہیں بتایا کہ اتنا نایاب گوہر تمہارے گھر کی زینت ہے " ماشاء اللہ سے بہت آگے بڑھے گی یہ --- "حمنہ کے سر ہاتھ کر بڑے مان سے انہوں نے کہا
حمنہ کے چہرے پر خوشے رنگ تھے

کیوں تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں "حسن کمال نے مجھے دل سے کہا "
"مجھے واقع معلوم نہیں تھا --- حمنہ آپ نے کبھی بتایا نہیں کہ آپ حسن کی بہو ہیں "
سر ایسا کبھی موقع ملا نہیں ورنہ ضرور بتا دیتی "بات آئی گئی ہو گئی تھی لیکن حسن کمال سے نا "
جانے کیوں برداشت نہیں ہو رہا تھا ---- جس لڑکی کو وہ حقارت سے دیکھتے آرہے تھے اور یہ
سمجھتے تھے اگر اسے کوئی چار لوگ جانتے پہچانتے ہیں تو اسوجہ سے کہ وہ حسن کمال کی بہو ہے
لیکن اس نے تو اتنی بھی ولیو نہیں دی تھی ---- وہ اپنی الگ پہچان لے کر بڑھ رہی تھی
---- اسے سب حمنہ کے نام سے جاننے لگے تھے ---- اس کے کام کو سرہانے لگے تھے

میرے ہی ٹکڑوں پر پلنے والی میرے ہی پیسوں پر سرجن بننے والی یہ معمولی سی لڑکی --- "
مجھے ہی پس پشت ڈال کر اپنا الگ مقام بنا رہی ہے

میں حسن کمال جو ڈنکے کی چوٹ پر دعوے کے ساتھ دل کا آپریشن کرتا ہوں اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہو۔۔۔۔ اور میرے سامنے میرا ہی دوست مجھے چھوڑ کر حمہ سے مل رہا تھا۔۔۔ اسکی تعریف کر رہا تھا۔۔۔۔ ہنہ۔۔۔۔ مجھ سے یوں تعارف کروایا تھا جیسے وہ کوئی بہت بڑی شخصیت ہو "سگار منہ ڈالے کسی طوت غصہ کم نہیں ہو رہا تھا اس لڑکی نے اب تک اپنی ہر بات منوائی تھی۔۔۔ اگر وہ حسن کمال کے کہنے پر کچھ بنتی تو وہ خود گردن اکڑا کر اس پر احسان جتلا کر سب کو بتاتے اس معمولی سی لڑکی کو انہوں نے کہاں سے کہاں لا کر کھڑا کر دیا ہے لیکن نہیں وہ اپنے بل بوتے پر نام کس۔۔۔ رہی تھی۔۔۔ نا حسن کمال کا کوئی حوالہ اس کے ساتھ تھا۔۔۔ نا ان کے ہاسپٹل کے نام کا لیبل بس یہی بات حسن کمال کے لئے ناقابل برداشت تھی

.....

تین چار دن سے اسکی والدہ کی طعت نا ساز تھی۔۔۔ اس لئے حمہ کلینک سے سیدھا انکے پاس آگئی وہ بخار سے بیڈ پر لیٹی تھیں۔۔۔۔ حمہ پریشان سی ہوگئی تھی۔۔۔ ان کے لئے کھانا بنایا اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا دوا بھی کھلائی۔۔۔۔ پھر اصرار کو فون کیا کہ وہ چند دن اپنی والدہ کے ساتھ ہی رہنا چاہتی ہے وجہ ایسی تھی کہ وہ منع نہیں کر سکتا تھا لیکن پانچ سالوں میں پہلی بار

ایسا ہوا تھا کہ وہ رات اپنی والدہ کا پاس کی تھی ورنہ دن میں رہ لیتی تھی لیکن رات کو اصفر لینے پہنچ جاتا تھا۔۔۔۔

رات ہزار کوشش کے باوجود اصفر کو نیند نہیں آرہی تھی اپنا کمرہ اپنا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ لگ رہا تھا بہت قیمتی چیز ہے جو اسے نظر نہیں آرہی لیکن اسکی کمی محسوس ہو رہی ہے۔۔۔ جب نیند نے آنکھوں میں آنے سے انکار کیا تو اپنی کتاب لیکر بیٹھ گیا۔۔۔ بے دھیانی میں ہاتھ سائیڈ ٹیبل پر گیا ہاتھ سے ٹوٹتے ہوئے جب نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑی تو یاد آیا کہ آج دودھ کا گلاس کس نے رکھنا تھا وہ تو گھر پر ہے ہی نہیں۔۔۔۔ رات کے دو بج رہے تھے جب اس نے حمہ کے نمبر پر فون کیا تھا۔۔۔ کافی بیل ہونے پر بھی فون نہیں اٹھایا گیا تھا رات کو وہ اکثر فون سائیڈ پر لگا لیتی تھی یہ عادت اصفر کو بھی معلوم تھی اس لئے فون سائیڈ پر رکھ دیا رات کو میڈسن کی بک پڑھتے پڑھتے نا جانے کب نیند اس پر مہربان ہوئی تھی۔۔۔ صبح آٹھ بجے بھی اٹھنے کا موڈ نہیں تھا کریم بوا کے دروازے پر دستک دی لیکن اس نے اٹھنے سے منع کر دیا۔۔۔۔ صبح دس بجے وہ ناشتے کے لئے ڈانگ پہنچا تھا۔۔۔ روز اس کا ناشتہ حمہ ہی بناتی تھی اس لئے کک کے ہاتھ کے بنے ہوئے ناشتے میں اسے سو نقص نظر آرہے تھے۔۔۔ رات کو کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا۔۔۔۔ کمرے میں آتے ہی حمہ کو کال کی تھی۔۔۔ اسکی والدہ کی طعنت دریافت کی

"اصفر ابھی وہ ٹھیک نہیں ہیں --- بخار تو اتر گیا ہے بس ویکنس بہت ہے "

او کے ٹھیک ہے تم خیال رکھو انکا --- میں نے تو بس خیریت پوچھنے کے لئے فون کیا تھا "

او کے ٹیک کیر اللہ حافظ "حمنہ نے فون بند کرنا چاہا"

"سنو"

"جی"

صبح کک کو یہ بتا دینا کے تم فرائی ایک کیسے بناتی ہو اسے بالکل بنانا نہیں آتا آدھا سے زیادہ کچا " تھا چائے بھی بہت اسٹرونک تھی --- میں نے ناشتہ ٹھیک سے نہیں کیا ہے --- اور ہاں ڈنر میں پلاؤ میں بھی مرچ بہت کم تھی اس لئے میں نے ڈنر بھی ٹھیک سے نہیں کیا اور دو دن سے دودھ کا گلاس بھی کسی نے نہیں دیا " یہ وہ بات تھی جس سے وہ اسے یہ احساس دلانا چاہتا تھا کہ اسکے بنا اس کا سب کچھ ادھورا ہے --- حمنہ مسکرائی تھی

صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ مجھے مس کر رہے ہیں " - "

صاف صاف کہہ دوں تو واپس آ جاؤں گی "اصفر نے جیسے بے چینی سے پوچھا تھا "

"نہیں امی کو چھوڑ کر نہیں آ سکتی --- اور پھر شادی کے بعد پہلی بار تو رک رہی ہوں "

ہاں تو میں نے کب منع کیا ہے --- میں تو یونہی بتا رہا تھا تمہیں --- خیر ہے تم امی کا " خیال رکھو --- میرا کیا ہے دو تین دن اور بھوکا رہ لوں گا --- " یہ کہہ کر فون بند کر دیا --- کیسی بیوی ہے یہ --- میری ذرا پروا نہیں ہے --- " فون کی بیل بجنے لگی تھی --- حمزہ " کا نمبر موبائل پر جگمگاتا دیکھ کر وہ مسکرانے لگا تھا

فکر تو میری بہت ہے جیجی فون کر رہی ہے --- لیکن میں - بھی نہیں اٹھاؤں گا --- " کچھ " دیر بعد فون بند ہو گیا لیکن دروازے پر دستک ہونے لگی باہر کریمین بوا تھی

یس کم ان " اصفہر کے کہنے پر دروازہ کھلا کریمین بوا دودھ کا گلاس لئے کھڑی تھیں " چھوٹے صاحب یہ آپ کے لئے --- چھوٹی بہو نے خاص فون کر کے مجھ سے کہا تھا آپ کو " دے دوں " اصفہر نے آگے بڑھ کر گلاس ان سے لے لیا

" صبح ناشتہ میں خود آپ کو بنا دوں گی چھوٹی بہو نے بتا دیا ہے مجھے کے کیسے بنانا ہے " او کے آل رائٹ --- " اصفہر نے دروازہ بند کیا --- دودھ پی کر لیٹ گیا --- "

دو دن مزید گزرے تو اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا --- اس لئے اسکے کلینک جا پہنچا تھا

مریضوں کا تانتا سا بندھا ہوا تھا ایک بعد ایک مریض کو آمد ہو رہی تھی --- وہاں کا کمپوڈر اسے جانتا تھا لیکن پھر بھی اس نے فیس - باہر بھر کر لوکن بھی لیا تھا ---

"سر آپ یہ سب کیوں لے رہے ہیں آپ تو خود ڈاکٹر ہیں"

کیوں ڈاکٹر بیمار نہیں ہوتے یا وہ انسان نہیں ہوتے "اصفر کی بات پر وہ مسکرانے لگا"

"آپ اپنا علاج تو خود بھی کر سکتے ہیں"

ہاں لیکن میری فیس۔ بہت زیادہ۔۔۔۔۔ تمہاری میڈیم کی فیس کم ہے۔۔۔۔۔ "اصفر کی بات پر"

وہ کامپوڈر کھلکھلا کر ہسنے لگا تھا۔۔۔۔۔

یہ تو ہے۔۔۔۔۔ ویننگ ایریا میں ویٹ بھی کریں گئے یا نمبر جلدی لگوا دوں پچاس روپے زیادہ"

لوں گا "اس نے بھی مزاق سے مسکراتے ہوئے کہا

نہیں ویٹ کر لوں گا تم بس میرے بعد مزید ٹوکن دینا بند کروں۔۔۔۔۔ تمہاری میڈیم کو ساتھ"

لے جانے آیا ہوں "اصفر کے کہنے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد اسکی باری آئی تھی اور کلینک اب خالی تھا اس کے۔ کیبن میں داخل

ہوتے ہی وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

اصفر آپ "وہ حیران ہوئی تھی"

جی ڈاکٹر صاحبہ میں۔۔۔۔۔ چیک آپ کروانے آیا ہوں "حمہ نے اسے غور سے دیکھا سمجھ گئی"

تھی مزاق کر رہا ہے اکثر مزاق یا محبت میں ہی وہ اسے ڈاکٹر صاحبہ کہتا اور آپ جناب سے بات

کرتا تھا

شکل سے ٹھیک ٹھاک لگ رہے ہیں "حمہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا "
شکل مت جائیے "

ع

انکے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ ہے رونق

وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

حمنہ ہسنے لگی تھی

اصفر نے سامنے ٹیبل پر رکھے اسٹیٹھو سکوپ کو اٹھا کر حمزہ کے کانوں پر لگایا اور اسکے آلے کو اپنے دل کے مقام پر ----

غور سے سنیں ڈاکٹر صاحبہ دھک دھک کی آواز بھی سنائی دے رہی ہے یا نہیں چار دن " سے میں نے اپنی۔ بیوی کو دیکھا نہیں ہے دیکھیں دل دھڑک بھی رہا ہے کہ بند ہو گیا ہے ---- "اصفر کی ڈرامے بازی اس نے آنکھیں دیکھائی۔ تھیں

بس بھی کر دیں اب اور جائیں یہاں سے "حمنہ نے اسٹیتھو سکوپ اتار کر سائیڈ پر رکھا"
ارے ایسے کیسے چلا جاؤں پورے سو روپے کا ٹوکن خریدا ہے میں نے آدھا گھنٹہ اپنی باری کا"
انتظار بھی کیا ہے ---- "ٹوکن اس کے ٹیبل پر رکھ کر جتاتے ہوئے بولا
"یہ سب کرنے کی ضرورت کیا تھی ----"

اب کیا بتاؤں آپ کو ڈاکٹر صاحبہ جب سے میری بیوی گئی ہے راتوں کی نیندیں اڑ گئیں ہے " دن کا چین برباد ہو چکا ہے ----- چار دن میں دیوانوں والا حال ہو چکا ہے ----- لیکن بہت ظالم بیوی ہے میری شوہر کے حال پر ذراترں نہیں آتا اسے "اصفر کی باتیں اور نظروں کی وارفتگی سے وہ ذرا سی نروس ہوئی تھی ---

کہیں بھی --- کہیں بھی شروع ہو جاتے ہیں کلینک میں بیٹھی ہوں میں باہر مریض انتظار " کر رہے ہیں کیا سوچیں گئے ڈاکٹر صاحبہ شوہر سے عشق فرما رہیں ہیں "حمنہ نے ذرا سا گھور کر کہا

ایک عشق کرنے میں ہی تو کنجوسی دیکھاتیں ہیں آپ --- اور آپ کی اطلاع کے لئے عرض " ہے کہ کوئی نہیں باہر سب کی چھٹی کروا کر آیا ہوں چلو اٹھو اب بہت بھوک لگ رہی ہے کریمین بوا کے کھانے کھا کھا کر بور ہو چکا ہوں "اس ہاتھ پکڑے وہ اسے بھی کھڑا کر چکا تھا اصفر امی ابھی مکمل صحت یاب نہیں ہوئی ہیں "اصفر کے ساتھ چلتے ہوئے وہ بولی " تم چلو تو مجھے امی سے بھی ملنا ہے --- "حمنہ کو کیبن سے باہر لا چکا تھا جہاں صرف کمپوڈر " ہی کھڑا شاید انہیں کا انتظار کر رہا تھا ---

"میڈیم جی میرے لئے کیا حکم ہے "

تمہارے حکم ہے کلینک بند کر کے چھٹی مناؤں "جواب اصفر نے دیا تھا"

تم کلینک بند کر دو --- اور میرے لوکر سے پیسے نکال کر جو میڈسن ختم ہیں وہ کل لیتے " ہوئے آنا " حممنہ نے کھڑے کھڑے اسے انسٹرکشن دیں پھر دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے --- اصفرنے گاڑی اسکی والدہ کے گھر کے سامنے کھڑی کی تھی ---

اندر جاتے ہی اس کی والدہ کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا پہلے سے تو کافی ویک لگ رہیں تھیں وہ --- آتے ہوئے وہ پھل اور جوس کے پیک لیتے ہوئے آیا تھا ---

ارے بیٹا ان سب کی کیا ضرورت تھی سب کچھ گھر میں موجود ہے " حممنہ کی والدہ نے پیار سے " داماد کو دیکھا تھا

بیٹے سے یوں نہیں کہتے --- بلکہ حق سے مانگتے ہیں --- جاؤں حممنہ جلدی سے سیب کاٹ " کر لاؤں امی کو میں اپنے ہاتھ سے کھلاؤں گا ---

حممنہ یہی بہت خوش تھی کہ اصفر کا رویہ اسکی والدہ کے ساتھ ہمیشہ مثبت ہی رہا تھا --- اپنے ہاتھ سے وہ اسکی والدہ کو سیب کھلا رہا تھا ساتھ ساتھ انہیں دوائیں وقت پر لینے کی تلقین بھی کر رہا تھا ---

آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں ورنہ میں ضرور بیمار پڑ جاؤں گا --- " سیب انکے منہ ڈالتے " ہوئے بولا

" اللہ ناکرے بیٹا یوں کیوں کہہ رہے ہو --- "

آپ کی بیٹی نے مجھے نکما بنا کر رکھ دیا ہے۔۔۔ اتنی عادت پڑ گئی اسکے ہاتھ کے کھانوں کی کہ "چار دن سے ڈھنگ سے کھانا نہیں کھایا میں نے۔۔۔ کوئی چیز جگہ پر نہیں مل رہی۔۔۔۔۔"

والٹ ڈھونڈو تو چشمہ نہیں ملتا چشمہ ڈھونڈو تو گھڑی غائب ہوتی ہے۔۔۔ "اصفر کی باتوں پر وہ ہمیشہ ہنس دیتی تھیں

"یہ تو فرض ہے اس کا"

ہاں اپنے فرض کے چکر مجھے تو کہیں کا نہیں چھوڑا اس نے "

ع

عشق نے غالب نکما کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

شعر وہ اسکی والدہ کو سنا رہا تھا چور آنکھوں سے دیکھ اسے رہا تھا جو دستخواہ پر کھانا لگاتے ہوئے اسے گھور رہی تھی

میں تو کہہ رہی تھی حمنہ سے کہ میں اب ٹھیک ہوں کھانے تم نے بنا کر فریز کر دیے ہیں "

برابر میں جمیدہ بھی مجھے بار بار پوچھنے آ جاتی ہے سب پرؤسی بہت بھلے اور خیال رکھنے والے ہیں

" تم اپنے گھر میں جاؤ لیکن اسے بس میری فکر ستاتی رہتی ہے

" تو آپ بھی اپنا خیال رکھا کریں ---- "

□ □ □ □

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 251
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

"اب تم مجھ سے اسکی وکالت کروں گے"

انکا فرما بردار بیٹا جو اب تک انکے ہر عیب پر پردہ ڈالے بس انکی ہر بات پر صرف جی ڈیڈ جی ڈیڈ کہتا چلا آ رہا تھا پہلی بار حسن کمال کے سامنے بول رہا تھا ----

نکل جاؤں یہاں سے 'وہ غرا کر بولے تمھے اصرر بھی خاصا سنجیدہ تمھا اور غصے میں بھی اس " لئے واپس چلا گیا ----

حسن کمال کو لگا حمہ سے سب سے بڑی شکست انہوں نے آج کھائی ہے۔۔۔۔۔ پہلی بار جب اصفر نے انہیں حمہ کے متعلق بتایا تھا اور جس طرح اس لڑکی کے لئے آنکی منتیں کیں تھیں یوسف سے بھی سفارش کروائی تھی وہ سمجھ گئے تھے کہ بیٹا اسکی محبت میں مبتلا ہو چکا ہے انہیں لگا کہ اگر وہ اسکی شادی اس سے کروا دیں گئے تو اصفر انکی ویسے ہی بات مانتا رہے گا بلکہ انکے آگے مزید جھک جائے گا کہ باپ نے بیٹے کی خاطر ایسی جگہ جانے سے گریز نہیں کیا جہاں وہ خواب میں۔ بھی جانے کا نہیں سوچ سکتے تھے۔۔۔ اور ہوا بھی یہی تھا۔۔۔۔۔

انہیں لگا شادی کے چند سالوں بعد اسکی محبت بیوی سے کم ہو جائے گی اور وہ ان کے کہنے پر ہمیشہ حمہ پر اپنی چلائے گا لیکن اب تو لگ رہا تھا کہ بیٹے کو بھی کھو بیٹھیں گئے اسکی حمہ سے محبت میں کمی آنے کے بجائے بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اتنی بڑھ چکی تھی کہ پہلی بار وہ حسن کمال کے سامنے حمہ کی حملیت میں بول رہا تھا

غصے کا یہ عالم تھا کہ اس لڑکی کو گھر سے دھکے مار نکالنے کو جی چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔ لیکن پہلی بار بے بس ہوئے تھے اصفر انکا دائیاں بازو ہی نہیں وہ ریڑھ کی ہڈی تھا جس پر حسن کمال گردن اکڑائے کھڑے تھے۔۔۔۔۔

اس لئے اصفر کو اپنے ہاتھ سے کھو نہیں سکتے تھے انکے ہاسپٹل کو چلانے میں اس نے دن رات ایک کر دیے تھے۔۔۔۔۔ آج جس مقام پر ان کا ہاسپٹل تھا بہت زیادہ ہاتھ اس میں اصفر

کاتھا۔۔۔۔ پہلی بار پوری رات حسن کمال کی آنکھوں میں گزری تھی سگار پی کر رات بھر دل جلاتے ہوئے۔۔۔

اصفر جب کمرے میں آیا ---- حمنہ بیڈ پر ہی پریشان بیٹھی تھی -- اصفر کو دیکھ فوراً سے اٹھ کر اسکے پاس آگئی اسے اس قدر سنجیدہ دیکھ کر یہی سمجھ گئی کہ دیر سے آنے پر ڈانٹ پڑی ہے بہت ڈانٹا ہے ڈیڈ نے "بڑی لگاؤ اور محبت سے اس نے پوچھا تھا"

"ہممم ----"

کوئی بات نہیں والد ہیں آپ کے --- اگر کہہ بھی تو غلط تو نہیں کہا ہم واقع کافی لیٹ ہو " گئے تھے

وہ حمہہ کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔ اس نے اس نے دن کے بعد حسن کمال کی شکلیت کبھی نہیں کی تھی جب اسے اصفر نے کہا تھا تم جو چاہتی کر سکتی ہو ڈیڈ کو کوئی فرق " نہیں پڑتا بس آج کے بعد ان سے کبھی بحث مت کرنا

وہ دن اور آج کا دن حمہہ نے کبھی حسن کمال کے متعلق اسے کچھ نہیں کہا تھا بلکہ جب بھی اصفر کی کال آتی کے

حمنہ ڈیڈ نے کہا کہ آپریشن تم کرو گی "حمنہ اپنا کلینک چھوڑ کر بھی وقت پر وہاں موجود ہوتی" تھی ---- چاہے تمھن سے چور کیوں نا ہو لیکن کبھی یہ نہیں کہا تھا تمھاری بھابی کے ہاتھ کے بگڑے کیس میں کیوں سنبھالوں ---- دعا ویسے تو حمنہ سے سیدھے منہ بات تک نہیں کرتی تھی لیکن جب مطلب ہوتا تو اپنے رونے سنانے لگتی اور کام نکلتے ہی آنکھیں یوں بدلتی جیسے حمنہ کو جانتی بھی نا ہو لیکن حمنہ کو پروا نہیں تھی بس یہ سوچتی تھی کہ اللہ کا احسان ہے اس پر کہ ایک جان کو بچانے کے لئے اللہ نے اس کے ہاتھوں کو چنا ہے بسمہ اللہ پڑھ کر وہ صدق دل سے یہ دعا کرتی کہ اللہ اس مریض کو زندگی بخش دے ----

اصفر کو وہ بالکل بے ضرر سی لگی تھی ---- پھر کیوں اسے ہمیشہ عتاب کا نشانہ بنایا جائے ---- اسوقت بھی

اپنی ماں کی بیماری کے باوجود اسکے ایک بار کہنے پر اسکے ساتھ آئی تھی ---- اس کے گلے میں دونوں بازو رکھے اور بڑی محبت سے اسے دیکھ رہا تھا ----

اتنی اچھی کیوں ہو تم ---- دن بادن میں تمھاری محبت میں جیسے دیوانہ ہوتا جا رہا ہوں " ---- اگر یہی حال رہا تو کہیں کا نہیں رہو گا " حمنہ کے لئے بڑی غیر متوقع بات تھی ---- باپ سے ڈانٹ کھا کر ہمیشہ تو چپ چاپ سونے کی کرتا تھا حمنہ سے بات نہیں کرتا تھا اور اب محبت بھری باتیں

خیر تو ہے نا۔۔۔۔ ڈانٹ کا الٹا اثر ہو رہا ہے آپکو "حممنہ نے مسکرا کر پوچھا"

ہمم آجکل سب کچھ الٹا سیدھا ہی ہو رہا ہے۔۔۔۔ "نظروں بس وارتگی تھی حمنہ نے اسکے"

بازو اپنے کندھوں سے ہٹانا چاہتے تھے لیکن ناکام ہوئی تھی۔۔۔۔

آئی لو یو سوچ "اصفر کے اظہار پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔"

"آج تو واقع آپکی طبعیت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔۔"

"مجھے لگتا ہے تمہاری قدر نہیں کر پایا ہوں جیسی کرنی چاہیے تھی۔۔۔۔"

"میں نے تو کبھی آپ سے شکایت نہیں کی"

اسی لئے تو۔۔۔۔ اور بھی پیار آتا ہے تم پر۔۔۔۔ "اپنے حصار میں لئے وہ صدق دل سے کہہ"

رہا تھا

صبح بھی حسن کمال نائٹ سوٹ میں ملبوس ناشتے کے ٹیبل پر موجود تھے ----
اور ایسا ہمیشہ اسوقت ہوتا تھا جب انکی طبعیت ٹھیک نا ہو --- یا ہاسپٹل جانے کا ارادہ نا ہو ---
ڈیڈ آر یو آل رائٹ۔ "سیف نے کرسی سنبھالتے پوچھا تھا"
نہیں سیف تمہارے ڈیڈ کی طبعیت ٹھیک نہیں رات بھر اسڈی میں ہی رہے ہیں ---- "
پروپر سوئے بھی نہیں۔ ہیں "اصفر کی والدہ نے فکر مندی سے کہا

"اصفر"

"جی ڈیڈ"

ڈاکٹر مبشر جو جنرل فزیشن کے طور پر ڈیوٹی دے رہے ہیں انہیں نوکری سے جواب دیدوں آج"

"کے بعد یہ ڈیوٹی حمند دے گی ----"

مگر ڈیڈ یوں اچانک سے ڈاکٹر مبشر کو نکالنا ---- وہ بھی بنا پیشگی اطلاع کے رول کے خلاف"

ہے پھر وہ بہت سینئر ڈاکٹر ہیں ---- حمند اتنی تجربہ کار ابھی نہیں ہے انہیں بھی ابھی رہنے دیں ---- حمند انہیں کے زیر نگرانی کچھ ماہ کام کر لے تو یہ زیادہ بہتر ہے "اصفر کو باپ کے اس فیصلے سے بھی اختلاف ہوا تھا

یہ فیصلہ تم نے کب سے کرنا شروع کر دیا کہ کرنا چاہیے اور کیا نہیں ---- تین ماہ کی تنخواہ مبشر"

کو دے دی جائے گی ---- لیکن شام کو جب میں آؤں مجھے وہاں

مبشر نظر نا آئے بلکہ حمند نظر آئے "یہ کہہ وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے اس بات پر

اصفر حمند کے علاوہ سیف اور دعا- بھی حیران ہوئے تھے ----

یہ ڈیڈ کو ہوتا کیا جا رہا ہے ---- جب سے ہاسپٹل اوپن ہوا ہے ڈاکٹر مبشر تب سے ہمارے"

ساتھ ہیں کتنا- برا لگے گا یوں ایک منٹ میں انہیں نوکری سے جواب دینا "اس بار سیف

پریشانی سے بولا تھا

ٹھیک کہہ رہے ہو سیف ---- ڈیڈ کا فیصلہ تو مجھے بھی ٹھیک نہیں لگ رہا ہے ---- اصغر " نے تائید کی تھی ----

چلو ناسیف لیٹ ہو رہے ہیں "دعا نے اٹھتے ہوئے کہا۔۔۔ جسے شاید ان باتوں کی درمی بھر"

پروا نہیں تھی

افسوس تو حمزہ کو بھی بہت ہوا تھا کسی کی روزی روٹی چھننے کا سبب بن رہی تھی لیکن منع نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔ اصف نے حسن کمال کا پیغام جب ڈاکٹر مبشر کو دیا تو وہ چپ سے ہو گئے تھے۔۔۔۔ جانتے تھے کہ حسن کمال کوئی ایکسکیز نہیں سنے گا اس لئے خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے۔

حمّٰنہ کے لئے یہ نیا نہیں تھا وہ اپنا کلینک بھی چلا رہی تھی صبح سے دوپہر تک کی ڈیوٹی وہ دے کر جیسے ہی فری ہوئی اپنے کلینک چلی گئی۔۔۔۔۔ پھر وہاں سے سبھی فری ہوئی تھی کہ حسن کمال کی کال اس کے نمبر پر آرہی تھی یہ بات بھی حمّٰنہ کے لئے حیرت انگیز تھی۔۔۔۔۔ پہلے کبھی انکی کال اس نہیں آئی تھی

"اسلام علیکم۔۔۔۔۔ جی ڈیڈ"

ہائے۔۔۔ کہا ہوا تم "بڑا روکھا سا لہجہ تھا۔۔۔۔۔"

"میں اپنے کلینک"

چلو اصفہر سیف دعا کے ساتھ جا چکا ہے میں آج تمہارے ساتھ جاؤ۔ گا "اصفر چپ چاپ"
آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔ حممنہ ایر جنسی وارڈ کی جانب بڑھ گئی
تقریباً ایک ماہ سے حممنہ کی روٹین بہت ٹف سی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ بس چند گھنٹے ہی اسے آرام
کے ملتے تھے۔۔۔۔۔ اس لئے اصفہر سے بات چیت کا موقع جیسے نا ہونے کے۔ برابر ہو گیا تھا
۔۔۔۔۔ ایک ماہ تین چار بار اس نے اٹھا رہا اٹھا رہا گھنٹے کی مسلسل ڈیوٹی دی تھی۔۔۔۔۔ اصفہر اس
لئے چپ ہو جاتا تھا کہ حممنہ حسن کمال کو انکار نہیں کرتی تھی۔۔۔۔۔
لیکن ایک مہینے میں جیسے تھک چکی تھی۔۔۔۔۔ اسلئے ایک بار نیند کی کمی کے باعث اور مسلسل
پندرہ گھنٹے ڈیوٹی دینے کی وجہ سے۔۔۔۔۔ واڈ میں مریض کو چیک کرتے ہوئے چکر کر گئی تھی

جب ہوش آئی تو اصرار اس کا ہاتھ تھامے اسکے برابر میں بیٹھا تھا۔۔۔

ایک ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

آریو آل رائٹ حممہ --- کیا ہوا تمہا تمہیں ---، "

"کچھ نہیں شاید نیند کی خرابی کی وجہ سے"

ہاں مجھے بھی یہی لگتا ہے --- بس اب تم ایک ہفتہ گھر پر ریٹ ہی کروں گی --- "اس" کے ہاتھ کو چومتے ہوئے اس نے بڑی فکر مندی سے کہا تھا ---

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لیڈی ڈاکٹر اندر داخل ہوئی اصفہر حممنہ کا ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا وہ لیڈی ڈاکٹر حممنہ کے پاس آ کر اسکی نبض دیکھنے لگی ----

اب تو کچھ بہتر لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ ویسے میں نے تمہارے بلڈ ٹیسٹ لئے ہیں صبح تک رپورٹس آ جائے گی۔۔۔

ٹیسٹ کس چیز کے --- ایک بی پی ہی تو لو ہوا تھا حمہ کا "اصفر نے لیڈی ڈاکٹر سے دریافت کیا

بس یونہی نارمل سے "

c b c and blood culture

ڈاکٹر نے اب نرس کو حممنہ کا بی پی چیک کرنے کا کہا۔۔۔۔ کچھ ہی دیر اصراف سے گھر لے گیا تھا چند دن آرام کرنے کے جب وہ ہاسپٹل گئی تو آپ می او پی ڈی سے فری ہو حممنہ اس لیڈی ڈاکٹر کے پاس پہنچ گئی جو گائناکالوجسٹ تھی۔۔۔۔ اور اس وقت اپنے کیبن میں موجود۔ بھی تھی۔۔۔۔ حممنہ کو دیکھ کر مسکرانے لگی

آئیے حمہ "حمہ اندر داخل ہوگی"

ہیو آ سیٹ "حمّٰنہ اسکے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی"

"اب کیسی طبعیت ہے حممنہ"

کھلاتا ہے --- اور بہت باقاعدگی سے کھلاتا ہے اس۔ نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے وہ ٹیبلٹ کی ڈبیہ نکالی لیکن وہ وٹامن کی ہی تھی --- حمہ کا دل مطمئن سا نہیں ہو رہا تھا اس لئے وہ میڈسن اس نے لیباٹری سے ٹیسٹ کروائی تھی --- جو وٹامن کی نہیں بلکہ وہی تھی جس کا اسے ڈر تھا ---

مطلب پچھلے پانچ سال سے وہ اسے ایسی میڈسن دے رہا تھا جس سے وہ ماں بن ہی سکے مگر کیوں؟

اس کی محبت چاہت دیوانگی --- جیسے سب دھوکہ سا لگنے لگا تھا --- کیوں کر رہا تھا یہ "سب --- کوئی جواب نہیں تھا اس کے پاس

*****

رات تک حمہ کے موبائل پر کئی کالز آئیں حسن کمال کی اصرار کی اسکے اپنے کلینک سے لیکن اس نے کوئی بھی اٹینڈ نہیں کی --- اصرار وقت سے پہلے گھر پہنچ گیا تھا --- حمہ کمرے میں دل جلانے بیٹھی تھی --- اسے دیکھ کر رخ موڑ کر بیٹھ گئی "آریو او کے --- طبعیت تو ٹھیک ہے نا تمہاری"

جیسی بھی ہو آپ کو کیا فرق پڑتا ہے "وہ خفگی سے بولی اسے حممنہ کا یوں ناراض ہونا سمجھ " نہیں آ رہا تھا

فرق نہیں پڑتا تو اپنی او پی ڈی چھوڑ کر یہاں تمہارے پاس نا آتا "اب وہ اس کے سامنے بیٹھ " گیا

کیا بات ہے --- "اسکی روئی روئی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھنے لگا " اصر آئی ایم پریگنٹ "حممنہ نے ایسا جھوٹ بولا کہ وہ اچھنبے میں آگیا تھا " واٹ "وہ تقریباً اچھل ہی گیا تھا --- دنگ سا رہ گیا تھا سن "

اٹس انپوسبل "بے ساختہ وہ بولا تھا "

کیوں امپاسبل کیوں ہے --- کیا جھوٹ بول رہی ہوں "حممنہ اس کے چہرے کی جانب دیکھ " رہی تھی جہاں بے یقینی کی چھاپ تھی

کیسے ہو سکتا ہے --- تمہیں --- کوئی --- غلط لگ رہا ہو گا حممنہ --- "جو میڈسن وہ " اسے دے رہا تھا ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ امید سے ہوتی

میں ڈاکٹر ہوں اپنی کیفیت سمجھ سکتی ہوں --- پھر اس دن ڈاکٹر افشاں نے میرے ٹیسٹ " بھی تو لئے تھے --- اس میں پریگنسی پوزیو ہی آئی ہے "حممنہ کی بات پر وہ اب بھی یقین کرنے کو تیار نہیں تھا

لاؤ مجھے رپورٹ دیکھاؤں کیسے ہو سکتا ہے یہ سب ---- "وہ اب بھی بے یقین تھا ---- حمہ"

نے فائل اس کے سامنے رکھ دی جو میڈسن وہ اسے دے رہا تھا اسکی لیباٹری رپوٹ بھی اسی

میں اُچ تھی اسکی ساری رپورٹس اس نے نظریں جھکائے۔ پڑھیں تمہیں اور پھر دوبارہ نظریں

اٹھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔۔۔ فائل بند کر کے سائیڈ پر رکھ دی۔۔۔ پہلی بار حمزہ سے

نظریں ملاتے ہوئے گھبرا رہا تھا اور وہ اسے بلا تامل دیکھ رہی تھی

مجھے یقین نہیں آ رہا اصرار آپ --- آپ مجھے اس قسم کی میڈسن بھی دے سکتے ہیں ---- "

آپ ؟ "یہ کہتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی

حممہ "اصفر نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا لیکن اس نے برے طریقے سے جھٹک دیا۔۔۔۔"

"ہاتھ بھی مت لگائیں مجھے"

حمّٰنہ ٹرائے ٹوانڈسٹینڈ یار پہلے چپ ہو میں بتاتا ہوں سب تمہیں ---- "وہ بہت ملائت"

بھرے لہجے سے بولتے ہوئے اسکے آنسوؤں پونچنے لگا۔۔۔ جو تواتر سے بہہ رہے تھے

"ادھر میری طرف دیکھو"

مجھے نہیں دیکھنا اتنا بڑا دھوکہ دیا ہے آپ نے مجھے ---- کیوں اصفر --- شادی کے بعد ہر "

انسان کی پہلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ وہ ماں باپ بنے ---- پانچ سال سے میں اپنے رب کی

حضور رو رو کر یہ دعا کر رہی ہوں اس بات سے انجان کے میرا ہی شوہر اللہ کے کاموں میں دخل
"اندازی دے رہا ہے ----"

"اب اللہ کی بات کو بیچ میں لے آؤں تم ---- دیکھوں مجھے ابھی بچے نہیں چاہیے"
کیوں اصفر مجھے چھوڑنا۔ چاہتے ہیں جبھی ایسا چاہتے ہیں ---- جانتے ہیں کتنی محبت کرتی
ہوں میں آپ سے ---- اپنے آپ سے بھی زیادہ "وہ مسلسل رو رہی تھی
"کس نے کہہ دیا تم سے کہ میں تمہیں چھوڑنا چاہتا ہوں"

ظاہر ہے مجھے رکھنا چاہتے تو میرے ساتھ یہ سب ناکرتے ---- "اس وقت تو حمزہ اڈے"
ایک وہمی بیوی لگ رہی تھی

یہ سب بھی تمہارے لئے ہی کر رہا تھا تمہارے کریر کے لئے ---- پاگل ہو تم اگر تمہیں لگتا
ہے کہ تمہیں چھوڑو گا میں ---- "وہ بڑی اپنلٹ سے بات کر رہا تھا
ہاں ایسا ہی ہے --- بچے ہی میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط بناتے ہیں کبھی بھی انہیں
"الگ نہیں ہونے دیتے ----"

کیا بیوقوفانہ بات ہے یہ حمزہ --- ایک پڑھی لکھی ڈاکٹر یو کر یہ سوچ رہی ہو --- میں تمہیں
چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں اور جن کے بچے نہیں ہوتے ---- کیا وہ لوگ ایک

تم اسکی ذمہ داری اٹھاتے ہوئے سرجن بن سکتی تھی۔۔۔۔ نو مائے وائف۔۔۔ یا تو کیریر بن سکتا ہے۔۔۔ یا تم ماں بن سکتی ہو کبھی پوزیو بھی سوچ لیا کرو میرے لئے۔۔۔ "یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔"

"یہ آپ کی سوچ ہے اصفر میں بچوں کے ساتھ بھی سروایو کر سکتی ہوں۔۔۔۔۔"

حمہ خود کلامی میں۔ بولی۔۔۔۔۔

لائبہ نے نرسنگ میں داخلہ لے لیا تھا۔۔۔ اسکی والدہ اب اسٹیڈ کی مدد سے کچھ چلنے پھرنے لگی۔ تھیں۔۔۔۔۔

شام کو کھانا ہلکی آنچ پر رکھ کر لائبہ اپنے نوٹس بنانے لگی اسی وقت ٹیوشن کے۔ بچے بھی پڑھنے پہنچ گئے۔۔۔۔۔ اسی میں ایسی گھن چکر بنی کے کھانے کی جانب دھیان ہی نہیں گیا۔۔۔۔۔

ہانڈی جل کر خاک ہو چکی تھی بچوں نے کہا کہ انہیں جلنے کی بو۔ آرہی ہے تب لائبہ کچن کی جانب بھاگی کھانا جل چکا تھا لیکن عجیب بات یہ تھی کہ اسے جلے ہوئے کی بو بالکل نہیں آرہی تھی۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم بھی کمرے سے باہر آگئیں لائبہ کی لا پرواہی پر سو باتیں الگ سنائیں لائبہ کو ماں کی ڈانٹ کی پروا نہیں تھی۔۔۔۔۔ بس یہ سوچ رہی تھی کہ اسے کیوں نہیں پتہ چلا کہ کچھ جل رہا ہے اسے بو کیوں نہیں آرہی تھی۔۔۔۔۔ پھر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ ڈر سینگ

کے سامنے رکھے تیز خوشبوں والے پرفیوم کھول کر ہوا میں اسپرے کرنے لگی --- لیکن اسے انکی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی --- اور ایسا اس وقت سے تھا جب سے اسے ٹائفیڈ کی ڈپ لگائی گئی تھی ---

کمرے سے نکل کر یہ بات اس نے اپنی والدہ کو بتائی لیکن وہ نظر انداز کر گئیں --- کہنے لگیں کہ اس نے دھیان نہیں دیا --- لیکن ایسا نہیں تھا وہ سچ میں سمل کہ سنس کھو چکی تھی --- نرسنگ کمپیٹ کرنے کے بعد اسکے والد کی کوشش تھی کہ اسے گورنمنٹ کے ہاسپٹل میں جاب مل جائے لیکن لائے۔ نے پراویٹ کو ترجیحی دی --- ایک تو ہاسپٹل گھر کے قریب تھا پھر تنخواہ بھی ٹھیک تھی ---

صبح نو سے شام پانچ بجے تک کی اسکی ڈیوٹی تھی --- گھر آکر ٹیوشن اور پھر رات کے کھانے کی ذمہ داری بھی وہ نبھا کریں تھی --- آمنہ بیگم اب لنگڑاتے لنگڑاتے چلنے لگیں تھیں --- لائے بھی اب وہ لاپرواہ لائے نہیں رہی تھی --- کافی سنجیدہ ہو چکی تھی --- لیکن تھی ویسی ہی بے خوف اور بے دھڑک ہر بات کہہ دینے والی آج اسکی ڈیوٹی ایمرجنسی وارڈ میں تھی ---

باہر میرے ابو کھڑے ہیں تمہاری ہی عمر کے ہیں --- ایک ہزار میں تمہیں دیتی ہوں اور " ساتھ میں اپنے گھر کا پتہ بھی --- اپنی بیٹی کو میرے باپ کے پاس بھیج دینا اگر اس نے انکا دل زیادہ خوش کر دیا تو ہزار میں اپنی تنخواہ سے بھی دے دوں گی " لائبرہ کی بات پر وہ شخص ہتھ سے اکھڑ گیا

" اے لڑکی کیا بکواس کر رہی ہو "

کیوں تیری بیٹی عزتدار ہے --- جو باپ کو دیکھنے تک نہیں آئی اور ہم --- ہم کسی کی " عزت نہیں ہوتیں --- جو یہاں تم جیسے عمر رسیدہ لوگوں کو باپ سمجھ کر انکی خدمت کرتے ہیں --- ہمیں تم کس نظر سے دیکھتے ہو --- نرس کیا ہے تمہارے نزدیک کوئی بکاؤں مال ہے جو جی میں آئے کہ دو گئے --- جی تو چاہتا ہے یہ انجکشن تمہارے پیٹ میں گھسیڑ دوں --- بڑا آیا پانچ سو دینے والا --- ٹھہر کی بڈھا کہیں کا " لائبرہ میں ہاتھ میں پکڑا انجکشن کسی چاکو کی طرح اسکے پیٹ کی جانب وار کرتے ہوئے تیزی سے ہاتھ بڑھایا لیکن پیٹ کے قریب پہنچتے ہی ہاتھ روک لیا اسی وہ ڈر کر پیچھے ہٹا تھا --- شور سے واڈ بوائے اور ایک اور نرس بھی اندر آ گئیں کیا ہوا لائبرہ " ایک سینئر نرس تھی جو اس سے پوچھ رہی تھی "

ارے نرس سمجھ کر کچھ بھی بکواس شروع کر دیتے ہیں یہی میری ڈاکٹر ہوتی تو جھک کر سلام " کرتے ڈاکٹر صاحبہ کے لقب سے نوازتے --- میری ماننے تو ایک زہر کا انجکشن لگا دیں اس

کمیٹے کو ---- خس کم جہاں پاک "یہ کہہ وہ وہاں سے باہر نکل گئی ---- وہ شخص شرمندگی سے نظریں نہیں اٹھا پارہا تھا ---- لائبرے کا گھر پہنچ کر بھی غصہ آسمانوں کو چھو رہا تھا ----

ڈاکٹر صرف انسٹرکشن ہی تو دیتی ہے --- اور پھر ہم بھی ڈیل کرتے ہیں ---- مریضوں کی خدمت کرتے ہیں لیکن جو عزت ایک ڈاکٹر کو دی جاتی ہے نرسنگ اسٹاف کو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں دی جاتی جیسے ہم کوئی نوکر ہیں --- مریضوں کی ملازمت پر معمور ہیں --- لوگوں کی سوچ میں کتنا تضاد ہے ---- ایک ڈاکٹر کے لیبل لگانے سے نظروں میں عزت اور لحاظ سے جاتا ہے اور ایک نرس کے لیبل پر آنکھوں میں حقارت اور بھودگی ارے نرس ہے تو کیا کچھ بھی کہہ دیں گئے ----

یہ نہیں سوچتے کہ اگر ہم لوگ ایک دن کی اجتماعی چھٹی کر لیں تو کون پوچھے گا انہیں ---- بات تو سچ ہے ---- ایک عام شہری کے لئے جتنی عزت اور احترام ایک ڈاکٹر رکھتا ہے اتنا ہی احترام نرسنگ اسٹاف بھی رکھتا ہے ---- انکے ساتھ اپنا رویہ احترام والا ہی اپنانا چاہیے --- (انہیں۔ بھی اسی عزت کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔ جیسے ایک ڈاکٹر کو دیکھا جاتا ہے

*****.....

حمنہ ڈنر پر بھی موجود نہیں تھی ---- اپنے کمرے سے نہیں نکلی تھی ----

طرف بڑھ گیا۔۔۔ اپنا نائیٹ سوٹ نکال کر ڈسنگ روم میں چلا گیا۔۔۔ جانتا تھا کہ وہ سو نہیں رہی ناراضگی دیکھا رہی ہے۔۔۔۔ صبح سے کچھ کھایا بھی نہیں ہو گا۔۔۔ اور بھوکے پیٹ اسے نیند ویسے بھی نہیں آتی تھی۔۔۔۔

چینج کر کے اس کے برابر میں لیٹ گیا۔۔۔۔ کچھ دیر اپنا بازو اپنی پیشانی پر رکھ کر سوچنے لگا۔۔۔۔ شادی کا لڈو کھانے شوق تو بڑا ہوتا ہے سب کو لیکن حد سے زیادہ میٹھا ہمیشہ صحت خراب کرتا ہے۔۔۔۔ اچھی خاصی آزاد سی زندگی تھی۔۔۔۔ لیکن اس شادی نے جیسے ساری آزدی ختم کر دی ہے

اب ایک طرف یہ ہے میری زوجہ محترمہ صاحبہ جو مجھے مزید ذمے داریوں میں جکڑنے کے لئے تیار بیٹھی ہے دوسری طرف ڈیڈ جو مجھ سے انصاف کے تقاضے ڈنکے کی چوٹ پر پورے کروانا چاہتے ہیں۔۔۔۔ عورت کے رونے سب کو نظر آتے ہیں ساس نے یہ کہہ دیا سر نے آنکھیں کیوں دیکھا دیں۔۔۔ گھر کی ذمہ داریاں اس پر بڑھ گئی ہیں لیکن مرد۔۔۔۔ کمبخت مرد تو رو بھی نہیں سکتا۔۔۔۔۔

بیچارا دو دھاری تلوار سے روز کٹتا ہے کبھی اپنی فیملی کے ہاتھوں تو بیوی کے ہاتھوں۔۔۔۔۔ کس کی سنو اور کس کی نا سنو۔۔۔۔۔

اتنی سی ہی بات ہے جانتی ہو سیف کی شادی کو دس سال ہو گئے ہیں اور اسے بچوں کا شوق " بھی بہت ہے لیکن دعا بھابی کو نہیں ہے --- کیونکہ وہ بچوں کی ذمہ داری لینا نہیں چاہتیں --- سیف ایک مرد ہو کر بھی انڈر سٹنڈ کر رہا ہے یار --- ایک تم ہو " اصف نے جیسے پھر سے اسے سمجھانا چاہا تھا

" - لیکن مجھے بچے اچھے لگتے ہیں اصفر -- مجھے چاہیے "

او کے ٹھیک ہے ---- بس ایک سال اور رک جاؤں --- تمہاری خواہش پوری کر دوں گا " ---- پوری کرکٹ ٹیم جمع کر لینا ٹھیک ہے " اصف نے بات مزاق میں ٹالی تھی حمزہ نے۔
رجستہ اسے گھورا تھا

"اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا"

رونا تو یوں ہی مچا رہی ہو ---- جب سے ہماری شادی ہوئی ہے بس پندرہ دن ہی ہمیں ملے "

ہیں جو نے ایک دوسرے کے سنگت میں گزارے ہیں ---- مجھے تمہارے ساتھ والد ٹور پر جانا ہے ---- پورے دو مہینے کے لئے --- لیکن تمہارے سرجن بننے کی خواہش پر میں نے اپنی خواہش دبا لی ----

اب ڈیڈ فوراً سے نہیں مانے گئے ابھی تم نے ڈیوٹی صحیح معنوں میں جوائن کی ہے تمھوڑا سا ڈیڈ کا دل جمیت لو چند ماہ ہی میں ڈیڈ سے اجازت لے لوں گا۔۔۔۔ بس اسکے بعد ہم بے بی کے

لئے پلان کریں گئے او کے --- "بڑی رسائیت سے وہ اسے سمجھانے اور منانے کی کوشش کر رہا تھا --- حمزہ نے کوئی جواب تو نہیں دیا لیکن اختلاف بھی نہیں کیا --- اب رو نہیں رہی تھی چپ تھی --- پھر اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا وہ بڑی خفا خفا سی نظروں سے دیکھ رہی تھی

"اب تو ناراضگی ختم ہو جانی چاہیے ---"

لیکن میں کوئی میڈسن نہیں کھاؤں گی "حمزہ اپنے موقف پر قائم تھی " او کے منظور ہے --- لیکن کھانا تو کھا سکتی ہو --- مجھے پتہ ہے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہو گا " تم نے

مجھے بھوک نہیں ہے "وہ نرمٹھے انداز سے بولی "

"میں نے بھی ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا ہے --- اب اٹھو دونوں مل کر کھاتے ہیں --- " آپ نے کیوں نہیں کھایا "

اس لئے کہ تم میرے ساتھ ڈنر پر موجود نہیں تھی --- چلو اٹھو اب بہت بھوک لگ رہی " ہے "کھانا اس نے واقع کم ہی کھایا تھا باپ کو دیکھانے کے لئے باقی اب بیوی کو منانے کے لئے کچن کے گول میز پر بیٹھ کر کھا رہا تھا ---

حمزہ تم مجھ سے ناراض تھی --- ٹھیک ہے ہونا بھی چاہیے تھا میری غلطی تھی ---

مجھے تمہیں اعتماد میں لینا چاہیے تھا --- لیکن میں نے چور راستہ اپنایا --- لیکن یہ ہماری آپس کی بات تھی --- ڈیڈ نے تمہیں بہت کال کیں --- تم نے ایک بھی اٹینڈ نہیں کی کیوں ؟ کھانا کھانے کے بعد اس نے یہ سوال اس سے کیا تھا

بس یونہی میں غصے میں تھی مجھے ہاسپٹل بھی نہیں جانا تھا --- میں کال کرتی تو وہ یہی کہتے " کہ ہاسپٹل پہنچو اور اگر وہ کہتے تو یقیناً میں انکار نہیں کر سکتی تھی --- بس اس لئے نہیں اٹھایا "

" تم فون پر اگر یہ کہہ دیتی کہ تم آف لینا چاہتی ہو تو وہ تمہیں انسٹ کبھی نہیں کرتے " - " میں نے کہا نا اصفر میں انہیں انکار نہیں کر سکتی تھی --- وہ بڑے ہیں مجھ میرے لئے " اتنے قابل احترام کرنے کے میرے ابا تھے

وہ اس بات پر ناراض ہیں تم سے --- کہ تمہارے نزدیک انکی اتنی بھی ویلو نہیں کہ تم انکا " فون ہی اٹینڈ کر لیتی " اصفر بات پر وہ متحیر ہوئی تھی یہ بات تو اسکے گمان میں نہیں تھی " بائے گاڈ ایسی بات نہیں ہے اصفر میں دل سے بہت عزت کرتی ہوں انکی --- " میں جانتا ہوں --- تم بس صبح بریک فاسٹ پر ان سے سوری کہہ دینا ان کا شکوہ ختم ہو " " جائے گا

او کے ٹھیک ہے میں معذرت کر لوں گی "حممنہ نے فوراً سے حامی بھر لی تھی اصر نے " سکون کا سانس لیا تھا ---

صبح اس نے سب کے سامنے حسن کمال سے سوری کہا تھا

ڈیڈ ایم سوری میرے سر میں درد تھا اس لئے میں فون سائیلنٹ پر رکھ کر سو گئی تھی " اُس او کے --- لیکن آئندہ اگر سر - میں درد ہو تو فون سائیلنٹ کرنے سے پہلے مجھے میسج " ضرور کر دینا --- ہاسپٹل میں تمہارے انتظار میں مریض گھنٹوں ویٹنگ روم میں بیٹھے رہے ہیں --- اب جرنل فزیشن تو تمہی ہو --- اس لئے عام کیس تو روز کی بنیاد پر ڈھیروں ہوتے ہیں --- اگر کسی خاص چیز میں اسپشلائز کیا ہوتا تو میں ہفتے میں بس تین دن ہی تمہیں ڈیوٹی کے لئے " دیتا کیونکہ ایسے کیس کم ہوتے ہیں ---

ایم سوری ڈیڈ آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا " -

ملنا بھی نہیں - چاہیے " یہ کہہ کر حسن کمال چائے پینے لگے -- اندر ہی اندر جیسے انکی انا کو " تسکین ملی تھی --- لیکن یہ انا کی آگ بھی کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی جتنا دوسروں کو اپنے سامنے جھکتا دیکھتی ہے اس سے زیادہ جھکانے کی خواہش جاگ جاتی ہے --- حسن کمال بھی ایسی آگ میں جل رہے تھے --- حیران ہوتے تھے وہ حممنہ کی برداشت پر اسے تنگ کرنے کے لئے کبھی کبھی ایک ہی دن میں دو سے تین آپریشن اسکے ذمے لگا دیتے --- کبھی اوپی ڈی

کے آور بڑھا دیتے ---- لیکن وہ لڑکی اف تک نہیں کہتی تھی ---- اصر سے اختلاف بھی نہیں کرتی تھی ----

بہت جلد ہاسپٹل میں ڈاکٹر حمنے کے نام ڈکا بننے لگا تھا ----

اسکی فیس دو ہزار سے تین ہزار کر دی گئی تھی --- چند ماہ میں ہی ہاسپٹل کے بہت سے راز حمنے پر بھی عیاں ہونے لگے تھے ---- وہی ہر پراویٹ ہاسپٹل والے طور طریقے اپنائے گئے تھے ----

کہ ٹیسٹ رپورٹس اسی ہاسپٹل کی قابل قبول کی جائے گی --- اگر کسی اور لیباٹری سے ٹیسٹ کروائے جاتے تو مریضوں کو شک وشبہات میں ڈال دیا جاتا کہ وہاں کی سروس بے کار ہے رپورٹس ٹھیک سے نہیں آتیں یہاں جدید ٹیکنالوجی ہے اور ظاہر ہے لیباٹری چارجز بھی ڈبل تھے --- اور تو اور ڈاکٹر ز کو خاص ہدایت دی گئی تھی کہ میڈسن وہ لکھ کر دی جائیں جو اسی ہاسپٹل کے میڈیکل اسٹور سے پر ہی موجود ہیں --- اور عام میڈیکل سے ملنی مشکل ہوں ظاہر ہے اس میں ملنے والے کمیشن بھی اونر کی جیب میں جاتا تھا --- مطلب بظاہر لوگوں کی میسجائی میں چھپا ایسا کاروبار تھا کہ دن دو گنی رات چکنی ترقی ہو رہی تھی ----

ذرا سے مرض کو بڑھا چڑھا کر مریض کو ڈرایا جاتا تھا پھر ٹیسٹ کی ایک لمبی لسٹ تھما دی جاتی تھی --- کہ لازمی جلدی کروائیے جائیں ورنہ نا جانے کیا ہو جائے گا --- مریض بیچارہ ہر بات سے

لاعلم اپنی جمع پونجی ریسپشن میں جمع کروانا نظر آتا تھا --- پھر رپورٹس دیکھ کر ڈاکٹر ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہتے شکر ہے سب ٹھیک ہے ---

ایک بار رات کے وقت اصفر کے موبائل پر بار بار میسج ٹیون بج رہی تھی --- جیسے وہ مدافعانہ انداز سے دیکھ کر دوبارہ فون سائیڈ پر رکھ دیتا --- وہ میڈسن کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا ---

پھر حسن کمال کے بلاوے پر کمرے سے باہر چلا گیا --- اسکے فون پر پھر سے میسج ٹیون بجنے لگی جب حممنہ نے اس کا فون آن کیا تو واٹس اپ پر ایک پیشنٹ تھا جو یہ کہہ رہا تھا اس وقت وہ پیٹ کے درد میں مبتلا ہے اگر اسے درد کی میڈسن کا نام سینٹ کر دیا جائے تو رات کاٹنی آسان ہو جائے ---

لیکن اصفر نے صرف یہی جواب دیا کہ وہ کل کلینک آکر چیک کروائے --- حممنہ کو کچھ عجیب سا لگا ایک شخص پوری رات تکلیف میں گزار دے --- اور وہ ایک ڈاکٹر ہوتے ہوئے آرام سے سوتا رہے --- حممنہ نے ایک پین کلر لکھ کر سینٹ کر دی --- کچھ ہی دیر میں اصفر واپس آکر لیٹ گیا ---

کچھ دیر میں پھر سے میسج ٹیون بجی اصفر نے میسج چیک کیا تو شکریہ کا میسج آیا تھا --- اس نے پچھلے میسج پڑھے تو ایک پین کلر کا نام لکھا نظر آیا --- حممنہ بھی اب لیٹنے کی تیاری کر رہی تھی "یہ میڈسن تم نے لکھ کر سینٹ کی ہے"

"جی ---"

کیوں "اس بار اس نے سنجیدگی سے کہا"

"بے چارہ درد کی شکایت کر رہا تھا --- کل تک تو ناجانے بے حال ہو جاتا"

بے حال ہوتا تبھی چیک کروانے بھی ضرور آتا --- بس انہیں دوائیں اگر بتا دو تو دوبارہ چیک"

"اپ کے لئے آنے کی زحمت بھی نہیں کرتے --- بس مفت میں سب کچھ چاہیے انہیں

اصفر غصے سے کہا اور فون سائیڈ پر رکھ دیا

اصفر اگر آپ لوگ فیس میں کمی کر دیں تو شاید مریض بھی دوبارہ آنے کا سوچے دو ہزار فیس"

بھر کر صرف دس روپے کی پین کلر لکھوانا تو مریض کے ساتھ زیادتی ہے "حمہ نے نرمی سے

سمجھانا چاہا

دیکھوں یہ انسانی ہمدردی کا کیڑا اپنے تک رکھو --- ہاسپٹل مفت میں بیج نہیں ہوتے بجلی"

جنیٹر --- مشینیں لیباٹری ہر چیز پیسے مانگتی ہے --- "اصفر کا لہجہ ذرا سخت ہوا تھا

مجھے بھی معلوم ہے کہ یہ سب پیسوں کے بنا نہیں چلتا لیکن فیس کی بھی ایک حد ہوتی ہے"

--- آپ ایک پشٹ کے دو ہزار لیتے ہیں ان میں سے پانچ سو اگر ہاسپٹل کے اخراجات کے

لئے رکھ دیے جائیں تو پندرہ سو آپکی جیب میں آتا ہے اور صبح شام آپ ٹوٹل پچاس سے ساٹھ

مریض تو لازمی دیکھتے ہیں --- مطلب روز کا پینتالیس پچاس ہزار صرف آپ کھاتے ہیں

--- اسی طرح ہر ڈاکٹر لگ بھگ اتنے ہی مریض روز دیکھتا ہے پھر ایمر جنسی پیشنٹ کے پیسے تو پانی طرح لگتے ہیں --- آئی سی یو کے ایک دن کی فیس تین ہزار ہے --- جس میں میڈسن اور ٹیسٹ شامل نہیں ہیں

ایک عام سے ڈائریا پیشنٹ کو بھی ڈی ہانڈریشن کا کہہ کر واڈ میں شفٹ کر دیا جاتا ہے اور بلا ضرورت ڈرپ لگا دی جاتی ہے -- یہ دیکھے جانے بغیر کے اسے ڈرپ کی ضرورت بھی ہے کہ نہیں --- جرنل واڈ کی فیس تک چارج کی جاتی ہے ہزار کے بجائے چھ ہزار کا بل بن جائے " --- پیشنٹ انجان ہیں لیکن ہم تو نہیں اصرار پھر کیا یہ پیسہ جائز ہے ؟

حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ انسان ہے جو لوگوں کو نفع و راحت پہنچائے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مخلوق اللہ کا عیال ہے اسلئے لوگوں میں اللہ کی نظر "میں سب سے پسندیدہ وہ شخص ہے جو اُس کی عیال کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

اکٹر کسی بیمار کا ملاحظہ کر کے اسکی بیماری کی تشخیص نہ کر پائے اور اس لئے اُسے مختلف قسم کے ٹیسٹ کرانے کی واقعہ ضرورت ہو تو ایسے بیمار کو ٹیسٹ کرانے کی تجویز دینا درست ہے۔ اب لیب والا اپنی فیس کے علاوہ اگر بیمار سے مزید کچھ رقم لیتا ہے اور وہ زائد رقم ڈاکٹر کو بطور کمیشن دیتا ہے اور لیب والے کا یہ رقم لینا بھی اور ڈاکٹر کو دینا بھی حرام ہے اور ڈاکٹر کا یہ رقم

قبول کرنا بھی مال حرام ہے۔ اگر پہلے سے ہی یہ طے کر رکھا ہو تو یہ اور بھی جرم ہے۔ اگر ڈاکٹر نے مریض کا ملاحظہ کیا اور بیماری کی تشخیص ہو گئی پھر بھی صرف اپنا کمیشن لینے کے لئے مریض کو ٹیسٹ کرانے کا حکم لکھا تو یہ مریض کے ساتھ دھوکا اور فریب بھی ہے اور اس کے ساتھ کمیشن لیا گیا وہ بھی حرام ہے۔

اس طرح کوئی ڈاکٹر اگر مریض کو کسی مخصوص سٹور سے دوا خریدنے کا حکم کرے اور مقصد یہ ہو کہ اُس سٹور پر صحیح اور معتبر کمپنیوں کی درست دوا ملتی ہے تو ایسی صورت میں معتینہ سٹور سے دوا لینے کی تجویز درست ہے لیکن کسی فارمیسی یا میڈیکل سٹور سے دوا لینے کا حکم اگر اس لئے دیا گیا کہ اس سٹور سے کمیشن لیا جائے تو یہ مریض کا استحصال ہے، مالی ظلم ہے اور دھوکہ دے کر بذریعہ میڈیکل سٹور مزید رقم کھینچنا ہے۔ بلاشبہ یہ مزید رقم ڈاکٹر کے لئے حرام ہوگی۔ اسکے درست ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ ڈاکٹر مریض کو ملاحظہ کرنے کے لئے جو وقت صرف کرتا ہے اس کی مناسب اور جائز فیس لے کر اب کسی لیب یا فارمیسی سے کمیشن لینے کا کوئی جواز نہ عقلی طور پر ہے نہ طبی اخلاقیات کی رو سے درست ہے اور شرعی طور پر اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب فتاویٰ شامی میں ایک اصول یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو کسی کے پاس پہنچانے یا کسی جگہ تک پہنچنے کی رہنمائی کی یا مشورہ دیا تو اس پر کوئی معاوضہ لینا باطل ہے۔ یہ کمیشن اسی زمرے میں آتا ہے۔

ڈاکٹر جب کسی مریض کو کسی مخصوص لیب یا مخصوص میڈیکل سنٹر کی رہنمائی کرتا ہے۔ اگر اس پر وہ ڈاکٹر خود مریض سے کوئی رقم طلب کرے تو یہ بھی باطل ہے۔ یہاں ڈاکٹر خود نہیں لیتا بلکہ لیب یا سنٹر والے کے ذریعہ مریض سے رقم لی جا رہی ہے۔ یہ بھی باطل ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے (ترجمہ) اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کا مال لے لے اُس کی قلبی رضامندی کے بغیر۔ بہر حال ڈاکٹر صاحبان کا یہ کمیشن لینا مریضوں پر ظلم بھی ہے اُن کی مجبوری کا غیر شرعی غیر اخلاقی استحصال بھی ہے اور وہ رقم بھی اُن کے لئے حرام ہے۔ خود کی وہ فیس جو پرائیوٹ کلینک پر لی گی وہ جائز ہے۔ اس کے علاوہ کمیشن کے حلال ہونے کی کوئی صورت نہیں اور یہ خود طبی اخلاقیات کی سنگین خلاف ورزی بھی ہے۔ (بڑی رسانییت سے حمہ نے سمجھانا شروع کیا تھا لیکن حمہ کے منہ سے یہ سب سن وہ ہتھ سے اکھڑا تھا

حمہ یہ نا جائز نہیں ہے۔۔۔۔ لاکھوں روپے لگتے ہیں ایک ڈاکٹر سرجن بننے میں۔۔۔۔ " اسپیشلائز کرنے میں۔۔۔۔ پھر ڈاکٹر کی اپنی مرضی ہے کہ وہ اپنی فیس کتنی لینا چاہتا ہے۔۔۔۔ مریض کی مرضی ہوتی ہے تبھی وہ آتے ہیں ورنہ کسی بھی سستے کلینک سے۔ بھی علاج کروا سکتے ہیں۔۔۔۔ ہم مجبور نہیں کرتے انہیں یہاں آنے کے لئے باقی یہ لیباٹری اور میڈیکل

اسٹور کے کمیشن کی بات تو یہ بھی عام ہے ---- لاکھوں روپیہ لگتا باہر سے جدید مشین باہر سے منگوانے میں تاکہ بیماری کی اچھی طرح تشخیص ہو سکے ---- پھر یہاں جو میڈیکل اسٹور پر بیٹھے ہیں وہ بھی بال بچے دار ہیں انہیں بھی کمانے کا حق ہے "پتہ نہیں کیوں لیکن اصف کو اپنی ہر دلیل حمہ کی باتوں کے سامنے ہج سی لگ رہی تھی ---- وہ خود ہی کو مطمئن نہیں کر پا رہا تھا حمہ کو کیا جواب دیتا بات تو سو فیصد درست تھی کمیشن تو کھا رہے تھے وہ بھی دو دو ہاتھوں سے ----

اصفر یہ کوئی وجہ نہیں ہے ---- مریض کا اچھا علاج کون نہیں چاہتا لیکن ایک لیٹ ہونی " چاہیے ---- تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں " اصف کو نا جانے کیوں اسکی باتوں سے الجھن سی ہونے لگی لہجہ بھی بدلنے لگا ---- نا جانے کیوں وہ اس کے ضمیر کا امتحان لے رہی تھی ---- ضمیر کی عدالت واحد ایسی ایک عدالت ہے جہاں نا جھوٹ چلتا ہے نا بول کر خود کو مطمئن کیا جاتا ہے کوئی نہیں ہوتا وہاں سوائے اپنی ذات کے اور اپنے ہی گناہ کا خود احتساب کرنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے ---- اور اصف ایسی عدالت سے کوسوں دور رہنا چاہتا تھا جہاں حمہ اسے بات بار کھڑا کرنا چاہ رہی تھی

تم ہونا خدائی فوجداری کے لئے --- ایک سو روپے کے ٹوکن سے کیا کمالیتی ہو تم جس میں " مریض کو دو دن کی دوائی تم اپنی طرف سے دیتی ہو -- سمجھو تو صرف دوا کے پیسے ہی لیتی ہو --- اور کمپوڈر کی فیس بجلی کا بل اور دیگر اخراجات تم اپنی جیب سے بھر رہی ہو --- یہی وقت اگر ہاسپٹل میں دو تو اسی دو گھنٹے کے ساٹھ ہزار روز کے کما سکتی ہو --- لیکن نہیں تمہیں "دعائیں چاہیے لو دعائیں لیکن پلیز اپنی نیک نامی اپنی حد تک رکھو

جہاں تک میں جانتی ہوں دعا۔ بھابھی کے پاس تو ایم بی بی ایس کی ڈگری تک نہیں ہے پھر " گائناکالوجسٹ کی سیٹ پر کس حیثیت سے بیٹھی ہیں --- صرف اس لئے کے حسن کمال کی بہو ہیں --- اصفر کیا حسن کمال کی بہو ہونا ہر عیب کو چھپا دیتا ہے کیا لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ "کھلنے کی اجازت دے دیتا ہے --- آپ کیوں ایکشن نہیں لیتے ہیں

"Just keep quiet humnaI can't hear any further information about dua "

اصفر نے آنکھیں نکالتے ہوئے اسے غصے سے کہا تھا اتنے کم عرصے میں۔ وہ ہاسپٹل کی بہت سی باتوں جان چکی تھی --- ہر چیز پر بات پر نظر تھی --- اصفر کی سوچ سے زیادہ وہ زیرک نظر رکھتی تھی

اصفر میری بات سمجھنے کی کوشش کیجیے یہ عام بات نہیں انسانی جانیں ہیں اگر ہماری غفلت " سے کسی ایک جان کا بھی نقصان ہوتا ہے تو ہم اللہ کے سامنے جواب دی ہیں " اب تو بھڑک اٹھا تھا

حمزہ ایک دم چپ آگے ایک لفظ نہیں سننا چاہتا ---- ایک بات اور کان کھول کر سنو " ---- ڈیڈ کے کسی معاملے زبان کھولنے کی کوشش مت کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا " تمہارے لئے

بہت سخت تنبیہ اصفر نے اسے کی تھی حمزہ تو اس کے ساتھ مل کر ہاسپٹل کا نقشہ بدلنا چاہتی تھی غلط کو ٹھیک کرنا چاہتی تھی --- حرام کی کمائی کو ختم کر کے حلال اور جائز کی راہ کھولنا چاہتی تھی لیکن اب بہت مشکل لگ رہا تھا ----

جب دلوں میں ایمان کی جگہ پیسوں ہوس لے لے تو ایمان کا نور کہاں سے اتنی جلدی دلوں اور زندگیوں میں اترتا ہے ----

*****.....

اصفر میری بات سمجھنے کی کوشش کریں --- یہ درست نہیں ہے --- گناہ ہے نا جائز ہے " --- حرام کے زمرے میں آتا ہے

تجربے کے بھٹ کوئی چڑھ گیا تو چڑھ گیا نو پر بلیم حالانکہ ہم جوابدہ ہیں ---- "حمنہ کی بات کو اس نے مسخرانہ طور پر لیا تھا

واہ حمنہ جی کیا کہنے ہیں آپ کے ایک طرف تم ایمان اور یقین کی بات کرتی ہو --- دوسری " طرف اسی بات کی تردید بھی کر دیتی ہو ---- ہمارا ایمان ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اسی بات پر ہر مسلمان کا ایمان ہے --- جتنی سانسیں ہم لکھو کر آئے ہیں اتنی لئے بنا زندگی سے خلاصی نہیں مل سکتی ---- پھر مریضوں کے معاملے میں سارا قصور ڈاکٹرز کے ذمے کیوں لگا دیا جاتا ہے ---- اگر مریض کی موت ہاسپٹل کے آپریشن تھیٹر میں لکھی ہے -- تو قصور وار ڈاکٹر ہر گز نہیں ----

میں اس معاملے تم سے مزید بحث کرنا ہی نہیں چاہتا جو جیسا چل رہا ہے چلنے دو ---- اور دوبارہ مجھ سے اس ٹاپک پر بات مت کرنا ---- "اپنا تکیہ غصے سے درست کر کے وہ لیٹ گیا ---- حمنہ کی بات کو سمجھنے کے بجائے وہ الٹا اس پر ہی برس رہا تھا پورا دن وہ پریشان رہی تھی پہلے اس ہاسپٹل میں ہونے والی ہیرا پھیریوں سے انجان تھی ---- بس کبھی کبھی آپریشن کرنے ہی آتی تھی اور پھر واپس چلی جاتی تھی ---- لیکن اب بہت سی باتوں کو جان چکی تھی اور مزید بھی جو کچھ جان رہی تھی دل کا خلجان بڑھتا جا رہا تھا ----

اب تک جو کمائی اس گھر میں آرہی تھی اس میں محنت ضرور شامل تھی لیکن وہ تھی سراسر

نا جائز -----

صبح کی اوپی ڈی سے فارغ ہوتے ہوئے اسے دوپہر ہو جاتی تھی اور لंच وہ اسی ہاسپٹل میں کرتی تھی جو کہ حسن کمال کے کہنے پر خاص طور پر بہترین بنایا جاتا تھا اور صرف انکے گھر کے افراد ہی تناول فرماتے تھے ----- بھوک ہونے باوجود ایک نوالہ حمہ کے اندر نہیں اترتا تھا ----- سچ حقیقت کی چھانسن اگر گلے میں لگ جائے تو آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگلی جاتی ----- انجانے میں کھایا گیا زہر بھی کبھی کبھی اثر نہیں کرتا ----- دل کی بے چینی کا یہ عالم تھا کہ سوج بوجھ ختم ہوتی معلوم ہو رہی تھی اب تک وہ کیا کھا رہی تھی ایک مشتبہ رزق ؟ جس کے حلال ہونے میں احتمال تھا ----- اس نے کھانا کا ٹفن ویسے ہی پیک کر دیا انٹر کام بجا کر کہا کہ وہ کھانا لے جائیں اسے بھوک نہیں ----- اب اسے اپنے کلینک جانا تھا لیکن اس نے کمپوڈر کو کال کر کے کہہ کہ وہ آج نہیں آئے گی -----

اعجاز ایک پیپر کر لکھ کر باہر لگا دو کہ آج کلینک نہیں کھلے گا "کمپوڈر کو انسٹرکشن دے کر اس " نے موبائل بند کر دیا ----- ہاسپٹل سے باہر نکل کر وہ آپ می گاڑی میں بیٹھ گئی اور قریبی ایک مدرسے میں چلی گئی --- جہاں مفتی اور عام موجود ہوتے ہیں اور مسلے مسائل سے آگاہ کرتے ہیں ----- اسکاف وہ پہلے سے پہنتی تھی بس نقاب کبھی نہیں کیا تھا -----

مجھے مفتی صاحب سے ملنا ہے "حممنہ نے باہر کھڑے چوکیدار سے کہا"

جی آئیے "چوکیدار اسے اندر لے گیا ایک بہت بڑے سے گراؤنڈ سے ہوتے ہوئے وہ ایک "

کمرے کی طرف لے گیا جہاں دو تین خواتین بیٹھیں تھیں --- اور ایک پردہ بچ میں حائل تھا دوسری جانب ایک مردانہ آواز سے سمجھ گئی کہ مفتی صاحب خواتین کے مسائل کا حل پردے کی اوٹ سے بتانے کے قائل ہیں وہ بھی وہاں بیٹھ گئی ---- چند ہی خواتین تھیں گھر کے مسئلے مسائل سے پریشان کچھ کو انہوں نے وظائف بھی پڑھنے کے لئے بتائے --- پھر وہ چلی گئیں صرف حمنہ ہی رہ گئی تھی

جی کوئی مستورات باقی ہے تو اپنا مسئلہ بتائے "ایک مردانہ آواز گونجی تھی "

جی "حمنہ نے دھیرے سے کہا"

"جی بی بی فرمائیے "

"مجھے کچھ پوچھنا ہے آپ سے "

"جی جی سن رہا ہوں کہیے بی بی "

میں ایک ڈاکٹر ہوں --- میرے میاں بھی ڈاکٹر ہیں "حمنہ نے بات شروع کی اور ساری "

حقیقت سے انہیں آگاہ کر دیا جو وہ اب تک جان پائی تھی

جی بی بی قیامت کے اثار ہیں ہر طرف یہی اندھیر چھائی ہے ---- یہ تو آپ پوچھنے بھی آ " گئیں ورنہ لوگ کہاں حلال حرام کی پروا کرتے ہیں ---- میں بہت بے چین ہوں میرے والد نے مجھے کبھی حرام نہیں کھلایا شادی کے بعد --- پہلے " توانجان تھی لیکن اب جان کر کیسے ایسا رزق کھا سکتی ہوں جس کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور میرا شوہر۔ بھی اپنا رستہ بدلنے کو تیار نہیں " حمہ کے آواز میں کرب ارچنم کے آمیزش تھی

محترمہ آپ نے ابھی سمجھانے کی ابتدا کی ہے --- "

اس لئے آپ کو یہ مشورہ تو ہرگز نہیں دے سکتا --- یہ پہلی ہی باری میں ہمت ہار جائیں ممکن ہے کہ جو بات وہ آج نہیں سمجھ رہا کل کو تسلیم کر لے --- لیکن چونکہ آپ ماشاء اللہ سے خود۔ بھی ڈاکٹر ہیں اپنے روزگار کا بندوبست کر سکتی ہیں اس لئے آپ کھانا پینا اپنے پیسوں سے لیکر کھالیں ---- دیکھیں رشتوں کو مہلت دینی چاہیے یک مشت فیصلے پچھتاوے کا سبب بنتے ہیں ---- اپنے رشتے کو وقت دیں پیار اور محبت سے اپنے شوہر کو سمجھائیں ----

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ گوشت جنت میں نہ جائے گا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو اور ایسا حرام گوشت دوزخ کا زیادہ مستحق ہے۔

(ترمذی، ج 2، ص 118، حدیث: 614، مشکوٰۃ، ج 2، ص 131، حدیث: 2772)

”فرمایا:“ حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (2)

(مسلم، ص 393، حدیث: 2346)

”فرمایا:“ حرام مال کا کوئی صدقہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ (3)

(مسلم، ص 115 حدیث: 224)

”فرمایا:“ رشوت لینے والا، دینے والا جہنمی ہے۔ (4)

(معجم اوسط، ج 1، ص 550، حدیث: 2026)

فرمایا: رشوت دینے والے اور لینے والے پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت (5) بھیجی ہے۔

(ابوداؤد، ج 3، ص 420، حدیث: 3580)

حرام کھانے والے کی عبادت و نماز قبول نہیں ہوتی۔ (اتحاف السادة المستقین، ج 6)

(ص 452، 6)

تجارت میں جھوٹ بولنے والے اور عیب چھپانے والے کے کاروبار سے برکت مٹادی جاتی (7)

ہے۔ (بخاری، ج 2، ص 14، حدیث: 2082)

مزدور کی مزدوری مارنے والے کے مقابلے میں قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی طرف سے (8) و سلم اس مزدور کی حملیت میں ظالم کے خلاف کھڑے ہوں گے۔

(بخاری، ج 2، ص 52، حدیث: 2227)

حرام کمائی کی صورتیں: باطل اور ناجائز طریقے سے دوسروں کا مال کھانا حرام ہے اور اس میں حرام خوری کی ہر صورت داخل ہے خواہ لوٹ مار کر کے ہو یا چوری، جوئے، سود، رشوت میں سے کسی طریقے سے یا جھوٹی گواہی دے کر گواہ نے کمایا یا جھوٹا فیصلہ دے کر قاضی و جج نے مال پانی وصول کیا یا جھوٹ کی وکالت کر کے وکیل نے فیس لی یا یتیم، بیوہ، غریب امیر الغرض کسی کے مال میں خیانت کر کے، دُڈھی مار کر یا کسی بھی طرح دھوکہ دے کر مال ہتھیا لیا یا حرام تماشوں جیسے نائک، فلموں، ڈراموں، گانے بجانے کی اجرت وصول کی، یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کا معاوضہ ہو یا بلا اجازت شرعی بھیک مانگ کر رقم لی ہو۔ یا اپنے پیشے کا ناجائز استعمال کر کے بلا وجہ کی اجرت لی ہو۔۔۔ جیسا ڈاکٹر حضرات خواہ مخواہ مریضوں کو بیماری کے خوف حراس۔ میں مبتلا کر کے مہنگے ٹیسٹ کرواتے ہیں اور لباٹری سے انہیں اس کام کے پیسے ملتے ہیں۔۔۔ یا بلا وجہ بیماریوں کو طول دے کر بار بار انہیں آنے پر مجبور کیا جائے تاکہ فیس کی صورت۔ میں پیسے وصول کیے جائیں۔۔۔ یہ سب ممنوع و حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حلال رزق کھانے اور حرام رزق سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

، اسلام نے جہاں اپنی بیش بہا عطیات دیے ہیں ان میں سے ایک اس کا انتہائی لطیف ۔
نفیس اور

پاکیزہ "نظام اکل و شرب" ہے۔

جس کی حساسیت کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کے سامنے اس حوالے سے قرآن و سنت
کے

احکامات پوری طرح واضح ہوں۔ قرآن حکیم میں ایک

رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ “ جگہ تمام اہل ایمان کو اور دوسری جگہ انبیاء کو اپنی ماکولات کو طیب
چند آیات

و احادیث ملاحظہ ہوں۔

یا ایہا الناس کلو مما فی الارض حلالا طیباً ولا تتبعوا

:خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین) البقرة (۱۶۸

ترجمہ : اے لوگوں جو چیزیں زمین میں موجود ہیں اس میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔
یا ایہا الرسل کلو من الطیبات و عملوا صالحاً انی باا (تعملون علیم) المومنون "

ترجمہ : اے پیغمبروں پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو یقیناً میں تمہارے اعمال خوف واقف ہوں۔

- حدیث شریف میں ہے کہ

طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ۔ طلب الحلال واجب علی کل مسلم (الجامع الصغیر

سیوطی ترجمہ: یعنی طلب حلال ہر مسلمان پر فرض واجب ہے۔ ایک اور جگہ نبی کریم (۳۱/۳) صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ان اللہ طیب لا یقبل الاطیبا و ان اللہ تعالیٰ امر المومنین با امرہ المرسلین فقال یا ایہا الرسل کلو
من الطیبات واعلموا صالحا۔^۱ الصحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، واخرجه الترمذی فی (۶۳، باب ۲: التفسیر
سورۃ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک کے علاوہ کسی چیز کو قبول ہی نہیں کرتے اور اللہ
تعالیٰ نے مومنوں کو اس چیز کا حکم فرمایا ہے جو حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے اس کے بعد نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: اے
رسولوں پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل

کرو۔ اس حدیث کی تشریح میں علما نے لکھا ہے کہ کوئی بھی عمل حلال کھانے کے علاوہ دوسرے طریقہ سے نہ پاک ہوتا ہے اور نہ ہی قبول ہوتا ہے۔ جبکہ حرام کھانے سے اعمال فاسد ہو جاتے ہیں اور قبولیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ حلال رزق کا حصول بھی حیا کے زمرے میں آتا ہے اور حیا نصف ایمان ہے

اور یہ گناہ کوئی چھوٹا تو نہیں تھا۔۔۔۔ آج وہ اکیلی تھی۔۔۔۔ لیکن کل کو اگر اصفر نا مانا تو بچوں کو کیسے اس ماحول سے دور رکھ سکتی تھی۔۔۔۔ بلکہ اصفر کے ساتھ بھی کیسے رہ سکتی تھی۔۔۔۔۔ ذہن جیسے تھکنے لگا تھا معاو ف ہونے لگا تھا۔۔۔۔ اور دل کسی ضدی بچے کی طرح مچلنے لگا تھا۔۔۔۔۔ دل کہاں عقل کی دلیلیں سمجھتا ہے۔۔۔۔ وہ تو اصفر کی جدائی پر ہی بری طرح سے اسے

دہائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ کل تک حممنہ کو بچہ نا ہونے کا قلق اس لئے ڈرا رہا تھا کہ کہیں اصفر اس سے جدا نا ہو جائے اور آج جیسے اپنے رشتے کو لیکر پریشان تھی۔۔۔۔۔ اسکی والدہ جب اسکے کمرے میں آئیں تو وہ آنسوؤں پونچنے لگی لیکن وہ دیکھ چکی۔ تھیں اس لئے بے چینی سے اسکی طرف بڑھیں

حممنہ تم رو رہی ہو بیٹا۔۔۔ کیا بات ہے "حممنہ کے پاس بیٹھ کر وہ اس کے آنسوؤں پونچنے لگیں" ماں کا لمس تھا کہ ضبط کے بندھ ٹوٹے تھے۔۔۔ انکے ساتھ لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی

حممنہ میرے بچے کیا بات ہے۔۔۔ کیوں اتنا رو رہی ہو اصفر نے کچھ کہہ دیا ہے "اسے سینے" سے لگائے وہ اس سے پوچھنے لگیں وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔۔

پھر کیا ساس نے کوئی کرڑی بات کر دی ہے یا سسر نے کچھ کہہ دیا ہے "حممنہ کی والدہ کے" شبہات بھی عام سی ماؤں جیسے تھے۔۔۔ جو شادی شدہ بیٹی کو روتا دیکھ کر سب سے پہلے ذہن میں آتے ہیں لیکن ہر بار وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔ "پھر کیا بات ہے"

تھک گئی ہوں امی۔۔۔۔۔ بہت زیادہ تھک گئی ہوں۔۔۔۔۔ "بس یہی ایک بہانہ تھا کیا بتاتی" کہ کہاں جا کر مسافت نے تھکن سے چور کیا ہے

11

"امی کیا ہوا ہے اسے"

دن ناشتے کے ٹیبل پر وہ چپ چاپ بیٹھی تھی --- پورا ٹیبل مختلف قسم کی اشیاء سے بھرا پڑا تھا لیکن اسکی جیسے بھوک مر چکی تھی ----

کیا بات ہے ناشتہ نہیں کر رہی تم "اصفر نے اسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے دیکھا تو پوچھا" مجھے بھوک نہیں ہے ہاسپٹل جا کر کچھ کھا لوں گی "حممنہ نے بہانہ بنایا اور وہاں سے اٹھ گئی " ہاسپٹل میں بھی ہاسپٹل کی عام سی کینٹین میں جا کر وہاں بیٹھ کر اپنے پیسوں سے چائے اور کیک منگوا کر کھایا ----

حسن کمال کے خاص کچن سے کچھ بھی نہیں منگوا یا جہاں صرف انہیں لئے پکتا تھا لچ کے ٹائم بھی اس نے لچ کرنے سے منع کر دیا ---- رات کو اصفر کے ساتھ واپسی پر اس نے بات شروع کی

اصفر ایک ڈاکٹر ہونے کے ناطے میری منتہلی تنخواہ کتنی بنتی ہے ؟ "حممنہ کے سوال پر " برجستہ اصفر نے اسکی جانب دیکھا تھا "کیوں "

"ظاہر ہے - میں بھی ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرتی ہوں --- اس لئے جاننا چاہتی ہوں " تمہیں پیسے چاہیے حممنہ ---- تو اپنا اے ٹی ایم یوز کر لو ---- تمہارے اکاؤنٹ میں دو تین لاکھ " تو موجود ہو گا ---- اگر اسے زیادہ کی ضرورت ہے تو بتا دو مجھے میں تمہارے اکاؤنٹ میں ڈلوا دیتا

شاپنگ کروا دو کروا دوں --- "اصفر نے نارمل انداز سے جواب دیا
"مجھے صرف یہ جاننا ہے کہ ڈاکٹر مبشر منتحلی کتنی فیس لیتے تھے
" وہ پینتیس سے چالیس ہزار --- کیوں؟ "

"مطلب اگر میری جگہ جنرل فریشن آئے تو اسکی تنخواہ پینتیس سے چالیس ہزار ہوگی"

"ہاں اتنی تو ہوگی"

اصفر مجھے بھی ہر ماہ اتنے ہی چاہیے تنخواہ کی مد میں "حمنہ کی بات پر اس نے نافہمی انداز سے "لی تھی

میں سمجھا نہیں حمزہ جب تمہارے اکاؤنٹ میں اچھی خاصی رقم موجود ہے --- اس کے علاوہ " وہ بھی جتنے تمہیں چاہیے میں دینے کو تیار ہوں تو تنخواہ کی بات بیچ میں کہاں سے آ جاتی ہے " وہ اس کی بات پر کچھ الجھن کا کار ہوا تھا

اصفر مجھے صرف تنخواہ چاہیے --- جو رقم میرے اکاؤنٹ میں ہے وہ بے شک واپس لے لیں "

یہ بات اصفر لگی تو عجیب تھی لیکن وہ پھر بھی نارمل انداز سے بات کو ٹال گیا "

کریمن بوا بلانے بھی آئیں تو اس۔ نے بھوک نا ہونے کا بہنانہ بنا دیا۔۔۔۔۔ اپنے پرس سے ایک منزل واٹر کی بوتل نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور پرس سے بسکٹ نکال کر کھانے لگی۔۔۔۔۔ چند بسکٹ کھا کر پانی پینے سے اسکی بھوک کافی حد تک مٹ چکی تھی۔۔۔۔۔ اپنے گھر سے آتے ہوئے وہ اپنے چند جوڑے ساتھ لیکر آئی تھی جو اسکی والدہ نے سلوا کر اسکے لئے رکھے تھے کئی بار اس سے کہہ چکیں تھیں کہ وہ لے جائے لیکن وہ ہمیشہ ٹال جاتی تھی اس بار لے آئی تھی اور وہی پہن بھی رہی تھی اب بھی ایک سوٹ پہن کر اپنے بال کھول کر برش کر رہی تھی جب

اصفر اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔

کھانے پر کیوں نہیں آئی تم "آتے ہی اس نے پوچھا تھا "
"بھوک نہیں تھی"

تم ڈانٹ پرور نہیں لے رہی کیا بات ہے --- "وہ اسکے قریب آکر پوچھنے لگا " ایسی بات نہیں بس آج بھوک نہیں تھی "حمزہ نے بالوں کو لپیٹ کر کچر لگاتے ہوئے کہا "

لیکن اگلے ہی لمحے بال پھر سے کیچر سے آزاد ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اصفر نے کیچر اتار کر ڈسنگ پر پھنکا تھا۔۔۔ پھر اسکے قریب آنے لگا لیکن اس بار وہ پیچھے ہٹنے لگی تھی۔۔۔۔۔ پہلی بار اسکی قربت کا سوچ کر گھبراہٹ سی محسوس ہونے لگی تھی

بہت ظالم ہو تم چار دن بعد گھر آکر کیا یوں بے مروتی برتے ہوئے سو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ کل تو "

بخش دیا تھا میں نے تمہیں۔۔۔۔۔ لیکن آج کوئی چانس نہیں ہے۔۔۔۔۔ "اسکی باتیں۔ ہر بار

جیسی تھی لیکن حمزہ کو اس بار خوفزدہ کر رہیں تھیں۔۔۔۔۔

اصفر پلیز میں ایسا کچھ نہیں چاہتی "وہ ناگواری سے بولی"

لیکن۔ میں تو بہت کچھ چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ ایک تو اب تم آئے دن میکے جانے لگی ہو۔۔۔۔۔ اور "

اب بھی میری بے قراریاں بڑھا کر دامن بچانا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ نو سوئٹ ہارٹ "یہ کہتے ہی وہ اسے

حصار۔ میں لے چکا تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ رونے لگی تھی اسے پیچھے ہٹنے لگی۔۔۔۔۔ اصفر اس کی اس

قسم کی کیفیت سے گھبرا کر پیچھے ہٹا تھا ایسا پہلی بار ہوا تھا۔۔۔۔۔ حمزہ اس سے کئی قدم پیچھے ہی

تھی۔۔۔۔۔ چہرے پر خوف تھا بدحواسی تھی۔۔۔۔۔

حمزہ آریو آل رائٹ "اسکے بے تحاشہ روتے دیکھ وہ بھی پریشان ہوا تھا اس سے پہلے کہ وہ "

اسکے قریب آتا وہ چلا کر بولی

خدا کے لئے میرے قریب مت آئیے گا۔۔۔۔۔ دور رہیں مجھ سے "روتے ہوئے وہ جیسے خود" میں نہیں تھی۔۔۔

او کے۔۔ ریلکس ہوا کیا ہے تمہیں یار طبعیت تو ٹھیک ہے نا "وہ تو ہونا بنا اسے دیکھ رہا تھا" نہیں میری طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ مجھے چکر آرہے ہیں میں سونا چاہتی ہوں "سمجھ" نہیں پا رہی تھی کیا کئے کیا ناکے۔۔۔۔

ٹھیک کے تم لیٹو آرام کرو۔۔۔۔۔ "وہ دوبارہ اس کے قریب نہیں ہوا تھا۔۔۔ لیکن اسکے روئے" سے پریشان ضرور ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ صبح بھی جب وہ اٹھی تو نارمل تھی لیکن ناشتہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ صفر اب اسکی روٹین نوٹ کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہاسپٹل آتے ہی وہاں کی کینٹین سے لیکر چائے اور کیک کھا رہی تھی اسے دور سے دیکھ کر وہ وہی سے پلٹ گیا دوپہر میں بھی اس نے لچ سے انکار کر دیا تھا۔۔۔۔۔ پھر شام میں وہ اپنے کلینک کے لئے نکل گئی اس وقت صفر بھی فری ہوتا تھا اس لئے اسکی گاڑی کا پیچھا کرنے لگا۔۔۔۔۔ اس نے ایک ریسٹورنٹ سے برگر منگوا کر کھایا اور پھر اپنے کلینک چلی گئی۔۔۔۔۔

صفر واپس اپنے ہاسپٹل آیا گیا تھا۔۔۔۔۔ سوچنے یہ لگا تھا کہ وہ ہاسپٹل میں وہ کیوں نہیں کھا رہی تھی جو خاص اسی کی فیملی کے لئے بنایا جاتا تھا۔۔۔۔۔ پھر سوچا کہ شاید برگر کھانے کا موڈ ہو گا لیکن ڈنر پر وہ آج بھی موجود نہیں تھی۔۔۔۔۔ اس بار وہ خود اسے بلانے کمرے گیا۔۔۔۔۔

ابا کیا حلال روٹی اور حرام روٹی کھانے سے ڈالنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ حلال کی ہے اور " یہ حرام کی -- کیا پہچان ہے اسکی ابا

تم یہ چٹنی سے نوالہ کھاؤں --- کیونکہ یہ تمہارے باپ کی محنت کی سو فیصد حلال کمائی کا ہے " --- اس سے بڑا سکون ملے گا تمہیں --- حرام کمائی سے کہاں چین ملتا ہے --- --- حوس بڑھتی ہی رہتی ہے "سن باتوں سے

چوتھے نوالے پر جیسے حمہ کا حلق بند ہوا تھا --- اسے لگا قیمے سے بڑی گندی اور ناقابل برداشت بو آرہی ہے --- نا چاہتے ہوئے بھی گلے میں آنسوؤں کا گولا ایسا پھنسا کہ نوالا لینا مشکل ہوا تھا --- ابکائی لیتے ہوئے وہ ٹیبل سے اٹھ گئی نیچے لاونج میں بنے واش روم میں بھاگی تھی --- منہ میں ڈالا نوالہ اس نے واش بیسن میں تھوکا تھا باقی کے نوالے حلق میں انگلی ڈال کر وومنٹ کی صورت میں نکالے تھے --- جب لگا کہ اب معدہ خالی ہو چکا ہے تو پر سکون ہوئی تھی باپ نے محنت کی تھی مزدوری کی تھی خون پسینے کی کھلائی تھی -- اپنا بڑا گھر تھا جو پرانے وقتوں سے باپ کی ملکیت تھا --- ایک اسٹور کی بڑی سی جگہ تھی جہاں اس کے والد نے راشن کی دکان کھول رکھی تھی --- کم نفع رکھ کر راشن بیچتا تھا --- گھر میں بہت خوشحالی کبھی نہیں دیکھی تھی بس جتنا نفع روز ہوتا گھر کے دیگر اخراجات نکال کر کبھی اچھا بھی پک جاتا تو کبھی دال چٹنی سے بھی گزارا کر لیا جاتا لیکن یہ یقین تھا کہ جو کھایا ہے وہ سو فیصد حلال کھایا ہے --- زندگی میں بہت آسائشیں نہیں تھی لیکن پھر بھی پر سکون نیند تھی --- اور اب یہاں ٹیبل پر مختلف قسم کے پکوان موجود تھے کمرے میں نرم گداز بیڈ تھا اے سی اور دیگر سہولیات موجود

تھیں۔۔۔ گھر میں ہر آسائش تھی۔۔۔ سواری کے لئے چار چار گاڑیاں موجود تھیں لیکن ایک بے چینی اور افراتفری سی ہر شخص کے اندر پائی جاتی تھی۔۔۔ روز ایک بھاگ دوڑ سی مچی رہتی تھی۔۔۔ کہ جلد از جلد خوراک کھانے کے بجائے اندر اندلی جائے اور دس منٹ پہلے اپنی ڈیوٹی سنبھالی جائے تاکہ دو مریضوں کو زائد چیک کر کے جہاں روز کے ساٹھ ہزار چھاپے جاتے ہیں وہاں پینسٹ ہو جائیں۔۔۔۔ سب کچھ تمہا زندگی۔ میں۔۔ نہیں تمہا تو سکون نہیں تمہا اتنا بھی وقت نہیں کہ دو وقت کی روٹی سکون اور تسلی سے کھائی جاسکے۔۔۔۔ بہتر سے بہترین کی طلب نے انسان کو اس کے اصل مقصد سے کوسوں دور کر دیا تھا۔۔۔۔

حمنہ جب واش روم سے باہر آئی تو اصفر اور اسکی والدہ دونوں ہی باہر کھڑے تھے

کیا بات ہے بیٹا طعنت تو ٹھیک ہے نا تمہاری "۔ اصف کی والدہ حمزہ سے محبت سے پوچھ رہیں تھیں

نہیں موم مجھے نہیں لگتا کہ یہ ٹھیک ہے -- چند دن سے کچھ نہیں کھا رہی ہے یہ "اصفر" نے فکر مندی سے کہا

ادھر آؤں میرے پاس "وہ حمنہ کو تھا مے سامنے صوفے پر لے گئیں کریمین سے جوس منگوا یا"
میں دعا سے کہوں گی کہ کل تمہارا تفصلی چیک اپ کروا دے ---- "جو وہ سمجھ رہیں۔ تھی"
ایسا تو کچھ بھی نہیں تھا لیکن وہ چپ رہی

بڑی خواہش تھی میری کہ اپنے پوتے پوتیوں کے ساتھ وقت گزاروں لیکن دعا نے تو " میرے ارمانوں کی پروا نہیں کی ---- پھر جب تم اس گھر میں آئی تو یہ خواہش پھر سے جاگ اٹھی لیکن لگتا ہے پوری اب ہو جائے گی " وہ بڑی محبت سے حمزہ کو دیکھ رہیں تھیں اصفر سامنے کھڑا نظریں۔ چرا رہا تھا ---- کریم جو لے آئی تھی لیکن حمزہ نے ایک گھونٹ نہیں پیا تھا یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اسکی طبعیت گھبرا رہی ہے --- اوپر کمرے میں جاتے ہی وہ لیٹ کر سو گئی تھی ----

رات کے کسی پہر اسے یہ لگا کہ اصفر اسکے بہت قریب ہے اس کے قربت کو محسوس کرتے ہی وہ بدک کر پیچھے ہٹی تھی --- پھر لمپ کھول کر دیکھا تو وہ گرمی نیند میں تھا --- شاید نیند میں ہی اسکے قریب آیا تھا ایک فطری سی بات تھی لیکن اسے بے چین کر گئی تھی ---- وہ اٹھ کر سامنے صوفے پر لیٹ گئی --- سوچ یہ رہی کہ کب تک یہ سب چل سکتا ہے --- اصفر سے کھل کر بات کرنی چاہیے لیکن اس کے بعد ہو گا کیا وہ تو پچھلی بار۔ بھی سخت رویہ اپنائے ہوئے تھا کچھ سننے اور سمجھنے کو تیار نہیں تھا ---- ایک فیصلے پر تو اسے ہی پہنچنا تھا ---- کیسے سمجھائے اسے جو سننا بھی نہیں چاہتا ---- سمجھائے بھی یا پھر راستہ الگ کر لے ---- ذہن پھر سے الجھا تھا سامنے وہ شخص اسکی ہر اذیت سے بے خبر سو رہا تھا --- جس کے بغیر نا وہ رہ سکتی تھی اور ہی اس کے ساتھ رہ پا رہی تھی ---- صبح جب اصفر کی آنکھیں کھلی تو بیڈ

خالی تھا نظر سامنے صوفے پر پڑی تو حممنہ وہاں سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔ آج وہ ہاسپٹل نہیں گئی تھی
 ۔۔۔۔ اصفر نے بھی ناشتے پر حسن کمال کو منع کر دیا کہ وہ ہاسپٹل سے آف لے رہا ہے ۔۔۔۔
 حممنہ کا یوں اس سے کترانا گھبرانا گھر میں بھوکا رہنا باہر سے کھانا سب کچھ اسے الجھا رہا تھا ۔۔۔۔
 حممنہ کو یہی لگا کہ وہ ہاسپٹل جا چکا ہے ۔۔۔۔ اپنے پرس سے اس نے ایک جوس پیک نکالا اور
 بسکٹ کھا کر جوس پی کر اپنی بھوک مٹائی تھی۔۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ گاڑی لیکر دوبارہ اسی
 مدرسے جا پہنچی ۔۔۔۔

اس وقت کمرہ خالی تھا مولانا صاحب کچھ دیر بعد کمرے میں داخل ہوئے تھے ۔۔۔
 "جی بی بی فرمائیے"

"میں ڈاکٹر حممنہ ۔۔۔۔ آپ سے چند دن پہلے ملاقات کی تھی ۔۔۔"

"جی جی یاد آگیا ۔۔۔۔ جی کیسے بات کی آپ نے اپنے شوہر سے ۔۔۔"

نہیں ۔۔۔ لیکن میں اب اپنا الگ سے کھا رہی ہوں ۔۔۔ لیکن سسرال میں رہ کر یہ میرے
 لئے مشکل ہے ۔۔۔ پھر مجھے نہیں لگتا کہ میرا شوہر اپنی روش سے باز آئے گا ۔۔۔ میں نے پہلے
 بھی انہیں سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ سننے کو تیار نہیں تھے ۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ وہ
 نہیں مانیں گئے ۔۔۔ میرا ان کے ساتھ رہنا مجھے اب ایک گناہ سا لگنے لگا ہے ۔۔۔ پریشان ہو کر
 رہ گئی ہوں "ور رونے لگی تھی

دیکھیں محترمہ ایک بار صاف ستھرے لفظوں میں بات کر کے دیکھیں --- کہہ دیں کہ جو وہ کر " رہیں کہ وہ سراسر ناجائز ہے اور یہ بھی کہہ دیں کہ اگر وہ باز نہیں آئے تو آپ علیگی اختیار کر " لیں گئی --- شاید کہ کوئی بہتر صورت حال نکل آئے

" اور اگر وہ پھر بھی نا مانے "

" تو پھر خلع کا مقدمہ دائر کر دیجیے گا --- "

حمنے چپ کی چپ سی رہ گئی --- اصر باہر کھڑا سب سن رہا تھا اس کا پچھا کرتے ہوئے یہاں تک پہنچا تھا -- حمنے کے بدلے ہوئے رویے کی وجہ سمجھ آ چکی تھی غصے سے خون ایسا کھول دیا تھا کہ مولوی صاحب پر ہاتھ ہی اٹھا لے جو نا جانے کون سے فتوے دے کر حمنے کا دماغ - خراب کر رہے تھے ---

لیکن - وہیں سے پلٹ گیا گاڑی کچھ دور کھڑی کی تھی حمنے کچھ دیر بعد ہی باہر آئی اور واپس گھر چلی گئی --- کمرے میں جا کر یہی سوچنے لگی کہ اصر سے بات کیسے کرے - کیسے اسے سمجھائے کہ غلط راستے کو وہ چھوڑ دے --- حسن کمال کے سامنے وہ اونچا سانس لینے سے بھی گھبراتا تھا کجا انکی بات سے اختلاف تو بہت دور کی بات تھی اس لئے میری بات تو کبھی مانے گا --- ابھی انہیں سوچوں میں غلطیاں تھیں جب اصر اندر داخل ہوا تھا --- بے وقت اسے دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی

"آپ اس وقت ---"

دل نہیں لگ رہا ہاسپٹل میں --- اس لئے واپس آگیا --- سوچا بہت دن ہو گئے بیوی کے " ساتھ وقت نہیں گزارا کیوں نا آج کا دن بیگم کے نام کر دیا جائے --- "دروازہ اس نے بند کر کے لوک کیا تھا --- حممنہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی --- اس کے انداز سے سمجھ گئی تھی کہ وہ کیسا سے گزارنا چاہتا ہے

میں سوچ رہی تھی کہ امی سے مل آؤں "حممنہ نے راہ فرار تلاش کی تھی "

کیوں بھی روز روز میکے جانے کا اتنا شوق کس لئے --- "وہ اسکے قریب آکر پوچھنے لگا "

آج مجھے --- کلینک ذرا جلدی جانا ہے --- دو دن سے زیادہ وقت نہیں دے پا رہی " تھی "حممنہ کچھ بدحواس سی ہونے لگی تھی دل کی دھڑکنوں نے الگ شور برپا کیا تھا پھر اصفہ کی جانچتی نظروں - نے مزید پریشان کیا تھا

جب میں تمہارے لئے ہاسپٹل چھوڑ کر آ سکتا ہوں تو تم کلینک کیوں نہیں - چھوڑ سکتی --- "

اسکے بالکل قریب کھڑا ہو کر وہ اسکے بالوں کی لڑ کو پیچھے کرتے ہوئے بولا حممنہ نے اپنے چہرے " پر اسکے ہاتھ کا لمس پا کر بے ساختہ اس کا ہاتھ جھٹکا تھا --- اسے پہلے کہ وہ اس سے پیچھے ہٹتی اور ایک ہاتھ سے اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا

کیا بات ہے۔۔۔ اتنی بے رخی کیوں دیکھا رہی ہو۔۔۔ ہم۔۔۔ جیسے میں کوئی غیر ہوں۔۔۔
 --- "اسے اپنی گرفت میں لئے اسکی آنکھوں خوف دیکھ کر پوچھنے لگا اس وقت وہ کافی سنجیدہ
 لگ رہا تھا

ایس۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے "حمہ نے نظریں۔ چرائیں تھیں اپنا ہاتھ اس کے سینے پر"

رکھ کچھ فاصلہ رکھنے کی کوشش کرنے لگی

ایسی کوئی بات نہیں ہے تو پھر مجھے بھی تو اس بات کا احساس دلاؤ۔ کے ایسی کوئی بات " نہیں ہے۔۔۔۔ " اس کو اپنے ساتھ لگائے وہ بولا تھا۔۔۔۔ لیکن۔ وہ مسلسل پیچھے ہٹ رہی تھی۔۔۔۔

حمنہ یا تو مجھ سے دوری کی صاف صاف وجہ بتاؤں یا پھر مجھ سے ویسے پیش آؤں جیسے پہلے " آتی ہو۔۔۔۔ " اس کے کان کے قریب ہو کر اس نے کہا " میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی " " کیوں "

"اصفر مجھے چھوڑیں پہلے"

وجہ بتاؤں --- کیوں چھوڑو ---- "اپنی گرفت وہ اور بھی مضبوط کر کے پوچھنے لگا "

"میرا دم گھٹ رہا ہے لیو می "

اچھا۔۔۔۔۔ میری قربت سے کب سے تمہارا دم گھٹنے لگا جب سے اس مولوی نے خناس بھرنا " شروع کیا تمہارے دماغ میں تب سے یا ایسا کوئی کیڑا پہلے سے تمہارے دماغ میں موجود تھا " ایک دم اسے اپنی گرفت مزید بڑھاتے ہوئے اس نے نہایت غصے سے کہا تھا

حلال حرام جائز نا جائز۔۔۔۔۔ کن چکروں میں ہو تم ہاں۔۔۔۔۔ مجھ سے خلع لینے کا سوچ بھی " کیسے لیا تم نے۔۔۔۔۔ ایک بات میری بہت دھیان سے سن لو اور اچھی طرح سے سمجھ لو

۔۔۔۔۔ مجھ سے آزادی تو تمہیں کبھی بھی کسی بھی صورت میں نہیں مل سکتی۔۔۔۔۔ میں اب تک صرف تمہیں اپنی محبت دیکھائی ہے۔۔۔۔۔ بہتر ہے کہ میری محبت ہی دیکھوں۔۔۔۔۔ ورنہ تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ اپنی ضد میں کہاں تک جا سکتا ہوں میں۔۔۔۔۔ کہیں کا نہیں چھوڑو گا تمہیں۔۔۔۔۔ " اس کے کان کے قریب وہ ایک زہر ہی تو اگل رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی سخت گرفت سے جیسے حمہ کا دم گھٹنے لگا تھا

.....

صبح جب اصفر کی آنکھ کھلی تو بیڈ خالی تھا کمرے پر نظر دوڑائی تو وہ کمرے میں نہیں تھی۔۔۔۔۔ اٹھتے ہی اسے غصے آنے لگا تمہارات بھر روتے ہوئے حمہ نے گزاری تھی۔۔۔۔۔ لیکن اصفر نے کہاں اسکی ایک بھی سنی تھی۔۔۔۔۔ اپنی ہی من مانی کی تھی۔۔۔۔۔

لحاف خود سے اتار کر اس نے سائیڈ پر پھنکا تھا۔۔۔ تیار ہو کر نیچے ڈانگ میں پہنچا تو حسن کمال غصے سے شاید اسی کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔

"اصفر یہ حمزہ صبح ہی صبح کہاں گئی ہے"

وڈ میں نہیں جانتا ---- "پیشانی پر بل ڈالے وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا ----"

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔۔ یہ لڑکی چاہتی کیا ہے اسکی خاطر میں نے مبشر کو بھی جواب دیدیا " ہے۔۔۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔۔۔ حمنہ کو اپنے ساتھ لیکر ہاسپٹل پہنچوں " وہ حکمیہ انداز سے بات کر رہے تھے

ڈیڈ وہ اپنی امی کے گھر ہی گئی ہوگئی۔۔۔۔ ایسا کریں آپ جاتے ہوئے پک کر لیجیے گا آپ کو " انکار کبھی نہیں کر سکتی یہ تو فیکٹ ہے۔۔۔ مجھ سے ناراض ہے۔۔۔ خوا مخواہ کے نخرے دیکھائے گی جو میں فی الحال دیکھنے کے موڈ میں نہیں ہوں "گلاس میں جوس ڈالتے ہوئے وہ ناگواری سے بولا تھا۔۔۔

اصفر اسکی کل بھی طبعیت ٹھیک نہیں تھی ---- بجائے اس کا چیک اپ کروانے کے تم " اسے لڑتے پھر رہے ہو " اصفر کی والدہ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا

مام پلیر کچھ نہیں ہے اسے ٹھیک ہے وہ ---- "مدافعانہ انداز سے کہہ کر اس نے بس جوس" ہی پیا تھا --- اپنا اوورال اٹھائے وہ لاونج سے نکل کر پورچ کی جانب بڑھ گیا ----

حسن کمال نے گاڑی اسکی والدہ کے گھر سامنے کھڑی تھی ڈرائیور نے گھر کے دروازے پر دستک دی

دروازہ اسکی والدہ نے ہی کھولا تھا۔۔۔ جو حمزہ کے یوں صبح آ جانے سے پریشان تھیں۔۔۔۔۔

"حسن صاحب گاڑی میں چھوٹی بہو کا انتظار کر رہے ہیں انہیں جلدی سے بھیجیں۔۔۔۔۔"

ڈرائیور کا پیغام سن کر حمزہ کی والدہ پریشان ہوئیں تھیں شادی کے بعد تو ایک بار بھی حسن کمال نے انکے گھر آنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔ پھر بیٹی کا یوں صبح سات بجے پہنچ جانا ہزار بار پوچھنے پر بھی وجہ نہ بتانا اور اب اس کے سسر اسے بلا رہے تھے۔۔۔ آخر ہوا کیا تھا۔۔۔ وہ پہلے تو گاڑی کے پاس آکر حسن کمال سے اندر آنے کو کہنے لگیں

بھائی صاحب آپ اندر تو تشریف لائیں۔۔۔۔۔ یوں کھڑے کھڑے لوٹ جائیں گے تو بہت غیر"

"مناسب سا لگے گا

دیکھیں بہن میں اس وقت جلدی میں ہوں آپ حممنہ سے کہیں پانچ منٹ میں باہر آئے۔"

ہمیں ہاسپٹل بھی جانا ہے۔۔۔۔۔ "کوفت زدہ شکل بنا کر وہ بولے تمھے وہ کون سا یہاں رشتے

داریاں نبھانے آئے تمھے۔۔۔۔۔ حممنہ کی والدہ تیزی سے اندر گئیں حممنہ اب بھی کمرے میں بیٹھی

رو رہی تھی۔۔۔۔۔

شادی کے پانچ سالوں میں جس شخص نے اسے آج تک کسی شہزادی کے تخت کر بیٹھائے رکھا تھا محبت کے لطیف جزلوں کو ہمیشہ بڑی محبت سے سچتا آ رہا تھا۔۔۔ اسے ہمیشہ پھولوں طرح چھوا تھا۔۔۔ گزشتہ رات تو اس شخص نے جنون کے نظر گزاری تھی۔۔۔

ایک رات میں ہی اسے بتا چکا تھا کہ وہ ضد میں کہاں تک جا سکتا ہے۔۔۔ اس لئے سوچ چکی تھی۔۔۔ کہ اب واپس نہیں جائے گی جب تک کہ اصراف اپنے رویے کی معافی نا مانگ لے۔۔۔ اس کی جائز بات پر آمادہ نا ہو جائے وہ اسکے ساتھ دوبارہ اس گھر میں نہیں جائے گی جہاں کی ہر چیز حرام کے پیسوں اور غریب مظلوم مریضوں کی مجبوریوں سے خریدی گئی ہے نا جانے اپنوں کے علاج کی خاطر کتنی عورتوں نے اپنے زیور بیچے ہوں گئے۔۔۔ گھر کے خیموں کو دبا کر ڈاکٹر کی فیس بھری ہوں گی تاکہ انکے اپنے ٹھیک ہو جائیں۔۔۔ کیا سیٹ پر بیٹھا دو ہزار لینے والا ڈاکٹر ان کا مسیحا ہو سکتا ہے ایسی کھانوں سے بھرا ٹیبل جو کسی اور کے خون پیسنوں کو نچوڑ کر مختلف انواع کے کھانوں سے لباب بھری جائے کیسے حلق سے نیچے اتر سکتے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر جب دو ہزار فیس لیکر تین ہزار کی دوائیں اور پانچ ہزار کے ٹیسٹ لکھ کر ڈسکرپشن پیپر پر دوائیں لکھتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ میں نے طاقت کی میڈسن تو لکھ دیں ہیں لیکن دودھ اور پھل اور گوشت کا استعمال بھی ضروری ہے۔۔۔ ایک بار سامنے بیٹھے مریض کی آنکھوں میں بھی دیکھ لیا کرے۔۔۔ کے کتنی بے بسی سے وہ یہ سب سن رہا ہوتا ہے جس کی

مہنے کی جمع پونجی وہ ایک وقت میں اڑا کر اسے اچھی خوراک کھانے مشورہ دیتا ہے اور رات دُور اپنے بچوں کے ساتھ ایک اچھے سے ریسٹورنٹ میں کرتا ہے --- حمنہ کے لئے یہ مشکل تھا --- وہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتی تھی نا ہی ایسی بے حس زندگی گزار سکتی تھی ----

--- ایک مہدوم سی امید ابھری تھی کہ شاید اسکی جدائی سے اصفر اپنی راہ بدلنے کے

بارے

می۔ سوچے۔۔۔۔ یہ بھی اندازہ تھا کہ وہ اس کے بنا زیادہ دن نہیں گزار سکتا۔۔۔ اس لئے شاید محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کی بات مان لے۔۔۔

چھوڑنا تو وہ بھی اسے نہیں چاہتی تھی کچھ بھی تھا محبت تو حمہ نے بھی اس سے بہت کی تھی اور اب بھی کرتی تھی۔۔۔۔ لیکن جس روش کا وہ مسافر تھا وہ اس کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی۔۔۔۔

حمہ۔۔۔ "اپنی والدہ کی پکار پر اسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا تھا۔۔۔۔ وہ بے حد گھبرائی ہوئی" سی تھیں

"جی امی کیا ہوا اتنی پریشان کیوں ہیں۔۔۔۔۔"

حسن صاحب لینے آئے ہیں تمہیں جلدی سے جاؤ "حمنہ سن اچھنبے میں آئی تھی"

وڈ لینے آئے ہیں؟ مجھے؟ "وہ بیڈ سے کھڑی ہوئی تھی"

ہاں حممنہ --- تمہارا انتظار کر رہے ہیں باہر گاڑی میں ---- جاؤں اب "اس نے سمجھا"
 تھا اصفرا سے لینے آئے گا تو صاف منع کر دے گی ---- لیکن حسن کمال کو انکار نہیں کر سکتی
 تھی اس لئے آنسوؤں پونچتے ہوئے باہر نکل گئی ---- گاڑی کا ڈور کھولا کر بیٹھ بھی گئی ----
 چلو ڈرائیور "حممنہ کی جانب دیکھے بنا حسن کمال نے ڈرائیور کو حکم دیا --- پورا راستہ خاموشی"
 سے کٹا تھا ---- گاڑی ہاسپٹل کے مین گیٹ پر کھڑی ہوئی حممنہ دروازہ کھول کر اترنے لگی
 حممنہ "حسن کمال کی پکار وہ کی تھی"
 "جی ڈیڈ"

تم میرے روم میں جاؤں مجھے بات کرنی ہے تم سے "وہی بے لچک سالجہ"
 جی بہتر "یہ کہہ کر وہ گاڑی سے نیچے اتر گئی کو ریڈور سے گزرتے ہوئے سامنے اصفرا سے سامنا"
 ہوا تھا --- جو گھور گھور کر اسے دیکھ رہا تھا ---
 حممنہ سائیڈ سے جانے لگی لیکن وہ سامنے کھڑا ہو گیا
 بہت شوق ہے تمہیں مجھ سے دور بھاگنے کا ---- ہم ---- ہر راستہ تمہیں ہمیشہ میرے "
 سامنے لا کر کھڑا کر دے گا ---- ذرا اوپی ڈی سے فری ہو جاؤں تو درست کرتا ہوں تمہارے
 مزاج کو -- "- سخت لہجے سے کہتا ہوا وہ اس کے سامنے سے ہٹ گیا ----

وہ اپنے کیبن میں جانے کے بجائے حسن کمال کے روم میں گئی تھی ---- بیس منٹ انتظار کرتی رہی --- پھر وہ اندر داخل ہوئے تھے ---- حمہ انہیں دیکھ کر احتراماً کرسی سے کھڑی ہو گئی وہ سامنے اپنی ریوالونگ چیر پر بیٹھ گئے

اوہ پلیز سٹ ڈاؤن "بڑا لاپرواہا انداز تھا --- سامنے سے سگار اٹھا کر جلا کر ہونٹوں میں دبایا " تھا ----

بات تو مجھے تم سے گھر پر کرنی چاہیے تھی لیکن تم گھر پر رہنا پسند نہیں کرتی خیر --- یہاں " بھی ہو سکتی ہے سگار کا دھواں ہوا میں اڑتے ہوئے انہوں نے بست شروع کی

اصفر میرا بیٹا ہے --- اور جتنا میں اس پر فخر کروں اتنا کم ہے ---- سیف سے زیادہ مجھے " اصفر سے محبت ہے --- اور وجہ --- اسکی حد درجہ فرما برداری ہے ---- تم میری چوائس ہر گز نہیں تھی حمہ ---- میں نے تو اپنے بیٹے کے لئے بہت اونچے خواب دیکھے تھے ----

لیکن اسے تم پسند آ گئیں "حسن کمال کے لہجے کی رعونت سے بھرے انداز پر حمہ کا جی چاہا کہ کہہ دے اپنے پاس سنبھال رکھے اپنے فرما بردار بیٹے کو لیکن بڑوں سے بد تمیزی کرنا اسے تربیت میں شامل نہیں تھا اس لئے چاہ کر کچھ نہیں کہہ پائی -

بہت منتیں کیں اس نے میرے سامنے تم سے شادی کرنے کے لئے۔۔۔۔۔ میں مڈل " کلاس لڑکیوں کی میٹلی کا ہمیشہ سے قائل رہا ہوں۔۔۔۔۔ چھوٹے سے محلے میں رہ کر خواب بہت اونچے دیکھتی ہیں۔۔۔۔۔

پھر داؤ پیچ بھی خوب۔ چلانے جانتی ہیں امیر لڑکوں کو پھانسنے کے۔۔۔۔۔ اور ڈاکٹر حسن کمال کے گھر کی بھو بننا تو عزت اور مقام کو وہاں پر پہنچا دیتا کہ بس جہاں صرف نیچے ہی دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ اوپر تو پھر کچھ رہ نہیں جاتا۔۔۔۔۔ "یہ باتیں تو حمزہ کے گمان سے باہر کی تھیں اتنا غرور اتنا گھمنڈ تھا اس شخص کو خود پر

آپ مجھ سے بڑے ہیں --- میرے والد کی جگہ ہیں اور اس سے بڑی بات میرے شوہر " کے والد بھی ہیں اس لئے میرے لئے قابل احترام کے بہت اونچے مقام پر فائز ہیں ---- میں دل سے آپ کی بہت عزت کرتی ہوں ---- لیکن اس لئے ہرگز نہیں کہ آپ ڈاکٹر حسن کمال ہیں ---- اس لئے کہ میرے والدین نے مجھے بڑوں کی عزت کرنے کی بچپن سے تلقین کی ہے ---- یہ بات میری تربیت میں ہے ---- رہ گئی مڈل کلاس لڑکیوں کی منٹیلیٹی تو میرے خیال سے میں نے آپ کے بیٹے کے ساتھ بھاگ کر ہرگز شادی نہیں کی ---- میں تو آپ کو لوگوں کی آمد سے بھی بے خبر تھی ---- یوں اچانک سے میرے گھر رشتہ لیکر آپ ہی آئے تھے ---- مجھے اور میری والدہ کو سوچنے کا موقع تک نہیں دیا گیا ---- ورنہ اچھی طرح جانچ پڑتال کرنے کا

گڈ۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔۔۔ رشتے کی جانچ پڑتال کروانے کے بعد تو جیسے تمہارا جواب "ناں" ہوتا " ہے نا۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ "انہوں نے استرائیہ انداز سے مسکراتے ہوئے گویا اس کا مزاق اڑانے کی کوشش کی تھی

یقیناً "ناں" ہی ہوتا۔۔۔۔۔ "حمزہ کے جواب پر وہ سیدھے ہو کر بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ اسے یوں " دیکھا جیسے نظروں سے مار ڈالیں گئے۔۔۔ اتنی ہزیمیت وہ اس لڑکی کے ہاتھوں کہاں برداشت کر سکتے تھے جنہیں خود پر کچھ زیادہ ہی مبھروسہ تھا

مطلب کیا ہے تمہارا "دانت بیچ کر غصے کو قابو کرتے ہوئے بولے"

آپ کو کیا لگتا ہے میں آپکی ڈاکٹری شخصیت سے مرعوب ہوں یا آپکی دولت سے ---- ہرگز " نہیں ---- مجھے میرے باپ نے اپنی چادر میں رہنا بہت اچھے طریقے سے سیکھایا ہے اور الحمد للہ میں رہنا جانتی ہوں خدا نے اتنی صلاحیت بھی دی ہے کما کر کھا سکتی ہوں ---- آپ چاہیں تو بے شک اپنے فرما بردار بیٹے سے کہہ کر مجھے طلاق دلوا کر اپنی مرضی سے انکی جہاں چاہے شادی کروا دیں --- مجھے درمی بھر بھی پروا نہیں ہوگی " حمنہ یہ کہہ کر کھڑی ہوگئی --- میں نے جانے کی اجازت ابھی تمہیں نہیں دی " وہ غصے سے سخت لہجے سے بولے " لیکن مجھے نہیں لگتا کہ اب کہنے کے لئے مزید کچھ بچا ہے ---- " وہ اب تک متوازن لہجے " سے ہی بات کر رہی تھی

بلیٹھوں یہاں --- تم اصفر کے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا نہیں یہ تمہارا اور اس کا ذاتی معاملہ ہے " مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا --- میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنی ڈیوٹی پر توجہ دو اگر تمہیں ہاسپٹل چھوڑنا بھی ہے تو تب بھی --- جب تم تب تک نہیں جا

سکتیں جب تک میں کسی نئے ڈاکٹر کا انتظام ناکر لوں --- اس کے لئے چاہوں تو ڈبل سیرلری بھی میں تمہیں دے سکتا ہوں " اس وقت وہ مجبور تھے اتنی جلدی ایک جرنل فزیشن کی تلاش مشکل تھی --- جو حمنہ کے مد مقابل انہیں فائدہ پہنچا سکے

سیرلری آپ اپنے پاس رکھیں --- مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے ہاں انسانیت کے ناطے میں " آپ کی مدد کر سکتی ہوں جب تک کے یہاں کسی نئے ڈاکٹر کا انتظام نہیں ہو جاتا " حمنہ نے ان پر ایک اور احسان کیا تھا

او کے اٹس یور چوائس " وہ لا پرواہی سے کندھے اچکا کر بولے ---- " حمنہ انکے کمرے سے نکل گئی ---- او پی ڈی سے فری ہوتے ہی وہ واپسی کے لئے ہاسپٹل سے نکلنے لگی تو اصفر سامنے کھڑا تھا ----

" چلو میرے ساتھ "

مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا --- بہتر ہو گا کہ میرا راستہ مت روکیں " وہ سخت نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی

حمنہ مجھے بحث نہیں چاہیے " اس لے لہجے میں اپنا استحقاق تھا "

اصفر جانے دو اسے "اصفر کو اپنے عقب سے حسن کمال کی آواز آئی تھی اس نے پلٹ کر " دیکھا تو وہ اس کے پیچھے ہی کھڑے تھے --- حمزہ فوراً سے باہر نکل گئی اور دوپل میں تیز قدم اٹھاتی وہاں سے جا چکی تھی

ڈیڈ وہ "اصفر اسے دیکھتا رہ گیا تھا"

اپنی ماں کے پاس رہنا چاہتی ہے تو رہنے دو اسے ---- چار۔ چھ دن میں جب گھر کی قدر ہو " گی تو بھاگی چلی آئے گی --- تم بھی عقل سے کام لو تو۔ بہتر ہے --- اسے اگر اپنی کمزوری بنا لو گئے تو سر پر چڑھے گی تمہارے اوقات میں رکھنا سکھو ---- چلو تم میرے ساتھ --- اور " اسے کال کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے ---- پڑی رہنے دو اسے اسکی ماں کے گھر اصفہر غصے کے باوجود خاموش ہی رہا ---- حسن کمال کے ساتھ گھر چلا گیا

حمّٰنہ باقاعدہ سے ہاسپٹل آنے لگی تھی اصفہ کی گھورتی نظریں اسی پر ہوتی تھیں لیکن منہ سے دوبارہ کچھ نہیں کہا تھا لیکن نظروں کی بے تابی بتا رہی تھی اس کے۔ بغیر وقت کیسا گزر رہا ہے۔۔۔۔ اور دوسرے ہاسپٹل میں بھی جاب کے اپلائے کر چکی تھی۔۔۔ کیونکہ کلینک سے اسکی کوئی آمدنی نہیں تھی۔۔۔۔۔ کچھ ہی دن میں اسکی جاب لگ چکی تھی اور حسن کمال کو ڈاکٹر مل چکا تھا اس لئے اب حمّٰنہ صرف اپنے کام پر ہی فوکس کر رہی تھی

جب پندرہ سے بیس دن اسے اپنی والدہ کے گھر ہو گئے --- اور اصفر کی نا تو کوئی کال آئی تھی نا ہی وہ خود ملنے آیا تھا تو اسکی والدہ کو پریشانی لاحق ہوئی تھی ----

حمنہ بیٹا کتنے دن کے لئے آئی ہو ---- اصفر بھی تم سے ملنے نہیں آیا --- ورنہ کہاں وہ " تمہیں چند دن سے زیادہ رہنے دیتا ہے --- "حمنہ نے چائے کا کپ اپنی والدہ کو پکڑایا اور خود بھی ان کے پاس بیٹھ گئی

امی کیوں پریشان ہو رہیں ہیں آجائیں گئے "

مجھے لینے ---- آج کل بڑی ہیں "حمنہ نے - بہانہ بنایا

جتنا مرضی مصروف ہوا تنے دن وہ خبر نالے --- میں نہیں مانتی سچ بتاؤ مجھے --- لڑ کر تو " نہیں آئی اس سے "اپنی امی کے چہرے پر پھیلی - تفکر کی گہری لکیروں نے جیسے حمنہ کی زبان کو قفل لگایا تھا

بس کچھ ان بن سی ہو گئی ہے امی ---- لیکن فکر مت کریں مجھے پتہ ہے کہ وہ ضرور آئیں " گئے لینے

بیٹا ضرورت کیا تھی میاں سے لڑنے کی ---- حمنہ تم سے میں ایسی امید نہیں رکھتی ہوں " بیٹا ---- چلو فون کرو اسے --- یہ بھلا کیا بات ہوئی کہ میاں نے ذرا سا کچھ کہہ دیا تو تم ناراض کو گھر آ بیٹھی ---- "وہ خفگی سے بولیں

*****.....

پچھلے ایک ہفتے سے حمہ ہاسپٹل میں نظر نہیں آرہی تھی --- اصر کے دل کا عالم یہ تھا کہ اندر سینے میں یوں مچل رہا تھا جیسے بنا پانی مچھلی --- پہلے تو وہ ہاسپٹل میں نظر آرہی تھی --- دل کو تسلی تھی کہ شاید مان جائے لیکن پچھلے آٹھ دن سے غائب تھی --- پھر باپ کی سخت نگرانی تھی اسے اپنے بغیر ہلنے نہیں دے رہے تھے --- فون وہ خود اسے نہیں کر رہا تھا لیکن روز چیک ضرور کرتا کہ شاید اسکا کوئی میسج آیا ہو کوئی کال آئی ہو --- لیکن نہیں --- رات ڈنر پر جیسے اصر کا ضبط جواب دے گیا تھا

ڈیڈ حمہ کافی دن سے ہاسپٹل نہیں آرہی مجھے تو آپ نے بات کرنے سے منع کر دیا ہے ذرا " پوچھیں اس سے مسئلہ کیا ہے اس کے ساتھ چاہتی کیا ہے وہ --- " وہ کھانا نہیں کھا رہا تھا وہ ہاسپٹل چھوڑ چکی ہے --- سنا ہے غفور کے پراویٹ کلینک میں کام کر رہی ہے --- " اچھا بد نام کرنے پر تلی ہوئی ہے ہمیں --- خیر میری بلا سے --- میری عزت پر کوئی خاص فرق نہیں پڑتا " وہ لاپرواہی سے بول رہے تھے --- سلا اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے انہوں نے اسے نئی اطلاع دی تھی

اصر کو تو حیرت کا بڑا زور کا جھٹکا لگا تھا ---

ہاسپٹل چھوڑ دیا ہے --- ہاؤ کین شی ڈو دس " وہ آپے سے باہر ہوا تھا --- "

اصفر یہ کر رہے ہیں آپ "اس جارحانہ پن پر وہ مریضہ کے سامنے شرمندہ ہوئی تھی --- "

لیکن اصفر کو تو شاید کسی بات کی پروا نہیں تھی ---

اس کا ہاتھ پکڑے وہ اسے کھینچتے ہوئے باہر لے گیا

اصفر میرا ہاتھ چھوڑیں یہ کیا جہالت ہے --- "حمنہ اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی لیکن وہ تیز قدم بڑتا "

کو اسے گاڑی تک لے آیا --- فرنٹ ڈور کھول کر اسے اندر دھکیلا

اگر یہاں کوئی بھی تماشہ نہیں چاہتی تو گاڑی سے اترنے کی کوشش مت کرنا "اس سخت "

تنبیہ کرتے ہوئے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا گاڑی وہ بہت رچ ڈرائیو کر دیا تھا غصے سے

بھرا پڑا تھا -- حمنہ کچھ خوفزدہ بھی تھی لیکن ہمت کر کے بولی

اصفر- مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا ہے "اصفر قر بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا وہ "

گاڑی اندھا دھن چلا رہا تھا

"کہاں لے جا رہے ہیں مجھے "

تمہارے گھر --- تمہاری ماں کو- بھی پتہ چلنا چاہیے کہ تمہیں مجھ سے کیا چاہیے ---- میں "

نے پہلے بھی تم سے کہا تھا --- مجھے ضد پر اکسانے کی کوشش مت کرنا دیکھو تو صحیح کرتا کیا

ہوں میں تمہارے ساتھ ---- "وہ غصے میں پاگل پن کی انتہا پر تھا

پوچھیں اپنی۔ بیٹی سے۔۔۔ کیا تکلیف دی اب تک اسے میں نے۔۔۔ کس کی چیز کی کمی " ہے اس کے پاس۔۔۔ پچھلے پانچ سالوں میں کون سے سے ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں اس پر۔۔۔ جو یہ خلع لینا چاہتی ہے مجھ سے "خلع کا لفظ سن کر حمنہ کی امی کا ہاتھ سینے تک گیا تھا اصف خدا کے لئے چپ ہو جائیں "حمنہ نے روتے ہوئے کہا تھا"

میں چپ ہو جاؤں اور تم جھوٹی کہانی سنا کر اپنی ماں کے سامنے سچی بن جاؤں "وہ چلا کر بولا " تھا۔۔۔۔۔

حمنہ۔۔۔ اصف سچ کہہ رہا ہے؟ تم نے خلع مانگی ہے؟ "وہ اب بھی بے یقین تھیں کہ " ایسا قدم انکی۔ بیٹی بھی اٹھا سکتی ہے حمنہ اپنی والدہ کے پاس آئی تھی "امی میری بات سنیں۔۔۔۔"

صرف اس بات کا جواب دو۔۔۔ تم نے طلاق مانگی ہے اصف سے؟ "بہتے ہوئے آنسوؤں " کے ساتھ انہوں نے بیٹی کی طرف دیکھا تھا جو خود بھی رو رہی تھی۔۔۔۔ ماں کو اپنی حمنہ سے ایسی امید تو کبھی نہیں تھی۔۔۔۔ "امی"

حمنہ ہاں یا ناں؟ "وہ جیسے بامشکل بولیں "

ہاں۔۔۔ لیکن امی "حمنہ اس سے پہلے کچھ بولتی ایک زوردار تمپٹر اسکے منہ پر پڑا تھا۔۔۔۔"

کیسے مانگ سکتی ہو تم طلاق ---- وہ بھی اپنے منہ سے --- ایسا غلیظ لفظ تم زبان پر لائی "

بھی کیسے ---- سوچا بھی کیسے ---- میں تو روز تمہارے گھر بس جانے دعائیں مانگ رہی تھی

" --- اور تم

امی --- امی ایک بار بات سنیں میری " وہ روتے ہوئے بولی اسکی ماں کو شاید حممنہ کی حرکت "

سے صدمہ سا ہوا تھا --- رنگ انکا لٹھے کی طرح سفید ہوا تھا ---- چہرے پر بے یقینی تھی

انہوں نے حممنہ کو بازو سے پکڑا اور کھینچتی ہوئی اصفر کے پاس کے گئیں

" اسے اپنے ساتھ لیکر جاؤں ---- آج اپنی تربیت پر تمہارے سامنے شرمندہ ہوں اصفر ---- "

" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھیں

امی میری بات سنیں مجھے کہیں نہیں جانا " حممنہ نے - بے بسی سے کہا تھا "

چپ ہو جاؤں تم اب اگر کچھ بھی بولی تو اپنا دودھ نہیں بخشو گی تمہیں " ایسا قفل ماں نے "

منہ پر لگایا تھا حممنہ کے ہونٹ سل گئے تھے

پھر روتے ہوئے انہوں نے اصفر کے سامنے ہاتھ جوڑے

مجھے معاف کر دو بیٹا " اصفر کے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے تھے "

جی امی کہیے "اصفر نے حممنہ کو طرف مسکراتے ہوتے دیکھ کر دو پر جواب دیا لیکن لگے ہی پل " مسکراہٹ مہدوم ہو کر ختم ہوئی تھی چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔۔۔۔

واٹ۔۔۔ کیا ہو ہے انہیں۔۔۔ او کے میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔۔۔ "اصفر نے گاڑی تیزی" بیک کی تھی

اصفر کیا ہوا ہے۔۔۔ کیا کہہ رہیں تھیں امی "حممنہ کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ۔ فون اس کی" والدہ کا ایا تھا

"پتہ نہیں تمہارے پڑوس سے کوئی تھا۔۔۔۔ وہ شاید بے ہوش ہو گئیں ہیں" بے اختیار حممنہ کا ہاتھ منہ تک گیا تھا آنسوؤں میں روانی آئی تھی۔۔۔

سر آپ سے ملنے ایک صاحب آئے ہیں۔۔۔ اپنا نام لیاقت چوہدری بتا رہے ہیں کہتے ہیں آپ " کے اچھے دوست رہ چکے ہیں

لیاقت چوہدری۔۔۔۔ یاد تو نہیں آ رہا چلو بھیجوا انہیں۔۔۔ "اس وقت حسن کمال او پی ڈی سے " فارغ ہوئے تھے جب ان کے پی اے انہیں پیغام دیا۔۔۔۔

ابھی ذہن پر زور ڈال ہی رہے تھے جب اندر آنے والی شخصیت کے چہرے نے انہیں سب کچھ یاد دلا دیا تھا۔۔۔۔

ان کے پرانے دوست تھے۔۔۔۔ کئی اکڑ زمینوں کے مالک تھے۔۔۔۔ ایک ہی بیٹا تھا جس کی آگے اولاد بھی حسن کمال کے بتائے گئے نئے جدید طریقے ٹیسٹ ٹیوٹ سے ہوئی تھی۔۔۔۔ لیاقت چوہدری کو دیکھ کر حسن کمال کھڑے ہو کر خود اس سے بڑے پرتپاک طریقے سے ملے تھے۔۔۔۔

وہ شخص پنجاب کے ایک گوٹھ کا چوہدری تھا دولت تو بہت تھی لیکن تھا چٹا ان پڑھ آگے بیٹا بھی، زمینیں ہی سنبھالتا تھا۔۔۔۔ حسن کمال نے لیاقت چوہدری کا بائے پاس کیا تھا۔۔۔۔ اور بدلے میں لیاقت نے اسے لاہور کی ہائی سوسائٹی میں بنگلہ لے کر دیا تھا۔۔۔۔۔ وہیں سے دوستی کی شروعات ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ شخص حسن کمال پر لاکھوں نہیں کروڑوں خرچ کرنے پر بھی گھبراتا نہیں تھا۔۔۔۔

کچھ دیر تو پرانے وقتوں کی یادوں کو دہرایا گیا۔۔۔۔ پھر اصل مدعے پر بات شروع ہوئی حسن میرے ہر مسئلے کو تو نے چٹکیوں میں حل کیا ہے۔۔۔۔ اس بار بھی بڑی آس لیکر آیا "ہوں تیرے پاس" وہ شخص پر امید سا تھا حکم کریں چوہدری صاحب "حسن کمال کا لہجہ شیرینی ٹپکا رہا تھا"

میرا پوتا بڑا بیمار ہے بارہ سال عمر ہو گئی ہے اسکی ----- ڈاکٹر کہتے ہیں دونوں گردے۔ خراب " ہو گئے ہیں۔۔۔ اگر گردہ نابدوایا تو وہ مر جائے گا۔۔۔۔۔ " لیاقت چوہدری کی آنکھوں میں آنسوؤں چمکنے لگے تھے

پریشان کیوں ہو رہے ہیں میں یہ کام بھی کروا دوں گا۔۔۔۔۔ "حسن کمال کے لئے تو جیسے " سب کچھ ممکن تھا

حسن میرے بیٹے اور بہو کے ٹیسٹ اس بچے سے میچ نہیں کرتے اس لئے ماں باپ گردہ " نہیں دے سکتے اور۔ میری اب اتنی عمر نہیں رہی۔۔۔۔۔ ورنہ اپنے جگر کے ٹکڑے پر یہ بھی وار دیتا

جی سمجھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ آپ فکر مت کریں اپنے پوتے کو یہاں لے آئیں اسکے سارے ٹیسٹ " میں اپنی زیر نگرانی میں کروانے گا۔۔۔۔۔ میرے پاس بہت سے مریض آتے ہیں دیکھوں گا اگر کسی کا گردہ میچ کر گیا تو۔۔۔۔۔ سمجھے مسئلہ حل ہو جائے گا " بڑا اطمینان بھرا جواب تھا

لیکن کوئی اپنا گردہ کیوں دے گا "

ارے بہت سے لوگ بیچنے آتے ہیں۔۔۔۔۔ بس سب کی اپنی اپنی مجبوری ہوتی ہے۔۔۔۔۔ آپ " آم کھائیں چوہدری صاحب پیڑ کیوں گنتے ہیں۔۔۔۔۔ پہلے بھی تو آپ کو پوتے سے نوازا ہے اب اسے

زندگی کی نوید بھی حسن کمال ہی سنائے گا۔۔۔۔۔ "وہی غرور وہی گھمنڈ وہ متکبرانہ سوچ جیسے وہ نا خدا ہو

"اگر ایسا ہو جائے حسن تو ایک بلینک چیک میں تحفے کے طور پر تمہیں دوں گا۔۔۔۔۔"

حسن کمال کے چہرے کی مسکراہٹ۔۔۔ گہری ہوئی تھی۔۔۔۔۔

لیاقت نے تیرا سال پہلے جب یہ حسن کمال سے کہا کہ بیٹے کی شادی کو سات سال بیت گئے ہیں پر اولاد سے محروم ہیں وظائف تعویز گنڈے سب کچھ آزمائے مزاروں پر منتیں مان لیں ڈاکٹر حکیم سب آزمائے لیکن اولاد نہیں ہوئی۔۔۔۔۔

ان سب کی ضرورت کیا تھی۔ چوہدری صاحب "

حسن کمال کو یاد کر لینا تھا۔۔۔۔۔ "وہی لاپرواہ جیسے سب اپنے اختیار۔ میں ہے

ایک نیا علاج چلا ہے ٹیسٹ ٹیوب بے بی۔۔۔۔۔ سو فیصد کامیاب ہے۔۔۔۔۔ "حسن نے

چوہدری کو بتایا

"یہ کیسا علاج ہے"

ہے ایک طریقے کار آپ کو دس بار بھی سمجھاؤں تو سمجھ نہیں پاؤں گئے ذرا پڑھ لکھے ہی "

سمجھ سکتے ہیں۔۔۔ بس مجھ پر بھروسہ ہو تو بیٹے اور بہو کو لے آنا ضروری ٹیسٹ کروا لوں گا۔۔۔۔۔

سب کچھ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ لیاقت دوسرے ہی دن بہو بیٹے کو لے آیا تھا۔۔۔۔۔ خاتون کے

سارے ٹیسٹ ٹھیک تھے بس بیٹے میں اولاد پیدا کرنے صلاحیت نہیں تھی۔۔۔۔۔ جب یہ بات چوہدری کو معلوم ہوئی تو۔۔۔۔۔ یہ خبر اپنی اہانت سی لگی بیٹا تو بھڑک ہی اٹھا کہ ڈاکٹر کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ مرد سے کہاں بات برداشت ہوتی ہے۔۔۔۔۔ یہی حال لیاقت اور اسکے بیٹے کا تھا

حسن اگر یہ بات میرے خاندان۔ میں پھیل گئی تو ساری جائیداد غیروں میں چلی جائے گی۔۔۔۔۔" پھر میرے بیٹے کو طعنے دے دے کے لوگ جینے نہیں دیں اب تو عزت اور غیرت کا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔ کچھ بھی کروں لیکن اولاد ہونی چاہیے

ایک طریقہ ہے تو کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا بچہ بھی بہو کو ہو گا۔۔۔۔۔ اگر کہوں تو میں کروا دیتا " ہوں علاج۔۔۔۔۔ لیکن چیک دو کرور لوں گا "سگار ہاتھ میں لئے اس نے اپنی ڈیمانڈ بتائی تھی "ارے پیسوں کی فکر مت کر تو بس علاج کر۔۔۔۔۔"

پھر ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔۔۔ پیسوں کی خاطر ایک غیر مذہبی طریقہ آزمایا گیا تھا۔۔۔۔۔ لیاقت کی بہو امید سے تو ہو گئی لیکن کسی اور کے بچے کی۔۔۔۔۔ نا اسکی بہو کو خبر کہ وہ کس کی ماں بن رہی ہے نا چوہدری اور اسکے بیٹے کو پتہ۔۔۔۔۔ بس ڈاکٹروں نے اپنا تجربہ کامیابی سے آزمایا تھا۔۔۔۔۔ لیاقت نے خوش خبری ملتے ہی دو کے بجائے ڈھائی کرور کا چیک حسن کو دیا تھا۔۔۔۔۔

لاہور کے قریبی گاؤں سے عبدالباری کے والدین اسے چیک اپ کے لئے اسی ہسپتال میں لائے تھے ناف کے ذرا نیچے الٹی جانب درد کی وہ اکثر شکایت کرتا تھا۔۔۔۔۔

گاؤں کے کسی ڈاکٹر نے کہا اپنڈکس کا درد ہے جلدی سے شہر جا کر آپریشن کروا لو ورنہ اکلوتے بیٹے سے ہاتھ دھو بیٹھوں گئے۔۔۔۔۔ "عبدالباری کے والد نے

اپنی زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا جس پر اسکا گزر بسر تھا وہ بیٹے کی خاطر بیچا اور بیٹے کو لاہور علاج کے لئے لے آیا تھا۔۔۔۔۔ پیٹ کی درد کی شکایت تھی اس لئے اس کا کیس اصفر ہی ہینڈل کر رہا تھا

اسی بچے کو چیک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جب اچانک سے حسن کمال اصفر کے کیبن میں آئے تھے

۔۔۔ بچہ لگ بھگ بارہ سال کا تھا صحت میں بہت اچھا تھا۔۔۔۔۔ اصفر اس کے والد کو چند ٹیسٹ لکھ کر دے رہا تھا باپ کا حلیہ ایک کسان جیسا تھا میلی سے سفید دھوتی کے اوپر ہلکے پیلے رنگ کا کرتی کندھے پر رومال ہلکی سے سفید دھاڑی پاؤں ذرا سی ٹوٹی چپل۔۔۔۔۔ بیٹا بھی فروزی شلوار قمیض پہنے اصفر کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اصفر اسے لیٹا کر اچھی طرح سے چیک کر چکا تھا اب

صرف ڈسکریپشن پیپر پر قلم چلا رہا تھا

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 349
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

حسن کمال کی نظر اس بچے پر ہی ٹکی ہوئی تھی بارہ سال کی عمر میں بھی اس کی صحت قابل رشک تھی ---

جی ڈیڈ "اصفر کے پکارنے پر وہ متوجہ ہوئے تھے پھر جس کام کے لئے آئے تھے وہ پوچھ کر " چلے گئے عبدالباری کے باپ نے ایک پراویٹ روم لیا تھا۔۔۔ اصفر کے کہنے پر نرس نے ایک پین کلوڈرپ میں ڈال کر لگا دی تھی۔۔۔ تاکہ رات کچھ بہتر گزر جائے گھر جانے سے پہلے حسن کمال اس بچے کے کمرے میں چلے گئے اس کے والد سے یہی کہا کہ وہ اس بچے کو چیک کرنے آئے ہیں۔۔۔ مزید کچھ ٹیسٹ لکھ کر انہیں کہا یہ سب کروا کر انکے روم میں چیک کروائیں۔۔۔

اصفر کیا ہوا ہے میری امی کو "حمنہ کی جان لبوں پر آئی تھی ---"

حمنہ پلیر پریشان مت ہو --- جا کر دیکھتے ہیں کیا ہوا ہے --- "وقتی طور پر دونوں اپنی لڑائی"

بھول بیٹھے تھے --- جب گھر پہنچے تو آس پرٹوس کی خواتین انہیں ہوش دلانے کی کوشش کر رہیں تھیں اصفر نے فوراً سے نبض چیک کی تھی حمنہ تو بے تحاشہ رونے لگی تھی اس وقت اس پوزیشن میں نہیں تھی کہ ماں کو چیک کر سکے --- محلے کے چند لڑکوں کے ساتھ ملکر اصفر

نے انکی گاڑی کی بیک سیٹ پر لیٹایا۔۔۔۔۔ حممنہ کے ساتھ ہی وہ اپنے ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔۔۔۔
انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔۔۔۔ حممنہ کا رو رو کے برا حال تھا وہ اب تک ہوش - میں نہیں آئیں
تھیں۔۔۔۔۔ دھڑا دھڑا صفر انکے ٹیسٹ کروا رہا تھا ٹرمنٹ بھی بہترین کی جا رہی تھی۔۔۔۔۔
دل کی ساری نسیں بلاک کو چلیں تھیں آپریشن ہی واحد حل تھا جو چند دنوں کے اندر ہو جاتا
۔۔۔۔۔ صفر جب آئی سی یو سے باہر آیا تو حممنہ ایک کونے میں جائے نماز نبچھائے سجدے میں رو
رہی تھی۔۔۔ اسکی ماں اس کے لئے سب کچھ تھی۔۔۔۔۔ اسے کھونے کا حوصلہ اس میں نہیں
تھا سجدے میں رب سے اپنی ماں کی لمبی عمر کی دعا کر رہی تھی۔۔۔۔۔ صفر چلتے ہوئے اس کے
پاس پہنچا تھا۔۔۔ نیچے پنجنوں کے بل بیٹھ گیا

حممنہ "بڑے پیار سے اس نے پکارا تھا حممنہ نے سجدے سے سر اٹھایا۔۔۔۔۔ چہرہ آنسوں " سے تر بتر تھا

ہمت سے کام لو کیا ہو گیا ہے تمہیں --- ٹھیک ہو جائیں گی وہ بی بی پی کافی حد تک کنٹرول ہو "
چکا ہے اب تو ہارٹ بیٹ بھی ٹھیک چل رہی ہے --- "بڑی اپنلیٹ سے وہ بات کر رہا تھا دکھ
ہی ایسا تھا اس وقت تو قابل رحم حالت میں تھی --- ایک پل بھی اس کے آنسو نہیں رک
رہے تھے ----

اصفر --- وہ بچ تو جائیں گئیں نا؟... انہیں کچھ ہو گا تو نہیں نا؟ --- آپ جانتے ہیں میں "امی کے بغیر نہیں رہ سکتی ---" "اصفر کے ساتھ لگ کر وہ رونے لگی تھی آنکھیں تو اسکی بھی نم تھیں جتنا وقت بھی اصفر کا حممنہ کی والدہ کے ساتھ گزرا تھا بہت اچھا گزرا تھا --- حممنہ کو ساتھ لگائے وہ بہلانے لگا تھا ---

بلکل ٹھیک ہو جائیں گی --- ڈیڈ ہیں نا خود آپریشن کریں گے انکا ---- دیکھ لینا چند دن میں "

اٹھ کر بیٹھ جائیں گئیں ---- تم اکیلی تو نہیں ہو یار

میں ہوں ناتھارے ساتھ --- ڈیڈ میں ہم سب ہیں --- چلو اب اٹھو کچھ کھا لو --- رات سے پانی تک نہیں پیا ہے تم نے "" بہت اپنلٹ سے وہ حمنہ سے بات کر رہا تھا --- اسے جائے نماز سے کھڑا کیا

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے پیاس بھی نہیں لگی ---- "وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی --- "

اسی وقت اصفہ کی والدہ وہاں پہنچ گئیں حمزہ انکے گلے لگ کر رونے لگی

بس بس بیٹا چپ ہو جاؤں --- مجھے تو صبح اصفہ کی کال آئی ہے سن کر مجھ سے رہا نہیں گیا "

--- اس لئے فوراً سے حسن کے ساتھ ہی آگئی ---- تم فکر مت کرو۔ ٹھیک ہو جائیں گی تمہاری

امی "حمزہ کو ساتھ لگائے وہ بہت محبت سے کہہ رہی۔ تمہیں ----

”ڈیڈ مے آئی۔ ان ”اصفر نے دروازہ ناک کر کے اجازت مانگی“

اوہ یس اندر آؤں "حسن کمال سگار پیتے ہوئے ریوالونگ چیر سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے" اسی حالت میں بیٹھے رہے اصغر اندر آکر انکے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

ڈیڈ آپ نے رپورٹس دیکھیں۔۔۔۔؟ "اصغر کو لگا کہ حسن کمال حمزہ کی والدہ کے متعلق بات" کرے گئے

اس کے علاوہ کیا سب ختم ہو چکا ہے کوئی کام نہیں ہے -- تم ابھی تک اوپی ڈی میں " کیوں نہیں گئے " لہجہ سخت ہوا تھا

ڈیڈ آپ جانتے تو ہیں کہ اس وقت۔ ہم سب کس ٹریجڈی سے گزر رہے ہیں۔۔۔ "۔۔۔ صفر"

نے تاسف سے باپ کو دیکھا تھا

واٹ آرلش اصفر ---- اب تم کیا چاہتے ہو سارا ہاسپٹل چھوڑ کر سارے اسٹاف اور ڈاکٹر " تمہاری ساس کی خدمت گزاری میں لگ جائیں ---- " وہ سخت لہجے سے بولے

" لیکن ڈیڈ "

ڈونٹ ایکسکیوز جاؤں تم جا کر ڈیوٹی دو اپنی اور حمہ کو میرے پاس بھیجوں۔۔۔ رپورٹس میں دیکھ " چکا ہوں۔۔۔۔ بس کچھ پیپرز پر اس کے سائن چاہیے آج ہی اسکی والدہ کا سیزر کر دوں گا۔۔۔۔۔ ڈونٹ وری "اصفر کی ساری خفگی والد کے آخری جملے سے ختم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

تھنکس ڈیڈ۔۔۔۔۔ لو پو سوچ "وہ خفیف سا مسکرایا تھا"

جی میں جانتی ہوں "وہ گوگیر لہجے سے بولی"

اگر تم میرے ہاسپٹل میں ایز آڈاکٹر ہوتی تو میں ضرور اپنی فیس میں توسیع کر دیتا یا کمی کر دیتا
 ---- لیکن اب ایسا نہیں ہے تو امید بھی مت رکھنا "حممنہ نے بڑی حیرانگی سے حسن کمال کی

جانب دیکھا تھا ---- کس قسم کا شخص تھا ---- انسانیت پاس سے نہیں گزری تھی

پھر تم اصفر سے خلع بھی لینا چاہتی ہو مطلب مجھے رشتے داری کا پاس بھی رکھنا نہیں پڑے "
 گا ---- ویسے یہ بہت اچھا ڈسینجن ہے تمہارا ---- میں بہت خوش ہوں تمہارے اس فیصلے

سے ---- گڈ "حسن کمال جیسے حمنہ کی بدلتی رنگت اور کیفیت سے لطف اندوز ہو رہے تھے ----

آپ اپنی فیس بتائیں "بڑے مشکل سے اپنے آنسوؤں پر ضبط باندھے کر وہ بولی تھی"

دس لاکھ ---- ویسے تو میں بارہ سے کم نہیں لیتا لیکن چلو تم دس ہی دے دو "احسان جتانے "

والا انداز تھا ----

ریسپشن پر جمع کروا دو تو میں ایک گھنٹے میں آپریشن کر دوں گا ---- "حممنہ کو لگا ہے سی "

گراہیں گلے میں پڑی ہوں

ابھی تو میرے پاس نہیں ہیں ---- لیکن میرا اپنا گھر ہے کلینک ہے میں وہ بیچ کر آپکی فیس "

"چکا دوں گی ----

گھر نا جانے کب جکے گا یہ بات مہینوں پر چلی جائے گی ---- کیا ہے نا حمزہ کہ میں آدھار "

" بلکل نہیں رکھتا کیش اینڈ ہینڈ پر یقین رکھتا ہوں

میں وعدہ کرتی ہوں آپ سے میں دس کے بجائے بارہ لاکھ ادا کر دوں لیکن اس وقت میری "

امی کی جان بچانا بہت ضروری ہے میں آپکے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں اس وقت میری والدہ کو بچا

لیں "حمزہ کے جوڑے ہوئے ہاتھ دیکھ تو حسن کمال کا دل جھوم سا گیا تھا ابھی کچھ دن پہلے

یہ لڑکی اکڑتی ہوئی اس کے پاس سے گئی تھی ---- اور آج کیسے وقت اسے اسی کے سامنے ہاتھ

جوڑنے پر مجبور کر رہا تھا

حسن کمال کا جی تو چاہا کہ قفقے مار کے ہنسے --- اسکی بے بسی پر ----

اگر میں یوں بھلا کرنے لگ گیا تو چلا لیا میں نے اپنا ہاسپٹل ----

میں حسن کمال تمہیں زبان دیتا ہوں تم میری قیمت ابھی ٹیبل پر رکھو تمہاری ماں کی زندگی کی

" گارنٹی میں تمہیں دیتا ہوں ---- کل زندہ سلامت ہوش و ہوس میں ملے گی تمہیں

پلیز ڈیڈ میری بات کا بھروسہ کریں --- میں آپ کی ایک ایک پائی واپس کر دوں گی --- لیکن "

ابھی میرے پیسے نہیں ہیں "اگرم گرم آنسوؤں بے بسی سے بھسے تھے

نو نو حمزہ ---- اس وقت میں ڈیڈ نہیں ہوں تمہارا ایک ڈاکٹر ہوں "

مجھ سے پروفیشنل انداز میں بات کرو۔۔۔۔۔ ایک اور بھی آپشن ہے میرے پاس تمہارے لئے اگر تم مان لو تو فیس بھی نہیں مانگوں گا تم سے اور تمہاری ماں کی زندگی کی گارنٹی بھی اپنی جگہ قائم رہے گی۔۔۔۔

کیسا آپشن "وہ ہاتھ سے آنسوؤں پونچتے ہوئے بولی"

ایک آپریشن کرنا پڑے گا "حسن کمال کی بات اسے اتنی بھی بری نہیں لگی آپریشن کوئی نئی بات" تو نہیں تھی حمہ کے لئے

مجھے منظور ہے "حمہ نے برجستہ جواب دیا"

پہلے میری بات مکمل ہونے دو "حسن کمال نے اسے ہاتھ سے ٹوکتے ہوئے کہا"

ایک بارہ سالہ بچے کا آپریشن کرنا پڑے گا۔۔۔ بظاہر یہ ایک اپینڈکس آپریشن ہو گا۔۔۔ لیکن

اصل میں اسکی لفٹ کڈنی نکالنی ہے ڈاکٹر ارشد تمہارے ساتھ ہوں گئے یہ کام جتنی رازداری سے ہو گا اتنا ہی تمہاری والدہ کے لئے بہتر ہے اس بچے کی فیملی کو یہی لگنا چاہیے کہ آپریشن

اپینڈکس کا ہوا ہے "یہ بات سن کر جیسے حمہ کا ہوش اڑا تھا

آپ مجھے کڈنی چوری کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں کیسے کر سکتے ہیں آپ سب۔۔۔۔ میں یہ

ہرگز نہیں کروں گی "حمہ نے صاف انکار کیا تھا

او کے پھر اپنی والدہ کو مرتے ہوئے دیکھوں --- اور دس منٹ کے اندر لے جاؤں اسے یہاں " سے کل رات سے اب تک کا بل بیس ہزار بھر کے جانا یہاں سے --- اور یہ بھی اچھی طرح سے جان لو کہ آئی سی یوں میں جو ٹرمنٹ تمہاری ماں کو مل رہا ہے --- اگر چند لمحے کے لئے۔ بھی روکا گیا تو

She may even die

تمہارے پاس وقت نہیں ہے حممنہ --- تمہاری تاخیر تمہاری ماں کی جان لے سکتی ہے اچھی طرح سے سوچ لو --- "یہ کہہ کر ایک پیپر حسن کمال نے حممنہ کے سامنے ٹیبل پر رکھا تھا دس منٹ ہیں تمہارے پاس اگر آپریشن کرنے کا ارادہ ہو تو یہاں سائن کر دو --- ورنہ دس منٹ بعد تمہاری ماں کا ٹرمنٹ روک دیا جائے گا انکی موت کی ذمہ دار تم ہوگی ہم نہیں

-----"

حممنہ چپ گم صم سی بیٹھی تھی ایک طرف ماں تھی جو اسکا واحد سگا خون کا رشتہ تھی سہارا تھی --- دوسری طرف گناہ --- ایک معصوم بچے کے ساتھ بہت بڑی زیادتی --- شش و پنج میں وہ مبتلہ ہوئی تھی ---

لیاقت چوہدری کے جاتے ہی حسن کمال کی نظر ایسے مریضوں پر تھی جو گاؤں قصبوں سے علاج کروانے آئے تھے اور بیوقوف اور ان پڑھ تھے ---- ایسے لوگوں کو دھوکا دینا آسان تھا کیونکہ جب تک انہیں آگاہی ہوتی ہے بات پرانی ہو چکی ہوتی ہے اور ایسے لوگوں کو مطمئن کرنا بھی آسان ہوتا ہے

اتفاق یہ تھا کہ سب مریضوں میں سے عبدالباری کا بلڈ گروپ اور باقی کے ٹیسٹ چوہدری لیاقت کے پوتے سے میچ ہوئے تھے ----

حسن کمال نے پہلے تو اس بچے کا کیس اصفر سے لیکر ڈاکٹر راشد کو دیا تھا ---

وڈیہ ڈاکٹر راشد کا کیس نہیں ہے وہ کڈنی اسپیشل ہیں --- "جب حسن کمال نے اصفر"

سے عبدالباری کے بارے میں بات کی تو اس نے صاف منع کیا تھا

جس جگہ وہ بچہ پین کی شکایت کر رہا ہے مجھے اپینڈکس ہی لگ رہا ہے اور یہ سیزر راشد کر سکتا " ہے

نو وڈیہ مجھے نہیں لگتا ---- اپینڈکس کی پین لفٹ سائیڈ پر نہیں ہوتی رائیڈ سائیڈ پر ہوتی ہے "

--- اور بہت شدت سے ہوتی ہے ---- اور کڈنی ایشو بھی نہیں ہے ---- آئی تھنکس

small intestine

کا مائٹر سا ایشو ہے --- میڈسن سے ہی کور ہو جائے گا --- "اصفر نے اپنا خدشہ بتایا تو کافی حد تک درست تھا

تم اس کیس کو چھوڑ دو راشد بینڈل کر لے گا "حسن کمال کے حتمی انداز پر اصغر نے کندھے " اچکائے تمہے ---- حسن کمال کا اصل مقصد کچھ اور تھا

حمزہ نے اب تک جتنے آپریشن بھی ہاسپٹل میں کیے تھے ---- ان میں سے ایک بھی نا کام نہیں ہوا تھا حالانکہ کہ وہ گائناکالوجسٹ نہیں تھی لیکن دعا کے ہاتھوں بگڑے کیس بہت طریقے سے سنبھال چکی تھی ---- ڈاکٹر راشد کے اکیلے کے بس کی بات نہیں تھی یہ آپریشن کرنا ---- اور قدرت نے یہ موقع حسن کمال کو دے دیا تھا جس سے وہ حمزہ کی مجبوری کا فائدہ اٹھا سکتے تھے

لائبہ پرولیٹ روم میں ڈرپ چینج کرنے آئی وہاں ایک پندرہ سالہ بچی ایڈمٹ تھی --- لائبہ کے اندر داخل ہوتے ہی اس بچی نے اپنے آنسوؤں پونچے تھے ---- بڑی نروس سی تھی ----

کیا بات ہے۔۔۔۔ اتنی بڑی ہو کر انجیکشن لگوانے سے ڈر لگ رہا ہے "سرنج میں انجیکشن"
 بھرتے ہوئے لائبرے نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔ وہ گھبراتے ہوئے سرنجی میں ہلانے لگی
 پھر کیا بات ہے۔۔۔۔ اتنی خوفزدہ کیوں لگ رہی ہو "لائبرے اس کے بازو پر انجیکشن لگاتے"
 ہوئے بولی۔۔۔۔

کچھ نہیں آپی ---- امی پورا دن کے لئے گھر چلی جاتی ہیں میں اکیلی ہوتی ہوں ---- "لائبہ"
اسکی بات سن کر مسکرائی تھی اب اس کے منہ میں تھرما میٹر لگائے ہاتھ میں بندھی گھڑی سے
ٹائم نوٹ کرے لگی

تو کس نے کہا تھا پراویٹ روم لینے کو سہمی پراویٹ لے لیتی تاکہ ساتھ والی مریضہ سے غیبت " چغلی کرنے کا موقع بھی مل جاتا دل بھی لگا رہتا " لائبہ نے بات مزاق میں ٹالی تھی لیکن وہ اس قدر گھبرائی ہوئی تھی کہ مسکرا بھی نہیں سکی تھرما میٹر دیکھ اس۔ ے فسخل پر ریڈنگ لکھی پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کرنے لگی وہ فی نارمل تھا اسکی ریڈنگ بھی فاسٹل پر لکھ کر اس نے فاسٹل بند کی

چلو میری ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے ---- ادھا گھنٹہ میں تمہیں وقت دے دیتی ہوں کیا یاد کروں گی " کس سخی سے پالا پڑا تھا " اسکی ڈپ چیلنج کر کے وہ اس کے بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گئی --- ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی کہ اچانک بنانا کہیے ایک ڈاکٹر کمرے کے اندر داخل

ہوا۔۔۔ لائبہ کو دیکھ کر یک دم گھبرا گیا تھا اور وہ بچی اس ڈاکٹر کو دیکھ کر بدحواس ہوئی تھی ۔۔۔

لائبہ ڈاکٹر کو دیکھ کر احتراماً کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔

"آپ اسوقت یہاں"

"یس سر میری ڈیوٹی آف ہو چکی ہے اس لئے سوچا یہ بور ہو رہی ہیں تو ذرا گپ شپ لگا لوں"

لائب نے مسکرا اس بچی کو دیکھا جو ڈاکٹر کو دیکھ حد درجہ نروس ہو رہی تھی

ٹھیک ہے ابھی باہر جاؤ مجھے اس بچی کو چیک کرنا ہے " وہ ڈاکٹر چالیس سال کے لگ بھگ " تھا۔۔۔ بچی کو بڑی عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے ڈرانا چاہتا ہو

ٹھیک ہے تو کر لیں --- لیکن میرے باہر جانے کا کیا جواز ہے --- میرے سامنے چیک کر " لیں --- یہ انکی فائل ہے --- بی پی ٹیپر پچر بھی نارمل ہے --- " لائبہ نے فائل آگے کر دی لیکن جن نظروں سے وہ اس بچی کو دیکھ رہا تھا وہ سم سی گئی تھی سرسری سی نظر فائل پر ڈال کر وہ باہر نکل گیا اسکے باہر جاتے ہی وہ بچی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ---

لائبہ کچھ متحیر سی ہوئی تھی --- ایسی کیا بات تھی کہ وہ ڈاکٹر سے اتنا گھبرا رہی تھی ---

امی سے کہتا ہے کہ آپ باہر بیٹھے مجھے ٹھیک سے چیک کرنے دیں والدین کے سامنے بچے "

"ٹھیک سے چیک کرنے نہیں کرنے دیتے

اور تمہاری امی یہ بات مان لیتی ہیں ---- عقل بچ کھائی ہے تمہاری ماں نے ---- دن بھر "

تمہیں یہاں ہاسپٹل کے کمرے میں - تنہا چھوڑ کر گھر گھر ہستی یاد آ جاتی ہے ---- اور تم ----

اچھی خاصی اور سمجھدار ہو منہ نوچ کے رکھ دو ایک بار اس ڈاکٹر کا ---- ڈروگی تو ایسے مرد تمہیں

ہر موڑ کر کھانے کے لئے دوڑیں گئے ---- ارے تماشہ بنا کر رکھ دو اس کمینے ڈاکٹر کا ---- ایک

کی دس بتاؤں لوگوں کو دیکھوں کیسا اوقات میں رہتا ہے ---- اب مجھے دیکھوں میں ایک نرس

ہوں ---- جس کی مریض تک عزت - نہیں کرتے ---- تو ڈاکٹر ز سے کیا امید کی جا سکتی ہے

---- لیکن میں دب کر نہیں رہتی ---- اس لئے سارے ہاسپٹل والے مجھ سے گھبراتے ہیں

یہاں تک یہ ڈاکٹر بھی ---- جانتا ہے اگر مجھ سے فضول بات بھی کی تو میں اس کا تماشہ بنا کر

رکھ دوں گی ---- "لائبہ کے سمجھانے کا اثر یہ ہوا تھا کہ لگے روز اس لڑکی نے واقع شور مچا کر

ڈاکٹر کی حرکتیں سب کے سامنے بیان کر دیں ---- اس ڈاکٹر کو تو اپنے عزت کے لالے پڑھ

گئے تھے ---- بڑی مشکل سے بات رفع دفع ہوئی تھی ---- لیکن لائبہ خوش تھی ----

*****

ماں ایک ایسا رشتہ جس کی محبت کو اللہ نے خود سے تشبیہ دی ---- کہ وہ اپنے بندوں سے ستر
 ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے ---- ماں کی مثال اس لئے دی کہ جتنا ماں اپنے بچوں سے
 محبت کرتی ہے ---- اتنی محبت کوئی کر ہی نہیں سکتا ----
 آج حمزہ کی ماں بھی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی ----
 کیسے وہ ایسی ہستی کو خود سے اتنی دور جانے دیتی جو ہر پل اس کے لئے دعا گو رہی تھی ----
 آنکھوں کے سامنے ماں کا چہرہ نظر آیا ---- کبھی مسکراتا ہوا کبھی روتا ہوا کبھی بے ہوش آئی سی
 یو میں مشنوں سے جکڑا ہوا وجود نظر آیا دل کو بڑی زور کا دھچکا سا لگا تھا -- جھٹ سے ٹیبل سے
 پین اٹھایا ---- بہتے ہوئے آنسوؤں سے کانپتے ہاتھوں سے سائن کیا
 حسن کمال نے فوراً اس سے پیپر لیا
 شاباش بڑا عقلمندانہ فیصلہ کیا ہے تم نے ---- دیکھوں جب تک تم آپریشن روم میں رہو گی "
 میں بھی تمہاری ماں کا آپریشن کرتا رہوں گا ---- ارشد سے فون پر رابطے میں رہو گا اگر ذرا بھی
 گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو ---- تمہاری ماں کی زندگی میرے ہاتھوں - میں ہے ---- جب
 چاہوں جان بخشی کر دوں اور جب چاہوں موت کے گھاٹ اتار دوں ----

مُجھے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔۔۔۔ "حمٰنہ کسی پتھر کے مجسمے کی طرح کھڑی ہوگئی تھی۔۔۔۔۔
سنا تھا کہ حضرت موسیٰ کے دور میں فرعون نے ایسے دعوے کیے تھے۔۔۔۔ دیکھا بھی تھا کہ
اسے نازمین نے قبول کیا نا آگ اور پانی نے۔۔۔۔ عبرت کے نشان کے طور پر مصر کے ایک
عجائب خانے میں موجود ہے

لیکن سامنے کھڑے اس شخص کی خوش نصیبی شاید یہ کہ کے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیوا ہے --- اور ایسے بہت سے - مسلمان جو ایسے دعوں کے ساتھ جی رہے ہیں --- نا جانے اللہ کی دی گئی مہلت کو غیمنت سمجھ کر توبہ کیوں نہیں کرتے کیوں اپنے اعمال ٹھیک نہیں کرتے --- دعوے کرنے کا حق ایک ایسی مخلوق کو کیسے ہے جو ہر معاملے میں محتاج اور عاجز ہے ---- انسان تکبر کرنے سے پہلے صرف پیدائش پر ہی غور کر لے تو پتہ چلے اس کی حقیقت کیا ہے کچھ بھی تو نہیں --- چند دن کا حسن کمال کھانے پینے تک میں اپنی ماں کا محتاج تھا --- اور اب دعوے خدائی کے کر رہا ہے ----

جسے چاہے زندگی بخش دے جسے چاہے موت کے گھاٹ اتار دے۔۔۔۔۔ حمزہ کی سوچوں کا سلسل حسن کمال کی آواز سے ٹوٹا تھا

، "آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس ---- اس کے بعد آپریشن تھیٹر نمبر 2 میں تم آپریشن کروں اور تھیٹر نمبر 1 میں --- میں تمہاری والدہ کا آپریشن کروں گا ---- ناؤ یو کین گو ناؤ "حسن کمال نے

جیسے بڑی حقارت سے اسے جانے کی اجازت دی تھی ---- وہ باہر نکل گئی اپنے کیبن میں آکر بیٹھ گئی

آدھا گھنٹہ حمہ کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت جیسے ختم ہی رہی تھی ---- کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتی تھی ---- اس وقت ماں اہم تھی

اس لئے خود کو سوچنے سے باز رکھا ---- پورے آدھے گھنٹے بعد نرس نے حمہ سے کہا آپریشن تھیٹر میں اسے ڈاکٹر راشد نے بلایا ہے ----

دل مٹھی میں جیسے دبوچا گیا تھا ---- گلے میں گریں بڑھیں تھیں ----
 "تم جاؤں میں آتی ہوں ----"
 بامشکل آواز پھنس کر نکلی تھی ----

کھڑی ہوئی تو ہر قدم من من بھاری لگنے لگا جیسے کوئی وزنی بوجھ اٹھا لیا ہو ----
 بوجھ تو اس پر تھا اس کے ضمیر کا بوجھ ---- آج تک کچھ ایسا نہیں کیا تھا کہ ضمیر کی عدالت میں مجرم بننا پڑے ---- لیکن آج جیسے وہ مجرم بننے والی تھی
 "ابا یہ دل کی کالک کیسی ہوتی ہے ---- کہتے ہیں گناہ کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے ----"
 ہر قدم پر اپنے باپ کی باتیں جیسے اسکے قدموں کی زنجیر بنی تھیں

ہاں بیٹا جب انسان گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ دھبہ دل پر پڑ جاتا ہے --- اگر توبہ کر لے گناہ " چھوڑ دے تو دھل جاتا ہے --- لیکن اگر گناہ کرتا رہے تو پھر دل سیاہ دھبوں سے بھر جاتا ہے --- اتنا سیاہ کہ پھر گناہ کا احساس ہی ختم ہو جاتا ہے --- "حمنہ کے قدم یک دم رکے تھے کہاں جا رہی تھی وہ --- گناہ کی طرف ---؟ ایک بہت بڑی چوری کرنے؟ --- پھر اصفر سے طلاق کس بات پر لینا چاہتی تھی --- جس گناہ سے بچنے کے لئے وہ اصفر سے علیحدہ ہونا چاہتی تھی وہ چوری ہی تو تھی اپنے پیشے کے ساتھ نا انصافی تھی --- اگر اس سے دور رہ کر وہ گناہ سے بچنا چاہتی تھی تو --- اب جو کر رہی تھی کیا وہ گناہ نہیں تھا --- کیا فرق رہ گیا تھا اس میں اور حسن کمال میں جو وہ کرتا آ رہا تھا اسی روش پر وہ قدم رکھنے کا رہی تھی "ضمیر نے دل پر چوٹ لگائی تھی --- شیطان نے اپنا وار چلا تھا

ماں چلی جائے گی حمنہ --- کیا کرو گی تم --- ایک گناہ کر لو کوئی بات نہیں پھر توبہ کر " لینا --- سجدوں میں رو کر منا لینا اپنے رب کو اللہ تو رحمن ہے --- رحمت جب چیز کو ڈھانپ لیتی ہے وہ غفور ہے -- زمین آسمان بھی گناہوں سے بھر جائیں تو اپنی رحمت سے بخش دیتا ہے --- "برائی نے اپنی چال چلائی تھی --- ماں کا چہرہ آنکھوں سمایا تھا --- خون نے جوش مارا تھا --- آنسوؤں رخسار پر گرے جسے حمنہ نے جلدی سے صاف کیا تھا آپریشن تھئیٹر

کے باہر ایک شخص ملجلی سے دھوتی پہنے نیلا کرتا۔۔۔ کندھے پر رومال ڈالے اپنے آنسوؤں پونچ رہا تھا دعائیہ انداز سے ہاتھ اٹھائے

اوپر آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا مسلسل ہونٹ کپکپا رہے تھے آنسوؤں آنکھوں سے بہہ رہے تھے --- حمزہ کی کیفیت بھی اس شخص جیسی ہی تھی --- فرق یہ تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے رو رہا تھا اور حمزہ اپنی ماں کے لئے ---

اس سے پہلے ضمیر اسے کے قدموں کو روکتا --- اس نے قدموں کی رفتار بڑھائی تھی لیکن وہ شخص اس کے سامنے کھڑا ہو گیا ---

"ڈاکٹر صبیہ آپ میرے عبدالباری کا آپریشن کروں گی؟"

حمزہ نے صرف اثبات میں سر بلایا منہ سے بولنے کی ہمت نہیں تھی ---

ڈاکٹر صبیہ --- چھوٹا سا ہے میرا عبدالباری --- ٹیکہ بھی لگ جائے تو بڑا درد ہوتا ہے ہے "

جی اسے --- اکلوتا بھی ہے نا میرا پتر --- لاڈلا ہے میرا اور میری بیوی کا --- میرے بس میں

ہوتا نا جی تو اپنا پیٹ کٹوا لیتا --- پر اپنے بیٹے کو --- "شاید اس شخص کا ضبط ختم ہوا تھا

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا حمزہ کو لگا لگے کی گرہیں اتنی بڑھ گئیں ہوں کے سانس لینا محال

ہوا ہو ---

آئیے ڈاکٹر حمند۔۔۔ "ڈاکٹر راشد نے کی پکار پر وہ ذرا سا چونکی تھی۔۔۔ وہ ڈاکٹر حسن کمال " کی عمر کے تھے کافی سینئر تھے۔۔۔ کڈنی کے ٹرانسپلانٹ میں بھی کئی بار شامل ہو چکے تھے۔۔۔ حمند دھیرے سے چلتی ہوئی وہاں پہنچی تھی۔۔۔

ڈاکٹر حسن کا آڈر ہے کہ یہ آپریشن آپ کریں گی میں صرف آپ کو انسٹرکشن کروں گا۔۔۔ "ڈاکٹر " راشد کی بات اس نے بے دلی سے سنی تھی نظریں حمند کی صرف اس بچے کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جو کہنے کی امید لئے لیٹا تھا۔۔۔ بے ضرر سا۔۔۔

"کیا قصور ہے اس کا۔۔۔ کیوں اسے میں بلاوجہ موت کے بھنٹ چڑھانے جا رہی ہوں۔۔۔ " باقی شعبوں میں انسان خود کو دیکھ لیتا ہے۔۔۔ لیکن ڈاکٹر کی لائف میں اسکی ڈیوٹی پہلی " اہمیت رکھتی ہے۔۔۔ مریض اول درجہ رکھتا ہے۔۔۔ اپنی لائف اپنی ترجعات اور اپنی فیملی ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔ کیونکہ ہم انسانیت کے لئے چنے گئے ہیں۔۔۔ اللہ کی عیال کے مسیحا ہیں۔۔۔ اگر کوئی مریض تکلیف میں ہے تو ڈاکٹر کا اپنی نیند سے جاگ کر اسے دیکھنا اسکی تکلیف کو دور کرنا بھی عبادت ہے۔۔۔

بلکل ویسے ہی جیسے راہ چلتے مسافر کی راہ سے پتھر کو پیچھے ہٹا کر اسکی راہ کو ہموار کرنا صدقہ ہے۔۔۔

"The doctor's responsibility is his first goal"

اپنے ٹیچر کا لیکچر حمزہ کو یاد آنے لگا۔۔۔۔

جو وہ بڑے غور اور توجہ سے سنتی تھی اپنی زندگی کے اصولوں میں شامل کرتی تھی۔۔۔

اس بچے کے پاس کھڑے ہو کر۔۔۔ اس نے اپنی نظریں اس کے چہرے سے ہٹائیں۔ تھیں

بیٹا عبادت میں خیانت کبھی مت کرنا۔۔۔ اللہ ایماندار کو سے محبت کرتا ہے۔۔۔ "اپنے ابا کی" بات یاد آنے لگی

ابا عبادت میں خیانت کہاں ہوتی ہے۔۔۔ میں نماز پابندی سے پڑھتی ہوں۔۔۔ توجہ بھی

پوری دیتی ہوں "حمزہ کے جواب پر اس کے ابا مسکرانے لگے

میری گریٹا نماز بہترین عبادت ہے لیکن نماز ہی عبادت نہیں ہے۔۔۔ کسی مریض کا علاج کرنا

اور پوری ایمانداری سے کرنا بھی عبادت ہے۔۔۔ اگر تم اپنے پیشے سے نا انصافی کروں گی تو وہ

بھی خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔۔۔ اور یہ حقوق عباد کے ساتھ ظلم ہے۔۔۔ اللہ اپنے

احکامات میں نرمی محبت کر لیتا ہے لیکن حقوق عباد کی معافی نہیں ہے۔۔۔ یہاں تک کہ اگر

ایک سینگ والی بکری بغیر سینگ والی بکری کو سینگ مارے تو قیامت کے دن اللہ انکے درمیان

بھی انصاف کا معاملہ فرمائیں گئے۔۔۔ بنا سینگ والی بکری کو سینگ دیے جائیں گئے وہ اپنا بدلہ

لے گی پھر وہ دونوں مٹی ہو جائیں گئے کیونکہ جنت دوزخ تو جن وانس لے لئے ہیں۔۔۔

سوچوں میری گریٹا جب وہ پروردیگا نا سمجھ جانوروں میں انصاف کے تقاضوں کو نہیں چھوڑے گا تو ہم تو پھر انسان ہیں --- یہ حقوق عباد کا معاملہ ہے --- ورنہ تو وہ بخشے پر آئے تو بے نمازی جواری شرابی کو بھی بخش دیتا ہے کیونکہ یہ اللہ کا بندے سے معاملہ ہے وہ جسے چاہے سزا دے جسے چاہے بخش دے " --- حمزہ کو لگا ہاتھوں میں جان باقی نہیں رہی تھی ---

حممنہ ناؤ اسٹاٹ "ڈاکٹر راشد نے اسے گم صم دیکھ کر کہا۔۔۔"

آئی ایم ناٹ فینگ ویل ---- "وہ دھیرے سے بولی اپنی ہی دھڑکنیں ڈوبتی ہوئی محسوس ہونے لگیں

اُس او کے کچھ دیر بیٹھ جاؤں -- وہ پیچھے رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔"

نرس نے اسے ایک گلاس پانی دیا تھا۔۔۔ بیس منٹ گزر چکے تھے لیکن اس کے لئے ہر لمحہ آزمائش بنکر گزر رہا تھا۔۔۔۔

دس منٹ تک وہ بڑی مشکل سے خود کو اس گناہ کے لئے آمادہ کر پائی تھی ---

لیکن جب جب بچے کے چہرے پر نظر پڑتی اس کا دل دھلنے لگتا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر راشد حمزہ کے ساتھ ہی کھڑے تھے --- ہاتھ میں انٹرومنٹ لئے جس سے کٹ کیا جاتا ہے --- حمزہ کے ہاتھ کپکپائے تھے

ڈاکٹر صبیہ۔۔۔۔۔ چھوٹا سا ہے میرا عبدالباری۔۔۔۔۔ ٹیکہ بھی لگ جائے تو بڑا درد ہوتا ہے ہے " جی اسے۔۔۔۔۔ اکلوتا بھی ہے میرا پتر۔۔۔۔۔ لاڈلا ہے میرا اور میری بیوی کا۔۔۔۔۔ میرے بس میں ہوتا نا۔۔۔۔۔ جی تو اپنا پیٹ کٹوا لیتا۔۔۔۔۔ پر اپنے بیٹے کو "اس بچے کے باپ کی گرگڑاہٹ نے جیسے حمنا کے ہاتھ روکے تھے۔۔۔۔۔ اس نے وہ کٹر دوبارہ سے ڈرے۔ ہس پھنک دیا نہیں میں یہ نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ نو۔۔۔۔۔ نیور۔۔۔۔۔ ظلم ہے یہ "حمنا یک دم پیچھے ہٹی تھی "

"What's wrong with you doctor humna "

ڈاکٹر راشد کا لہجہ سخت ہوا تھا

نہیں میں یہ نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ میں یہ گناہ نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ "وہ کئی قدم پیچھے ہٹی تھی " ڈاکٹر حمنا آپ کی ڈاکٹر حسن سے کیا کمنٹمنٹ ہوئی ہے یاد ہے۔۔۔۔۔ "ڈاکٹر راشد نے جیسے

اسے یاد دلانا چاہا

مجھے ایسا کوئی کام نہیں کرنا۔۔۔۔۔ خیانت ہے یہ۔۔۔۔۔ میں یہ گناہ نہیں کر سکتی "وہ بدحواس " سی ہوئی تھی

دیکھیں انسان ایک گردے پر زندہ رہ سکتا ہے۔۔۔۔۔ اس بچے کا ایک گردہ ایک اور بچے کی زندگی " بچا سکتا ہے۔۔۔۔۔ یہ نیک کام ہے گناہ نہیں ثواب ہے "ڈاکٹر راشد جیسے اسے اپنی دلیلوں سے قائل کرنے لگا

میں نے پہلے کہہا تھا۔۔ ڈاکٹر حسن سے کہ اس لڑکی پر بھروسہ مت کروں۔۔۔ وہی ہوا۔۔۔ " ڈاکٹر راشد نے غصے سے جیب سے موبائل نکالا ساری بات ڈاکٹر حسن کو بتائی۔۔ جو اسکی والدہ کو آپریشن کر چکے تھے بس انکے اسٹیجس ہی لگ رہے تھے۔۔۔

حممنہ کا انکار سن کر ڈاکٹر حسن کا غصے سے برا حال ہوا تھا عین وقت پر اسکی لڑکی نے دغا دی تھی

اسپیئر کھولو راشد "حسن کمال کے کہنے پر ڈاکٹر راشد نے فون کا اسپیکر کھولا"

حممنہ تمہاری ماں کا آپریشن میں کر چکا ہوں میں نے وعدہ نبھایا ہے اب تم اپنا وعدہ نبھاؤں ورنہ " ابھی اسی وقت تمہاری ماں کو ہمیشہ کی نیند سلا دوں گا "وہ غصے سے پھرے بول رہے تھے میں یہ نہیں کر سکتی۔۔ یہ ظلم ہے۔۔۔ میں اپنی والدہ کی فیس آج ہی اریج کر کے دے " دوں گی "حممنہ کے جواب پر وہ آپے سے باہر ہوئے تھے

"او شٹ اپ حممنہ۔۔۔ تم آپریشن کر رہی ہو یا۔۔۔"

نہیں میں یہ نہیں کر سکتی "وہ مسلسل انکار کر رہی تھی"

او کے۔۔۔۔ نرس او کسجین ماسک اتارو مریض کا۔۔۔۔ "حسن کمال کی آواز گونجی"

لیکن ڈاکٹر حسن اس طرح سے انکا سانس رک جائے گا۔۔۔ "ایک نرس کی آواز آئی حممنہ کے دل کا یہ عالم تھا کہ پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا

اس پیشنٹ کے اسٹیجیز ادھیڑ دو ابھی -- اسی وقت --- میرے سامنے "ڈاکٹر حسن کے" سفاکانہ حکم پر حمہ کے منہ سے سسکی برآمد ہوئی تھی پوری کی پوری لرز سی گئی تھی ---

بٹ ڈاکٹر "نرس کو شاید ترس آیا تھا"

جو کہہ رہا ہوں وہ کروں ہری اپ --- "ڈاکٹر حسن کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی پر فون" پر مشین سے اس کی والدہ کے دل دھڑکنوں کو انڈیکیٹ کرتی مشن کی ٹوں ٹوں سنائی دے رہی تھی لیکن بس چند منٹ -- اسکے بعد جو سن رہی تھی وہ اسکی ماں کی موت کی تصدیقی ٹوں تھی --- دل جیسے سینے میں تھم گیا تھا --- فون بند ہو گیا تھا حمہ کو لگا سانس بھی بند سا ہو گیا ہے --- فرض کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا بیٹھتی تھی ---

حمّٰنہ جاؤں تم یہاں سے --- میں خود بیچ کر لوں گا "ڈاکٹر راشد حمّٰنہ کی کیفیت سے بے خبر" اپنے موقف پر قائم تھا

اگر اس بچے کو ہاتھ لگایا تو میں شور مچا دوں گی --- نرس باہر لیکر جاؤں مریض کو --- کوئی " آپریشن نہیں ہو گا یہاں --- میں نے جو کھو دیا ہے اس کے بعد میرے پاس کھونے کے لئے کچھ بچا نہیں ہے اس لئے --- اگر کچھ غلط کرنے کی کوشش بھی کی تو --- جیل کی سلاخوں کے پیچھے نظر آؤں گئے تم " ڈاکٹر راشد کو بنا لحاظ کے وہ سخت تنبیہ کر رہی تھی --- ڈاکٹر راشد گھبرا کر باہر نکل گیا نرس بچے کو باہر لے گئی

|| b b ||

شی از نو مور۔۔ ایم سوری "وہ پیشانی پر بل ڈالے بولے"

واٹ --- ڈیڈ ایسے کیسے ہو سکتا ہے "اصفر کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا"

کیوں نہیں ہو سکتا۔۔ میں ڈاکٹر ہوں خدا نہیں " ہمیشہ سے نا خدا بننے والا حسن کمال آج "

غصے سے اپنی ہی بات کی تردید کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔۔ اصفر کو کچھ پل کے لئے بد

حواس سا ہو گیا تھا۔۔ باپ کے غصے کی وجہ اسے حسن کمال کا ناکام آپرشن لگا تھا۔۔۔۔

دکھ تو اصفر کو بھی بہت ہوا تھا لیکن حمزہ کا سوچ کر مزید پریشان ہوا تھا کہ کیسے اسے یہ خبر

سنائے گا۔۔۔ جلدی سے سیریاں نیچے اترتا تھا۔۔۔ وہ سامنے ہی کوریڈور پر چلتے ہوئے نظر آگئی

تختی

وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے پاس پہنچا تھا۔۔۔

اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔ آنکھوں میں نمی لئے بولا "

"حمزة وه"

- جانتی ہوں امی اب نہیں رہیں "بڑے ضبط سے بولی تھی۔۔۔ بڑے حوصلے سے آنسوں"

پونچے تھے۔۔۔

اصفر اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا --- عجیب لڑکی تھی کل رات سے رو رو کے بے حال تھی --- حالانکہ اسوقت اسکی والدہ زندہ تھیں --- اور ابھی جب وہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر جا چکیں۔ تھیں تو وہ وہ آنسوؤں پونچ رہی تھی --- --- اصفر کو لگا کہ شاید وہ شدید صدمے میں ہے اس لئے اس کے دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا

حمنہ وہ جا چکیں ہیں تمہیں چھوڑ کر --- روکیوں نہیں رہی ہو تم --- "اصفر نے چاہا کہ وہ " پھوٹ پھوٹ کر روئے اپنے اندر کا غبار نکسل لے لیکن وہ چپ تھی "ہاتھ چھوڑیں میرے اصفر ---"

"میں جس تا ہوں بہت بڑا صدمہ ہے حمنہ --- لیکن ہم بے بس ہیں "

جانتی ہوں سانسوں پر اللہ کا اختیار ہے میری ماں کی موت آپریشن تھیڑ کے اسرپچر پر ہی لکھی " تھی --- سمجھ گئی ہوں یہ بات --- قبول بھی کر چکی ہوں --- "اب وہ رو نہیں رہی تھی اصفر کے آنسوؤں ضرور بہہ رہے تھے وہ حیران سا ہو تھا اس کے اس طرح کے رویے پر "حمنہ میں سمجھ سکتا ہوں "

اصفر کے اسے ساتھ لگانا چاہتا لیکن وہ اس سے اپنے بازو چھڑوانے لگی

اصفر مجھے چھوڑ دیں --- "اپنے بازو اس کی گرفت سے چھڑوا کر وہ تیزی سے کوریڈور سے باہر" کی طرف جانے لگی --- وہ اس کے پیچھے ہی گیا تھا لیکن وہ ہاسپٹل سے نکل کر ٹیکسی میں بیٹھ چکی تھی

ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے ڈاکٹر یوسف کو فون کیا تھا ---

"اُس حممنہ؟"

"یس سر"

اتنے سال بعد تمہیں سر کی یاد آگئی --- دے دی تمہارے مطلبی شوہر نے مجھ سے بات "کرنے کی اجازت" یوسف ہر بات سے انجان تھا اصفر نے جب سے یوسف سے بحث کی تھی دوبارہ اس سے رابطہ تک نہیں کیا تھا نا حممنہ کو اجازت تھی کی وہ یوسف سے بات کر لے "سر میری امی" یہ کہہ کر وہ رونے لگی

حممنہ کیا ہوا ہے --- آپکی امی کو "وہ پریشان ہوا تھا"

وہ اب نہیں رہیں --- "روتے ہوئے اس نے بتایا تھا"

"اوہ نو --- کیا ہوا اچانک سے انہیں"

سر میں یہ سب میں آپ کو بعد میں بتاؤں گی مجھے اس وقت پیسوں کی سخت ضرورت ہے "

تیرا لاکھ ادھار مل سکتے ہیں "حمنہ بے تحاشہ روتے ہوئے پوچھ رہی تھی
"اتنی بڑی رقم کیا کرنی ہے تم نے"

"مجھے میری امی کی ڈیڈ باڈی چاہیے --- جو مجھے تیرا لاکھ بھر کر ملے گی"

کون سے ہاسپٹل میں ہیں وہ ---؟ ایسا کیا ہوا ہے انہیں؟ اصفہر کہاں ہے "یوسف نے کئی
سوال کر ڈالے تھے

"سر میں نے کہانا میں ابھی نہیں بتا سکتی"

"حمنہ یہ بہت بڑی رقم ہے --- میرے پاس چھ لاکھ ہی ہوں گئے سیونگ کے ---"

ٹھیک ہے آپ وہ میرے اکاؤنٹ میں ڈلوادیں --- میں آپ کو اکاؤنٹ نمبر سینٹ کر دیتی"

ہوں --- یہ کہہ کر اس نے فون بند کیا اپنے گھر جا کر اپنا سارا زیور نکال کر بیچ دیا سوا ظے چند
چیزوں کے جو اسکے والد نے اسے دیں تھیں --- پیسوں کا انتظام کر کے وہ ہاسپٹل پہنچی تھی

فون پر اسکی ساس کی اصفہر کی کئی کال آئیں مگر اس نے نہیں اٹھائیں بل پے کر کے اپنی

والدہ کی میت کو وہ گھر لے گئی تھی سارا محلہ اکٹھا ہو چکا تھا --- کچھ دیر میں اصفہر اور اسکی والدہ

بھی پہنچ گئیں سفید شلوار قمیض میں ملبوس تھا --- اس بار دعا بھی آئی تھی لیکن جسے مجبور لائی

گئی ہو ---

حسن کمال نہیں آیا تھا سیف مردوں میں بیٹھ گیا۔۔۔ حمزہ اب تو نہیں رہی تھی۔ چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ اس کی ساس اسکے ساتھ لگ روئے لگی تسلی دینے لگی لیکن نا تو حمزہ روئی۔۔۔ نا ہی کچھ بولی۔۔۔ اصغر اسے ہی دیکھ رہا تھا جس کا رویہ پل پل اسے حیران کر رہا تھا کچھ دیر میں اسکی والدہ کی میت لے جانے کے لئے محلے والوں نے اصغر کو ہی بلایا تھا۔۔۔ اس نے بس میت کے پاس جا کر آخری بار اپنی امی کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ پھر کان کے پاس جا کر اپنے دودھ بخشنے کی درخواست کی۔۔۔ پھر پیچھے ہٹ گئی۔۔۔ دفنانے کے بعد۔۔۔ سب ہی آہستہ آہستہ جا چکے تھے سیف اور دعا بھی چلے گئے۔۔۔ بس اصغر اور اسکی والدہ ہی رہ گئے تھے

"بیٹا اب تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔۔۔ یہاں اکیلی رہ کر کیا کروں گی"

مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔ "حمزہ بالکل بے تاثر تھی۔۔۔ اسپاٹ لہجے سے بولی۔۔۔"

"لیکن بیٹا"

او کے آل رائٹ۔۔۔۔ "اصغر نے اپنی والدہ کو مزید بولنے سے روک دیا"

موم آپ ڈرائیور کے ساتھ واپس چلی جائیں۔۔ میں یہیں ہوں حمزہ کے پاس "اصغر کے"

کہنے پر حمزہ نے ایک تاسف بھری نظر اس ڈالی تھی

آپ بھی جاسکتے ہیں۔۔۔ "وہ برجستہ بولی تھی"

"میں کہیں نہیں جا رہا۔۔۔ تمہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ روتی رہوں پریشان رہوں گی"

مسٹر اصفر حسن کمال --- آپ یہاں سے جاسکتے ہیں -- آج کے بعد میری فکر کرنے کی کوئی " ضرورت نہیں ہے آپ کو --- آپ سے اگلی ملاقات میں اب کوٹ میں کروں گی " حممنہ کے سخت لہجے اور غیر متوقع بات پر اصفر جتنا بھی حیران ہوتی کم تھا

.....

اصفر نے بے یقینی سے حممنہ کے بے تاثر چہرے کو دیکھا تھا ---- پھر چلتا ہوا اس کے مقابل کھڑا ہو گیا

کیا کہا تم نے کہاں کروں گی اگلی ملاقات مجھ سے " لہجہ متوازن تھا --- لیکن سنجیدگی سے بھر " پور

ٹھیک سے سنا نہیں آپ نے --- اگلی ملاقات کوٹ میں ہوگی --- مجھے خلع چاہیے --- " اور اتنے باظرف تو آپ ہیں نہیں کہ آسانی سے میرا یہ حق مجھے دیدیں --- تو ظاہر ہے کوٹ تو جانا ہی پڑے گا --- " اتنا اجنبی لہجہ تھا کہ نا چاہتے ہوئے بھی طیش میں آ گیا تھا کیا بکو اس ہے یہ " اس سے پہلے کے وہ اسے بازو سے پکڑتا حممنہ پیچھے ہٹ گئی اسے غصے میں " دیکھ کر کچھ خوفزدہ بھی ہوئی تھی --- لیکن --- خود کو - با اعتماد ہی ثابت کر رہی تھی --- اصفر کی والدہ جلدی سے ان دونوں کے بیچ میں آ گئیں

اصفر کنڑول پور سیلف ---- ابھی وہ صدمے میں ہے --- اس لئے سمجھ نہیں پا رہی کہ کیا " "کہہ رہی ہے لیکن تم تو ہوش سے کام لو

جی نہیں میں پورے ہوش و حواس میں ہوں اگر یہ یہاں سے واپس نہیں گئے تو میں پولیس " کو انفارم کر دوں گی "حمنے نے بنا لحاظ کے کہا اصفر نے اسے گھور کر دیکھا تھا

حمنے بیٹا کیا ہو گیا ہے تمہیں -- کیسی باتیں کر رہی ہو --- ہمارے علاؤہ اور ہے کون تمہارا " --- اصفر کتنا پیار کرتا ہے تم سے ---- ہم سب کتنا چاہتے ہیں تمہیں --- ایک اچھی بیٹی لائف ہے تمہاری ---

Why do you want to ruin your life?

اصفر کی والدہ نے اسے سمجھانا چاہا

یہ میری لائف ہے --- جو چاہے کروں --- "حمنے نے سخت لہجے سے کہا اصفر نے اپنی " والدہ کو بیچ سے پیچھے کیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی آنکھوں میں غصے سے دیکھنے لگا نو ---- اُس ناٹ آ پور لائف ---- اُس مائے لائف --- "

تمہیں عدالت جانا ہے شوق سے جاؤں ---- خلع کا نوٹس بھیجنے میں اور خلع کا کیس لڑنے میں بہت فرق ہے حمنے ---- میں دیکھتا ہوں تمہارا یہ بے بنیاد کیس کون سا وکیل لڑنے کے لئے تیار ہوتا ہے ----

ایک بات میری یاد رکھنا ---- چھوڑو گا تو میں تمہیں کسی قیمت پر بھی نہیں ---- ایک مہینے کے اندر اندر کیس کی جیت کے ساتھ تمہیں اپنے ساتھ لیکر جاؤں گا ---- اسکے بعد خیر منانا تم اپنی ---- اب تک میری صرف محبت دیکھی ہے تم نے --- آج کے بعد ضد دیکھوں گی "یہ کہہ اصفر نے اپنی والدہ ہاتھ پکڑا اور اسکے گھر سے باہر جانے لگا

آج تک تم نے بھی عورت کا ایک روپ دیکھا ہے اصفر حسن ---- ایک محبت کرنے والی " فرما بردار بیوی کا ---- آج کے بعد دوسرا دیکھوں گے ---- چھوڑو گی تو میں بھی نہیں ---- نا تمہیں نا تمہارے باپ کو ---- "حمنے چلا کر بولی تھی اصفر اور اسکی والدہ نے پلٹ کر دیکھا تھا --- اصفر اور حمنے کی نظروں کا تبادلہ ہوا تھا --- ایک کی آنکھوں میں ضد تھی تو دوسرے کی آنکھوں میں صرف نفرت

اپنے باپ کے بارے حمنے کے منہ سے سن کر وہ اسکی طرف غصے سے بڑھنے لگا تھا --- لیکن اسکی والدہ نے اسے بازو سے پکڑ لیا ----

اصفر چلو یہاں سے " اصفر کی والدہ بھی تماشہ نہیں چاہتی۔ تمہیں اصفرا سے غصے سے " گھورتے ہوئے باہر چلا گیا

.....

* * * * *

دوسرے دن حمزہ کا رخ عدالت کی جانب تھا۔۔۔۔

"---ایم سوری ڈاکٹر حمزہ بٹ --- آپ کی بات میں شاید ٹھیک سے سمجھ ہی نہیں پایا ہوں

وہ یوں انجان بننے کا نائٹک کر رہا ہو حممنہ چپ ہی رہی

آپ جانتی ہیں کہ ایک عورت کیا چاہتی ہے --- "

ایک اچھا گھر --- ویل ایجوکیٹ اور اچھی پوسٹ کا شوہر بنک --- بیلنس ڈھیر ساری شاپنگ

--- آسائشیں سہولیات --- میرے خیال سے یہ آپ کے ہسبند آپ کو مہیا کر رہے ہیں

--- اچھے نامور ڈاکٹر کا بیٹا ہے بنگلہ گاڑی بنک بیلنس کسی چیز کی کمی نہیں ہے آپ کی لائف

میں آئی پرفیکٹ لائف آپ کی رہیں ہیں --- یہاں عورتیں - میرے پاس --- طلاق لینے کی

مختلف وجوہات بیان کرتی ہیں --- شوہر خرچہ نہیں دیتا --- گھر کی اور بیوی بچوں کی ضروریات

یوری نہیں کرتا۔۔۔ مارتا پیٹتا ہے۔۔۔

ساس سسر ظلم کرتے ہیں --- کام کرواتے ہیں -- بے جا پابندیاں وغیرہ وغیرہ --- مگر آپ

"کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا گیا۔۔۔ سیم آئی۔ رائٹ؟۔۔۔"

جی میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔ لیکن میں جانتی ہوں میرے ہسبند کی کمائی جائز نہیں"

---- میں ایسے شخص کے ساتھ نہیں رہ سکتی جس کی کمائی مشتبہ ہو --- "حمزہ سنجیدگی سے

جواب دے رہی تھی

"جی ظاہر ہے میں کیوں چھوٹی قسم کھاؤں گی"

نہیں میں جھوٹ نہیں بول سکتی "صاف انکار ہوا تھا"

"سر آپ"

جی حمہ کل میں آنہیں سکا آپی والدہ تعزیت کے لئے --- اصر سے سامنا نہیں کرنا چاہتا " تھا "یوسف خفگی سے بولا یوسف کی بیوی آگے بڑھ کر حمہ سے گلے ملی --- افسوس بھی کیا حمہ نے گھر کا تالا کھولا انہیں اندر بلایا --- وہ لوگ بیٹھ گئے --- حمہ نے اس سے کچھ بھی نہیں چھپایا تھا ہر بات کہہ دی یوسف تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا --- اس کی بیوی بھی پریشان سی ہو گئی تھی ---

اف --- حسن انکل پیسے کے لالچی ہیں یہ میں جانتا تھا --- اس لئے اصر کے ہزار بار " کہنے پر بھی اس کے ہاسپٹل میں نے جاب نہیں کی --- کیونکہ وہاں پیسوں کی قدر ہے انسانوں کی نہیں --- لیکن وہ اس حد تک گرے ہوئے بھی ہو سکتے ہیں یہ میں نہیں جانتا تھا کہ ایک جان ہی لے لیں گئے --- ورنہ با خدا تمہاری شادی کبھی بھی اصر سے نا ہونے دیتا "یوسف اسی بات پر شرمندہ تھا

قسمت کی بات ہے سر آپ کیوں نادم ہو رہے ہیں "حمہ نے اسکی خفت دور کرنی چاہی " مجھے تو اصر پر بھی غصہ آ رہا ہے --- ایسا تو نہیں ہے باپ کی کالی کرتوتوں سے انجان ہو --- " بس پردہ ڈالے ہوئے ہے --- گھٹیا شخص "یوسف تاسف سے بولا

سر میں اپنا گھر بیچ رہی ہوں --- آپ کے پیسے جلد لوٹا دوں گی "حمہ کی بات پر اسکی بیوی

برجستہ بولی

کیوں غیروں والی بات کر رہی ہو حمنہ --- ہم پیسے مانگنے آئے ہیں کیا؟ --- نہیں حمنہ --- " گھر مت بچو --- تمہارے ماں باپ کی نشانی ہے --- " وہ بڑی اپنڈیت سے بولیں میں بھی یہی کہنے آیا تھا تم سے کہ مجھے میری رقم واپس نہیں چاہیے " یوسف نے بھی خفیف " سی مسکراہٹ سے کہا "سر اس کی ضرورت نہیں ہے "۔ "

حمنہ سر نہیں یوسف بھائی کہو گی تو مجھے زیادہ اچھا لگے گا --- اور تم نے اپنا سمجھ کر ہی " اتنے مان سے مجھ سے پیسے مانگے --- اچھا لگا مجھے -- کے برے وقت میں تمہیں میرا خیال آیا ---

اگر مزید بھی کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا تکلف مجھ سے کہہ دینا یا اپنی بھابی سے کہہ دینا ایک ہی بات ہے " یوسف کی بات پر اسکی بیوی نے بھی اثبات میں سر ہلایا میں تو کہتی ہوں یوسف اسے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں یہاں اکیلی کیسے رہے گی " یوسف کی " بیوی نے فکر مندی سے کہا

نہیں بھابی یہاں کے سب پرٹوسی بہت اچھے ہیں ہر مشکل میں ساتھ دینے والے - میرا پورا " بچپن انہیں لوگوں میں رہ کر گزرا ہے -- میں اکیلی نہیں ہوں --- امی کے بیڈ پر سوتے ہوئے

لگتا ہے ماں کی گود میں سو رہی ہوں اس لئے کہیں نہیں جاؤں گی --- "حمنہ نے نم آنکھوں سے کہا

ٹھیک ہے حمنہ جیسا تم مناسب سمجھو --- ہمیں اب اجازت دو --- "یوسف کچھ ہی " دیر میں جاچکا تھا --- حمنہ نے فریج سے کھانا نکالا اور گرم کر کے کھانے لگی --- سوچوں کی یلغار تھی --- اب تک کسی وکیل نے اس کا کیس لینے کی ہامی نہیں بھری تھی ---

بھوک تو ویسے ہی اسکی مرچکی تھی اس لئے زہر مار کر کے چند نوالے ہی اندر ڈالے اور چائے بنا کر صحن میں بیٹھ گئی --- جب دروازے پر دستک ہوئی دروازے کو کھولا تو سامنے ڈاکٹر غفور تھے ---

سر آپ آئیے نا اندر تشریف لائیں "وہ اندر داخل ہو گئے ---"

مجھے آج ہی پتہ چلا آپکی والدہ کے بارے میں --- بہت افسوس ہوا --- اور اس سے بڑھ کر " افسوس اس بات کا ہوا کہ حسن نے مجھے اطلاع دینا بھی ضروری نہیں سمجھا چلو تمہاری تو ماں تمہیں کہاں ہوش رہی ہوگی تمہیں ان باتوں کی -- لیکن اصفر اور حسن تو بتا سکتے تھے --- سر آپ چھوڑیں انہیں --- ہر انسان کو اپنے دکھ کا بوجھ خود ہی اٹھانا پڑتا ہے --- مجھے کسی " سے شکوہ نہیں ہے

میں نے سنا ہے کہ آپکی والدہ کا آپریشن حسن نے کیا تھا؟ "ڈاکٹر غفور کی بات پر جیسے حمزہ کا" زخم ہرا ہوا تھا منہ سے کچھ نہیں بولی بس اثبات میں سر ہلا گئی

امیزنگ "انہوں نے تعجب کا اظہار کیا"

ڈاکٹر حسن تو آنکھیں بند کر کے بھی آپریشن کرے تو غلط نہیں کر سکتا۔۔۔ پھر تمہاری والدہ کا "معاملہ سمجھ نہیں آیا۔۔۔۔"

ایک قانون اللہ کا بھی ہے سر۔۔۔۔ جس کے آگے ہماری سائنس ٹیکنالوجی ہر چیز فیل ہے "کن فیا کن کا پورا اختیار اس ذات نے اپنے ہاتھوں میں رکھا ہے۔۔۔۔ میں اور آپ تو بس کوشش ہی کر سکتے ہیں "حمزہ حسن کمال نام بھی سننا نہیں چاہتی تھی اپنی ماں کے ساتھ کی گئی ما انصافی کو اللہ کے سپرد کر چکی تھی۔۔۔۔"

"جی بے شک۔۔۔۔"

سر میں کل سے ڈیوٹی جوائن کر لوں گی "حمزہ بات پر ڈاکٹر غفور نے نرمی سے کہا"

"ارے نہیں بیٹا چند دن اور گزار لوں۔۔۔ میں تو صرف تعزیت کے لئے آیا تھا۔۔۔۔"

گھر بیٹھ کر کیا کروں گی۔۔۔۔"

"چلو جیسے تمہاری مرضی۔۔۔۔ بیٹا اگر کسی بھی قسم کی ضرورت ہو تو بلا جھجک کہہ دینا۔۔۔۔"

جی ضرور "ڈاکٹر غفور بھی اٹھ کر چلے گئے"

کئی دن کی وکیلوں کی بھاگ دوڑ کے بعد دوبارہ اسی وکیل کو حمہ نے اصفہ کے ساتھ بات چیت کرتے دیکھا تھا۔۔۔ اصفہ اسی کے کعبن سے نکل رہا تھا دونوں ہنس کر بات کر رہے تھے۔۔۔ حمہ ذرا سا پیچھے ہٹ گئی۔۔۔ تاکہ اصفہ کی نظر اس پر نا پڑ جائے پھر اپنی فائل اپنے "چہرے کے سامنے رکھ لی کیونکہ وہ دونوں وہیں سے گزر رہے تھے

اصفہ صاحب آپ فکر ہی نا کریں پہلی پیشی ہی کافی ہے۔۔۔ بے بنیاد سا کیس ہے۔۔۔"

سمجھ میں کے جیت سو فیصد آپکی ہے "وکیل بڑا جوش اور ولولے دیکھا رہا تھا

وکیل صاحب بس کیس کو ایسے ختم کریں کے میری بیوی دوبارہ خلع کے بارے میں سوچ " بھی نا سکے۔۔۔ فیس کی فکر مت کیجے گا ابھی جو پانچ لاکھ کا چیک میں نے دیا ہی تو معمولی سی پیشگی ہے میری طرف سے۔۔۔ جس دن جج نے فیصلہ میرے حق میں کر دیا۔۔۔ خوش کر دوںگا

آپ کو "وہ پیسوں کا رعب۔۔۔ حرام کی کمائی تھی جتنی چاہتا اڑاتا پوچھنے والا کون تھا

سمجھ لیں کے فیصلہ آپکے حق میں ہو گیا۔۔۔ جج کے فیصلے بھی ہماری ہی جیبوں میں ہوتے ہیں۔۔۔ کس جج کو کیسے ٹیکل کرنا ہے یہ سب ہم وکیل جانتے ہیں۔۔۔ پھر وہ ایک کمزور سی خاتون ہے۔۔۔ کیس اس سے بھی زیادہ نا پائید ہے۔۔۔ بس بے فکر ہو کر جائیں اور بیگم کی آنے کی تیاری کریں "وکیل کی تسلیاں جاری تھی اسکے برابر سے دونوں اپنی باتوں میں لگن گزر چکے تھے۔۔۔ حمہ پل بھر کے لئے ہمت ہار بیٹھی تھی۔۔۔ گھر آکر بہت روئی تھی۔۔۔ اصفہ

کے پاس جانے کے تصور نے جیسے اسکی جان ہوا کی تھی --- اسکے ایک جنون کو وہ دیکھ چکی تھی --- جس دن مولوی صاحب کے پاس گئی تھی ---- اور اب تو کھلی دھمکی دے کر گیا تھا --- دل ڈر سے کانپ سا گیا تھا نا جانے اب کیا کرے گا اس کے ساتھ ---- کوئی راستہ اسکے سامنے نہیں تھا جیسے اندھیر نگری تھی ---- بڑی شدت سے اپنی امی یاد آنے لگیں تھیں امی یہ ہر وقت کون سے وظیفے پڑھتی رہتی ہیں آپ -- کھانا بناتے ہوئے گھر کے کام کرتے " ہوئے فارغ بیٹھے ہوئے آپ کے ہونٹ مسلسل حرکت کرتے رہتے ہیں " ماں کے ساتھ لگ کر وہ پوچھ رہی تھی

تمہارے لئے ہر وقت دعا گو رہتی ہوں --- اللہ سے کہتی ہوں میری بچی پر آنے والی ہر " مصیبت ٹل جائے --- گرم ہوا بھی نا چھوئے تمہیں " حممنہ کے رخسار کو چومتے ہوئے وہ بڑی محبت سے بولیں تھیں فرحت محبت سے حممنہ نے اپنا سر انکے سینے پر رکھ لیا اور بانہوں کو انکے گلے کا بار بنا لیا ---

امی اتنی کامیاب تو ہو گئی ہوں میں --- اب بس بھی کر دیا کریں ---- آپکی دعاؤں کی اب " ضرورت نہیں رہی مجھے بڑی خوشحال زندگی گزار رہی ہوں " حممنہ نے ماں کی طرف دیکھا

ایسا نہیں کہتے بیٹا ماں تو ہر وقت اپنے بچوں کے لئے دعا کرتی ہے --- اللہ تمہاری ساری زندگی " کو خوشیوں سے بھر دے --- ساری رکاوٹوں کو دور کر دے " حمنہ کے رونے میں تیزی آئی تھی ماں کی باتیں یاد آتے ہی دل تڑپ سا گیا تھا

جب تک ماں زندہ تھی سارے راستے پھولوں کی سچ لگتے رہے --- وہ سب یقیناً ماں کی دعاؤں کا ثمر تھا اور اب لگتا تھا ہر قدم پر دگمگا جائے گی --- وضو کر کے جائے نماز پر بیٹھ گئی --- نوافل پڑھ کر سجدے میں گر گڑانے لگی

یا اللہ میں بالکل تنہا ہو چکی ہوں کوئی نہیں ہے میرا یہاں --- مجھے اس وقت ماں کی گود کی " طلب ہے جہاں سر رکھ کر میں ہر غم بھول جاؤں لیکن میں اس نعمت سے محروم ہو چکی ہوں --- مجھے اس وقت باپ کے کندھے کی ضرورت کے جس پر سر رکھوں اور وہ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دیں میری بد نصیبی یہ ہے میں میرے پاس یہ دونوں نعمتیں نہیں ہیں بس تو ہے --- اللہ میں تھک گئی ہوں پہلے ہی قدم پر لگتا ہے گر جاؤں گی --- تو اپنے بندوں سے ماں سے زیادہ محبت کرتا ہے شہ رگ سے قریب ہے --- سانسوں کا مالک ہے --- کالی رات میں کالے پہاڑ کے کالے پتھر کے اندر رہنے والے کیڑے کو بھی تو دیکھ سکتا ہے اسے رزق دیتا اسکے رینگنے

کو سن سکتا ہے --- تو پھر میں تو پھر انسان ہو --- عورت ہوں --- دنیا کی نظر میں کمزور ہوں تو

میرے درد کی ٹھیس کو محسوس کر سکتا ہے

میرا ہاتھ اگر تو تھام لے تو تیری عزت کی قسم میں کہیں بھی دگمگا نہیں سکتی --- میری زبان کو اپنے قابو میں رکھ لے --- اس پر ان لفظوں کو جاری کر دے جو حق و سچ ہے تو کوئی وکیل میرا مقابلہ نہیں کر سکتا --- تو یکتا ہے --- واحد ہے --- اپنے بندوں کو بے آسرا نہیں چھوڑتا --- مجھے اپنی پناہ میں لے لیں میرے اللہ --- میں ایسے شخص کے ساتھ کیسے زندگی گزار لوں جس کا رزق مشکوک ہے --- میرے پیٹ کو حرام کے کھانے سے بچا لے --- میری مدد فرما "بہت دیر تک وہ روتی رہی ---

صبح ایک خاتون وکیل نے اس کا کیس تو لے لیا لیکن کوئی بھی اچھی امید نہیں دلائی تھی --- پہلی پیشی پر وہ بہت گھبرا رہی تھی --- وکیل کی باتیں درست ہی تھیں اگر فیصلہ اصفر کے حق میں ہو گیا تو کیا کرے گی --- اسکے ساتھ کیسے اس گھر میں جا سکتی ہے جہاں اس کی ماں کا قاتل موجود ہے ---

کھڑے پر کھڑی اس نے حلف اٹھایا کہ سچ بولے گی ---

"نہیں ایسا بھی کچھ نہیں ہے"

"پھر گالی گولچ کرتے ہی آپ سے ---"

نہیں بالکل نہیں "حمنہ نے جھوٹ نہیں بولا تھا"

تو کیا شوہر کا حق ادا کرنے کے قابل نہیں ہے -- مطلب کوئی جنسی مسئلہ ہے انکے ساتھ"

جس کی وجہ سے آپ یہ قدم اٹھا رہی ہیں "ایک غیر متوقع سوال تھا حمنہ کی شرم سے نظریں

جھکیں تھیں --- بھری عدالت میں وکیلوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس قسم کے سوالوں کا

سامنا بھی کرنا پڑے گا یہ نہیں سوچا تھا ---

جی محترمہ آپ نے جواب نہیں دیا --- "وکیل نے دوبارہ دہرایا"

جی -- نہیں "بامشکل حمنہ نے کہا"

"پھر غیر عورتوں سے تعلقات ہیں ہوں گئے اصغر صاحب --- ؟"

ہرگز نہیں "حمنہ نے برجستہ کہا تھا سامنے بیٹھا اصغر اس کی اس بات پر اسے دیکھنے لگا ---"

جس بے ساختگی سے وہ بولی تھی --- اسے یہ جاننے میں مشکل نہیں ہوئی تھی کہ اب بھی وہ

اس کے دل میں کیا مقام رکھتا ہے --- نظریں کچھ بدلنے لگیں تھیں --- غصے کی شدت کم

ہونے لگی تھی

پھر طلاق کی وجہ کیا ہے محترمہ جب میرے مکمل آپکی ہر قسم کی ضروریات کو بخوبی ادا کر رہے ہیں تو اور آپکو طلاق بھی دینا نہیں چاہتے تو آپ کیوں نہیں رہنا چاہتیں

"مجھے انکی کمائی کے جائز ہونے پر شک ہے ---"

بات کی وضاحت کریں گئیں آپ "وکیل نے کہا"

یہ فیس زیادہ لیتے ہیں ---- "اسکی بات پر ہسنے کی دبی دبی آوازیں کمرہ عدالت میں گونجنے لگیں

میرے خیال سے یہ کوئی جرم نہیں ہے ہر ڈاکٹر کی اپنی مرضی ہے کہ وہ مریضوں کو چیک "کرنے کی فیس کتنی لیتا ہے ---"

ہاسپٹل میں آنے والے مریضوں کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ ڈاکٹر کے دیے گئے ٹیسٹ اسی ہاسپٹل میں کروائیں گئے --- اور لیبارٹری میں انکا اپنا کمیشن ہوتا ہے --- اسی طرح ہاسپٹل سے منسلک میڈیکل اسٹور پر ایسی ادویات رکھیں جاتی ہیں جو عام میڈیکل پر نہیں ملتیں اور ڈاکٹرز اسی میڈیکل اسٹور میں ادویات لکھنے کا پابند ہے اس لئے کے انکی قیمتوں میں بھی ڈاکٹرز اور ہاسپٹل کے آنر کا کمیشن ہوتا ہے جو کے ناجائز ہے ----

پھر مریضوں کی معمولی بیماری کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے انہیں ایڈمیٹ ہونے کا مشورہ دیا جاتا ہے ---- دونوں ہاتھوں سے فیسیں لوٹی جاتی ہیں بجا قسم کے بے شمار ٹیسٹ کی لمبی "لسٹیں ہوتی ہیں --- جو بلا جواز لئے جاتے ہیں ----

یہ کام تو تقریباً ہر پراویٹ ہاسپٹلوں میں ہو رہا ہے "

پھر باقی ڈاکٹرز کی بیگمات میں سے کسی نے آج تک کیس فائل کیوں نہیں کیا --- اور صرف ڈاکٹر ہی کیوں ہر عام انسان اپنے فائدے کے لئے یہ سب کر رہا ہے ایک معمولی سا پھل فروش بھی کچے اور داغی پھل کو ٹھیک کہہ کر بیچ دیتا ہے اور پھل کی قیمت بھی اپنی مرضی کی لیتا ہے تو آپ کی نظر میں وہ بھی جھوٹا اور غلط ہوا اسکی کمائی بھی نا جائز ہوئی ---- اور ہم وکیل ہم بھی اپنے ہر کیس کی فیس اپنی مرضی سے لیتے ہیں اور یہ بات بھی ڈھکی چھپی نہیں کہ جھوٹ کے بغیر ہمارا گزارا ہے --- تو آپکی نظر میں ہم بھی حرام کھا رہے ہیں --- اسی طرح مارکیٹ میں بیٹھے دوکاندار خراب مال بھی اس کے عیب چھپا کر بیچ رہا ہے تو آپ کا خیال ہے وہ بھی نا جائز کر رہا ہے ---- جناب والا ڈاکٹر حمزہ ایک باشعور خاتون ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ڈاکٹر اور سرجن بھی ہیں --- اور اپنے پورے ہوش و حواس میں پاکستان کی اٹھارہ کروڑ عوام پر یہ الزام لگا رہی۔ ہیں کہ سب کے سب اس وقت حرام اور نا جائز کھا رہے ہیں --- "وکیل باتوں کھلاڑی تھا ---- اپنا داؤ بڑی عمدگی سے چل چکا تھا خاتون وکیل چپ تھیں

عام کاروبار میں بھی جھوٹ فریب دھوکہ منع ہے ---- "

اگر ہم صحابہ کرام کی زندگیوں کو دیکھیں تو انہوں نے اپنے تجارتی مالوں کو ہمیشہ عیب بتا کر بیچا ہے ---- لیکن افسوس اس بات کا ہے --- کہ ملک پاکستان کا وجود اسلامی ریاست کی بنیاد پر رکھا گیا ---- لیکن اسلامی جمہوریہ پاکستان --- کے قوانین آج بھی اسلام اور شریعت کے برخلاف ہیں --- بنا ولی کے عورت کو کورٹ میرج کرنے کی اجازت ہمارے مذہب میں بالکل بھی نہیں ہے لیکن قانون میں ہے سود حرام ہے رشوت ناجائز ہے لیکن پھر بھی ہر کوئی جیبیں بھر رہا ہے --- سچ اور جائز کو چھوٹ کا لبادہ پہنانے کے لئے --- پیسے ہی کافی ہو چکے ہیں --- ایسی طرح حرام کی کمائی پر کوئی قانون نہیں بنایا گیا --- میں ہر ایک کی ذمہ دار تو نہیں ہوں لیکن اپنے ایمان کی ضرور ہوں

---- شریعت کی رو سے میں بنا وجہ کے بھی خلع لینے کی حقدار ہوں ---

اگر بیوی کے دل میں کسی وجہ سے نفرت پیدا ہو جائے اور وہ شوہر کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو وہ حق خلع استعمال کر سکتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يَقِيْمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ

البقرة، 2: 229

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتْ النَّبِيَّ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا
أَغْتَبْتُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: أَتَرَدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ
قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: اقْبُلِي الْحَدِيثَ وَطَلِّقِيهَا تَطْلِيقَةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں آکر کہنے لگی یا رسول اللہ میں نہ ثابت بن

قیس کے اخلاق سے ناراض ہوں اور نہ ان کے دین پر عیب لگاتی ہوں، مگر میں اسلام میں آ کر کفرانِ نعمت پسند نہیں کرتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کا باغ (جو حق مہر میں : تم نے لیا تھا) واپس کرو گی؟ وہ بولیں جی ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باغ لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔

بخاری، الصحيح، 5: 2021، رقم: 4971، بیروت، لبنان: دار ابن کثیر الیمامۃ

میں اپنے شوہر پر کوئی ناجائز الزام نہیں لگا رہی

ٹھیک ہے جو اعتراض مجھے ہے اسکی اگر قانون میں درمی برابر بھی اہمیت نہیں تب بھی میری آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ مجھے اس شخص سے علیحدگی دلوا دی جائے۔۔۔۔۔ "حمہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے اس سے پہلے جج جذبات میں واقع تنسیخ نکاح کا حکم نامہ جری کرتا۔۔۔ اصر کھڑا ہو گیا

میں کچھ کہنا چاہتا ہوں پلیز مجھے اجازت دی جائے "جج نے ایک گہری سانس بھری "

"جی کھڑے پر تشریف لائیے "

جج صاحب میں اپنی بیوی کو طلاق نہیں دینا چاہتا۔۔۔ ابھی یہ جذبات میں فیصلہ کر رہی ہے "

۔۔۔ اگر اسے مجھ پر کوئی شک و شبہات ہیں بھی تو مجھے مہلت ملنی چاہیے۔۔۔۔۔ میاں بیوی کے

رشتے میں گنجائش نکل ہی آتی ہے --- اگر انسان چاہے تو --- یہ چھ ماہ میرے ساتھ رہ کر دیکھ لے شاید کے مصلحت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے --- اگر شریعت کو بھی سم سے رکھا جائے تو اسلام بھی یک مشت تین طلاقیں دینے کے خلاف ہے --- صرف س لئے کے میاں بیوی کے رشتے کو مہلت دی جاسکے صلح کی کوئی صورت نکالی جاسکے --- "بڑی مسکنت اور مظلومیت چہرے پر سجائے وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے بڑا دین کا پاسدار ہے

نہیں میں ہرگز نہیں چاہتی "حمنے نے فوراً سے انکار کیا تھا وکیل اور جج کے درمیان نظروں کی اشارے بازیاں ہوئیں تھیں --- پھر جج نے پلکیں اثبات میں بلائیں تھیں پلکوں سے اشارے دیے گئے تھے حمنے سمجھ گئی تھی --- کہ جب جی یں پیسوں سے بھر جائیں ایمان سے خالی دل کہاں اسکی پکار سنیں گے

میرے خیال سے ایک موقع دیا جانا چاہیے ---- "

بی بی آپ کو اپنے شوہر کے ساتھ رہ کر غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے --- اگر چھ ماہ بعد بھی آپ کو لگے کے آپ یہ رشتہ قائم نہیں رکھ سکتیں تو فیصلہ آپکے حق - میں ہو جائے گا --- "جج کا فیصلہ پیسوں کی نظر ہوا تھا --- حمنے کھڑے سے اتر کر کمرہ عدالت سے باہر نکل گئی اپنے پیچھے ہی شوز کی آواز سے سمجھ گئی کے اصرار اسی کے پیچھے آ رہا ہے --- اس لئے اپنی رفتار

بڑھانے لگی دل کی دھڑکنیں قدموں کی رفتار کے ساتھ ساتھ بڑھ رہیں تھیں کوٹ سے باہر نکلتے ہی اس نے حمزہ کو بازو سے پکڑ کر روکا تھا۔۔

اصغر میرا ہاتھ چھوڑیں "حمزہ رو دینے کو تھی"

کیوں ڈاکٹر صاحبہ چھ مہینے کا وقت ملا ہے مجھے آپکی ہر شکایت دور کرنے کے لئے۔۔۔۔ میں " تو لمحہ بھی برباد نہیں کرنا چاہوں گا تمہاری غلط فہمیاں آج سے دور کرنا شروع کر دوں گا۔۔۔ اس لئے چپ چاپ چلو میرے ساتھ۔۔۔ " اسے وہ اپنی گاڑی تک لے گیا مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ کہیں بھی "اپنا بازو وہ چھڑوا کر بولی "

ٹھیک مت جاؤں میرے ساتھ۔۔۔ کوٹ کے آڈر لیکر میں تمہارے گھر پہنچ جاؤں گا۔۔۔۔ " لیکن یہ وعدہ ہے میرا کہ آج رات تم میرے ساتھ گزاروں گی۔۔۔۔ "یہ کہہ کر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔۔۔ کئی آنسوؤں اسکی آنکھوں سے بہے تھے۔۔۔۔

وہ بس اسٹاپ تک پہنچی تو سامنے فٹ پاتھ پر اسے وہی دھاتی شخص نظر آیا لیکن اجڑی ہوئی حالت میں۔۔۔۔ مٹی سے بھری دھوتی اور کرتا بال بھی مٹی سے اٹے ہوئے شیو بھی ہوئی سر جھکائے وہ بیٹھا تھا۔۔۔۔

حمزہ کی مطلوبہ بس آچکی تھی۔۔۔

لیکن وہ روڈ کراس کر کے اس شخص کے پاس پہنچ گئی

*****.....

آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں --- "حمنہ کے کہنے پر اس شخص نے چہرہ اوپر کر کے حمنہ کو دیکھا " پھر کھڑا ہو گیا

آپ وہی ڈاکٹر صبیہ ہو --- وہی ہونا "وہ اسے پہچان چکا تھا " ہاں میں وہیں ہوں --- بیٹا کہاں ہے آپ کا " حمنہ کے پوچھنے کی دیر تھی کہ وہ شخص " پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا دوبارہ سے فٹ پاتھ پر بیٹھ گیا

مار ڈالا --- مار ڈالا میرے عبدالباری کو --- ارے کم نختوں نے میرے بچے کو مار ڈالا --- " وہ شخص اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پیٹتے ہوئے رونے لگا --- حمنہ کو لگا پورے وجود میں سے " کسی نے روح کھینچ لی ہو --- یک دم اپنا پورا جسم بے جان سالگنے لگا اپنے فرض کو نبھانے کے لئے کتنی بڑی قیمت چکا چکی تھی لیکن ہوا کیا تھا --- جس بچے کو بچانے کے لئے اس نے خود کو مار ڈالا تھا --- ماں جیسی ہستی اس سے چھن گئی تھی --- وہ بچہ بھی نہیں رہا تھا --- مارا ڈالا سے بھی --- حمنہ بے جان وجود کے ساتھ وہیں اس شخص کے ساتھ فٹ پاتھ پر ڈھے سی گئی تھی --- آنکھوں میں آنسو تھے لیکن جیسے پتھر کے ہو گئے تھے --- کچھ دیر تو

کہنے لگے بنا آپریشن کیے ہم مریض کو جانے نہیں دیں گئے۔۔۔ مجھ سے پتہ نہیں کن کن " پرچوں پر انگوٹھے وہ لوگ پہلے لگوا چلے تھے کہنے لگے یہ دیکھو تم نے انگوٹھا لگایا ہے کہ بنا آپریشن کے تم بچے کو نہیں لے جا سکتے۔۔۔ اور اب تم شور نہیں مچاؤ گئے نا مریض کو لیکر جاؤ گئے آپریشن کرنا بہت ضروری ہے۔۔۔ مجھ غریب جاہل گوار کو کیا پتہ۔۔۔ کیا ٹھیک ہے کیا

نہیں میرے لاکھ منع کرنے پر بھی وہ لوگ میرے عبدالباری کو دوبارہ آپریشن تھیٹر میں لے گئے
 ---- چار پانچ گھنٹے بعد میرے کو بیٹے باہر لے کر آئے ----

پھر کہنے لگے وہ ٹھیک ہو گیا ہے صبح تک ہوش آ جائے گا ---- لیکن میرے بچے کو ہوش نہیں
 آیا ----

رات سے صبح ہوئی صبح سے پھر شام پھر کہنے لگے غلط ٹیکہ لگ گیا ہے اس لئے آپ کا بچہ مر
 چکا ہے "یہ کہتے ہی وہ شخص پھر سے دھاڑیں مار کر رونے لگا ----

میں لٹ گیا ڈاکٹر صیبہ ---- میں برباد ہو گیا ---- مر گیا میں ---- میرا بچہ مر گیا ---- میرا "
 عبدالباری مر گیا ---- "وہ روئے جا رہا تھا

حمنہ کی اپنی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے

"اس بات کو کافی دن گزر گئے آپ واپس نہیں گئے "

کیسے چلا جاؤں ---- کہاں چلا جاؤں اس کی ماں رو رو کے پاگل ہو گئی ہے کہتی ہے بیٹے کی "
 میت کو لائے بغیر نا آنا ---- اور ہاسپٹل والے کہتے ہیں دس لاکھ بھرو پھر دیں گئے میت کو آٹھ
 دن گزر گئے ہیں ڈاکٹر صیبہ ---- میرے پاس پانچ لاکھ ہی تھے جو میں نے آپریشن کے لئے دے
 دیے اب پیسہ کہاں سے لاؤں ---- "وہ روتے ہوئے بولا ---- حمنہ نے اس کا فون نمبر لے لیا

پیسے میں آپ کو دوں گی لیکن آپ کو بھی میرا ایک کام کرنا پڑے گا" وہ شخص تو یہ سن کر ہی "خوش ہو گیا تھا کہ حمزہ اسے پیسے دینے کے لئے تیار ہو گئی تھی --- اب اسے بیٹے کی ڈیڈ باڈی مل جائے گی

"جی ڈاکٹر صبیہ آپ جو کہو گی وہ کروں گا ---"

میں آپ کو جب فون کروں آپ ہاسپٹل پہنچ جانا --- آپ کو آپکے بیٹے کی ڈیڈ باڈی مل جائے گی --- "حمزہ یہ کہہ کر سیدھا یوسف کے پاس گئی تھی

*****.....

آج تو اصفر کی جیت ہوئی تھی --- دل میں امنگوں کا طوفان ٹھاٹھے مار رہا تھا --- اتنا خوش تھا کہ حمزہ کو ہار کا مزہ چکھا چکا ہے --- جان بوجھ کر رات کوئی پینٹ شرٹ پہنی اچھے سے تیار بھی ہوا شیور بھی تازی کی --- تین چار قسم کے اسپرے خود پر چھڑکائے --- گانا گنگناتے ہوئے چابی انگلی میں گھماتے ہوئے وہ گھر سے نکلا تھا حمزہ پر یہ باور اکرانا چاہتا تھا کہ وہ اپنی جیت کی خوشی منانے آیا ہے حمزہ کے گھر سامنے گاڑی کھڑی کی

نیچے اتر کر گیٹ کے پاس پہنچا تو بڑا سا تالا جیسے اصفر کو منہ چڑھا رہا تھا اصفر کے تو تلوں پر لگی تھی اور سر پر جانجھی تھی --- سینے پر جیسے سانپ لوٹ رہے تھے -- کہاں گئی تھی وہ اس

وقت --- کیوں گئی تھی --- اپنے شوز سے اس نے ایک زوردار ٹھوکر غصے سے دروازے پر ماری تھی --- پھر برابر والے گھر دروازہ دھڑ دھڑایا تھا ایک مرد نے دروازہ کھولا اصفر کو جانتا تھا "اصفر بیٹا تم"

"حمنے کہاں ہے آپ کے گھر ہے؟"

نہیں بیٹا ہمارے گھر تو نہیں ہے --- کیا واپس نہیں آئی ابھی تک صبح کی گئی ہوئی تھی --- "مجھے لگا شاید تم لے گئے ہو سے اپنے گھر" وہ شاید ہر بات سے انجان تھے "نہیں میرے ساتھ نہیں ہے --- اپنی وئے کسی دوست کے گئی ہوگی --- میں فون کر کے" پوچھ لیتا ہوں "اصفر نے حمنے کے نمبر پر کال کی لیکن اس نے فون نہیں اٹھایا -- اصفر کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا ---

اس نے دوبارہ کال کی تو فون آف ہو چکا تھا - جس تھا مطلب کہ وہ یہ سب جان بوجھ کر رہی تھی - اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی -- رگوں میں - خون کی جگہ آگ سی دوڑنے لگی تھی --- غصے سے وہ واپس گاڑی میں بیٹھ کر واپس چلا گیا ---

*****

حمنہ کے آپریشن سے انکار کے بعد حسن کمال کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکی ماں کے ساتھ ساتھ

اسے بھی مار ڈالے --- حمنہ کے ہاسپٹل سے جاتے ہی حسن کمال جلدی سے اس بچے کے روم میں داخل ہوا بڑی مشکل سے ایک ایسا بچہ ملا تھا جو لیاقت چوہدری کے پوتے کو گوردہ ڈونیٹ کر سکتا تھا -- اور دوبارہ ایسا چانس حسن کمال کو دوبارہ ملنے والا نہیں تھا ---- بچے کا باپ دھاتی تھا اسے باتوں میں الجھانا اور پریشاں کرنا حسن کمال کے لئے کوئی بڑی بات تو تھی نہیں --- وہ بیچارہ انکار کرتا رہ گیا لیکن ڈاکٹر کے نام پر بنے فرعونوں کو رحم نا آیا --- آپریشن کی اتنی جلدی تھی اور حسن کمال کا پریشاں اتنا تھا کہ راشد جیسا ڈاکٹر بھی بوکھلا سا گیا تھا --- بچے کو سن اور بے ہوشی کا انجیکشن دوبارہ نہیں لگایا تھا --- آپریشن کے فوری بعد اس کا سن اور بے ہوشی کا اثر ختم ہوا تھا --- ابھی اسٹینچر لگ رہے تھے کہ بچہ تڑپنے لگا درد کی شدت سے ہاتھ پاؤں مارنے لگا --- نرس کے ہاتھ سے اسٹینچر کا تھوڑا چھٹا تھا --- آدھا زخم ابھی کھلا ہوا تھا کہ بچے کے تڑپنے سے خون کے فوارے چھوٹ گئے تھے --- نرس واڈ بوائے کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر راشد کے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے --- بوکھلاہٹ میں راشد نے نرس کو فوراً سے انجیکشن لگانے کو کہا واڈ بوائے بچے کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا ----- جلد بازی میں نرس نے انجیکشن بھرا اور اسکی ایئر نکالے بغیر ہی بچے کے بازو پر لگا دیا ---- کچھ دیر

میں کوشش کر سکتا ہوں ثابت بھی ہو جائے گا لیکن کروں گی کیا یہ سب جان کر "یوسف" نے کہا

کیس کرواں کی حسن کمال پر جتنے مرضی پیسے لگ جائیں اسے سلاخوں کے پیچھے دیکھنا چاہتی " ہوں اسکے غرور اور گھمنڈ کو ٹوٹتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہوں --- "وہ غم اور غصے سے بول رہی تھی

حمنے یہ ممکن نہیں ہے تم اپنا سب کچھ بیچ کر بھی داؤ پر لگا دو تو حسن کمال کا بال بیکا نہیں " کر سکتی --- "یوسف کی بات پر حمنے نے تاسف سے اسے دیکھا

پتہ ہے ہمارا مسئلہ کیا ہے یوسف بھائی -- ہم ظالم کو اپنا مائی باپ سمجھ لیتے ہیں --- سوچ " لیتے کے ہم بے بس ہیں اس لئے کچھ کر نہیں سکتے --- بس چپ ہو سکتے ہیں -- ظلم سہہ سکتے ہیں --- صبر کر سکتے ہیں --- سامنے والے کو یہ سمجھا سکتے ہیں کہ تم طاقتور ہو اس لئے ہم پر نا خدا بن جاؤں "حمنے کے طنز پر یوسف خفیف سا مسکرایا تھا پھر اسے غور سے دیکھنے لگا جانتی جب ہاؤس جاب میں تمہارے گروپ کو میرے انڈر کیا گیا تھا --- پہلی بار تمہارے " اعتماد کو دیکھ کر مجھے لگتا تھا کہ یہ لڑکی ایک دن اتنا آگے بڑھ جائے گی کہ شاید اسے دیکھنے کے لئے مجھے اپنا چہرہ بہت اونچا کرنا پڑے گا ---

تمہارے اندر بہت پہلی ہے حمہہ --- ان چکروں میں مت پڑو --- حسن کمال کی ریس ٹریک پر بھاگتے بھاگتے تم صرف خود کو زخمی کر سکتی ہو --- اس کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی --- ایک حقیقت ہے --- بے شک تلخ ہے --- لیکن سچ ہے --- ہم ایک ایف آئی آر اسکے خلاف کرنے سے آگے نہیں بڑھ سکتے ---

نا جانے کن کن پرچوں پر وہ اس غریب کسان کے انگوٹھے لگوا چکا ہے --- حسن کمال پرانہ "کھلاڑی ہے --- سارے داؤ پیچ سے واقف ہے --- شاید اس بات کا علم اصفر کو بھی نا ہو اس کا نام مت لیں میرے سامنے --- "حمہہ نے خفگی سے کہا " کیوں کیس جیت گیا ہے اس لئے "وہ ذرا سا مسکرایا "

اس کے کیس جیت جانے سے میں اسکی زر خرید نہیں ہوگئی نا وہ میرا مالک بن بیٹھا ہے " حمہہ کے تپے تپے لہجے پر وہ بے اختیار ہنسا تھا "

آپ ہنس رہے ہیں یوسف بھائی "حمہہ کو یوسف کا ہنسنا برا لگا تھا "

ویسے ایک بات تو ہے حمہہ اصفر جیسا بھی ہے محبت تم سے سچی کرتا ہے --- میں آج تک " اسے کسی کے لئے اپنے باپ کے سامنے یوں منتیں کرتے نہیں دیکھا جیسے تمہارے لئے دیکھا ہے جب تک حسن کمال نے تمہارے لئے حامی نہیں بھری تھی اصفر کی جان سولی پر لٹکی رہی

تھی ---- پیار سے سمجھاؤں تو شاید تمہاری بات مان جائے --- "یوسف کا مشورہ اسوقت حمزہ کو برا سا لگ رہا تھا

آپ پھر ٹھیک سے سمجھے نہیں ہے اسے --- اپنے باپ کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتا " چاہے حسن کمال غلط ہوں تب بھی نہیں وہ نا جائز کرے تب بھی نہیں ---

اگر اصغر ٹھیک ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ ہاسپٹل میں ہونے والے ان گھنوں کاموں کی روک تھام نہ کرتا ---- آج کے بعد میرے سامنے اصغر کی سائیڈ مت لیجے گا --- "حمزہ کے تپے انداز پر یوسف خاموش ہو گیا ---- گھر کی قیمت اچھی خاصی لگ گئی تھی یوسف نے یہ کام دنوں میں کرایا تھا ---- پیسے ملتے ہیں حمزہ اس کسان کو فون کیا ہاسپٹل سے اس بچے کی ڈیڈ باڈی گورنمنٹ ہاسپٹل کاٹی گئی تھی --- حالت یہ تھی پوسٹ مارٹم کرنا مشکل ہو رہا تھا ایک سچائی سامنے آچکی تھی ---- رپوٹ بھی تیار کی جا چکی تھی --- بچے کی ڈیڈ باڈی اسکے والد کے حوالے کر کے --- حمزہ نے اس کسان سے کہا کہ وہ اپنے گاؤں لے جا کر اسکی تدفین کر دے اور واپس لوٹ آئے ---- وہ کسان چند دنوں میں واپس لوٹ آیا تھا ---

ایف آئی آر حسن کمال کے خلاف کٹوائی گئی تھی پولیس والے اس لئے تیار نہیں تھے لیکن یوسف کے پاس پوسٹ مارٹم کی گورنمنٹ رپورٹ تھی اس لئے انہیں مجبوراً کاٹنی پڑی --- اس میں ڈاکٹر غفور نے بھی حمزہ کا ساتھ دیا تھا --- ارسٹ وارنٹ کے ساتھ پولیس حسن کمال کے

اپنا موبائل دو مجھے "حسن کمال کے حکم پر ڈرائیور نے اپنا موبائل اسے دے دیا حسن کمال نے " اس کے نمبر سے حممنہ کا نمبر ڈائل کیا یہ تو جانتے تھے کہ وہ ان کے نمبر سے کال ریسپونڈ نہیں کرے گی ایک ان نون نمبر تھا --- حممنہ نے فون اٹھا لیا

تم کیا سمجھتی ہو تم ایک معمولی سی لڑکی --- اس شہر کے بڑے اور نامور ڈاکٹر کو " شکست دے سکتی ہے حسن کمال کو شکست دو گی --- میرا ایک اشارہ تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے " --- وہ پھنکارتے ہوئے بولے

یہ وقت آپ کو بتائے گا کہ معمولی سی لڑکی کیا کر سکتی ہے "حممنہ کا لہجہ متوازن ہی تھا " تم اگر اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئی تو مجھے یقیناً انتہائی قدم اٹھانا پڑے گا --- اور وہ تمہاری " موت بھی اگر ہونا لڑکی تو حسن کمال اس سے بھی گریز نہیں کرے گا " یہ کہہ کر حسن کمال نے فون بند کر دیا ---

*****=

لائب کو جاب کرتے ایک سال گزر گیا تھا ---- جب اسکے والد کی پوسٹنگ مری میں ہو گئی --- یہ خبر لائبہ کے لئے خوشیوں کا خزانہ ثابت ہوئی تھی

ابو جی سچ میں ہم مری جائیں گئے "سب سے زیادہ خوشی لائبہ کو ہو رہی تھی ---- "

ہم وہاں شفٹ ہو جائیں گے "مزل صاحب نے جواب دیا

ہائے ابو جی کتنا مزہ آئے گا نا۔۔۔ مری کے خوبصورت پہاڑ روز دیکھنے کو ملیں گے۔۔۔۔ برف " باری میں میں خوف برف پھنکوں گی امی پر۔۔ بڑا مزہ آئے گا "۔۔۔ صوفے پر بیٹھی آمنہ بیگم نے بیٹی کے منہ سے یہ گل فشائیاں سن کر اسے گھوری سے نوازا تھا

ہاں ہاں بیٹا ایک ماں ہے ملی ہے تمہیں برف سے جی بہلانے کے لئے --- ارے کم نختوں " نے مری میں ہی ٹرانسفر کرنا تھا --- مجھ سے یہاں کی سردی برداشت نہیں ہوتی --- اور اب یہ گھنٹے کا درد زندگی بھر کا روگ بن گیا ہے اوپر سے مری کا سرد موسم پتہ نہیں کیا بنے گا میرا --- " آمنہ بیگم اپنے جوڑوں کے دردوں سے ہراساں تھیں لیکن لائے کی خوشی قابل دید تھی

ارے امی کچھ نہیں ہوتا دو چار دن بس سردی لگے پھر عادت ہو جائے گی --- ہائے امی "

مجھے یقین نہیں آ رہا اب ہم مری میں رہیں وہ بھی ہمیشہ کے لئے اف --- میری تو دلی

خواہش پوری ہونے والی ہے "لائبہ آمنہ بیگم کے کوگلے لگائے خوشی سے زور سے بیچ کر بولی

تیری کونسی خواہش پوری ہوگئی "آمنہ بیگم نے اسے کچھ پیچھے ہٹا کر کہا "

امی مجھے شروع سے مری بڑا پسند ہے --- میں تو روز نماز میں دعا مانگتی تھی کہ - میری شادی " مری ہو جائے --- ہائے اللہ جی آپ کتنے اچھے

آئی لو یو سوچ "وہ اپنے آپ میں مگن بول گئی تھی یہ سوچے سمجھے بنا کہ ماں باپ دونوں وہاں موجود ہیں ایک تھپکی کمر پر لگی تو ہوش آئی

بے شرم --- بے حیا --- کم بخت --- ناہنجان --- بے عقل --- باپ کے سامنے کیسے " دیدہ دلیری سے اپنی ہی شادی کی بات کر رہی ہے --- "دو تین تھپکیوں پر لائے کو ہوش آئی تھی ---

پھر باپ کی جانب چور آنکھوں سے دیکھا وہ اسے ہی خشمگین نظروں سے دیکھ رہے تھے اپنی غلطی کا احساس لائے کو بڑی شدت سے ہوا تھا بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں گئی تھی کم بخت نا جانے کس پر چلی گئی ہے --- ذرا لحاظ نہیں ہے اسے "آمنہ بیگم کا غصہ کسی " طور کم نہیں ہو رہا تھا

اچھا اچھا اب بس بھی کرو۔ اپنی خوشی میں بول گئی ہوگی نا سمجھی میں --- لیکن ایک بات تو " ہم بھی بھول بیٹھے تھے آمنہ اب اس کا احساس ہونے لگا ہے "مزل صاحب سنجیدہ سے ہوئے تھے

اب کیا بھول گئے آپ۔۔ ایک تو میں آپکی اس بھولنے کی بیماری بڑی پریشان ہوں۔۔۔ "آمنہ" بیگم نے کوفت بھرے لہجے سے کہا

"ارے وہ نہیں بیگم۔۔۔ یہی کہ اب لائے بڑی ہو گئی ہے"

"مزل صاحب آپ بھی فی ہی لاتے ہو یہ بات بھی کوئی بھولنے والی ہے۔۔۔"

پوری بات تو سن لو میری "مزل صاحب نے آمنہ بیگم کو ٹوکتے ہوئے کہا"

"جی کہیے"

شادی کی عمر ہو رہی ہے اسکی۔۔۔۔ بائیس سال کی ہو چکی ہے۔۔۔۔ اب ہمیں اس

بارے میں بھی سنجیدگی سے سوچنا چاہیے "مزل صاحب کی بات اب انہیں سمجھ آئی تھی۔۔۔ پھر خود بھی گہری سوچ میں ڈوب گئیں

ہائے مزل صاحب میں نے یہ سوچا ہی نہیں تھا میری لائے کی بھی شادی ہو گئی میرا تو سوچ"

کے ہی دل ڈوبا جا رہا ہے۔۔۔ اس کے بغیر تو مجھے اپنا گھر ہی گھر نہیں لگتا وہ چلی گئی تو ہم بڑھا

بڑھی کیا کریں گئے۔۔۔۔ "آمنہ بیگم کے دل پر ہاتھ پڑا تھا۔۔۔۔ مزل صاحب نے بھی کوئی

گہری سوچ سوچتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا

ابھی کل کی بات لگتی ہے جب میرے ہاتھوں میں نرس نے ننھی منی پیاری سی لائے مجھے

دی تھی اور دیکھوں آج اتنی بڑی بھی ہو گئی "دونوں کی آنکھوں میں نمی سی اتری تھی

یہ بچیاں بھی گھر کے آنگن کی چڑیوں طرح ہوتی ہیں چوں چوں کرتے پورے گھر میں رونق لگا " دیتی ہیں --- لالچ ہی کیا ہوتی ہے انہیں بس چند دانے ہی تو چگتی ہیں ---- پھر آن کی آن میں کب دیوار کی منڈیر سے اڑ کر اتنی دور چلی جاتی ہیں کہ ---- "مزل صاحب ضبط کر گئے ---- لیکن آمنہ بیگم کا ضبط ٹوٹ چکا تھا وہ تو رونے ہی لگی۔ تھیں مزل صاحب --- اب بس بھی کریں رلائیں گئے کیا "اپنے آنسوؤں پونچتے ہوئے بولیں "

.....

اصفر جب حمنہ کے گھر پہنچا تو وہاں کچھ اجنبی سے لوگ تھے --- حمنہ کا پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ گھریج چکی ہے ---- اصفر وہاں سے سیدھا یوسف کے گھر گیا تھا ---- دروازہ اس کی بیوی نے کھولا تھا ---- یوسف بھی گھر پر موجود تھا مجھے یوسف سے ملنا ہے "وہ دو ٹوک انداز سے بولا "

اصفر بھائی آپ یہیں رکیں انہیں بلاتی ہوں "یوسف کی وائف نہیں چاہتی تھی کہ وہ اندر " داخل ہو کیونکہ حمنہ بھی ان کے گھر پر ہی موجود تھی لیکن اصفر کے سر پر تو جیسے خون سوار تھا اس لئے دروازہ پورا کھول کر سائیڈ سے اندر چلا گیا یوسف کی بیوی اسے پکارتی رہ گئی لیکن وہ لان سے ہوتا ہوا لانج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا سامنے ہی یوسف اور حمنہ صوفے پر ہی بیٹھے

میں باہر تمہارا گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ صرف دو منٹ دے رہا ہوں تمہیں۔۔۔ جلدی " سے آؤں باہر "اصفر کا غصے کے مارے سانس پھول رہا تھا مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔۔۔۔ میرا انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپکو "حمنہ کا" بار بار انکار اسے اشتعال میں لانے لگا تھا

تم ہر حال میں میرے ساتھ جاؤں گی اور ہاتھ جوڑ کر میرے باپ سے معافی بھی مانگوں اپنا "کیس بھی واپس لوگی۔۔۔۔۔ انکار نہیں سنو گا تمہارا۔۔۔۔۔ وہ زہر خند لہجے میں بول رہا تھا میں نہیں جاؤں گی "حمنہ نے پھر سے انکار کیا"

یوسف حمنہ کے اب بھی آگے ہی کھڑا تھا۔۔۔

وہ اسی کے پیچھے آدھی چھپی ہوئی تھی۔۔۔

سن لیا تم نے حمنہ تمہارے ساتھ نہیں جانا چاہتی اس لئے اب نکلو میرے گھر سے باہر۔۔۔۔

یوسف نے چٹکی بجا کر اسے جانے کے لئے کیا وہ حمنہ کو گھورتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

جب حمنہ کے پتہ چلا کہ اس کی ایف آئی آر بے معنی ہو گئی ہے تو پھر اس نے میڈیا کا سہارا لیا

۔۔۔ صحافی پہلے تو اس کیس کو اچھالنے اور سب کے سامنے لانے سے گھبرائے تھے۔۔۔۔۔ بہت

سارے چینلز نے انکار کر دیا لیکن جہاں خود غرض لوگ ہوتے ہیں وہیں احساس مند لوگ بھی

مل جاتے ہیں ایسے ایک نوجوان صحافی لڑکے سے حمزہ اور یوسف کی ملاقات ہوئی وہ ساری بات سن کر انکی مدد کرنے کے لئے مان گیا

اخبار میں حسن کمال کا نام فرنٹ پیج کی زینت بنا تھا عبدالباری کے باپ کا مختصر سا۔ بیاں بھی لیا گیا۔۔۔۔۔

خبر کسی آگ کی طرح پھیلی تھی حسن کمال کو وہ آگ لگی تھی کے برداشت سے باہر تھی۔۔۔۔۔
اصفر کا بھی یہی حال تھا۔۔۔۔۔

یہ لڑکی بچے گی نہیں اب مجھ سے۔۔۔۔۔ اس کے خلاف میرے پاس بہت سے ثبوت ہیں۔۔۔۔۔"
دیکھوں اب میں کیا کرتا ہوں۔۔۔۔۔ اسے جیل کی سلاخوں کے پیچھے نا بھیجا تو ڈاکٹر حسن کمال نام نہیں ہے میرا۔۔۔۔۔ "غصے سے ڈانگ ٹیبل پر اخبار لپیٹ کر زور سے پھنک کر وہ بنا ناشتہ کیے ہی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے

اصفر فوراً سے پہلے طلاق دو س لڑکی کو۔۔۔۔۔ اب وہ اس قابل نہیں کہ اسے اس گھر کی بہو "
کی حیثیت سے رکھا جائے ارے ایسی بھی کیا نفرت کہ اس حد تک پہنچ جائے۔۔۔۔۔ حسن کو بھلے کا بدلہ برا ہی ملا ہے۔ اس لڑکی سے عیش سے رکھا ہے ہم نے اسے اور یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ "اصفر کی والدہ بھی ناگواری سے بولیں۔۔۔۔۔ اصفر نے کوئی جواب نہیں دیا بس وہاں سے اٹھ کر چلا گیا

لگے روز حمنہ بس اسٹاپ پر اپنی مطلوبہ بس کا انتظار کر رہی تھی جب ایک تیز رفتار گاڑی اس کے پاس آکر کی تھی ---- گاڑی کا بیک ڈور کھلا اور دو لڑکے ماسک پہنے باہر نکلے ہاتھوں میں اسلحہ لئے اوپر ہوا میں فائرنگ کی --- سب لوگ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے ان میں سے ایک نے حمنہ کا ہاتھ پکڑا اور گھسٹتے ہوئے گاڑی میں لے جانے لگا وہ چیخنے چلانے لگی ---- دوسرے لڑکے نے پھر سے ہوائی فائر کیا پھر وہاں موجود لوگوں سے غراتے ہوئے بولا

تم لوگوں نے یہاں کچھ ہوتے نہیں دیکھا سمجھے --- یہاں کسی لڑکی کو اغوا نہیں کیا گیا " بس اس بیان کے علاوہ اگر کسی نے بھی کچھ بھی کہنے کی کوشش کی تو اسکی بیٹی بھی اسے ہی غائب ہوگی " لوگوں کے خوف کے مارے پہلے ہی جان نکلی ہوئی تھی کون تھا جو یہ جرت دیکھاتا ---- پھر وہ لڑکا بھی گاڑی میں بیٹھ گیا گاڑی تیز رفتار سے خاک اڑاتی ہوئی آگے بڑھ گئی ----

حمنہ اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی --- اسکی آنکھوں پر ایک کالی پٹی باندھ دی گئی پھر ناک پر ایک رومال رکھا گیا کلوروفارم کی تیز خوشبوں نے اسے چند لمحوں میں حوش و حواس سے دور کیا تھا

*****

حمزہ کی جب آنکھ کھلی تو سر بے تحاشہ بھاری ہو رہا تھا۔۔۔۔ آنکھیں نشے سے بوجھل تھیں۔۔۔۔ آنکھوں کے پپوٹے سو جے ہوئے تھے۔۔۔ جیسے آنکھوں پر کوئی وزن ہو اٹھنے کی ہر کوشش بے کار ہوئی تھی۔۔۔۔

با مشکل وہ آنکھیں کھول پائی تھی۔۔۔۔ ذہن سن تھا۔۔۔۔ اوپر چھت پر ایک پنکھا چلتا ہوا نظر آیا۔۔۔۔ آنکھیں پھر سے بند ہوئی ذہن نے کچھ کام کرنا شروع کیا تو یاد آیا کہ اسے شاید کڈنیپ کیا گیا تھا۔۔۔۔ یک دم جیسے حواس بحال ہوئے تھے وہ کرنٹ کی مانند اٹھ کر بیٹھی تھی خالی کمرہ تھا لیکن کمرہ ہر آسائش سے آراستہ تھا۔۔۔۔ ضرورت کی ہر چیز موجود تھی حمزہ نے اپنے گھومتے سر کو دونوں ہاتھوں سے جکڑا تھا۔۔۔۔ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یہاں کیوں لائی گئی ہے۔۔۔۔ اب کون سی نئی آزمائش ہے۔۔۔۔ نا جانے اب کیا ہو گا اسکے ساتھ ہوس کا شکار بنا کر مار دیں گے یا پھر۔۔۔۔۔۔ "دل میں خوف ابھرا تھا پورے جسم کے مسام سے پسینے پھوٹنے لگے تھے۔۔۔۔ گھبراہٹ سے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں تھیں۔۔۔۔ جھٹ سے وہ بیڈ سے نیچے اتری تھی دروازے کھولنے کی کوشش کی تو وہ لوک تھا کھڑکی کے پاس گی تو وہ بھی لوک تھی دروازے کو خوب پیٹا لیکن نا کوئی اندر آیا نا کسی نے دروازہ کھولا۔۔۔۔ تھک ہار کر وہ سامنے صوفے پر بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔۔ طرح طرح کے وسوسے ستارہ تھے۔۔۔۔

دل میں یہ بھی آیا کہ یوسف کی بات مان لینی چاہیے تھی ایک عورت کہاں حق کی خاطر لڑ سکتی ہے ایک قدم رکھتے ہی دوسرے قدم پر پہلے عزت سے پامال کر دی جاتی ہے پھر مار دی جاتی ہے --- مرنے کا تو اتنا خوف نہیں تھا لیکن عزت کے جانے کا ڈر موت سے بڑھ کر تھا --- کئی آنسو آنکھوں سے گر کر دامن میں جذب ہوئے تھے ---

رات تک وہ وقفے وقفے سے روتی رہی بار بار دروازہ بھی کھٹکھٹاتی رہی --- دس بجے کے قریب وہ صوفے پر بیٹھی رو رہی تھی جب دروازہ کھلا تھا

ایک پٹھان شخص تھا ہاتھ میں کھانے ٹرے لئے شلوار قمیض پہنے سر پو جالی والی ٹوپی پہنے نظریں جھکائے اندر داخل ہوا تھا ---

جیسے وہ اندر آیا حمزہ صوفے کے ساتھ لگ گئی خوفزدہ سی تھی --- لیکن وہ سائیڈ ٹیبل پر ہی ٹرے رکھ کر واپس جانے لگا ---

سنو "حمزہ نے اسے پکارا بھی لیکن وہ رکا نہیں دوبارہ سے دروازہ بند ہوا اور پھر لوک " حمزہ نے کھانا نہیں کھایا تھا --- رات بارہ بجے تک بھوک پیاس سے نڈھال ہونے لگی تھی لیکن نا ایک گھونٹ پانی پینا روٹی کا ایک لقمہ منہ میں ڈالا --- بارہ بجے پھر سے دروازہ کھلا تھا سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی ---

آپ "اصفر کھڑا مسکرا رہا تھا"

یس مائے وائف میں --- "چہرے پر بڑی دلفریب مسکراہٹ سجائے وہ آگے بڑھ رہا تھا حمزہ"

کا جی چاہا کوئی چیز اٹھا کر اسکے سر پر دے مارے یہ کون سا طریقہ تھا... اپنی ہی بیوی کو اغوا کرنا

اسے ڈرانا ہراساں کرنا ---

بڑے بے تکلفانہ انداز سے وہ اسے برابر میں س کر بیٹھ گیا تھا

وہ پیچھے ہونے لگی ---

لیکن ہٹنے کی جگہ نہیں تھی "

کیسا گزرا سفر؟ آنے میں کوئی دکت --- کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی "بڑا عام سا انداز تھا جیسے"

بڑے اچھے تعلقات نبھائے جا رہے تھے ---

"شرم آنی چاہیے آپ کو اس قسم کی گھٹیا حرکت کرتے ہوئے"

کیوں بھی کیا گھٹیا حرکت کی ہے میں نے --- ہاں "اس کے بہتے ہوئے آنسوؤں کو اصفر"

نے اپنی انگلی کے پوروں سے اٹھا کر ہوا میں جھاڑتے ہوئے کہا ---

مجھے یوں کڈ نیپ کروا کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں آپ "حمزہ نے آزر دگی سے کہا وہ اس بات"

پر استزائیہ انداز میں مسکرایا پھر اپنی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا

جانے من! میری بیوی ہو تم --- میری شریک حیات --- میری نصف بہتر... تمہیں میں " کہیں بھی لے جا سکتا ہوں --- بیکوز یو آر مائے لولی وائف --- شو شوٹ " بڑا پیار دیکھاتے ہوئے اس کا نرمی سے گال کھینچ کر بولا --- حممنہ نے فوراً سے اصفر کا ہاتھ جھٹکا --- ہاتھ پیچھے کریں اپنا "وہ ناگواری سے بولی"

"امم ہممم --- بری بات ہے سوئٹ ہارٹ اس طرح کی بدتمیزی برداشت نہیں کروں گا ---" اسکے چہرے پر اپنے ہاتھ کی پشت نرمی سے پھیرنے لگا حممنہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی لیکن اصفر وہیں بڑے اطمینان سے بیٹھا رہا حممنہ دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی --- لیکن دروازہ کھلا نہیں --- کافی دیر وہ زور آزمائی کرتی رہی لیکن بے سود واپس پلٹ کر اس نے تاسف سے اصفر کو "دیکھا تھا جو بڑی فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا ---"

کر لی اپنی من مانی ہو گیا شوق پورا --- شاباش اب اچھی بیوی کی طرح ادھر آکر بیٹھو۔ میرے " پاس --- "اس کا اتنا نارمل انداز حممنہ کی سمجھ سے باہر تھا --- اصفر دروازہ کھولیں مجھے یہاں نہیں رہنا "ہمت کر کے اس نے کہا"

رہنا تو پڑے گا نا میری جان کیا ہے ناکہ باہر رہ رہ کر بہت بگڑتی جا رہی ہو تم اور مجھے بگڑی " ہوئی بیوی کو سیدھا کرنا بہت اچھے سے آتا ہے "اب اس کے چہرے تاثرات بدلنے لگے تھے

یوسف کو --- لیکن اسکی بیوی کا خیال آگیا --- بچ گیا وہ میرے ہاتھوں لیکن اگر دوبارہ کسی کو تمہارے آس پاس بھی دیکھا تو شاید مار ہی ڈالوں گا اسے --- "حمنہ اسکی آنکھوں اس وقت جنون اور وحشت ہی دیکھ رہی تھی --- حمنہ کا دل بری طرح سے دھڑک رہا خوف سے ڈر سے

وہ کچھ پیچھے ہٹ گیا ---

کھانا کھاو اپنا --- ورنہ پھر ناکہنا کہ تمہیں اتنا بھی وقت نہیں دیا میں نے کیونکہ باقی کا تمہارا " سارا وقت میرے نام ہے --- "یہ کہہ وہ کمرے سے باہر نکل گیا --- کھانے کو حمنہ نے ہاتھ نہیں لگایا تھا --- جانتی تھی کہ اسکی بات ماننے کے علاوہ دوسرا راستہ نہیں ہے اس کے پاس --- چاہے وہ دل سے مانے یا جبرا لیکن اس وقت مرضی اصفہ کی ہی چلے گئی اپنی بے بسی پر وہ صرف رو سکتی تھی اس لئے رو رہی تھی ---

اگلی صبح حمنہ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اٹھ کر بیٹھ سکے چوبیس گھنٹے سے بھوکی پیاسی تھی اپنے برابر میں دیکھا تو اس ستم پر نظر پڑی جو اسکے شوہر کے مرتبے پر فائز تھا --- اپنے سارے حقوق جانتا تھا

ڈنکے کی چوٹ پر لینا بھی جانتا تھا ---- چاہے بیوی کی مرضی ہو یا نا ہو ---- اصفہر بے خبر سو رہا تھا --

حممنہ نے سوچ لیا تھا کہ ہار نہیں مانے گی ---

کچھ دیر بعد ہی دروازے کی دستک پر اصفہر کی آنکھ کھلی تھی --- حمنہ نے فوراً سے آنکھیں بند کر لیں تاکہ اسے لگے کہ وہ سو رہی ہے ---

وہ فوراً سے اٹھ بیٹھا تھا سامنے گھڑی ہر نظر ڈالی صبح کے چھ بج رہے تھے

لحاف پیچھے ہٹا کر پہلے اس نے حمنہ کی جانب دیکھا اسے سوتے ہوئے دیکھ کر اس پر اچھی طرح سے لحاف دیا اور کمرے کا دروازہ کھولا --- سامنے وہی پٹھان ملازم تھا "بولو گل خان"

"صاحب جی ناشتہ لاؤں آپ کے لئے"

"ہاں لے آؤں"

یہ کہہ کر اصفہر نے دروازہ بند کیا اور خود واش روم کا رخ کیا ---- نہا کر وہ جب باہر آیا وہ تب بھی سو رہی تھی

ناشتے کی ٹرے اس نے باہر سے ہی ملازم سے لی تھی --- صوفے کے سامنے رکھے ٹیبل پر رکھ کر حمنہ کو اٹھانے لگا

ڈاکٹر صاحبہ اٹھ جائے صبح ہوگئی ہے رات کی خماری ٹوٹی نہیں ابھی تک ---- "وہی طنزیہ"
لجہ تھا دل دیکھانے والے انداز لئے وہ بول رہا تھا --- حمنہ کی پیشانی پر کئی بل پڑے تھے
چہرے پر ناگواری کے آثار ابھرے تھے

یعنی جاگ گئی ہو ڈرامے کر رہی میرے ساتھ --- چلو اٹھو اور ناشتہ کرو رات بھر سے بھوکی ہو "

مجھے۔ بھوک نہیں ہے۔۔۔ نا ہی میں کچھ کھاؤں گی "حمزہ کروٹ بدلی تھی اصفر غصے سے"

اسے دیکھا تھا

شرافت سے اٹھوں اور ناشتہ کرو"۔ اصف نے بازو سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا حمزہ نے "اپنا بازو اس سے چھڑوایا اور اٹھ کر بیٹھ گئی

ورنہ کیا کریں گئے آپ ---- زبردستی ناشتہ کروائیں"

اصفر مجھے کچھ نہیں کھانا میرے لئے آپ کا کمایا ہوا رزق حرام ہے ---

میں مر جاؤں گی لیکن ناکچھ کھاؤں گی نا ہی پیوگی ---- بہتر ہے مجھے آزاد کر دیں ---- اس قید سے اپنے رشتے سے ---- طلاق دیدیں مجھے

ایک زوردار تھپڑ حممنہ کے منہ پڑا تھا۔"

ایسی بلا وجہ کی ڈیوٹیز سے ذرا پرہیز ہی کیا کروں تم ---- آئندہ مجھ سے پوچھے بنا تم نہیں "

جاؤں گئے "حسن کمال کے تشویشی انداز پر وہ یک دم تلملا گیا تھا

"ڈیڈ میں اب بچہ تو نہیں ہوں کہ ایک ایک بات آپ کو -----"

اصفر "حسن کمال کی دھاڑ پر اصفر چپ ہوا تھا بات بچ میں رہ گئی تھی"

- مجھے یہ باروا کروانے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم کتنے بڑے آلو کے پیٹھے ہو چکے ہو وہ سب "

میں جانتا ہوں ---- "جتنے غصے میں وہ تھے اصفہر مزید کچھ بول نہیں سکا تھارات کو دوبارہ حمہ

کے پاس جانے کا کوئی چانس نظر نہیں آ رہا تھا باپ سے چھپ کر یہ قدم اٹھایا تھا تاکہ میڈیا کی

بات دب جائے اور حمہ خلع کا کیس بھی واپس لے لے۔۔۔۔۔ حمہ کو۔ چھوڑ دینا صفر کے بس

میں نہیں تھا لیکن اس کی وجہ سے حسن کمال کی عزت کی جو دھجیاں اڑ چکی۔ تمہیں وہ کبھی

اسے بہو کے روپ میں قبول نہیں کرتے ---- فی الحال تو بالکل نہیں کرتے اصفر دو کشتیوں کا

مسافر بن چکا تھا نا باپ کو چھوڑ سکتا تھا نا بیوی کو ---- اس لئے ایک چور راستہ اصفہر نے اپنایا

تھا۔۔۔۔۔اپنے پرانے فارم ہاؤس میں اسے لے گیا تھا۔۔۔۔۔لڑکوں کے ذریعے اسے صرف بس

اسٹاپ سے اٹھوایا تھا۔۔۔۔۔ آدھے راستے میں ہی وہ لڑکے گاڑی سے اتر چکے تھے گاڑی اصر

نے ڈرائیو کی تھی کمرے میں وہی اسے لے کر گیا تھا۔۔۔۔

اب جاؤں یہاں سے --- "حسن کمال سگار جلاتے ہوئے غصے سے بولے اصفر انکے کمرے سے باہر نکل گیا

شام کو گل خان کی کال آگئی

صاحب جی وہ بیگم صاحبہ کچھ کھا نہیں رہیں ہیں --- صبح بھی ناشتہ پھنک دیا تھا اب دوپہر کو " بھی کھانا واپس بھجوا دیا۔۔۔ پانی تک نہیں پیا۔۔۔۔ جگ تک ویسے بھرا ہوا ہے اور خود نڈھال نڈھال سی ہیں --- "گل خان کہ بات سن وہ جی بھر کے زچ ہوا تھا

- "اوہ شٹ ---- عجیب ضدی لڑکی ہے ---- او کے ---- میں آتا ہوں ----" اصفہری طرح سے پھنس چکا تھا ایک طرف حسن کمال جو اسے ہلنے نہیں دے رہے تھے دوسری طرف حمزہ جو تیس گھنٹے سے بھوکی پیاسی تھی ----

اس وقت اسے حمہ کی زیادہ فکر تھی۔۔۔۔ اس لئے شام کی اوپی ڈی سے منع کر کے وہ سیدھا فارم ہاؤس گیا تھا۔۔۔۔ اپنے ساتھ چند انجکشن اور ڈرپ بھی لیکر گیا تھا۔۔۔۔ کہ اگر اس کچھ نا کھایا تو ڈرپ کے ذریعے اسکی خوراک کی کمی پوری کر دے گا

وہاں پہنچے ہی پہلے وہ حممنہ کے کمرے میں گیا تھا وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی چہرے پر پڑمردگی چھائی تھی --- اصفہر کو دیکھ کر رخ بدل گئی --- صبح حممنہ کی طلاق کی بات سن کر مارے گئے تھپڑ کا افسوس سا اسے ہونے لگا تھا

اس بار وہ اس کے پاس بیٹھ گیا بڑی نرمی سے بات شروع کی

حمنہ یہ سب کیا ہے یار۔۔۔ ہو کیا گیا ہے تمہیں۔۔۔۔۔"

پانچ سال کتنے اچھے گزرے ہیں ہمارے --- کیوں میری اور اپنی زندگی کو آزمائش بنا رہی ہو ----

اس ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لینا چاہا لیکن اس نے پی ھے کر لیا دنوں بازو بیڈ پر رکھ خود بیٹھنے کی " کوشش کرنے لگی جو بھوکے رہنے کی وجہ سے ہونی والی نقاہت سے مشکل لگ رہا تھا وہ بہت

نرمی اور اپنلٹ سے کہہ رہا تھا

آزمائش میں تو میں پڑ گئی ہوں ---- میری زندگی ایک اذیت میں گزر رہی ہے ---- جیسی زندگی "

آپ گزار رہیں ہیں میں سب کچھ جان کر ایک دن بھی نہیں گزار سکتی --- با خدا مجھے پہلے علم

ہوتا تو آپ سے شادی کی ناکرتی - "حممنہ کی بات پر وہ سمجھ کر رہ گیا تھا

یہ صرف تمہاری فرسودہ سوچ ہے اور کچھ نہیں۔۔۔۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں حمزہ۔۔۔۔۔"

تمہیں الگ نہیں کر سکتا ٹرائے ٹوانڈسٹینڈ۔۔۔ "اصفر کی بات سن کر وہ اسے غور سے دیکھنے

لگی --- بے بس تو بھی لگ رہا تھا ---

"ٹھیک ہے آپ اپنے والد اور انکے ہاسپٹل کو چھوڑ دیں میں خلع کا نوٹس واپس لے لوں گی"

ایک نیا امتحان تھا جس وہ اسے ڈال رہی تھی

واٹ آر بش ----- ڈیڈ کو کیوں چھوڑ دوں "۔" سہ تمللا سا گیا تھا "

نو۔۔۔ نتھنگ ڈیڈ کو چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔ میں تو ساری زندگی ڈیڈ کے ساتھ " رہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ اور تمہیں بھی ڈیڈ سے اپنی غلطی کے لئے سوری کہنا چاہیے "۔ حمزہ نے

اصفر بات سن کر بلا تامل کہا

غلطی؟ کیسی غلطی "حمنہ نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا اصفر متحیر ہوا۔ "تمہیں اپنی غلطی کا" احساس تک نہیں ہے حمنہ تم نے جھوٹا کیس کروایا ہے میرے ڈیڈ پر۔۔۔ میڈیا میں غلط باتیں پھیلا رہی تھی اس یوسف کی باتوں میں آکر شاید جیلنس ہے وہ۔ مجھ سے میری اور ڈیڈ کی کامیابی سے اس لئے خود تو کچھ کر نہیں سکتا تمہیں مہرہ بنا رہا ہے "اصفر کی اپنی سوچ تھی۔۔۔۔ اپنے "ہی قیاس تھے۔

"اصفر کیا آپ واقع اتنے ہی انجان ہیں یا یہ بھی کوئی نئی چال میرے ساتھ چل رہے ہیں"

حمزہ کو لگا تھا کہ وہ اپنے باپ کے ہر عمل سے واقف ہوگا

واٹ ڈو یو مین؟ "وہ نا فہم نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔"

قاتل ہے آپ کا باپ --- مار ڈالا انہوں میری ماں کو "حمنہ چلا کر بولی پھر رونے لگی اصفہر"

آپے سے باہر ہوا تھا

کچھ بھی بکواس کرو گی تم ----, "وہ چلا کر بولا وہاں سے کھڑا ہو گیا"

میرے ڈیڈ نے تو تاریخ بھی نہیں ڈالی تھی تمہاری امی کے لئے اسی وقت آپریشن کرنے کے " لئے تیار ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اب یہ اللہ کا فیصلہ تھا ورنہ کئی سال ہو چکے ہیں ڈیڈ کے ہاتھوں کبھی کوئی آپریشن ناکام نہیں ہوا۔۔۔۔۔ تم میرے باپ کی کمائی کو حرام سمجھتی ہو۔۔۔۔۔ ذرا عقل سے سوچو اگر وہ برے ہوتے تو کیا اللہ انکے ہاتھ میں شفا رکھتا۔۔۔۔۔؟

میرا باپ دل جان سے مریضوں کا علاج کرتا ہے۔۔۔ ایسے مریض انکے ہاتھ سے صحت یاب ہوئے ہیں جن کو بڑے بڑے شہروں کے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا۔۔۔۔ اگر وہ قاتل ہوتا یا حرام کھا رہا ہوتا تو اللہ شفا جیسی اتنی بڑی نعمت سے انہیں نا نوازتے لیکن تمہارے اپنے ہی الگ عقائد ہیں "اصفر کو اپنا باپ ہر حال میں ٹھیک اور حق پر لگ رہا تھا

اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے اپنے بندوں انہیں سدھرنے کا پورا موقع دیتا ہے --- رہ گئی شفا کی " بات تو وہ اپنی نعمتوں کو اپنے بندوں کو دے کر بھی آزماتا ہے - اسر لے کر بھی دیکھتا ہے کہ اس کا بندہ کتنا استقامت - سے کام لیتا -- اسکی مہلت اور آزمائش کو اسکی رضا سمجھ کر غلط روش پر قدم مت بڑھائیں --- جس دن اس نے احتساب لینا شروع کیا تو کہیں کے نہیں رہیں وہ لوگ جو جو اپنے غرض کی لالچ کے لئے ناحق قتل کرنے سے گریز نہیں کرتے --- میں نے کوئی جھوٹا کیس نہیں کروایا --- جو کچھ اس کسان کے بچے کے ساتھ ہوا ہے اگر --- "

بس حمہ میں ڈیڈ کے بارے میں کچھ بھی سننا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ تمپیں اگر ان کے ساتھ "مسلمہ ہے تو اسے تم خود سولو کروں گی۔۔۔۔۔" وہ مزید سننا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔ ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید بولنے سے روک دیا

مسلمہ ہی سولو کر رہی ہوں۔۔۔ لیو می۔۔۔ چھوڑ دیں مجھے "حمہ اپنے موقف سے ہلنے کو تیار" نہیں تھی

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ تمہیں تو اب میں ایسی ڈور سے باندھو گا کہ مجھے چھوڑنے کا سوچ "بھی نہیں پاؤں گی۔۔۔۔۔" یہ کہہ کر اس نے جیب سے ایک رومال نکال حمہ کی ناک پر رکھا وہ چند لمحوں میں۔ بے حوش ہوئی تھی اسے ڈپ لگا کر اس میں انرجی کے انجیکشن ڈال دیے تاکہ خوراک نالینے پر بھی اسے کمزوری نا ہو جانتا تھا کہ صبح سے پہلے اسے حوش نہیں آئے گا اور اسوقت تک ڈپ اپنا کام کر چکی ہوگی۔۔۔ کمرے کی لائٹ آف کر کے وہ باہر آگیا گل خان "پٹھان ملازم کو اس نے آواز لگائی۔۔۔۔۔ وہ چند لمحوں میں اصفر کے پاس پہنچا تھا "کسی عورت کا انتظام کروں جو رات یہیں میری بیوی کے ساتھ گزارے۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔

صاحب جی اپنی بیوی کو لے آؤں اس وقت اتنی جلدی تو کوئی انتظام نہیں ہو گا "گل خان کی" بات اصفر کا ٹھیک ہی لگی اس لئے فوراً سے مان گیا خود وہ واپس چلا گیا تھا صبح حمہ کی آنکھ چھوٹے بچے کی رونے کی آواز سے کھلی تھی۔۔۔ جسم کی نقاہت کم لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ طبعیت

نڈھال بھی نہیں تھی ---- اس نے آنکھ کھول کر دیکھا تو اس کے ہاتھ پر ڈپ لگی تھی لیکن مکمل ہونے کے بعد اسٹاپ کر دی گئی تھی ---- اٹھ کر بیٹھی تو زیں پر ایک خاتون چھوٹے بچے کو بہلا رہی تھی --- حممنہ کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی بچے کا گود میں لے لیا --- کون ہو تم "حممنہ نے با مشکل بوجھل آنکھوں کو کھول کر دیکھا"

جی ام گل خان کا بیوی ہے --- آپ کی طعنت اب کیسی ہے بیگم صاحبہ "دیکھنے میں وہ "خاصی خوبصورت اور سرخ سفید تھی --- کڑھائی اور شیشوں کے کام سے بھری فراک - پہنے آنکھوں میں کاجل لگا ہوا تھا --- بچہ بھی بے حد خوبصورت تھا لیکن مسلسل رو رہا تھا میں ٹھیک ہوں --- تمہیں یہاں میرے پاس کس نے آنے دیا --- ؟ حممنہ اب اپنی ڈپ " اتارنے لگی روئی سنی پلاس سب سائیڈ ٹیبل پر موجود تھا

صاحب جی نے گل کو بولا تھا --- کہ اپنی بیوی کو آپ کے پاس - چھوڑ دو --- آپ رات " کو اکیلا تھا نا اس لئے "وہ بچے کو گود میں لیے بہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی جو ریں ریں کر رہا تھا بیگم صاحبہ میرا بچہ بیمار ہے اپنے گھر اور کمرے کا عادی ہے --- رات بھر روتا رہا ہے " ٹھیک سے سویا بھی نہیں ہے --- "حممنہ نے بچے کو دیکھا وہ چہرے سے بھی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا

کیا ہوا ہے اسے میرے پاس لاؤں اسے "حممنہ نے اپنے پاس بلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے " ڈرپ نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے سنی پلاس کو ہاتھ پر لگایا۔۔۔ پھر اس بچے کو گود میں لیا لیکن وہ حمنہ کی گود میں آتے ہی بے تحاشہ رونے لگا۔۔۔ اپنی ماں کی طرف لپکنے لگا وہ بخار سے وہ تپ رہا تھا۔۔۔ کھانس بھی رہا تھا۔۔۔ اسے تو بخار ہے۔۔۔ "حمنہ نے پکڑتے ہی کہا "

دس دن سے بخار ہے بیگم صاحبہ۔۔۔ دوا سے فرق نہیں پڑ رہا "وہ عورت خاصی پریشان لگ رہی تھی حمنہ نے اس بچے کی کمر پر کان لگایا۔۔۔ اسٹیٹھو سکوپ تو تھا نہیں اس لئے اس کاسینہ چیک کرنے لگی۔۔۔ اسکی آنکھیں دیکھنے لگی شرٹ اوپر کر کے اس کا معائنہ کرنے لگی۔۔۔

اس کو سینے کا ہلکا سا انفکشن ہے اس لئے بخار کی دوائیں اس پر بے اثر نہیں کر رہیں مجھے " پین کاغذ دو میں کچھ دوائیں لکھ دیتی ہوں۔۔۔ فوراً سے منگوا کر اسے دو۔۔۔ دو تین دن میں ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ "حمنہ کے کہنے پر

وہ عورت جلدی سے باہر گئی واپسی پر گل خان بھی ساتھ تھا بیگم صاحبہ میرے میاں کو سمجھا دو وہ دوا لے آئے گا۔۔۔ "حمنہ نے ڈوپٹہ ٹھیک سے لیا "گل خان کو اندر بلا کر دوائیں لکھ کر دیں۔۔۔

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 450
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/923061756508)

وہ ہم نے آپکی اور صاحب جی باتیں سنی تھی وہ جان بوجھ کر نہیں جی بس کام سے آیا تھا " --- اس لئے سن لیا --- آپ کھا لو میں صاحب کو نہیں بتاؤں گا " نظریں جھکائے وہ بات کر رہا تھا

تم بس ایک احسان کر دو مجھ پر۔ مجھے یہاں سے باہر نکال دو --- میں احسان مند رہوں گی " تمہاری ----

بیگم صاحبہ --- یہ میں نہیں کر سکتا --- میری روزی روٹی کا سوال ہے --- "یہ کہہ وہ باہر " چلا گیا

حمنہ کچھ دیر اس ٹفن کو دیکھتی رہی --- پانی کی بوتل کو بھی پھر اس نے سب سے پہلے پانی " کی بوتل کھول کر گلاس بھرا لیکن پہلا گھونٹ حلق میں اٹک کر نیچے اترتا تھا دوسرے گھونٹ پر خشک حلق تر ہو تھا --- دو گلاس پانی وہ پی چکی تھی لیکن پیاس اب بھی محسوس ہو رہی تھی

پھر کچھ دیر بعد کھانا بھی کھا لیا --- جسم میں توانائی کا احساس ہوا تھا --- کرنے کو وہاں کچھ نہیں تھا۔ بس سوچنے کو تھا --- ایک لا محدود سوچوں کا سلسلہ تھا ---

*****.....,

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 453
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

کیوں ڈانٹتی رہتی ہو بچی کو چلو لائے اپنی جیکٹ پہنوں بیٹا اور قریب قریب ہی رہنا زیادہ دور مت " جانا ---- "مزل صاحب نے بیوی کو لوکا تھا لائے کی بانچھیں کھل گئیں تمہیں

جی ابو میں بس قریب قریب ہی رہوں گی --- "یہ کہہ اس نے اپنی جیکٹ اور جوگر پہنے اور" کمرے باہر نکل گئی گھر کا دروازہ بند کیا جہاں وہ لوگ رہ رہے تھے لائن سے دس پندرہ کواٹرز بنے ہوئے تھے ---- کچھ دور جاتے ہی خوبصورت مناظر تھی ---- سڑک کے اطراف گہری کھائیاں اور سامنے خوبصورت پہاڑوں ک سلسلہ --- خواب ناک منظر تھا ---- چلتے چلتے وہ کافی دور نکل آئی تھی اب آگے سڑک کے راستہ کچھ ڈھلان سا تھا --- بڑی احتیاط سے قدم جما کر وہ نیچے اتری تو دائیں جانب بہت بڑا میدان تھا جو برف سے ڈھکا ہوا تھا جابجا درخت تھے ---- سامنے بس ایک لکڑی کا چھوٹا سا کواٹر تھا باقی جگہ خالی تھی بس چند بچے ہی وہاں کھیل رہے تھے وہ بھی سڑک کے راستے کو چھوڑ کر اس میدان میں آگئی ---- لیکن پہلا قدم رکھتے ہی پاؤں برف میں جا گھسا تھا بڑی مشکل سے گرتے گرتے بچی تھی ----

لیکن ایک خوشی کا احساس بھی ہوا تھا ---- اگلا قدم سنبھل کر رکھا تھا ---- با مشکل ہی صحیح لیکن وہ ان بچوں کے پاس پہنچ گئی تھی جو برف کے گولے بنا کر ایک دوسرے کو مار تھے لائے کو دیکھ کر وہ بچے سیدھے ہو گئے --- جیسے وہ انہیں ڈانٹ دے گی

"ارے ارے رک کیوں گئے کھیلو کھیلو میں بھی تم لوگوں کے ساتھ کھیلنے ہی تو آئی ہوں ---"

لائبہ نے بڑی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا ----

پھر نیچے سے برف اٹھا کر اس کا گولا بنا کر ایک بچے کے اوپر پھینکا ---- آہستہ آہستہ وہ بچے بھی لائبہ کے ساتھ مانوس سے ہوئے ایک گھنٹہ وہ بچوں کے ساتھ ہنستی کھلتی رہی --- لیکن اب شام بڑھنے لگی تھی سردی کی شدت مزید بڑی گئی تھی ----

اچھا اب بہت ہو چکا کل میں پھر آؤں گی تو پھر سے کھلیں گئے ٹھیک ہے "لائبہ نے"

آسمان پر گہرے ہوتے بادل دیکھ کر کہا

ٹھیک ہے آپی --- پہلے وہاں سے پانی پی لیتے ہیں "ایک بچے نے سامنے ایک لکڑی سے"

بنے کمرے کی طرف اشارہ کیا

کیا وہ تمہارا گھر ہے "لائبہ نے اس بچے سے پوچھا ---"

نہیں ایک انکل کا ہے لیکن انہوں نے کہا تھا کہ کمرہ لوک نہیں ہے جب بھی بھوک یا"

پیاس لگے اندر آ کر کھا پی لیا کرنا ---- وہ انکل بہت اچھے ہیں - ہمارے لئے بہت کچھ لا کر

اپنے کمرے میں رکھتے ہیں ---- "ان میں سے ایک بچے نے کہا

اچھا واہ یہ تو اچھی بات ہے چلو پھر کچھ کھاتے پیتے ہیں "لائبہ ان بچوں کے ساتھ سامنے بنے"
 کالج نمائندے میں چلی گئی۔۔۔ ایک بچے نے باہر سے کنڈی کھولی اور اندر داخل ہوئے تو کمرہ
 بہت بڑا نہیں تھا نا ہی بہت چھوٹا تھا۔۔۔۔

ایک سنگل بیڈ تھا۔۔۔ ایک طرف واش روم تھا سامنے آتش دان تھا لیکن بجھا ہوا بیڈ کی چادر
 بکھری ہوئی تھی ایک رضاضی تھی لیکن وہ یوں جیسے کسی نے بس اٹھنے کی ہی زحمت کی ہو

کمرہ کچھ بکھرا بکھرا تھا۔۔۔۔

ایک سائیڈ پر واقع بسکٹ کیک چپس وغیرہ کے پیکٹ موجود تھے ساتھ جوس وغیرہ بھی رکھے تھے
 لائبہ نے ایک طائرانہ نظر دوڑائی پھر بچوں کے ساتھ بسکٹ اور باقی چیزیں اٹھانے لگی
 لیکن اتنی دیر میں بچوں نے ہلا سا بول دیا تھا فٹ سے چیزیں اٹھا کر کمرے سے نکل
 گئے اس سے پہلے کے لائبہ باہر نکلتی بچوں نے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا تھا اور باہر
 سے کنڈی بھی لگا دی۔۔۔۔

لائبہ بچوں کی اس قسم کی حرکت پر حیران و پریشان ہوئی تھی۔۔۔۔ اس نے دروازہ بجانا شروع کیا
 لیکن کسی نے نہیں کھولا۔۔۔ کھڑکی طرف چلی گئی۔۔۔۔

جائے گی کمرے کی کندھی کھلی تھی لائبر بھی وار کرنے کے لئے تیار تھی ---- لیکن دروازہ کھلتے ہی اس شخص نے فوراً سے اس کی کلائی پکڑ کر اس کا وار روکا تھا --- شاید وہ جان چکا تھا کہ کوئی اندر موجود ہے ---- سیاہ پیٹ شرت پر جیکٹ پاؤں میں لونگ شوز ہاتھوں میں دستانے پہنے وہ شخص بڑے خطرناک تیوروں سے اسے دیکھ رہا تھا

کون جو تم ---- "غصے سے اسے گھورتے ہوئے پوچھنے لگا لائبر کے رہے سے اوسان بھی "

گم ہوئے تھے

*****.....

حمزہ آنسوؤں کے ساتھ ہچکیوں سے رونے لگی تھی

رات سے صبح ہو چکی تھی ڈاکٹر بیگ کی بیگم نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا ----

سامنے صوفے پر ڈاکٹر بیگ اور فارس بیٹھے اسے بے یقینی سے دیکھ رہے تھے ---- دیکھنے میں وہ بہت کم عمر اور نازک سی تھی ---- لیکن کیا کچھ نہیں جھیلنا خود پر ----

چپ ہو جاؤں حمزہ ---- آنسوؤں تو ڈاکٹر بیگ کی وائف کے بھی بہہ رہے تھے ---- ڈاکٹر کے "

روپ میں کالے بھیرے کی داستانے تو بہت سن رکھی تھی لیکن کسی کی آپ بیٹی بہلی بار کسی کی زبان سے سن رہیں تھیں --- وہ بھی ایک ڈاکٹر کے منہ سے

فارس کا یہ حال تھا کہ بنا ایک لمحہ ضائع کیے اس روتی لڑکی کے سارے غم اندر سمیٹ لے ----
 اسکے آنسوؤں کو اپنی پلکوں سے چن لے ---- اگر وہ اپنے شوہر کو مردہ کہتی تھی تو ٹھیک ہی کہتی
 تھی ---- وہ زندہ مرد کہلانے کے قابل ہی نہیں تھا ---- پھر اصفہر کا چہرہ نظروں میں گھومتے
 ہی دل میں اشتعال سا اٹھنے لگا ----

کس حق سے وہ اب اسے اپنی بیوی کہہ رہا تھا کیوں ڈھونڈ رہا تھا اسے --- شاید پھر سے اسے اپنی
 ضد کے بھینٹ چھڑانا چاہتا تھا ---- ڈاکٹر بیگ نے ایک گہری سانس بھری اور صوفے سے
 اٹھ کر حمزہ کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا ----
 بیٹا بہت کچھ سہ ہے تم نے اتنی سی عمر میں کئی روپ دیکھے ہیں ---- اب تم بے فکر رہو "
 اصفہر کو تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے مجھ سے ملنا پڑے گا ----
 میں تم پر آنچ بھی آنے نہیں دوں گا یقین کروں میرا ---- " وہ بہت دل گرفتگی سے کہہ رہے
 تھے --- دکھ اور افسوس تو انہیں بھی بہت ہوا تھا ----
 سر آپ اسے یہ نہیں بتائیں گئے کہ میں یہاں ہوں --- بلکہ میری یہاں سے جانے میں "
 میری مدد کر دیں مجھے نہیں رہنا یہاں میرے بچے میری کل کائنات ہیں --- اگر اصفہر کو انکے
 بارے میں پتہ چل گیا تو وہ چھین - لے انہیں مجھ سے ---- " وہ روتے ہوئے بولی

ایسے کیسے چھین لے گا۔۔۔۔۔ جان سے مار ڈالوں گا اسے اگر اس نے ایمان اور نور کی طرف " دیکھا بھی تو "فارس طیش میں بولا تھا۔۔۔۔۔

بلکل حمہ۔۔۔۔۔ اب ہم اسے تمہارے ساتھ زیادتی نہیں کرنے دیں گے۔۔۔۔۔ تم پریشان مت " ہو اور کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ بلکہ میرے بہت سے دوست وکیل ہیں اس کے خلاف خلع کا مقدمہ دوبارہ سے درج کرواتا ہوں جلد از جلد تمہاری اس سے خلاصی دلواتا ہوں

اس بار تم اکیلی نہیں ہو کہ وہ جو چاہے کر لے ہم ہیں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔ "ڈاکٹر بیگ نے شدت جذبات سے کہا۔۔۔۔۔

نہیں سر آپ اسے نہیں بتائیں گے کہ میں یہاں ہوں۔۔۔۔۔ مقدمہ کرنے سے مجھے اس " کا سامنا کرنا پڑے گا جو میں کرنا نہیں چاہتی۔۔۔۔۔

تم اب آرام کرو۔۔۔۔۔ اور بے فکر ہو جاؤں ڈر کر جینا بھی کوئی جینا تو نہیں ہے۔۔۔۔۔ " بے خوف ہو جاؤں کچھ نہیں بگاڑ سکتا اب وہ تمہارا۔۔۔۔۔ میں اب ہاسپٹل جاؤں گا مجھے یقین ہے کہ وہ آج ضرور آئے گا۔۔۔۔۔ فی الحال تو اس سے کہہ دوں گا کہ تم سے سارے رابطے ختم ہو چکے ہیں تمہارے ملنے کی بھی کوئی امید نہیں یقیناً یہ سن کر وہ لوٹ جائے گا۔۔۔۔۔ "ڈاکٹر بیگ

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 462
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a38822222222222222222)

لائبہ نے فواد سے باہر نکلنا چاہا لیکن وہ اسکے سامنے کھڑا ہو گیا غصے سے اسے دیکھ رہا تھا
کہاں بھاگ رہی ہو تم ---- پہلے بتاؤں کون ہو تم "اصفر کے بچہ پر وہ باآواز "
بلند رونے لگی ----

"وہ میں --- چور نہیں ہوں ---"

"تو یہاں کمرے - میں - کیا لینے آئی تھی"

میں تو صرف برف سے کھیلنے آئی تھی --- لیکن وہ خبیث بچے مجھے یہاں کمرے میں بند کر کے چلے گئے --- "وہ روتے ہوئے بتانے لگی اصف نے ایک سرسری نظر اسے سر سے پیر تک دیکھا

اتنی بڑی ہو تم اور بچے تمہارا ہاتھ پکڑ کر یہاں بند کر کے چلے گئے اور تم بڑے آرام سے بند" بھی ہو گئی۔۔۔ اگر میں تمہیں کھڑکی سے نادیکھتا تو اس وقت تم میرا سر پھاڑ چکی ہوتی اور اس سے میں مر بھی سکتا تھا سیدھا سیدھا قتل کرنے کا پروگرام بنائے تم اب پکڑے جانے پر یہ۔ بے بنیاد سے بہانے تراش رہی ہو رکو ابھی پولیس کو فون کرتا ہوں۔۔۔" اصفر کے منہ یہ سب سن کر لائیبہ کے اوسان خطا ہوئے تھے اصفر نے دروازہ بند کر کے لوک کیا اور موبائل سے فون کرنے لگا لائیبہ اس کے پاس آکر ہاتھ جوڑنے لگی

اللہ پاک کی قسم میں آپکو قتل کرنے کے لئے ڈنڈا نہیں مار رہی تھی بس بے ہوش کرنا چاہتی "

"تھی تاکہ یہاں سے بھاگ جاؤں ---

ہاں تمہیں تو جیسے پتہ ہے کتنے زور سے ڈنڈا مارنے پر سامنے والا بے ہوش ہو گا یا مر جائے گا "

مجھے پتہ ہے --- کہ انسان سر پر کتنی زور کی ضرب لگنے سے۔ بے ہوش ہوتا اور کس پر مر "

جاتا ہے --- آپ نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے نرس ہوں میں اور نرسنگ بڑے اچھے نمبروں سے

پاس کی تھی میں نے --- ایک سال کا نرسنگ کا تجربہ بھی ہے --- بیوقوف تھوڑی ہو۔ جو نا

حق قتل کروں آخر اللہ کو بھی جواب دینا ہے --- وہ تو ان کمینے بچوں نے مجھے پھنسا دیا دھوکے

سے۔ مجھے کمرے میں لائے تھے یہاں رہنے والے انکل نے ہمارے لئے بسکٹ اور چیزیں رکھیں

ہیں اور کھانے کی اجازت بھی دی ہے --- کھیل کھیل کر مجھے بھی بھوک لگنے لگی تھی سوچا میں

کھا لیتی ہوں لیکن ابھی میں نے صرف دو چپس کے پیکٹ ہی پکڑے تھے کہ وہ بچے اپنی چیزیں

اٹھا کر باہر بھاگ گئے اور دروازہ بند کے کنڈی لگا دی ---

میں۔ انہیں آوازیں دیں لیکن کم بختوں نے ایک نہیں سنی --- میں آپ سے سچ کہہ رہی ہوں

مجھے پولیس کے حوالے مت کریں مجھے یہاں سے جانے دیں میرے امی ابو پریشان ہو رہے ہوں

"گئے --- ہم آج ہی مری میں شفٹ ہوئے ہیں ---

اچھا بس بس --- جاؤں یہاں سے --- "اصفر مزید کہانی سننے کے موڈ میں نہیں تھا "

شکریہ جی بہت بہت '---' یہ کہہ لائے باہر جانے لگی لیکن جب لائے نے کمرے کا دروازہ " کھولا تو برف باری اچھی خاصی تیز ہو چکی تھی ہوا کا زور بھی بہت تھا اپنے انجوائے مینٹ کے چکر میں سر پر ٹوپی بھی نہیں پہنی تھی نا ہاتھوں میں دستانے --- ہوا سے زور سے برف اسکے چہرے اور سر پر گرنے لگی تھی ٹھنڈ نے ایک منٹ میں اسکی کلفی جمانی شروع کی تھی اس نے دروازہ بند کیا اور کانپنے لگی --- اصر نے جب اسے پھر سے وہیں دیکھا تو گھورنے لگا "گئی نہیں تم"

دیکھیں باہر بہت سردی ہے میں تو یہ میدان پار کرتے ہی سڑک تک پہنچتے ہوئے ہی انا اللہ " ہو جاؤں گی --- " اصر نے خشمگین نظروں سے اس بے بے عقل لڑکی کو دیکھا تھا --- پھر اپنارین کوٹ اتار کر اسے دیا

پہنوں اسے میرے پاس گاڑی ہے چلو تمہیں چھوڑ آؤں " لائے کے لئے یہی بہت بڑی " غنیمت تھی جلدی سے رین کوٹ پہنا --- اصر نے اپنے دستانے اتار کر لائے کو دے دیے --- کافی حد تک وہ کور ہو چکی تھی لیکن گاڑی تک پہنچتے پہنچتے اسکے ہونٹ نیلے ہونے لگے تھے کیکپاہٹ الگ سے طاری تھی

مزل صاحب نے اس سے ہاتھ ملایا ---

جی راستے میں روتے ہوئے ملیں تھیں۔۔۔ اس لئے میں آپ کا گھر ڈھونڈتے ہوئے یہاں " تک پہنچا تو انہیں اپنا گھر یاد آگیا۔۔۔۔ "لائبہ کے بہانے کو ہی اس نے آگے نڑھایا تھا اتنی لمبی تفصیل کرنے کے موڈ میں وہ بھی نہیں تھا

او اچھا بہت شکریہ تمہارا بیٹا۔۔۔ اصل میں آج ہی یہاں پہنچے ہیں۔۔۔۔ یہ ذرا گھومنے پھرنے " ضد کر رہی تھی۔۔۔ میں نے کہا بھی تھا کہ دور مت جانا "مزل صاحب نے اب لائبہ کو گھورتے ہوئے بولے تھے وہ جو چور آنکھوں سے کبھی باپ کو تو کبھی اصفر کو دیکھ رہی تھی باپ کے گھورنے پر پھر سے ماں کے ساتھ لگ گئی

جی ویسے رہنا تو قریب قریب چاہیے تھا۔۔۔۔ لیکن یہاں کی خوبصورتی ہی کچھ ایسی ہے انسان " دیکھتے دیکھتے کہیں کا کہیں نکل جاتا ہے۔۔۔۔ خیر میں اب چلتا ہوں "اصفر کے بات مختصر کی ارے نہیں بیٹا تم نے تو بہت بڑا احسان کیا ہے ہم پر ورنہ نا جانے یہ کہاں بھٹکتی پھرتی "۔۔۔ آؤں چائے تو ضرور پی کر جاؤں۔۔۔۔ "مزل صاحب کو لائبہ پر بار بار غصہ آ رہا تھا۔۔۔۔ بھلا یہ بھی کوئی بات تھی کہ رستہ بھول گئی حالانکہ وہ جانتے تھے لائبہ ایک بار جو جگہ دیکھ لے بھولتی نہیں ہے۔۔۔۔ اصفر کے منع کرنے پر بھی مزل صاحب اسے اندر لے آئے چائے پینے کے دوران ہی باتوں باتوں میں وہ جان چکے تھے کہ وہ ڈاکٹر ہے۔۔۔۔ آمنہ بیگم بھی وہیں بیٹھی تھیں

---- انہیں بھی وہ کافی سوبر اور سلجھا ہوا لگا --- اور شریف بھی --- چائے پیتے ہی وہ جانے کی اجازت مانگنے لگا

آتے جاتے رہنا --- بہت دلچسپ باتیں کرتے ہو --- میں یہاں کسی کو جانتا بھی نہیں " ہوں --- سب کچھ اجنبی اجنبی سا لگ رہا " منزل صاحب بھی اصفر کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے میں یہیں کارہائشی نہیں ہوں بس کسی بہت ضروری کام سے آیا تھا --- اب لگتا ہے وہ بھی " ممکن نہیں رہا شاید واپس لاہور چلا جاؤں لیکن جب تک یہاں ہوں آپ سے ملنے ضرور آؤں گا " ----

اصفر ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا اور پھر چلا گیا ----

دوسرے دن وہ ہاسپٹل میں ڈاکٹر بیگ سے ملنے چلا آیا ---- اس بار انکا رویہ ذرا کھنچا کھنچا سا تھا -- وہ - ٹھیک سے اصفر سے بات بھی نہیں کر رہے تھے

ڈاکٹر بیگ میں شاید چند دنوں تک واپس چلا جاؤں --- "اصفر نے ان کے لئے دیے انداز " سے بات کو مختصر کیا

ویسے یہی بہتر رہے گا کیونکہ حمزہ سے رابطہ نہیں ہو پارہا --- شاید یہاں لوٹ کر نا آئے --- " ڈاکٹر بیگ کی بات سن کر اس نے سرد آہ بھری تھی "

جی ہاں مجھے بھی یہی لگتا ہے ---- لیکن اگر کبھی اس سے آپ کا رابطہ ہوا پلیز مجھے ضرور "

" انفارم کیجیے گا

جی کیوں نہیں ---- اگر لاہور گئے تو حسن صاحب سے میری بات ضرور کروانا ذرا خیر خیریت "

ہی ہو جائے گی ---- "ڈاکٹر بیگ نے یہ بات جان بوجھ کر کہی تاکہ اصفر کا لاہور پہنچ جانا کنفرم کو

" جائے

جی ضرور اب اجازت دیں "اصفر کھڑا ہو گیا "

ڈاکٹر بیگ نے بھی کھڑے ہو کر ہاتھ ملایا ---- اصفر نے اپنے بلیک گلاسز پہنے اور باہر نکل گیا

*****

حمنہ ہاسپٹل نہیں جا رہی تھی ---- ڈاکٹر بیگ کے گھر پر ہی تھی رات کو فارس پھر وہاں موجود

تھا

دروازہ حمنہ نے ہی کھولا تھا لیکن فارس سے بات نہیں کی تھی ---- نور اور ایمان بھاگتے ہوئے

اس کے پاس پہنچے تھے ----

انہیں باری باری گود میں لئے وہ ان سے پیار کرنے لگا۔۔۔۔ پھر جیب سے چو کلیٹ بھی نکال کر دی۔۔۔۔

کچھ دیر سن سے باتیں کرتا رہا۔۔۔ ان کی آپس میں ہونے والی لڑائیاں سنتا رہا ہنستا رہا۔۔۔ نور ہمیشہ اس کی گود میں چڑھ کر بیٹھتی تھی۔۔۔۔

اور ایمان کی شکایت لگا کر فوراً سے فارس کے کان میں یہ بھی بتاتی تھی کہ وہ اسے سزا کیا دے "انکل کل آپ مان بھائی کے لئے چو کلیٹ مت لانا"

وہ اثبات میں سر ہلا دیتا تھا۔۔

حمنہ کچن میں مصروف تھی۔۔۔ میم بھی وہی کھڑی سلاد بنا رہی۔ تھیں۔۔۔ جب فارس کچن کے دروازے پر کھڑا ہوا۔۔۔۔

حمنہ پلینز کچھ وقت چاہیے تمہارا بات کرنی ہے تم سے "حمنہ نے ایک نظر اسے دیکھ کر نظریں " بدلیں تھیں۔۔۔ دوبارہ سے ہانڈی میں چمچہ ہلانے لگی

حمنہ تم جاؤں میں یہ میں دیکھ لوں گی۔۔۔ "میم نے چمچہ حمنہ کے ہاتھ سے لے لیا۔۔۔۔ " وہ کچن سے نکل کر لاونج میں آکر بچوں کے ساتھ بیٹھ گئی

یہاں نہیں کچھ دیر باہر چلتے ہیں واک بھی ہو جائے گی بات بھی۔۔۔۔ "فارس کی بات پر " اس نے خشمگین نظروں سے اسے نوازا تھا

"چلو تمہیں ہنسنا تو دیتا ہوں --- کاٹون بن کر ہی سہی ----"

"اچھا اب کیا کہنا چاہتے ہو بولو"

ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں تم سے ---- جوں بھی چاہیے "اب فارس سنجیرہ سا ہو گیا تھا"

"ہاں پوچھوں"

اگر تم اصفر سے خلع لینے میں کامیاب ہو جاتی --- تو کیا میرے پرپوز پر تمہارا جواب ہاں ہوتا "؟ --- "فارس کے سوال پر وہ خاموش سی ہو گئی تھی --- کیا جواب دیتی --- یہ سمجھ نہیں پا رہی تھی ---

کچھ پل وہ کچھ بھی بول نہیں پائی ---- فارس کو اسکی چپ چبھ رہی تھی ---- دل کی
دھڑکنیں شور مچا رہی۔ تمہیں۔۔۔ انتظار اسکے جواب کا تھا جو بے چین کیے ہوئے تھا
حمہ نے اپنی نظریں جھکا لیں

اگر بات میری ذات کی ہوتی تو میرے خیال سے ایک مرد کو آزمانے کے بعد تو دوسرے کی "خواہش ہی نہیں رہی --- ہاں بچے تم سے بہت اچھے ہیں --- تم بھی ان سے بہت محبت کرتے ہو شاید بچوں کے لئے تمہیں قبول کر لیتی "حمنہ نے بنا لگی لپٹی کے جواب دیا

بچوں کے لئے ہی سی۔۔۔۔ بس ایک بار مجھے اپنی زندگی میں شامل تو ہونے دو۔۔۔ آئی سوئیر " تمہارے دل میں جگہ میں خود بنا لوں گا " فارس کی خوشی اس کے ہر انداز سے چھلک رہی تھی فارس میرے دل میں اب بھی تمہاری لئے جگہ ہے۔۔۔ تم بہت اچھے انسان ہو۔۔۔۔ میں " دل سے تمہاری عزت کرتی ہوں۔۔۔ رہ گئی میری چاہت میری خواہش تو جب عورت ماں بنتی ہے نا۔۔۔۔ تو اسکے لئے اس کے بچے پہلی اسٹینشن ہو جاتے ہیں۔۔۔ وہ ہر معاملے میں اپنے بچوں کے بارے پہلے سوچتی ہے۔۔۔ یہاں تک اپنی ہر خواہش ان پر قربان کرنے سے پہلے ایک پل نہیں لگاتی۔۔۔ کئی بار ایسا ہوتا کہ جب بچے بہت چھوٹے ہوتے ہیں ماں کا کسی چیز کو کھانے کا بے حد دل چاہ رہا ہوتا ہے لیکن وہ اس لئے نہیں کھاتی کہ کہیں مدر فیڈ سے بچے کو اس چیز سے تکلیف نا پہنچے۔۔۔ اپنا کھانا پینا سونا جاگنا۔۔۔ اپنی ہر روٹین وہ بچوں کے لئے بدل دیتی تھی۔۔۔ وہ بھی بہت خوشی خوشی۔۔۔۔ میرے لئے میرے ایمان اور نور سب سے پہلے ہیں۔۔۔۔ جب نور تمہاری گود میں بڑے مان سے بیٹھی ہے اپنے دل کی بات تمہارے کان میں کرتی ہے۔۔۔۔ ایمان تمہارے کندھوں پر چڑھ کر بیٹھتا ہے تمہارے گلے میں بانہیں ڈالتا ہے تم سے فرینک ہو کر بات کرتا ہے تو مجھے لگتا ہے تمہارا میری لائف میں آنا ہی بہتر ہے " حمزہ ساتھ ساتھ بات کر رہی تھی ساتھ ساتھ وال بھی کر رہی تھی فارس اس کے آگے کھڑا ہو گیا اسکے بالکل مقابل اور الٹے قدم چلنے لگا

اس مطلب -- میں ہاں سمجھوں پھر ؟ "فارس کو اپنے کانوں پر شاید یقین نہیں آ رہا تھا " فارس "حمنہ نے اسے آنکھیں دیکھائیں تھیں "

تھنک یو سوچ --- تمہیں نہیں پتہ کتنا خوش ہوں آج میں ---- لگتا ہے سب کچھ مل گیا ہو " ---- اور اس وقت دنیا کا سب سے خوش نصیب شخص فارس ہے ---- "خالی سڑک پر وہ جھوم کر کہنے لگا --- حمنہ اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی ----

حالانکہ اس نے اظہار محبت تو نہیں کیا تھا ---- صرف یہی تو کہا تھا کہ وہ بچوں کے لئے اسے اپنا سکتی ہے لیکن اسے دیکھ لگ رہا تھا جیسے حمنہ کے منہ سے بڑا لمبا چوڑا پیار بھرا اظہار سنا ہو ----

ڈاکٹر بیگ سے کہوں گا جلدی سے میری حمنہ کو اصفر نامی صیاد سے چھٹکارا دلوائیں ---- " پھر شروع ہو گئی ہماری پیپی لائف ---- "اسکی آنکھوں میں جیسے جگنو سی چمک تھی ---- حمنہ نے زیادہ دیر اسکی آنکھوں میں دیکھا نہیں ---- فوراً سے نظریں بدل لیں اب واپس بھی چلو فارس ٹھنڈ بہت بڑھ رہی ہے ---- "حمنہ نے موضوع بدلہ تھا " ہاں چلتے ہیں ---- "فارس کا ایسا کوئی موڈ نہیں تھا لیکن حمنہ پلٹ گئی تھی " "ہاسپٹل واپس کب آؤں گی ؟ "

حمّٰنہ کیوں ڈرتی ہوں اس سے ---- اب میں ہوں تمہارے ساتھ ---- اس لئے بے فکر ہو " جاؤں ---- تم کل سے ہاسپٹل آؤں میں دیکھتا ہوں کیا کہتا ہے وہ تمہیں ---- "فارس کی بات پر وہ فوراً سے نفی میں سر ہلانے لگی

نہیں مجھے اس کا سامنا نہیں کرنا۔۔۔۔ تم اسے نہیں جانتے۔۔۔۔ جنونی ہے وہ۔۔۔۔۔"

میرے ساتھ تمہیں دیکھ لیا تو قیامت برپا کر دے گا۔۔۔ اس لئے جب تک وہ مجھے ڈائیواز نہیں دیتا میں کوئی رسک نہیں لے سکتی۔۔۔۔ "حمنہ یہ کہہ کر تیز قدموں سے چلتے ہوئے ڈاکٹر بیگ کے گھر چلی گئی فارس وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔۔"

دوسرے دن منزل صاحب ایک پراویٹ ہاسپٹل میں لائبرے کی جاب کے لئے بات کر کے ہی گھر لوٹے تھے لیکن جب بیٹی کو رضائی میں مسلسل چھنکیں مارتے دیکھا تو سمجھ گئے مری نے اپنا رنگ دیکھا دیا ہے آمنہ بیگم ساتھ لائبرے کو جارہیں تھی ساتھ ساتھ گرم یخنی پلا رہیں تھیں ---

ایک ہی اولاد قسم میں لکھی تھی وہ بے عقل --- "آمنہ بیگم کی ڈانٹ لائے پر کبھی کبھی ہی" اثر کرتی تھی ہاتھ میں رومال پکڑے وہ چھنکیں ماری جا رہی تھی ---

امی ایک کو آپ کے بہا پور والے ڈاکٹر نے میرے سونگھنے کی صلاحیت ہی ختم کر دی ہے " اس پر چھٹکنوں کا دوراہ مجھ پرالگ پڑنے لگا ہے ---- "اگرم گرم یخنی پیتے ہوئے وہ بولی آنکھیں ناک سب سرخ تھے ----

میں تو لائے کے لئے ایک خوشخبری لیکر آیا تھا۔۔۔ ایک پراویٹ ہاسپٹل میں اسکی نوکری کے لئے بات کر رہا ہوں تاکہ یہ مصروف ہو جائے لیکن۔ اب تو لگتا ہے اسی ہاسپٹل میں اسے "ایڈمٹ کروانا پڑے گا

نہیں ابو جی مجھے کسی بھی ہاسپٹل میں ایڈمٹ نہیں ہونا آپ مجھے ایرنک کی ٹیبلٹ لادیں میں " "ٹھیک ہو جاؤں گی ---- جب میں خود ڈاکٹر ہوں کسی ہاسپٹل کی کیا ضرورت ہے ----

نیم حکیم خطرہ جان ہی ہوا کرتے ہیں --- آئی بڑی ڈاکٹرانی ---- "آمنہ بیگم نے دانت کچکچا " کر بیٹی کو گھورتے ہوئے کہا لائبرے ہاتھ میں پکڑے تیخنی کے کپ کو لبوں پر لگانے لگی ----

ہاں ڈاکٹر سے یاد آیا ---- وہ بچہ جو اسے چھوڑنے آیا تھا وہ بھی ڈاکٹر ہی ہے "مزل صاحب " کے منہ سے اصفر کے لئے لفظ بچہ سن کر لائبرے کے منہ سے تیخنی فوارے کی طرح سے باہر نکلی تھی اور سیدھی آمنہ بیگم کے منہ پر گری تھی ----

پھر تو انہوں نے نا آؤں دیکھا ناتاؤ ایک بعد ایک تھپڑ اسکے بازو پر مارے تھے
کم عقل اولاد یہ کیا کیا ہے تم نے "اپنا منہ ڈوپٹے سے پونچتے ہوئے وہ غصے سے بولیں "
- "میرا کیا قصور ہے امی --- ابو جی کی بات کچھ ایسی تھی -- اچھی خاصی عمر کے آدمی کو بچہ
کہہ رہے

ہیں۔۔۔ وہ انہیں بچہ نظر آتا ہے "لائبہ نے حیرت کا اظہار کیا

اب میرے لئے تو بچہ ہی ہے۔۔۔۔۔ بہر حال اس نے نمبر تو دیا تھا اپنا میں فون کرتا ہوں ذرا " ٹھیک سے چیک اپ کر کے اچھی دوا تجویز کر دے گا۔۔۔۔۔ جلد فرق پڑ جائے گا۔۔۔۔۔

مزل صاحب نے جیب سے فون نکالا اور اصفر کو کال کر دی۔۔۔۔۔ وہ لاہور واپسی کے لئے ہی " نکل رہا تھا لیکن مزل صاحب کا فون سننے لگا۔۔۔۔۔

ارے انکل آپ "اسلام دعا کے بعد مزل صاحب نے ہی اپنا تعارف کروایا تھا " "ہاں بیٹا کہیں مصروف تو نہیں تھے " "نہیں۔۔۔ بس لاہور کے لئے نکلنے لگا تھا۔۔۔۔۔ آپ فرمائیے " "او ہو پھر تو غلط وقت فون کر دیا۔۔۔۔۔ " "ارے نہیں آپ کیسے سب خیریت تو ہے ؟ "

خیریت کہاں ہے وہ میری بیٹی کو ٹھنڈ لگ گئی ہے --- بخار چھنکس طعبت کچھ ٹھیک نہیں " ہے میں نے سوچا تم ڈاکٹر ہو تو ذرا آکر دیکھ لیتے

جی میں آجاتا ہوں --- کوئی ایسا ایشو نہیں ہے ---- "اصفر گاڑی میں بیٹھ گیا پہلے وہ لائبرہ " کے گھر ہی گیا تھا جو کمرے میں رضائی میں چھپی ہوئی چھنکس مار رہی تھی ---- اسکی نبض دیکھ کر بولا

بخار بہت تیز تھا --- پھر انہیں سانس لینے بھی دکت ہو رہی تھی کھانس بھی رہی تھی آئی تھنک انہیں نمونے کا اٹیک ہے ---- برف اور ٹھنڈ ان سے برداشت نہیں ہوئی میں " دوائیں لکھ بھی دوں تو فرق نہیں پڑے گا کیوں انہیں سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہے فوراً سے ہاسپٹل لے جائیں --- آکسیجن لگوانا ضروری ہے ---- "یہ بات سن کر آمنہ بیگم پریشان ہوئیں تھیں

نہیں ہاسپٹل ہرگز نہیں جاؤں گی --- پتہ نہیں کیا تجربہ کریں گئے میرے ساتھ "لائبرہ نے " فوراً سے انکار کیا

ایسا نہیں ہے -- میں ایک ہاسپٹل کے بارے میں جانتا ہوں وہاں آپ کی اچھی کیر ہو جائے گی --- "اصفر نے لائبرہ کو یہ کہنے کے بعد منزل صاحب کی طرف متوجہ ہوا

دیکھیں ایسا کچھ نہیں ہو گا آپ کے ساتھ --- لیکن اس وقت آپ کی باڈی میں آکسیجن کی " بہت کمی ہو رہی ہے --- جو کہ خطرناک ہے --- " حممنہ نے اپنے تہی لائے کو سمجھانے کی کوشش کی

وہ تو مان نہیں رہی تھی لیکن منزل صاحب مان گئے --- اکسیجن ماسک لگا کر اسے لیٹا دیا گیا

لیکن جب نرس اسے انجیکشن لگانے آئی تو اس نے صاف منع کر دیا --- مجبوراً حممنہ کو ہی اس کے پاس آنا پڑا --

دیکھیں نا ڈاکٹر حممنہ یہ انجیکشن نہیں لگوا رہیں "نرس نے حممنہ سے لائے کی شکایت لگائی " یہ سب کیا ہے مس لائے آپ ٹرمنٹ کیوں نہیں کروا رہیں " حممنہ لائے کے پاس آکر پوچھنے لگی

دیکھیں پہلے میں ایسے ہی ایک ٹرمنٹ کو بھکت چکی ہوں تب تو انجان تھی ہر بات سے " لیکن اب میں خود ایک نرس ہوں اس لئے مجھے کوئی بھی بیوقوف نہیں بنا سکتا --- مجھے انجیکشن نہیں لگوانا میں صرف آکسیجن اور نیبولائیزر ہی کرواؤں گی " لائے دو ٹوک انداز سے بولی

آپ خود نرس ہیں تو پھر تو اچھی طرح سے جانتی ہوں گی بنا اینٹی بائیوٹک کے آپ کا انفیکشن "۔
 بادمی سے ختم نہیں ہو گا۔۔۔۔ فی الحال تو انجیکشن لگوانا پڑے گا کل میں میڈسن لکھ دوں گی
 --- "حمہ ابھی لائبرے سے بات ہی کر رہی تھی جب فارس حمہ کو ڈھونڈتے ہوئے وہاں پہنچا تھا
 یہاں ہو تم۔۔۔۔ کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا ہے"

میں نے تمہیں --- تمہاری ڈیوٹی اس وقت ایمرجنسی میں ہوتی ہے --- تم یہاں پرولینٹ روم میں کیا کر رہی ہو "وہ آتے ہی حممنہ سے مخاطب ہوا تھا

بس ایک انجیکشن لگا کر آتی ہوں "حممنہ نے جواب دیا "

تم لگاؤں گی؟ نرس سے کہہ دو ایمر جنسی میں کیس زیادہ سنجیدہ ہیں --- یہ تو دیکھنے میں اچھی " خاصى ہٹی کئی لگ رہیں تم جاؤ۔ میں انہیں دیکھ لیتا ہوں " فارس کی بات پر لائبر نے گھور کر اسے دیکھا تھا ---

تم اپنے سامنے انجیکشن لگوانا "حمہ یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔"

دیکھیں میں دوائیں تو کھا لوں گی لیکن ڈرپ اور انجیکشن ہرگز نہیں لگواؤں گی "لائیہ نے فارس"

کو بھی صاف منع کر دیا

کیوں بھئی کیوں نہیں لگواں گی --- چھوٹی بچی ہو --- جو ٹیکہ لگوانے سے ڈر رہی ہو اگر میں " نے زبردستی لگوا دیا تو رونے بیٹھ جاؤں گی " فارس یہ کہہ کر اس کی فائل پکڑی اور پڑھنے لگا

دیکھیں آپ مجھے زیادہ ایزی مت لیں لائبہ ہوں میں ڈرتی رتی میں کسی سے نہیں ہوں --- "

آپ لوگوں کو کیا لگے --- سارے تجربے ہم معصوم عوام پر کر کر چیک کرتے ہیں کہ کون سا تجربہ کامیاب ہو گیا، اور کون سا ناکام " لائبہ کی بات سن کر فارس نے فائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا تھا

نرس ؟ --- فارس نے نرس کو مخاطب کیا"

"ایس سر"

انجیکشن لگاؤں انہیں "فارس کے کہنے پر نرس انجیکشن بھرنے لگی"

ہرگز بھی نہیں ---- یوں نہیں لگواں گی پہلے مجھے انجیکشن کا نام بتاؤں میں خود نرس ہوں " اس لئے مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش بھی مت کیجیے گا " اس لڑکی کی کینچی کی طرح چلتی زبان اور انجیکشن کے خوف کو دیکھ کر فارس نے فائل زور سے سائیڈ پر رکھی تھی چہرے پر غصے سے بھرے تاثرات ڈالے وہ اسے گھورتے ہوئے بولا

نرس انجیکشن بھریں ---- میں بھی دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں لگاتیں "یہ کہہ کر وہ انگلی اٹھا"

لائبہ کو تنبیہ کہتے ہوئے بولا

---- دیکھوں لڑکی ---- ایک بات تم ٹھیک کہہ ہو تم ہم ڈاکٹر تجربے تو مریضوں کے ساتھ " ضرور کرتے ہیں --- اور میری بد قسمتی یہ ہے کہ اب تک پانچ مریضوں کے ساتھ میں نے

مختلف تجربے کیے ہیں اور سب کے سب اللہ کے فضل سے اوپر پہنچ چکے ہیں۔۔۔۔۔ تم چھٹی ہو۔۔۔۔۔ اور میری پوری کوشش ہوگی کہ میرا یہ تجربہ بھی ناکام ہو جائے۔۔۔ بہت خطرناک ڈاکٹر ہوں میں مریض اگر بچ جائے تو گلا گھونٹ کر اسے مار دیتا ہوں اور جو میری بات سے اختلاف کرے اسکی میں زبان ہی کاٹ دیتا ہوں اور مزے کی بات کہ مجھ پر آج تک کیس بھی نہیں ہوا کیوں کہ پولیس والا میرا چچا لگتا ہے۔۔۔ "فارس کی بات لائبر نے اڑی ہوئی رنگت سے سنی تھی البتہ نرس ضرور ہسنے لگی تھی

ڈاکٹر فارس کیوں ڈرا رہے ہیں مریضہ کو۔۔۔ بیچاری پہلے ہی شاید کسی ڈاکٹر کی ستائی ہوئی لگ رہی ہے۔۔۔ دیکھیں مس لائبر ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ یہاں کا اسٹاف اور ڈاکٹر کوئی تجربہ نہیں کرتے۔۔۔ آپ یہ انجیکشن لگوا لیں شام تک آپ کو خود اپنے آپ میں بہتری محسوس ہو گی۔۔۔ "نرس نے بڑے پیار سے لائبر کو سمجھایا پھر اس کی نس ہر انجیکشن لگا کر دوبارہ سے اسکین ماسک لگا کر چلی گئی ڈاکٹر فارس بھی جا چکا تھا منزل صاحب کچھ دیر بعد ہی کمرے میں آکر لائبر کے پاس بیٹھ گئے۔۔۔۔۔

زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے شام تک ہی چھٹی ہو جائے۔۔۔ میری بات " ہوئی ہے ڈاکٹر سے "منزل صاحب کی بات پر لائبر کچھ نہیں بولی۔۔۔۔۔ شام تک واقع اسکی

* * * * *

باتیں نا کرے ---

خوش وہ بھی بہت تھی لڑکا ڈاکٹری کے آخری سال میں تھا۔۔۔۔۔ پھر مری میں ہی رہائش تھی۔۔۔۔۔ اس لئے خوب دل سے تیار ہوئی تھی۔۔۔ لڑکے والوں کے سامنے خوب شرمائی شرمائی بیٹھی رہی آمنہ بیگم بھی بیٹی کی فرما برداری پر خوش تھیں۔۔۔۔۔

لڑکے کی ماں کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر لگ رہا تھا کہ انہیں بھی لائے پسند آچکی ہے۔۔۔ دیکھنے صرف۔ لڑکے کی ماں ہینائی تھی

مجھے آپ کی بیٹی بہت پسند آئی ہے۔۔۔ منگنی کی رسم تو ہم جلد ہی کر لیں گئے لیکن شادی " بیٹے کا آخری سال پورا ہونے کے بعد ہی کریں گئے " لڑکے کی ماں نے جواب دیا۔۔۔۔۔ پھر لڑکے کی ماں نے پانچ ہزار کانوٹ بھی لائے کے ہاتھ پر رکھ دیا اپنی طرف سے بات پکی کر دی لائے کے سر پر پیار بھی دیا۔۔۔۔۔

بیٹا پورا دن کیا کیا مصروفیت ہوتی ہے؟ " لڑکے کی ماں نے پوچھا "

جی بس صبح ہاسپٹل میں جاتی ہوں شام تک کی ڈیوٹی ہوتی ہے اس کے بعد گھر آ کر گھر کے " کام کاج " لائے نے دھیرے سے جواب دیا۔۔۔۔۔

ہاسپٹل میں ڈیوٹی " وہ کچھ متخیر ہوئیں تھیں لائے کی نرسنگ سے ناواقف تھیں "

جی میں نرسنگ کرتی ہوں " لائے نے دل فریب مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا "

لیکن اس خاتون کے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے مسکراہٹ کی جگہ ناگواری نے لے لی۔۔۔۔۔

تم نرس ہو؟ اس بار انکا لہجہ بھی سخت تھا "

جی ہاں "لائبہ نے جواب دیا انکے ماتھے پر بل پڑنے لگے لائبہ کے ہاتھ سے پانچ ہزار بھی " چھین لئے اور کھڑی ہو گئیں

آپ لوگوں نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ کی بیٹی نرس ہے "وہ تو ہتھ سے ہی اکھڑ گئیں " آمنہ بیگم اور منزل صاحب بھی انکے یک دم بدل جانے والے رویے پر حیران تھے بہن اس سے کیا فرق پڑتا ہے --- یہ تو انسانیت کی خدمت ہی کر رہی ہے "آمنہ بیگم نے کہا

رہنے دو بی بی ارے نرس کو کون عزت کی نظر سے دیکھتا ہے --- میں اپنے ڈاکٹر بیٹے کی " شادی ایک نرس سے کر کے خاندان والوں کو کیا منہ دیکھاؤں گی آپ کو اپنی بیٹی کے لئے کسی واڈ بوائے کا رشتہ ڈھونڈنا چاہیے تھا "اس خاتون کی بات سن کر لائبہ کھڑی ہو گئی "کیوں نرس کوئی گالی ہے یا کوئی گرا پڑا پیشہ ہے --- "

تم تو چپ ہی رہو لڑکی میرا منہ مت کھلواں "وہ عورت غصے سے ہنسنے لگی تھی " نہیں آپ کھولیں اپنا منہ بتائیں مجھے کیا برائی ہوتی ہے نرس میں --- "لائبہ کہاں چپ رہنے " والی تھی

ارے جانے دو دنیا جانتی ہے نرسنگ کے پیشے کو لوگ کس نظر سے دیکھتے ہیں --- "۔

پھر تو قصور لوگوں کی نظروں کا ہوا نرس کا کیا قصور ہے ----- پھر ڈاکٹروں کو سرخاب کے پر " لگے ہوتے ہیں --- جو کسی نرس سے شادی کرنا انکی توہین ہو جاتی ہے آپ کیا انکار کریں --- " مجھے آپکے ان کمپلیٹ ڈاکٹر بیٹے سے خود ہی شادی نہیں کرنی --- نکلیں یہاں سے ---- لائبرے نے بنا لحاظ کے انہیں باتیں تو ٹھیک ہی سنائیں تھیں لیکن ہمارے معاشرے میں ایسی لڑکیوں کو بدتمیز گردان دیا جاتا ہے

لڑکے والے چاہے لڑکی کو دیکھ کر ناک منہ چڑھائیں یا لڑکی کو سو باتیں کر دیں بس اس لڑکی کو چپ رہ کر ہی سہنا پڑتا ہے --- اور مسکرا کر جواب بھی دینا پڑتا ہے --- اپنا ضبط آزمائے وہ ایسے لوگوں کو بھی فیس کرتی ہے جو اسے دیکھ کر آڑے ٹہرے منہ بناتے ہیں اور اگر وہ لائبرے جیسی ہو تو بدتمیز مشہور ہو جاتی ہے چاہے ان لڑکیوں کی بات حق ہی کیوں نا ہو وہ عورت اپنا پرس اٹھائے تن فن کرتی ہوئی چلی گئیں اس بار آمنہ بیگم نے لائبرے کو کچھ نہیں کہا منزل صاحب بھی چپ سے ہو گئے تھے

*****.....

رات کے دس بجے حممنہ دونوں بچوں کو سلا رہی تھی جب فارس کی کال آنے لگی دونوں ہی سو چکے تھے حممنہ نے فون اٹھایا

او اچھا کل ہاسپٹل میں آ جاتے "وہ بات کو ٹالتے ہوئے بولے اصف کو اندر بلانا نہیں چاہتے " تمھے اور وجہ حمہ کی موجودگی تھی ----

کیا آپ کے گھر آکر میں نے غلطی کی ہے ؟ اصف نے حیرت سے پوچھا "

ن۔۔۔ن۔۔۔نہیں نہیں یار آؤں لان میں بیٹھتے ہیں "پہلے تو ڈاکٹر بیگ جھجک گئے اس بعد " اسے گھر سے باہر بنے لان میں جانے کا کہنے لگے

باہر تو بہت ٹھنڈ ہے بیگ صاحب اندر بیٹھ جاتے ہیں "وہ بھی اندر جانے پر باضد تھا مجبوراً "

ڈاکٹر بیگ کو پیچھے ہٹنا پڑا اصف اندر داخل ہو گیا لاونج بالکل خالی تھا

آؤں بیٹھوں "ڈاکٹر بیگ گھبرا سے گئے تھے --- اصف کو بیٹھنے کا کہنے لگے "

ضرور بیٹھوں گا لیکن پہلے حمہ کو بلائیں "اصف کے منہ سے حمہ کا نام سن کر وہ متذبذب " سے ہوئے تھے

حمہ --- وہ یہاں کہاں ہے "ڈاکٹر بیگ بدحواس سے ہوئے تھے "

ڈاکٹر بیگ مجھے پتہ ہے کہ وہ یہاں ہے ---- آپ بلائیں اسے --- "وہ بے حد سنجیدگی سے " بولا رہا تھا

"دیکھوں اس وقت تم جاؤں یہاں سے ---- میں ابھی تمہیں اس سے نہیں ملوا سکتا ہے "

۔"

میری بیوی ہے وہ اس سے ملنے سے مجھے روک کون سکتا ہے ---- حمنہ ---- حمنہ باہر"
آؤں "وہ حمنہ کو زور سے پکارنے لگا

اندر فارس سے بات کرتے ہوئے حمنہ کا ہاتھ کپکپایا تھا فون چھوٹے چھوٹے بچا تھا دل جیسے
دھڑکنا بھول گیا تھا

حمنہ یہ کون پکار رہا ہے تمہیں "اصفر کی آواز فارس نے بھی سنی تھی حمنہ تو جیسے سانس لینا "
بھول گئی تھی

اص----فر "فون اس نے بند کے بیڈ پر پھنک دیا "

حمنہ مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں ہو اس لئے خود باہر۔ آ جاؤں ورنہ میں اندر آ جاؤں گا "وہی"
سخت لہجہ وہی استحقاق جتنا انداز ---- حمنہ کو لگا شاید سانس ہی گھٹ جائے گا ---

*****

حمنہ بری طرح سے گھبرائی تھی اس سے پہلے کہ وہ اندر آتا اور بچوں کو دیکھ لیتا ---- حمنہ نے
پہلے تو بچوں کو مزید کمرے سے لپیٹ دیا پھر بیڈ سے نیچے اتر گئی اپنے بہتے آنسوؤں صاف کیے اور
کمرے کے دروازے کے پاس جا کر رک گئی دھڑکنیں تیز رفتار سے چل رہیں تھیں اس وقت
بہت خوفزدہ تھی ---- کوئی پناہ گاہ ایسی نہیں تھی جو اسے اصفر سے چھپا سکے کیسے وہ بے

دھڑک ہر جگہ پہنچ جاتا تھا۔۔۔۔۔ چاہے یوسف کا گھر ہو یا ڈاکٹر بیگ کا۔۔۔۔۔ اسے اصرار سے چھاپانے لئے ناکام تھا باہر وہ اسی کو پکار رہا تھا ڈاکٹر بیگ کی۔ بھی آوازیں آرہیں تھیں وہ شاید اسے واپس جانے کے لئے کہہ رہے تھے لیکن وہ اپنی دھن کا پکا تھا یہی کہہ رہا تھا کہ حمزہ سے ملے بنا اس سے بات کیے بنا وہ واپس نہیں جائے گا۔۔۔ جانتی تھی کہ وہ اپنی بات سے ٹلے گا نہیں اپنے آنسوؤں پونچ کر اس نے اپنے خوف پر قابو پایا تھا فارس کی بات ٹھیک تھی کب تک وہ ڈر کی چھپ چھپ کر جی سکتی تھی۔۔۔ کب تک اسے بھاگ سکتی تھی۔۔۔۔۔ اس سے اپنے راستے الگ کرنے کے لئے اسے بات تو کرنی تھی۔۔۔ اس لئے دروازہ کھول باہر نکلتے فوراً سے دروازہ بند کیا تھا ڈاکٹر بیگ اسے جانے کا کہہ رہے تھے اور وہ حمزہ ملنے پر باضد تھا ڈاکٹر بیگ کی وائف بھی شور سے کمرے سے باہر نکل آئیں تھیں۔۔۔ ڈاکٹر بیگ کی حمزہ کے طرف پشت تھی اصرار سامنے کھڑا تھا حمزہ کو دیکھ کر چپ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ چھ سال بعد اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ بظاہر ذرا سی نہیں بدلی تھی ویسی ہی تھی۔۔۔۔۔

لگ رہا بیچ کے چھ سال غائب ہوئے تھے۔۔۔۔۔ وقت وہیں تھم گیا تھا راک گیا تھا گھڑی کی سوئیاں بند ہوئی تھیں چھ سال کے طویل عرصے کو حمزہ کی ایک جھلک نے پل ختم کیا تھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر بیگ نے اصرار کو ایک ٹک پیچھے دیکھتے دیکھا تو پلٹ گئے حمزہ کو دیکھ کر اصرار کی چپ سمجھ آئی تھی۔۔۔۔۔ وہ چلتی ہوئی ڈاکٹر بیگ کے پاس کھڑی ہو گئی

حمنہ "ا" اصف کو ایک بے یقینی سی اب بھی تھی۔۔۔ خواب اور حقیقت سب جیسے دل و " دماغ میں یک جان ہوئے تھے۔۔۔۔ اصف کی بے چینی کا یہ عالم تھا کہ اسے چھو کر یقین کرنا چاہتا تھا لیکن وہ فاصلے پر تھی۔۔۔۔ ٹپ ٹپ اصف کے آنسو بہے تھے

حمنہ تم "ا" اصف کچھ اور آگے بڑھا تھا "

دور رہ کر بات کریں مجھ سے "حمنہ کے سخت لہجے پر جیسے وہ ہوش میں لوٹا تھا۔۔۔۔ اس کا " روٹ سا لہجہ سن کر قدم رکے تھے

اصفر بہتر ہے تمہیں جو کہنا ہے سامنے صوفے پر بیٹھ کر کہو۔۔۔۔۔ "ڈاکٹر بیگ نے کہا"

وہ اثبات میں سر ہلا کر صوفے پر بیٹھ گیا نہیں چاہتا تھا۔ کہیں وہ نظروں سے اوجھل نا ہو جائے۔۔۔۔۔

حمزہ بھی ڈاکٹر بیگ اور انکی بیوی کے ساتھ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

ہاں بولو کیا کہنا چاہتے ہو تم "بات ڈاکٹر بیگ نے شروع کی"

م۔۔۔ میں حمزہ سے بات کرنا چاہتا ہوں "اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا " ہاں تو کرو بات "ڈاکٹر بیگ نے کہا"

صرف حمزہ سے "ایک ٹک وہ اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا شاید پلکیں بھی نہیں جھپک رہا" تھا

لیکن حمزہ نے ایک سے دوسری نظر اس پر نہیں ڈالی تھی
 آپ کو جو کچھ کہنا ہے آپ ڈاکٹر بیگ کے سامنے کہیں ---- مجھے آپ سے اکیلے میں کوئی بات "
 نہیں کرنی "وہ بنا اسکی جانب دیکھے بولی
 لیکن مجھے صرف تم سے بات کرنی ہے --- چھ سال سے ڈھونڈ رہا ہوں تمہیں دیوانوں کی طرح "

 کہاں غائب ہو گئی تھی تم ---- "وہ کسی کرب سے گزر رہا تھا
 یہ سوال اپنے ڈیڈ سے کر لیتے تو شاید چھ سال کی مسافت سے بچ جاتے "حمزہ تڑخ کر جواب "
 دیا

حمزہ --- میں تمہارا گناہگار ہوں ---- تم سے معافی بھی مانگنے کو تیار ہوں ---- اگر سزا دینا "

 چاہوں تو وہ بھی دے سکتی ہو لیکن پلیزیوں اجنبی مت بنو ---- "وہ متلجی ہو کر بات کر رہا تھا
 چاہتا کہ وہ اس کی طرف جانب دیکھ کر بات کرے --- لیکن وہ رخ بدلے بیٹھی تھی
 مجھے کچھ نہیں سننا بس ایک احسان کر دیں مجھ پر --- مجھے اپنے رشتے سے آزاد کر دیں "
 احسان مند رہوں گی آپ کی ---- "وہ اجنبیت وہی روکھا اس رویہ

حمنے "اصفر نے رقت آمیز لہجے سے کہا ابھی بات چل ہی رہی تھی جب دروازے پر دستک" ہوئی تھی دروازہ ڈاکٹر بیگ کی بیگم نے کھولا تھا سامنے فارس کھڑا تھا۔۔۔۔۔ بہت تیزی سے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ سامنے اصفر کو دیکھ کر اشتعال میں آگیا تھا۔۔۔۔۔ سیدھا اصفر کے پاس آکر بولا

"اٹھو یہاں سے اور نکلو باہر"

فارس کا یوں طیش میں آنا اصفر کی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔۔۔

فارس تم ادھر آؤں میرے پاس "ڈاکٹر بیگ نے اسے اپنے پاس بلایا لیکن وہ اب بھی اصفر" کو ہی غصے سے دیکھ رہا تھا

فارس کم ان "ڈاکٹر بیگ کے دوبارہ پکارنے پر وہ جا کر حمنے کے برابر میں بیٹھا تھا حمنے ضرور" سمٹ گئی تھی فاصلہ رکھ چکی تھی۔۔۔۔۔ اس طرح سے فارس کا حمنے کے پاس بیٹھنا اصفر کو باہر نکلنے کے لئے کہنا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے بھی اس سے یہ پوچھنا کہ حمنے اسکی کیا لگتی ہے۔۔۔۔۔ اصفر کو کچھ مشکوک سا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

دیکھو اصفر میں حمنے کے حوالے سے بات تم سے کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اکیلے میں۔۔۔۔۔" لیکن اب تم آ ہی گئے ہو تو بات یہیں ہو جائے تو بہتر ہے۔۔۔۔۔ جو کچھ بھی تم نے اور تمہارے والد نے حمنے کے ساتھ کیا۔۔۔۔۔ وہ سب میں جان۔ چکا ہوں۔۔۔۔۔ حمنے تمہارے

ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو پھر زبردستی کے بندھن کا کوئی فائدہ نہیں ہے ---- بہتر یہی ہے کہ تم اسے آزاد کر دو "ڈاکٹر بیگ کی بات وہ سن رہا تھا دیکھ جمنہ کو رہا تھا

یہ بات میری اور میری بیوی کی ذاتی ہے بہتر ہے کہ ہم آپس میں طے کریں ---- آپ اور " یہ سوال کا حق نہیں رکھتے " اصفہر نے فارس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا فارس اسی کو دیکھ رہا تھا ڈاکٹر بیگ نے بات آگے بڑھائی

"یہ بات بھی ہم حمنہ کی خواہش پر ہی کر رہے ہیں"

حممنہ میں صرف تمہارا جوابدہ ہوں۔۔۔۔۔ تمہارے منہ بھولے باپ بھائی کا نہیں "اصفر نے"

براہ راست حمنہ سے بات کی اور بھائی کہتے ہوئے فارس کی طرف خشمگیں نظروں سے دیکھا جو حمنہ کے برابر میں بیٹھا زہر لگ رہا تھا

بھائی سن کر فارس تپ سا گیا تھا

تم فیصلہ کب دو گئے یہ بتاؤں -- حمزہ کو کس سے کون سا رشتہ جوڑنا ہے اس کا فیصلہ وہ خود " کر لے گی " فارس بھی سخت لہجے سے بولا

حممنہ مجھے تم سے اکیلے میں ملنا ہے ---- "اصفر نے فارس کو نظر انداز کر کے حمنہ سے پوچھا "
مجھے ایسی کوئی ملاقات نہیں کرنی ---- مجھے بس طلاق چاہیے ---- "حمنہ اس کی طرف زیادہ "
دیر دیکھ نہیں رہی تھی

اسے لگا پانچ سال کی مسافت نے اتنا نہیں تھکایا تھا جتنا حمزہ کے چند جمعلوں نے تھکن سے
چور کیا تھا۔۔۔۔ کیس وہ پل ٹوٹ چکا تھا
فورا سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔

گھر سے باہر نکلنے لگا لیکن ڈاکٹر بیگ کی آواز پر رکنا پڑا

اصفر جاتے جاتے یہ بتاتے جاؤں کہ طلاق تم خود دو گئے یا عدالت کا نوٹس بھیجوں؟ "ان" کی بات پر وہ اصفر پلٹ حمہ سے بولا

حممنہ اس رشتے سے ہمارے درمیان ایک محبت کا بھی رشتہ جڑ چکا تھا۔۔۔ جو ہم دونوں نے ایک دوسرے لٹ کر کی ہے۔۔۔۔۔ میرے دل میں اب تک وہ محبت اسی طرح قائم ہے۔۔۔ اور اسکو نبھاتے ہوئے جب میں خود کو تمہارا پابند کر سکتا تو تم پر بھی محبت کا یہ قرض ہے۔۔۔ کہ تم بھی میرے نام پر زندگی گزارو "حمنہ سے کہ کر وہ ڈاکٹر بیگ سے مخاطب ہوا

آپ جائیں عدالت --- کریں کیس --- جو موقع مجھے اپنی بیوی سے بات کرنے کا یہاں نہیں " مل رہا وہ میں عدالت سے لے لوں گا --- لیکن بات کیے بنا سوال ہی پیدا ہوتا کہ حمزہ کو چھوڑ دوں " یہ کہہ وہ باہر نکل گیا --- وہ خوفزدہ سی بیٹھی ہوئی تھی

میرے دل کی حسرتیں ابھی باقی تھیں میرا بس چلتا تو دھکے دے کر نکالتی ارے نرس ہونا کوئی " گناہ ہے کیا --- اپنے بنا ڈگری والے بیٹے کو ڈاکٹر کہہ کر رشتہ بھیجا تھا --- میرے پاس تو پھر نرسنگ کی ڈگری ہے --- " لائبہ نے جواب دیا

ایک تلخ حقیقت ہے لائبر نرس چاہے بی بے پاس ہو کر بھی نرسنگ کی لائن جوائن کرے "

----- چاہے تجربے میں ڈاکٹر سے زیادہ سمجھدار ہو لیکن ڈاکٹر جتنی عزت نہیں پاسکتی ---

چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے ایک اور نرس نے کہا جس کی عمر بتیس سال کی ہو چکی تھی

شادی نہیں ہو پائی تھی --- نرسنگ کرنا اس کی مجبوری تھی گھریلو معاملات بنا لوکری کے چل نہیں سکتے تھے --- دن بادن بڑھتی مہنگائی نے ہر فرد کو کمانے پر مجبور کر دیا تھا --- پھر لوگوں کی ہتک زدہ نظروں نے دل سے شادی کی خواہش ہی ختم کر ڈالی تھی ---

ایئر ہوسٹر --- بس ہوسٹرز --- مال ورکرز --- اور ایک نرس ان کو لوگ پبلک پراپرٹی "

سمجھتے ہیں -- چلتے چلتے جہاں چاہا ہاتھ مار دیا --- جو منہ آیا کہہ دیا چیپ سی اشارے بازی کر دی --- ہم جیسی مجبور لڑکیاں جو گھر چلانے میں سپورٹ کر رہی ہوتی ہیں یہ سب برداشت کرنے پر مجبور ہوتی ہیں " ایک اور نرس نے بڑی دل گرفتگی سے کہا تھا

ایسے کیسے مجبوراً برداشت کرنے پر مجبور ہوتی ہیں --- کسی کی کیا مجال کے کچھ کہہ جائے "

--- ہمیں ہماری چپ مروا دیتی ہے --- ہماری مروت --- ہمارا صبر ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑتا --- ایسی بھی کوئی مجبوری نہیں ہے بات یہ ہے کہ ہم مرد کی دھمکیوں سے ڈر جاتے ہیں --- اور چپ سادھ لیتے ہیں جو بعد میں ہمیں ہی مہنگی پڑتی ہے --- " لائبر کی بات پر سب کو اتفاق تھا --- لیکن چپ تھیں

لائبہ تم خوبصورت ہو کم عمر بھی پھر تمہارے امی ابو بھی جاب کرتے ہیں --- تم نا بھی "

جاب کروں تو گھر اچھے سے چل رہا ہے میری مانو تو چھوڑ دو نرسنگ ---- شادی اچھی جگہ ہو

جائے گی "ان میں سے ایک بڑی عمر کی نرس نے مشورہ دیا "اگر ہر نرس یہی سوچ لے تو پھر

تو کر لی ہم نے انسانیت کی خدمت ---- میں تو ہر گز نہیں چھوڑو گی ---- جس نے اپنانا ہے

اپنائے نہیں تو بھاڑ میں جائے "اپنا کپ سامنے ٹیبل کر رکھ کر وہ بولی

ابھی تو تم یہ کہہ رہی ہو لیکن بعد میں پچھتاؤں گی ---- کوئی معمولی ڈاکٹر بھی کسی نرس کے "

"بجائے عام لڑکی کو شادی کے لئے ترجیحی دیتا ہے --- نرس کی لائف بہت ٹف ہوتی ہے

جو ہو گا دیکھا جائے گا ---- میں یہ سب سیکھ کر گھر پر نہیں بیٹھ سکتی ---- "لائبہ نے "

لاپرواہی سے جواب دیا ----

پہلا خلع کانوٹس اصفر کے گھر پر پہنچا تھا --- لاہور میں ---- حسن کمال ناشتے کے دوران ہی

اپنی ڈاک چیک کرتے تھے ---- حمزہ کی طرف سے خلع نامہ دیکھ کر حوش اڑے تھے

زندہ ہے یہ "زیر لب انہوں نے دہرایا تھا ---- "

پھر گہری سانس بھری ----

ذہن چھ سال پیچھے چلا گیا۔۔۔۔ جب اصفر کو امریکہ بھیج کر وہ فارم ہاؤس پہنچے تھے انکی اچانک آمد پر چوکیدار سمیت وہاں موجود پٹھان ملازم کا بھی رنگ اڑا تھا

گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے وہ نیچے اترے انکے ساتھ دو نرسیں تھیں۔۔۔ سامنے کھڑا گل خان بدحواس ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کے پاس جا کر منہایت غضب ناک لہجے سے بولے

حمنہ کس کمرے میں ہے لیکر جاؤں مجھے وہاں "گل خان اس اچانک سے ٹوٹ پڑنے والی"

افتاد پر بوکھلا سا گیا تھا پھر اصفر بھی اسے اپنے امریکہ جانے کی خبر دے چکا تھا۔۔۔۔ اس لئے اصفر سے رابطہ ناممکن تھا۔۔۔ اور جس طرح سے وہ حمنہ کا پوچھ رہے تھے تو یقیناً اسکی موجودگی سے واقف تھے۔۔۔۔ اس لئے گل خان مجبوراً انہیں حمنہ کے کمرے میں لے گیا۔۔۔۔۔

کمرہ باہر سے لوک تھا۔۔۔ لوک کھولا تو کمرہ نیم تاریخی میں ڈوبا ہوا تھا حمنہ سو رہی تھی۔۔۔ حسن کمال کے ساتھ دو نرسیں بھی تھیں

انہوں نے ایک لائٹ آن کی۔۔۔۔ اور پھر نرسوں کو اشارہ کیا انہوں نے جیب سے انجیکشن بھر کر حمنہ کی طرف قدم بڑھانے لگی وہ گہری نیند میں تھی۔۔۔۔ اس لئے کمرے کی روشنی سے بھی آنکھ نہیں کھلی تھی۔۔۔۔

ایک نرس نے حمہ کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا حمہ کی آنکھ کھل گئی تھی لیکن ابھی سنبھل ہی نہیں پائی تھی جب انجیکشن اسکے ہاتھ پر لگا بھی دیا گیا تھا --- یک دم ہوش و حواس میں آئی تھی سامنے حسن کمال کو دیکھ کر گھبرائی تھی پھر

نرس سے اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی جو انجیکشن لگانے کے بعد اس کے ہاتھ پر سنی پلاس لگا رہی تھی --- نرس اپنا کام کر چکیں تھیں اس لئے حمہ کا ہاتھ چھوڑ دیا --- اور حسن کمال کے سامنے کھڑی ہو گئیں جیسے لگے حکم کی منتظر ہوں

تم لوگ جاؤ کمرے سے باہر "دونوں نرسیں کمرے سے نکل گئیں لیکن گل خان وہیں " موجود تھا --- حسن کمال قہر برساتی۔ نظروں سے حمہ کو دیکھ رہے تھے

میں نے کہا تھا نا تم سے --- تم میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ بہت پچھتاؤں گی --- "حسن کمال غصے سے بھبک کر بولے

لیکن تم باز نہیں آئی --- اگر میری بات مان کر تم وہ آپریشن کر دیتی تو آج خوش حال زندگی " جی رہی ہوتی --- لیکن تم بیوقوف لڑکی باز نہیں آئی ماں کو بھی کھو دیا اور اب تم بھی چند گھنٹے کی مہمان ہو --- "حسن کمالی یہ بات سن کر حمہ کے سارے طبق روشن ہوئے تھے

کیا مطلب کون سا انجیکشن لگایا ہے آپ نے مجھے "حمہ حسن کمال کی بے حسی سے واقف " تھی وہ شخص کچھ بھی کر سکتا تھا کسی کی بھی جان لے سکتا تھا ---

واہ کبھی کبھی سمجھداری دیکھا دیتی ہو تم بڑی جان گئی کہ انجکشن کون سا لگایا ہے --- زہر کا " انجکشن لگایا ہے جو تین گھنٹے تک تمہیں تمہاری ماں کے پاس پہنچا دے گا ---- " وہ۔ بی حسی کی آخری حد پر تھے ---- یہ سن کر حمزہ بدحواس سی ہوئی تھی اسکے بعد وہ کمرے سے نکل گئے ---- کمرہ بند کر دیا

صبح اس لڑکی کی لاش کو ٹھکانے لگا دینا " گل خان سے یہ کہہ وہ باہر نکل گئے لیکن گل خان " کی حالت غیر ہو رہی تھی اپنے مالک کا یہ سفاکانہ روپ اس نے پہلی بار دیکھا تھا حسن کمال جیسے آیا تھا ویسے جا چکا تھا ----

صبح گل خان کا فون آیا تھا کہ حمزہ رات کو کھڑکی کھلی ہونے کے باعث بھاگ گئی تھی اچھا ہوا بھاگ گئی راستے میں مر مرا جائے گی "

تو ہم پر شک نہیں ہو گا ---- بات سنو اگر تم نے اصفہر سے کچھ بھی کہا تو یاد رکھو جب میں اپنی بہو کو مار سکتا ہوں تو تم کیا چیز ہو ---- اسے بس یہی کہنا کہ حمزہ بھاگ گئی تھی خبردار جو " منہ کھولنے کی کوشش بھی کی تو ----

چائے رکھی رکھی ٹھنڈی ہو گئی تھی ---- اکیلے ہی ڈانگ پر بیٹھے تھے ٹیبل پر ناشتے کے نام پر ہر چیز موجود تھی بوائے ایک فرائی ایک آلیٹ جو س پھل چائے بریڈ مکھن جیم ---- لیکن بھوک اڑ چکی تھی ----

مارنے والے سے بچانے والا بڑا ہوتا ہے اس بات کے یقین نے جسم کو لرزہ کے رکھ دیا تھا
 ----- دل کے ساتھ جسم بھی کانپ گیا تھا -----

یہ خبر اصفہر کے لئے زندگی کی نوید کہ حمزہ زندہ ہے اسے مل سکتی ہے ----- انکا چہیتا اور فرما بردار
 بیٹا جو اسوقت اس لڑکی کی جدائی میں زندگی کے نام پر صرف سانسیں لے رہا تھا ----- ہسنا بولنا
 جینا جیسے سب کچھ بھول چکا تھا

عشق میں لوگوں کو جنگلوں اور ویرانوں کی خاک چھانتے سنا تھا --- لیکن اصفہر کو کرتے دیکھا تھا

پانچ سال سے ڈھونڈ رہا تھا اسے --- جس کے زندہ ہونے کا بھی یقین نہیں تھا -----
 پہلی بار حمزہ کے زندہ ہونے کے یقین نے جیسے خوش کیا تھا ----- فوراً سے موبائل پکڑا اور
 اصفہر کا نمبر ملایا ----- فون کئی بیلوں کے بعد اٹھایا گیا تھا آواز میں بھاری پن تھا
 لیس ڈیڈ "آواز میں بیزاریت تھی حسن کمال چمک کر بولے "

اصفر --- اصفہر وہ --- وہ زندہ ہے --- حمزہ --- حمزہ زندہ ہے --- "وہ بے حد "

خوشی سے بتا رہے تھے جیسے یہ خبر بیٹے کے لئے خوشی کا باعث ہوگی
 جانتا ہوں --- مل چکا ہوں اس سے --- "اصفر کے لہجے میں نمی تھی "

تم --- تم --- حمہ سے مل چکے ہو --- کیسی ہے وہ --- "لجے میں بے صبری تھی بے"
چینی تھی

بس زندہ ہے --- جیسے میں زندہ ہوں --- سانس لے رہی ہے جیسے میں لے رہا ہوں "
--- جینا چاہتی لیکن میرے ساتھ نہیں --- کسی کے اور کے ساتھ ---
طلاق مانگ رہی مجھ سے --- کیا کروں ڈیڈ ---؟

وہ میں دے نہیں سکتا ورنہ اگلا سانس نہیں آئے گا مجھے --- مر جاؤں گا یا پاگل ہو جاؤں گا
--- "اصفر اب سسکیوں سے رو رہا تھا --- بے بسی سے رو رہا تھا حسن کمال کی پتھر آنکھوں
سے آنسو بہہ رہے تھے --- سفید کرتا کے اوپر آف وائٹ شال پہنے بڑی ہوئی سفید شیو کے
ساتھ وہ ٹوٹے ہوئے ہی تو لگ رہے تھے --- بیڈے کی حالت زار نے جیسے خون کے آنسو
پھر سے رلایا تھا ---

اصفر چپ ہو جاؤں کہاں ہے وہ مجھے بتاؤں میں اس کے پاس جا کر معافی مانگ لوں گا --- "
اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گا اس کے پیر پڑ جاؤں گا منالوں گا اسے "وہ خود رو رہے تھے بس نہیں
چل رہا تھا حمہ کے پاس پہنچ کر اس سے اپنے گناہوں کی تلافی کر لیں ---
"نو ڈیڈ --- وہ نہیں مانے گی --- وہ کچھ سننے کو تیار نہیں ہے ---"

میں مری پہنچ رہا ہوں اس سے بات کروں گا مجھ سے ملنے سے منع نہیں کر سکتی --- میری " بہت عزت کرتی تھی - میری بات نہیں ٹالتی تھی وہ ---- تم سے ناراض ہونے کے باوجود میری بات مان لیتی تھی ---- اب بھی --- وہ ----- "آگے جیسے حسن کمال کے لفظ ختم ہوئے تھے ---- اصر فون بند کر چکا تھا

دل کے اندر موجود ضمیر نے قہقہہ لگایا تھا

حسن کمال کس منہ سے یہ بات کہہ رہے ہو ---- اس منہ سے جس منہ سے اسکی ماں کا " ماسک اتارنے کا کہا تھا --- یا اس منہ سے جس سے نرس کو حمہ کو زہر کا ٹیکہ لگانے کو کہا تھا ---- تمہاری بات سے وہ کیوں انکار نہیں کر سکتی جسے تم نے قبر میں پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ---- فون ہاتھ سے چھٹتے ہوئے بچا تھا ---- اپنا احتساب کرنا کتنا مشکل امر ہے یہ حسن کمال کو ان پانچ سالوں میں پتہ چلا تھا

.....

اصر ڈاکٹر بیگ کے گھر سے اپنی کواٹر نما کمرے آبدیدہ آنکھوں سے پہنچا تھا ---- کمرے میں پہنچ کر دروازہ بند کیا اور بیڈ پر ڈھے گیا ---- پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گیا ---- اسکی زندگی میں میرے علاوہ بھی کوئی آسکتا ہے ----

میرے علاوہ ---- "بے یقینی تھی ---- نا ممکنات میں سے تھی یہ بات

اچھا یہ بتاؤں مجھ سے کتنی محبت کرتی ہو ---- سیف الملوک کی جھیل کے پاس ایک بڑے "

سے پتھر پر بیٹھے ہوئے سویٹر میں بھی وہ ٹھہر رہی تھی

جب اصفر نے اپنی جیکٹ اسے پہنائی تھی سر پر اونی ٹوپی پہنی وہ اسے پہلو میں لگ کر بیٹھی

اپنے سر ہاتھوں میں اصفر کے ہاتھ تھامے تاکہ گرمی کی کچھ حد مل سکے ---

یہ کیسا سوال ہے اصفر "اسکے ساتھ لگے لگے حممنہ نے پوچھا تھا "

بتاؤں نا یار ---- کتنے دن گزر گئے ہیں ہماری شادی کو -- تم نے ابھی تک اظہار نہیں کیا "

ہے --- مجھے بھی تو پتہ چلے میری بیوی مجھ سے محبت کتنی کرتی ہے "وہ شوخ ہوتے ہوئے

پوچھنے لگا ایک جل ترنگ کی طرح اسکی ہنسی گونجی تھی

اس وقت آپکے پہلو میں بیٹھی آپکے ہاتھوں ہاتھ دیئے بیٹھی ہوں ---- آپکے خیال سے یہ "

"محبت نہیں ہے یا پھر ایک --- آئی --- لو --- یو --- کہنا ہی محبت کا یقین دلانا ہے ----

حممنہ کی بات سے کہاں اسکی تسلی ہونے والی تھی وہ تو بہت کچھ سننے کے موڈ میں تھا

یہ تو تم سردی کی وجہ سے بیٹھی ہو ---- تاکہ ٹھنڈا لگے "اصفر نے مزاق سے کہا حممنہ "

نے سر اٹھا کر تیکھی نظر سے اصفر کو دیکھا تھا

جی نہیں یہ بھی محبت کا اظہار ہے۔۔۔۔ آپ ہی تو سب کچھ ہیں میرے لئے۔۔۔۔ مائے " فرسٹ اینڈ لاسٹ لو " اصفر کی مسکراہٹ گرمی ہوئی تھی اسکے ہاتھ پکڑے اس نے بڑی فرحت محبت سے چومے تھے

" حممنہ "

ہمم "وہ دوبارہ اسکے کندھے سے سر ٹکائے بیٹھ گئی تھی"

مجھے تمہاری محبت میں کبھی بھی کمی چاہیے جتنا پیار آج کرتی ہو پچاس سال بعد بھی اتنا ہی " ہونا چاہیے

میں سب کچھ برداشت کر سکتا بس تمہاری چاہت میں شراکت اور کمی ہرگز برداشت نہیں کر سکتا " اصفر نے جیسے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا

جتنی میں آج کرتی ہوں بس اتنی ہی ؟ " حممنہ کے حیرت سے کیے گئے سوال پر وہ بھی متحیر " ہوا تھا

مطلب " اصفر کے سوال پر اس نے بانہیں اسکے گلے ڈالیں تھیں "

اگر میں اس سے زیادہ محبت کر بیٹھی پھر کیا کریں گئے آپ۔۔۔۔ جو مجھے لگتا ہے کہ آپ سے " ہو جائے گی۔۔۔۔ " وہ بناوٹی تعجب سے پوچھ رہی تھی اصفر نے اسکی ناک دبائی

پھر تو بڑا مسئلہ ہو جائے گا میرے لئے اتنی زیادہ محبت کا عادی ہو جانا خطرناک ہے -----

تمہارے بغیر کہیں مر ہی نا جاؤں پھر "اصفر کی مزاق میں کہی بات پر بے اختیار حمزہ کے ہاتھ نے اسکا منہ بند کیا تھا۔۔۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔۔ ٹپ ٹپ آنسوؤں بہنے لگے تھے

" اللہ ناکرے کہ آپ کو کچھ ہو۔۔۔۔۔ آپ سے پہلے میں مر جاؤں۔۔۔۔۔ ایسا کیوں کہا آپ نے "

حمزہ کی تڑپ اور محبت وہ دیکھ کر خود پر رشک نا کرتا تو اور کیا کرتا۔۔۔۔۔ "ہنی مون پر گزارے حسین لمحے جیسے خواب سے لگ رہے تھے

میرے لئے آپ سے جڑا یہ رشتہ صرف ایک بوجھ ہے۔۔۔ ایک اذیت ناک بوجھ جو پل پل

میرا دم گھونٹتا ہے۔۔۔۔۔ مجھے واپس ماضی کی انہیں اذیتوں سے دو چار کر دیتا ہے جو میں بھولنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ میں مزید اس میں نہیں رہ سکتی مجھے حق ہے کہ میں ایسے رشتے سے خلاصی حاصل لوں۔۔۔۔۔

" میں اپنی فی زندگی شروع کرنا چاہتی ہوں فارس کے ساتھ۔۔۔۔۔

پھر آج کے کہے جمعلوں نے جیسے اسے اندر سے چھلنی کیا تھا۔۔۔ کیا ماضی صرف اذیت ناک ہی تھا حمزہ کے لئے۔۔۔۔۔ پانچ سال میری کی گئی محبت بے معنی سی ہوگئی۔۔۔۔۔ فارس۔۔۔۔۔

فارس۔۔۔۔۔

نام کیسے لے لیا اس نے میرے علاوہ کسی اور کا ---- دل میں جگہ کیسے دیدی میری بیوی
ہوتے ہوئے -----

میں تو نہیں دے پایا۔۔۔۔۔ آج بھی میرے دل میں صرف وہ ہے

نو حمنہ ---- نو ---- یہ سچ نہیں ہے ---- تم نے مجھ سے محبت کی ہے ---- بے انتہا
کی ہے ---- تمہارے وہ آنسو جھوٹے نہیں ہو سکتے ---- جو میری جدائی کا سوچ کر بے تھے
---- تمہاری بے اختیاری میرے لئے خاص تھی ---- میرا حق ہے تمہاری محبت پر ---- کوئی
اور ---- کیوں ---- "وہ جنونی سا ہونے لگا تھا ---- بیڈ کی سائیڈ پر رکھا گلاس اس نے زور
سے زمین پر پٹختا تھا ----

کیسے ---- کیسے آ سکتا ہے تمہاری زندگی میں ---- "بلک بلک کر وہ کسی چھوٹے سے بچے کی" طرح با آواز رو رہا تھا ----

حمّہ کو دوبارہ اس نے اس وقت ہاسپٹل میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔۔۔ جب وہ منزل صاحب اور لائبہ کو ہاسپٹل چھوڑنے گیا تھا اس کی گاڑی ذرا فاصلے پر تھی۔۔۔۔ وہ ڈاکٹر بیگ کے ساتھ انکی گاڑی سے اتر کر ہاسپٹل کے اندر گئی تھی۔۔۔۔

اصفر کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو جب وہ لاہور کے لئے نکلنے لگا تھا تو ڈاکٹر بیگ کا فون آیا تھا اس سے پوچھ رہے تھے کہ وہ کہاں ہے اصفر نے بتایا کہ لاہور کے لئے

نکل چکا ہے --- ایسا اس لئے کہہ دیا کہ وہ بس گاڑی میں ہی بیٹھ رہا تھا --- لیکن اتفاق تھا کہ دوسری کال منزل صاحب کی آگئی ----

حممنہ کو دیکھ پہلے تو اس کے قدم بے اختیار ہاسپٹل کی طرف اٹھے لیکن پھر رک گیا پھر سے تماشہ لگ جاتا اس لئے ---- واپس پلٹ گیا --- دوسرے دن گاڑی کافی پیچھے کھڑی کر کے وہ ہاسپٹل کے باہر بنے باغ میں بیٹھ گیا سر پر ایک ہیٹ سی پہن لی تاکہ چہرہ ذرا چھپ جائے پھر ہاتھ میں ایک کتاب لئے وہ چہرے کے قریب کر کے دیکھنے لگا وہ روز ڈاکٹر بیگ کے ساتھ ہی آرہی تھی اور واپس بھی ڈاکٹر بیگ کے ساتھ ہی جاتی تھی ان کا پیچھا کرتے ہوئے وہ ڈاکٹر بیگ کا گھر دیکھ چکا تھا ----

لیکن دور سے --- قریب نہیں گیا تھا کہ کہیں انکی نظر اس پر نا پڑھ جائے یہ سمجھ ہی چکا تھا کہ ڈاکٹر بیگ نے اس سے جھوٹ بولا ہے اور حمنہ کو پناہ بھی دی ہے ---- دس دن بڑے صبر سے گزارے تھے لیکن کب تک ---- اسے دیکھ کر دل کو چین آتا تھا --- اس لئے رات کو ہی وہاں پہنچ گیا تھا ---- لیکن جس حمنہ سے وہ اب مل کر آ رہا تھا وہ اتنی اجنبی تھی جیسے اس سے کبھی ملی ہی نہیں تھی ---- کبھی محبت کی نا ہو ----

.....

آپ وہ گاڑی والے اور کیک والے انکل ہیں نا "نور نے فوراً سے تصدیق چاہی"

ہممم اور تم وہی پیاری سی گڑیا ہوں جس کا بھائی بہت بہادر ہے؟ "اصفر- کی بات پر وہ"

ہسنتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگی

یہاں سے کیا لینا ہے "وہ ریک کی طرف اشارہ کرتے پوچھنے لگا " انکل مجھے وہ بڑی والی ڈول چاہیے --- پلیز مجھے وہ اتار کر دے دیں "نور نے سب سے اوپر " سے دیک پر رکھی بڑی سی ڈول کی طرف اشارہ کیا --- اصر نے وہ اتار کر دے دیدی نور کہاں ہو تم "کسی نے اس بچی کو پکارا تھا"

اصفر کے جانے کے کچھ دیر بعد فارس بھی جا چکا تھا۔۔۔۔۔ حمہ اپنے کمرے میں لوٹ آئی سب سے پہلے سوئے ہوئے بچوں کو پیار کرنے لگی۔۔۔ نیند آنکھوں سے غائب تھی۔۔۔۔۔ نور کے ساتھ لیٹ کر اس کے نازک سے ہاتھ پکڑ کر چومنے لگی۔۔۔۔۔

سوچیں پھر سے ماضی کے درپوں کو کھول چکیں تھیں۔۔۔۔۔ زہر کا انجکشن لگوا کر حسن کمال جا چکا تھا۔۔۔۔۔

حمنہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکی ----

تو اس لئے مجھے یہاں لایا گیا تھا ---- تاکہ باپ بیٹا اپنا بدلہ لے سکیں ---- پہلے خود اپنی ضد پوری کی اور اب باپ کو بھیج دیا تاکہ وہ بھی اپنا حساب پورا کر لے ---- ٹھیک ہے موت ہی لکھی تو یہ بھی آ جائے ---- یہاں سے بھاگ کر جاؤں گی بھی کہا ---- حمنہ نے خود کو حالات کے حوالے کر دیا تھا لیکن گل خان فکر مند ہوا تھا ----

بیگم صاحبہ جلدی سے امارے ساتھ چلو ---- یہاں ہمارے پاس گاؤں میں ایک چھوٹا سا " کلینک ہے چلو آپ " گل خان بے چین سا ہوا تھا

نہیں رہنے دو مجھے کہیں نہیں جانا ---- مرنے دو مجھے یہیں ---- جی کر کیا کروں گی " حمنہ " جیسے مایوس سی ہو کر رہ گئی تھی لیکن گل خان پٹھان کا بچہ تھا ---- نک حرامی اسکے خون میں شامل نہیں تھی

خدا کا واسطہ بیگم صاحبہ --- آپ امارے ساتھ چلو ---- آپ نے میرے بچے کو بچایا تھا " --- ام آپکو ایسے نہیں چھوڑ سکتا ---- " گل خان ہاتھ جوڑے اسکی منت سماجت کرنے لگا ---- حمنہ اسکے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئی لیکن باہر کا چوکیدار حسن کمال کا وفادار تھا ---- اس لئے گل نے اسے ایک مردانہ شلوار قمیض لا کر دی ----

" بیگم صاحبہ آپ اسے پہن کر باہر آؤں ---- اور یہ گرم کالی شال سے اپنا چہرہ لپیٹ لینا "

گل خان اسے کپڑے دے کر باہر چلا گیا --- حمنہ وہ مردانہ سوٹ زیب تن کیے شال اوڑھ کر باہر آگئی

گل خان سے اپنے ساتھ مین گیٹ تک لایا تھا ---

گل خانہ یہ لڑکا کون ہے "چوکیدار نے گل خان کے ساتھ منہ چھپائے ایک لڑکے کو دیکھ کر " پوچھا

خان یہ امارا بھائی ہے --- صبح امارے ساتھ آیا تھا تم سو رہا تھا --- اسے بخار ہو گیا ہے مجھے " اسے گھر چھوڑنے جانا ہے "گل خان کی بات سنتے ہی خان نے دروازہ کھول دیا --- بیس پچیس منٹ پیدل چلتے چلتے حمنہ کی آب ہمت جواب دے دینے لگی تھی سانس بہت زیادہ پھولنے لگا تھا چکر بھی سننے لگے تھے انجیکشن اپنا اثر دیکھ رہا تھا ---

"گل خان میں اور نہیں چل سکتی ---"

ایسا مت کہو بیگم صاحبہ --- ہمت کروں تھوڑا ہی دور ہے بس تھوڑا اور چل لو "با مشکل " وہ کلینک پہنچی تھی اسی میں وہ بری طرح سے ہانپنے لگی تھی --- اندر سے جیسے اس کا وجود ٹوٹ رہا تھا طاقت ختم ہو رہی تھی --- اتنے ہی وہ پسینے سے شرابور ہو چکی تھی ---

سانس بری طرح سے پھول رہا تھا ڈاکٹر اتنا سینئر نہیں تھا اس لئے دوائیں حمنہ نے اسے بتائی تھیں --- گل خان جلدی وہ سب لے آیا تھا --- کچھ میڈسن اسنے فوراً سے کھائیں تھیں

کچھ اس ڈاکٹر نے انجیکشن ڈرپ میں ڈال کر لگا کر دیں تھیں ----- ایک ڈیر گھنٹہ ہی گزرا تھا اسے زہر کا انجکشن لگے ہوئے اس لئے زہرپوری طرح سے جسم میں اثر انداز نہیں ہوا تھا بروقت میڈسن سے وہ خطرے سے باہر تھی ---- میڈسن سے زہر کافی حد تک نکل چکا ---- وہ غنڈگی میں جا چکی تھی

صبح ہوش آئی تو گل خان اور اس کی بیوی اسکے پاس ہی بیٹھے تھے اسکی کھلی آنکھیں دیکھ کر شکر کرنے لگے ---- دو دن وہ انکے گھر پر وہیں رہی تھی ---- لیکن تیسرے دن حممنہ نے اپنے ابا کی پہنائی ہوئی رنگ گل خان کو دی کہ وہ بیچ کر اسے پیسے لادے ---- وہ خود ملازم پیشہ شخص تھا پیسے اسکے اپنے پاس اتنے نہیں تھے کہ وہ انگوٹھی بچنے سے منع کرتا ---- انگوٹھی بیچ کر اس نے پیسے حممنہ کو لادئے حممنہ اس کی بیوی کا لباس پہنے بڑی سے شال اوڑھے وہاں سے بس اسٹاپ چلی گئی گل خان نے روکنے کی بہت کوشش کی کہ اصرار کی واپسی تک وہ گل خان کے گھر ہی رہ سکتی ہے لیکن حممنہ نے انکار کر دیا ---- بس اسٹاپ پر پہنچ کر یہ نہیں معلوم تھا کہ آگے جانا کہاں ہے ---- پہلی بس مری کے لئے روانہ ہو رہی تھی اس لئے اسی میں بیٹھ گئی لوکل بس تھی ٹکٹ کے پیسے بھی اس نے بس میں بیٹھنے کے بعد ادا کیے ---- مری پہنچ کر ایک سستا سا ہوٹل میں کمرہ لیا ---- پیسے اتنے تھے کہ چند دن گزارے جا سکتے تھے

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 517
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

دودن میں اسی ہوٹل کے ایڈیس پر اس کے ڈاکو منٹس اور چیک بک اسے مل گئی تھی ----
 سب سے پہلے اس نے آبادی سے کچھ دور ایک کالج کا ایڈوانس دیا تھا ---- دو کمرے اور ایک
 مناسب سے لاونج کا کواٹر اسے اتنی قیمت میں مل گیا تھا کہ اسے خریدنے کے بعد اسکے پاس
 چند لاکھ بچ گئے تھے --- گھر - میں مناسب سامان رکھنے کے بعد ---- اس نے ایک لیپ ٹاپ
 اور موبائل بھی خریدیا تھا --- اب وہ یوسف سے رابطے میں تھی ----
 پندرہ بیس دن ایسے گزر چکے تھے

کسان کا کیس وہ دوبارہ سے کروانا چاہتی تھی ----

حممنہ اب یہ کیسے ممکن ہے --- تم جانتی ہو کہ ایف آئی آر سے آگے معاملہ بڑھ نہیں سکتا "

میں اس صحافی سے بھی رابطہ کر چکی ہوں --- بس میرا نام نہیں آئے گا لیکن میں حسن "
 کمال کو بے نقاب ضرور کروں گی ---- پھر کسان اور صحافی اور یوسف کی کوششوں سے کسان کا
 کیس میڈیا کے ذریعے سے منظر عام پر آیا تھا اس لئے پولیس کو ایف آئی کاٹنی پڑی ----
 سامنے وہ کسان تھا --- یوسف تھا لیکن سپورٹ حممنہ کی تھی --- ہر معلومات وہ فراہم کر رہی
 تھی --- اصفہر کی واپسی کی خبر اسے یوسف سے ہی ملی تھی ---
 حسن کمال جیل کی سلاخوں کے پیچھے جا چکا تھا ----

لیکن پہلی ہی پیشی پر جیسے کایا پلٹی تھی۔۔۔۔ حسن کمال کے جرم کا الزام اصفر نے اپنے سر لے لیا تھا۔۔۔۔۔ یہی گواہی دی کہ غلط انجکشن اور بچے کا آپریشن اصفر کے کہنے پر کیا گیا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ یہ کیس اسی کا تھا۔۔۔ اس کے ڈسکرپشن پیپر کسان سے موصول ہوئے تھے۔۔۔۔۔ پھر ویڈیو فوٹیج پر بھی پہلی بار کسان کا اپنے بیٹے کو اصفر کے روم میں لے جا رہا تھا۔۔۔۔۔ کسان کا اعتراف

سارے ثبوت بھی اصفر کے خلاف تھے۔۔۔ گواہ بھی۔۔۔۔۔ پھر خود سے جرم کو قبول کر لینا ہی اسے مجرم ٹھہرانے کے لئے کافی تھا۔۔۔۔۔ اپنے جرم کو خود قبول کرنے پر اصفر کو پھانسی کی سزا نہیں ہوئی تھی عمر قید سنائی گئی تھی۔۔۔۔۔ میڈیا پر بہت شور اٹھا تھا۔۔۔۔۔ اصفر کی تصویروں والے بینرز بیچ چوپائے پر جلانے گئے۔۔۔۔۔ ہالے ہالے اور

ڈاکٹر اصفر قاتل کے نعرے اور گالیاں دیں گئیں۔۔۔۔۔ حسن کمال کا جیسے نام ڈوبنے لگا تھا اس کے ہاسپٹل سے لوگ دور ہونے لگے تھے۔۔۔۔۔ کئی ڈاکٹرز نوکریاں چھوڑ چکے تھے۔۔۔۔۔ حسن کمال کا ہوسپٹل ویران سا ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔ میڈیا کی خبریں۔۔۔۔۔ وہ دیکھ کر لیپ ٹاپ بند کر دیتی تھی اصفر اپنے باپ جیسا ہی نکلا تھا۔۔۔۔۔ حمہ کا دل اس دن خون کے آنسوؤں رویا تھا جس دن اصل حقیقت سے پردہ اٹھا تھا۔۔۔۔۔ ایک

مہدوم سی امید تھی کہ شاید وہ انجان ہو۔۔۔ لیکن اس نے تو خود اس بچے کا کیس لیا تھا۔۔۔۔۔

پھر اسے اپنے ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرنے کے لئے باقاعدہ تحریری بیان لکھ کر ریسپشن پر دیا تھا

سارے ریکوڈ حاصل ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ میڈیا نے ایک ایک بات کئی زاویوں سے دیکھایا تھا

۔۔۔۔۔ ڈیڑ ماہ گزرنے کے بعد حممنہ کو اپنی طبعیت میں بدلاؤ کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔۔ ہر چیز کی

خوشبوؤں سے جی متلانے لگتا تھا۔۔۔۔۔ پہلا خوف اپنے۔۔۔۔۔ پریگنٹ ہونے کا لاحق ہوا تھا۔۔۔۔۔ ایک

وقت تھا اسے یہ شدت سے خواہش تھی کہ وہ ماں کے درجے پر پہنچے لیکن اب یہ دعا تھی کہ

یہ سب جھوٹ ہو۔۔۔۔۔ ایک ایسا شخص جو اپنے باپ کے ہر جرم میں شریک تھا۔۔۔۔۔ اسے

اپنے باپ کی ہر بات کا علم تھا تو اسکی ماں کے ساتھ جو کچھ حسن کمال نے کیا وہ بھی معلوم

ہو گا۔۔۔۔۔ اتنی بڑی سازش اتنا بڑا دھوکہ کھا چکی تھی شادی اور محبت کے نام پر

حممنہ تو جیسے ٹوٹ چکی تھی۔۔۔۔۔ خود سے گھن سی محسوس ہونے لگی کس شخص کی سنگت میں

اتنے سال گزار لئے تھے۔۔۔۔۔ ایک قاتل کی۔۔۔۔۔ محبت بھی کیسے کر لی اس سے جو اللہ کے

معصوم بندوں کو موت کی بھنٹ چڑھانے والے جلاد تھا۔۔۔۔۔ اس پر یہ ستم کے اب وہ اسی

کے بچے کی ماں بننے والی تھی شیطان نے پھر سے اپنا جال بچھانا شروع کیا تھا انسان جب کسی

سے بری طرح سے دھوکہ کھائے۔۔۔۔۔ یا ٹوٹ جائے تو شیطان اسکی کمزوری کو گناہ کی طرف مائل

کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔۔۔۔۔ تاکہ اسے رب کا ناشکرا اور نافرمان کر سکے

ایک قاتل کے بچے کو اپنی پاکیزہ وجود کا حصہ بناؤں گی حمنہ ؟ جس نے ایک معصوم بچے کی " جان لے لی ---- قتل کر دیا اس نے اس بچے کو ---- تم بھی اسکے بچے کو مار ڈالو ایک گناہگار کی اولاد کو کیسے پالو گی ---- اپنا آبوشن کروا لوں -----

اپنی زندگی اور اپنے کیریر کے بارے سوچوں ---- اسکی اولاد کی پیدائش اور پرورش میں خود کو ہلکان
مت کرو "حمّٰنہ کا یہ سوچ کر پورا وجود پسینے سے شرابور ہوا تھا ---- چہرے پر بدحواسی تھی
پھر ضمیر وکیل بن کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا ----

حمنہ یہ گناہ ہے قتل ہے ---- اگر اصراف نے کسی کی جان لی ہے تو یہ اس کا اپنا ذاتی معاملہ " ہے ---- اگر تم بھی آہوش کروا لو گی تو قتل ہی کرو گی --- قاتل ہی بن جاو گی ---- پھر کیا فرق رہ جائے گا تم میں اور اصراف میں ---- وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی

جب کچھ سجھائی نہیں دیا تو وضو کر کے جائے نماز پر بیٹھ گی نوافل پڑھ کر رو کر اپنے رب سے صراطِ مستقیم پر چلنے میں مدد طلب کرتی رہی

ایمان کا راشتہ بے شک نفس کی خواہش کے خلاف ہے۔۔۔۔۔۔ لیکن ایمان کا نور اسی کو ملتا ہے جو نفس کو زیر کرنے کی اذیت کو سہے اور اسوقت حمنہ اسی اذیت کو سہہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ اپنی ہی کوک میں ایک قاتل شخص کے اولاد کو پالنے کی اذیت جسے ایک معصوم جان کو مارنے پر رحم نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔۔

نا جانے ایسے کتنے قتل وہ کر چکا تھا۔۔۔۔

اصفر کی محبت بھری باتیں یاد آنے پر اس کی قربت کا سوچ کر حمزہ کو اپنا وجود ناپاک سا لگنے لگتا تھا۔۔۔ جی چاہتا تھا خود کو ختم کر لے۔۔۔۔

ایسا کون سا گناہ سرزد ہوا تھا اس سے جو ایسا جیون سا تھی ملا اور اگر یہ آزمائش تھی تو بڑی گھٹن آزمائش تھی ---- کئی بار اسے سوتے ہوئے اصفہر کے خیالات ستانے لگتے کبھی لگتا وہ اسے دیکھ رہا ہے ---- مسکرا رہا ---- ہنس رہا ہے ---- یہ کہہ رہا کہ دیکھو کیسا بیوقوف بنایا تمہیں ---- تم نے میرے ساتھ فون پر بات کرنے کو گناہ سمجھا تھا میرے ساتھ ریسٹورنٹ پر جانے کو شرعی حدود کے خلاف سمجھا تھا ایک قبیح گناہ سمجھا ! ---- لو دیکھو میں تمہارے پورے وجود کو اپنے گناہگار وجود کا عادی بنا دیا یہاں تک کہ تمہارا دل اب بھی میرت نام کی مالا جپتا ہے ---- میری ہی اولاد کو تم پیدا کرنے اور پالنے پر مجبور ہو " ایسے خیالات آتے ہی وہ کبھی خود کو نوچنے لگتی رات کو سخت سرد راتوں میں نہانے چلی جاتی ---- اپنے ہاتھ پاؤں چہرہ رگڑ رگڑ کر دھونے لگتی جیسے کوئی غلاظت اسے وجود کے ساتھ چپک گئی ہو اور وہ اسے نوچ کر اتار رہی ہو ---- پھر جب اپنے پاگل پن کا احساس ہوتا تو رونے لگتی ---- بلکنے لگتی

جب بھی کسی چھوٹے بچے کو دیکھتی جس کی عمر دس سے بارہ سال کی ہوتی ہوئی عبدالباری کا چہرہ سامنے آنے لگتا۔۔۔ ساتھ ہی اصرار کا چہرہ۔۔۔ تنفس جیسے پل میں منتشر ہونے لگتا تھا۔۔۔۔۔

چہرے پر پسینہ سا آنے لگتا۔۔۔۔۔

جسے دل کی شدتوں سے چاہا ہو اس کا مکرو اور گھناؤنا چہرہ اگر سامنے آ جائے تو اس سے نفرت " کرنا بھی ایک کھڑا امتحان لگتا ہے " اور اس کڑے امتحان سے وہ گزر رہی تھی اپنے جذبوں کو جیسے وہ روز مارنے کی کوشش کرتی تھی خود کو مصروف رکھنے کی کوشش میں وہ کلینک کے اوقات بڑھا دیتی تھی ---- نو ماہ میں تخلیق اسکے وجود کے اندر ہی نہیں ہوئی تھی ---- اس نے اپنے جڑواں بچوں کے ساتھ ایک فی حمنہ کو بھی جنم دیا تھا ----

ہوسپٹل میں بی پی ہائی ہونے کی وجہ اسکا فوری آپریشن کرنا پڑا تھا دو دن بعد وہ ہوش میں آئی تھی۔۔۔۔

مبارک ہو حمدہ اللہ نے تمہیں رحمت اور نعمت دونوں سے نوازہ ہے "----- حمدہ نے آنکھیں " کھول کر دیکھا تو دو معصوم بچے اسکے برابر میں لیٹے سو رہے تھے ----- دو دن بعد وہ ہوش میں

"ہاں بی بی یہ تو ہے ---- ویسے نام کیا رکھو گی بچوں گا"

"نور... ایمان ---- میں چاہتی ہوں میرے دونوں بچے ایمان کے نور سے منور رہیں"

---- حممنہ نے بہت فرط محبت سے ان دونوں سولے ہوئے بچوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے

ہوئے کہا تھا ---- اس وقت سے وہ صرف ماں تھی ایمان اور نور کی ماں باقی ہر رشتہ وہ بول

جانا چاہتی تھی ---- اسکی جینے کی وجہ اسے - مل گئی تھی --- بچے جب چند ماہ کے ہوئے تو

ایک بر نے پھر حممنہ کی زندگی میں طوفان سا بھرا کیا ----

وہ خبر تھی اصفر کی رہائی جو کسان کے معافی نامے پر ہوئی تھی ---- دل میں نفرت کے جذبات

ابھرے تھے ---- ایک نظر لیپ ٹاپ پر اس نیوز پر ڈالی سامنے اصفر کی تصویر بھی تھی ---

لمبے بکھرے بال شیو بے حد بڑھی ہوئی چہرے پر پڑمردگی ---- رنگ پیلی اور آنکھوں کے

گرد گہرے ہلکے --- دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی --- حممنہ نے آنکھیں بند کر لیں ---

دل کے درد کی وجہ نا جانے کیا تھی اصفر کو اس حال میں دیکھنا یا اس کی سزا کا معاف ہو

جانا ---- اس نے لیٹ ٹاپ بند کر دیا ساتھ ہی اپنی زندگی کا اصفر نامی باب بھی

حمسنہ اب اس قابل ہو گئی تھی کہ زندگی میں آگے کی جانب قدم بڑھاتی اس لئے پہلے تو ایک ملازمہ کا انتظام کیا کلینک کو خیر آباد کیا اور ڈاکٹر بیگ سے ہاسپٹل کو جوائن کیا۔۔۔۔۔ وہ ایک سرجن تھی صرف کلینک کر کے اپنی صلاحیتوں کو زنگ نہیں لگا سکتی تھی۔۔۔۔۔

ڈاکٹر بیگ اس کے ڈاکو منٹس دیکھ کر بے حد خوش تھے۔۔۔ ایک چھوٹے سے ہاسپٹل کی ابتدا انہوں نے اپنے ہی بل بوتے پر کی تھی۔۔۔ وہاں پر زیادہ تر ڈاکٹر انکے اسٹوڈنٹ ہی تھے جو ان سے پڑھ چکے تھے اور قابل ڈاکٹر بھی بن چکے تھے۔۔۔ ڈاکٹر بیگ کی اپنی تو کوئی اولاد نہیں تھی لیکن اپنے اسٹوڈنٹ کو بچوں کی طرح ہی عزیز رکھتے تھے۔۔ انکا زیادہ چہتا اسٹوڈنٹ فارس تھا۔۔۔۔۔ والد اس کے تھے نہیں ماں گاؤں میں رہتی تھی اس لئے کھانے پر وہ اکثر انکے گھر بن بلائے مہمان کی طرح پہنچ جاتا تھا۔۔۔۔۔ میم کے کھانوں کی تعریف کرتے ہوئے اس کا ڈنر ختم ہوتا تھا۔۔۔۔۔ وہ بھی اولاد کی ترسی ہوئیں خاتون تھیں۔۔۔ اس لئے انہیں شاگروں کو کسی ناکسی موقع پر دعوت دے کر گھر میں رونق سی لگا لیتی تھیں۔۔۔۔۔ اگر انکے ہاسپٹل میں کمی تھی تو ایک سرجن کی گائنا کالوجسٹ تو موجود تھیں لیکن باقی آپریشنز کے لئے انہیں ہمیشہ ایمر جنسی کیسز دوسرے ہاسپٹل ہی بھیجنے پڑتے تھے تھے پھر ان کا ہاسپٹل میں مری سے کافی الگ روٹ پر تھا۔۔۔۔۔ وہاں کوئی بھی سرجن کام کرنے تیار کو تیار نہیں ہوتا تھا اور اگر ہوتا بھی تھا تو فیس بہت زیادہ مانگتا تھا ڈاکٹر بیگ نے ہاسپٹل کی فیس مناسب ہی رکھی تھی۔۔۔۔۔

تاکہ انسانیت کی خدمت زیادہ سے زیادہ ہو سکے --- اس لئے اپنے شاگردوں کو بھی وہ مناسب تنخواہیں ہی دیتے تھے --- حمزہ کا ایک اچھے ہاسپٹل کو چھوڑ کر اس ہاسپٹل کا انتخاب کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اسکی گمنام سی زندگی گمنام ہی رہے --- کسی بڑے ہاسپٹل کے حوالے اسکی پہچان کبھی بھی میڈیا کی نظر میں نہ آئے ---

یہاں کام کرنے اور ڈاکٹر بیگ کے دوستانہ رویے سے وہ بہت مانوس سی ہو گئی تھی --- پھر سب ہی ڈاکٹر زگھلنے ملنے والے اور ہنس مکھ تھے --- فارس سے پہلی ملاقات --- ہاسپٹل کو جوائن کرنے کے ٹھیک ایک ماہ بعد ہوئی تھی وہ اپنی والدہ کے انتقال کی خبر سن کر اپنے گاؤں گیا تھا جب واپس آیا تو ایک نئی ڈاکٹر نے اسے پہلی نظر میں متاثر کیا تھا --- لیکن اسکی کم گوئی اور لئے دیئے رویے کو ختم کرنے میں فارس کو ایک سال لگ گیا تھا --- پھر اس کے چھوٹے بچے --- فارس کو اپنی جانب کھینچنے لگے --- حمزہ کی عادات اسے بھانے لگیں تھیں --- وقت کے ساتھ ساتھ وہ خود کو حمزہ کے گھر کا ایک اہم حصہ ہی سمجھنے لگا تھا

جیسے وہ بھنی ایک فرد کی حثیت رکھتا ہو --- حمزہ سے پہلی بار اظہار محبت اس نے تب کیا جب نور اور ایمان کی پہلی سالگرہ پر حمزہ کے لاکھ منع کرنے پر فارس سے خود سب کچھ سجایا تھا سب کو دعوت نامے بھی خود ہی دیئے تھے صبح دس بجے سامان کے ساتھ وہ اسکے گھر پہنچ گیا تھا

تم نے بنا مجھ سے پوچھے سب کو دعوت بھی دیدی --- عجیب ہو تم "حمنہ کو فارس کی عجلت " اور دل اندازی پر حیرت تھی

بچوں کی پہلی سالگرہ ہے اور تم کتنی بور ہو حمنہ --- بس مجھے کچھ نہیں سننا جلدی جاؤں اور " اپنے ہاتھوں کا جادو جگاؤں --- اور ہاں مرچ ذرا ٹھیک سے ڈالنا --- بریانی سپاسی اچھی لگتی ہے " مرچ کے بہانے وہ اسے اپنی فرمائش بھی بتا چکا تھا --- حمنہ شام تک ہی کچن سے فارغ ہوئی تھی

جب کچن سے نکلی تو لاونج کا نقشہ ہی بدلہ ہوا تھا دیواروں پر رنگ برنگی لڑیاں غبارے سجے ہوئے تھے ایمان اور نور کا نام لکھا ہوا تھا --- دونوں بچے ہلکا ہلکا چلنے لگے تھے --- ایک کمرے سے فارس کے ساتھ فیری فارک میں نکلتی نور کسی آرٹسٹ ڈول کی طرح لگ رہی تھی --- اور ایمان تھری پیس سوٹ میں گڈا ہی لگ رہا تھا --- فارس بھی پیسٹ شمرٹ میں تیار تھا --- دونوں بچوں نے دونوں جانب سے فارس کی انگلی پکڑی ہوئی تھی --- حمنہ کی نظریں ہٹانا مشکل ہوا تھا ---

غبارے اور رنگا رنگ جھنڈیاں دیکھ کر بچے خوش ہو رہے تھے --- کپڑے تک وہ خود لایا تھا ---

پہلی بار اس نے فارس کو بڑے غور سے دیکھا تھا۔۔۔ جو بچوں کے ساتھ بچہ بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔
دونوں کے ہاتھ پکڑے چلاتے ہوئے اس نے صوفے پر بیٹھا دیا اور انکے ہاتھ میں غبارے پکڑا
دیے۔۔۔

وہ زنگا رنگ غباروں سے کھیلنے لگے فارس چلتا ہوا

حمزہ کے پاس آیا تھا جو اب بھی بچوں کو بڑی محبت سے دیکھ رہی تھی فارس کے چٹکی بجانے پر چونکی تھی ---

ابھی کچھ ہی دیر میں سب پہنچ جائیں گئے تمہارا ڈیس تمہارے کمرے کمرے میں موجود ہے "۔
 "۔۔۔۔ اب جلدی جاؤں اور چینج کر کے آؤں۔۔۔۔"

میرے لئے لانے کی کیا ضرورت تھی میں کچھ بھی پہن لیتی فارس اتنا کچھ تم نے میرے " بچوں کے لئے کیا ہے یہی کم نہیں تھا --- "حمنہ کے لہجے میں احسان مندی تھی مجھے فارمل لوگ بالکل پسند نہیں ہیں --- میں نے یہ صرف اپنی خوشی سے کیا ہے اور مجھے " بہت خوشی ہوگی اگر تم وہ لباس پہنوں جو میں تمہارے لئے لایا ہوں ---- "حمنہ اپنے کمرے میں چلی گئی ڈارک گرے رنگ کا ہلکا سا فینسی ڈریس تھا برتھڈے کی مناسبت سے بالکل پرفیکٹ ---- لیکن حمنہ کو ایسے لباس چھوڑے ہوئے سال سے زیادہ عرصہ بیت چکا تھا وہ صرف سمپل سے کپڑے پہنتی تھی زیادہ تر سادے اور ہلکے رنگ کے --- لیکن وہ اب اسکے بچوں کے

"فار واٹ"

میرے بچوں کی خوشی کو یوں چار چاند لگانے کے لئے ""میں نے یہ سب نور ایمان کو اپنے ""
بچے سمجھ کر سیلربریٹ کیا ہے ---- "فارس کی معنی خیز بات کو حمزہ نے یونہی نارمل سے انداز
سے لیا تھا

چلو پھر اس کا مطلب اپنا شکریہ واپس لے لینا چاہیے "چائے سپ لیتے ہوئے حمزہ نے"

مسکرا کر کہا

"بالکل"

فارس کچھ دیر اسے دیکھتا رہا سوچ رہا تھا کہ بات کیسے کرے

"حمنہ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"

"ہاں کہو ---"

میں تمہیں ---- میں ---- "اسکایوں ہچکچنا حمہ سمجھ نہیں پارہی تھی وہ خاصا بولڈ قسم کا"

لڑکا تھا شرمناہ ہچکچانا اسکے مزاج میں نہیں تھا

حمہ ول ہو میری می ؟ "اپنی آنکھیں مچے اس نے اگلے لمحے میں جیسے حمہ کے ہوش اڑائے"

تھے ----

کچھ پل وہ ہونق بنی اسے دیکھتی رہی

لیکن جیسے ہی فارس نے آنکھیں کھولیں اس کا ٹرانس ٹوٹا تھا فوراً سے کھڑی ہوگی
 "تم ہوش میں۔ تو ہو کہ کیا کہہ رہے ہو"

ہاں پورے ہوش و حواس میں ہوں --- "فارس کو حممنہ کا ناراض ہونا یا سختی سے جواب دینا"
 غیر مناسب سا لگا تھا

"میں نہیں کر سکتی کسی سے شادی"
 "کیوں"

اس لئے کہ میں شادی شدہ ہوں "حممنہ کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا"
 لیکن شوہر حیات نہیں ہے تمہارا --- ساری زندگی ایک ہی غم کو سنبھالے رکھنا تو زندگی نہیں"
 "ہے حممنہ"

پلیز فارس تم یہاں سے جاسکتے ہو --- مجھے کسی سے بھی شادی نہیں کرنی --- "حممنہ"
 کے اس قدر سخت رویے پر اسوقت تو فارس چلا گیا --- لیکن اس بار کا پیچھا اس نے کبھی
 نہیں چھوڑا تھا --- پھر بچوں کو بھی وہ بے حد چاہتا تھا ---

صبح کی اذان کی آواز پر حممنہ چونکی تھی پوری رات آنکھوں کٹی تھی ---

"نجمہ باجی --- آپ ڈاکٹر حمزہ کے ساتھ ہر بار آپریشن کے لیے آپریشن تھیٹر میں جاتی ہیں"

لائبہ نے بڑے اشتیاق سے پوچھا تھا

نجمہ ایک سینیئر نرس تھی اور۔ ہر بار آپریشن تھیٹر پر اسی کی ڈیوٹی ہوتی تھی اس وقت بھی ایک آپریشن کے لئے وہ اپنے گلوں پہن رہی تھی

"ہاں میری یہ ڈیوٹی ہے۔۔۔۔"

"اس بار میں بھی چلوں قسم سے مجھے نا بڑا شوق ہے کسی مریض کا آپریشن سامنے دیکھنے کا"

لائبہ نے پیاری بھری منت کی تھی ---

ہرگز بھی نہیں ڈاکٹر حمزہ اور سر بیگ اس کے سخت خلاف ہیں کہ کسی فی نرس کو آپریشن "

تھپیڑ بھیجا جائے۔۔۔۔ جس کے لئے سب کچھ نیا ہو۔۔۔۔ "اب وہ ماسک پہنتے ہوئے بولی

یہ بات کیا بات ہوئی بھلا نیا اسٹاف جائے گا دیکھے گا تبھی تو سیکھے گا نا۔۔۔ "لائبہ مایوس ہوئی"

تھی۔۔۔۔

ایسا کرو ڈاکٹر فارس سے پوچھ لو اگر وہ مان گئے تو پھر تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔۔۔۔۔ "نجمہ"

نرس یہ کہہ کر اسٹاف روم سے نکل کر آپریشن تھئیٹر میں چلی گئی آپریشن میں ابھی وقت تھا۔۔۔

لائے شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر ڈاکٹر فارس کے روم کے باہر پہنچ کر رک گئی تھی۔۔۔۔ جس

دن سے فارس کی ڈانٹ سنی تھی وہ اس کے سامنے جانے سے کتراتی ہی تھی ---- لیکن اب شوق کی وجہ سے وہاں تک پہنچی تھی -----

دل کی دھڑکنوں پر سینے پر ہاتھ رکھ کر قابو پایا جو ڈر سے دھڑدھڑا رہیں تھیں --- ایک منٹ آنکھیں بند کر کے آیت کرسی پڑھ کر خود پر پھونکی تھی کہ پھر دل ہی دل میں دعا کی تھی کہ اس کا یہ شوق بھی پور ہو جائے --- اس لئے آنکھیں کھول کر دروازے پر دستک دی لیس کم ان "اندر سے ڈاکٹر فارس کی آواز آئی"

لائبہ اندر داخل ہوئی

سر میں اندر آسکتی ہوں "اندر آکر دروازہ بند کر کے لائبہ نے پوچھا فارس سامنے کرسی پر بیٹھا " کسی مریض کی فائل چیک کر رہا تھا

لائبہ کی بات پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

میرے خیال سے آپ اندر آچکی ہیں "فارس کے یاد دلانے پر جیسے وہ بوکھلائی تھی "

اوہ --- میں تو بھول ہی گئے تھی "اپنے سر پر ہاتھ مار کر بولی "

جس پیشے سے آپکا تعلق ہے س لائبہ وہاں بھولنے کی گنجائش نہیں ہے --- ایسی بوکھلاہٹ اور "

بدحواسی کے ساتھ تو آپ مریض کے ساتھ کچھ بھی غلط کر سکتی ہیں --- ٹیک از ایزی "فارس

اسکے چہرے پر چھائی بد حواسی دیکھ کر بولا لائبر نے خود کو با اعتماد سا بنانے کی چند لمحوں میں
کوشش کی ---

ایسی بات نہیں ہے میں مریضوں کے سامنے بالکل کونفڈینٹ رہتی ہوں باقی ڈاکٹر سے بھی " ٹھیک سے بات کر لیتی ہوں بس آپ کے سامنے ----- ذرا ----- "آخری جمعہ پر لائبر دھیرے سے کہہ کر خاموش ہو گئی اب اپنے منہ سے کہنا مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے --- لائبر کے اصولوں کے خلاف تھا

پھر میرے سامنے آپ یہ ہونق شدہ شکل لیکر کیوں آتی ہیں ---- جہاں تک مجھے اپنے " بارے میں معلوم ہے --- میں ایک ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خوش شکل اور ہینڈسم نوجوان ہوں ----

اور خواتین سے بات بھی بہت پولاٹلی کرتا ہوں ---

بس بدتمیز اور ڈھیٹ مریضوں سے میرا رویہ ذرا سخت ہے "فارس جان گیا تھا کہ وہ کیوں اس سے خوف کھاتی ہے جہاں وہ موجود ہوتا تھا لائبرے بوتل کے جن کی طرح غائب ہوتی تھی

"جی وہ تو میں دیکھ چکی ہوں"

گڈ "فارس نے مسکرا کر کہا"

اس وقت یہاں آنے کی وجہ؟ "فارس نے ہی اس سے پوچھا"

سر مجھے آپریشن دیکھنے کا بہت شوق ہے اگر آپ مجھے آپریشن تھپیڑ جانے کی اجازت دے دیں " تو میرا یہ شوق بھی پورا ہو جائے گا۔۔۔ " لائبہ غیر متوقع بات پر وہ متحیر ہوا تھا

" یہ کیسا شوق ہے۔۔۔۔۔ "

سر وہاں پر ہیلپر نرس اور واڈ بوائے کی ضرورت تو ہوتی ہے --- آپ مجھے اپنے ساتھ لے " جائیں میں بھی وہ سب کام پوری ذمہ داری سے باخوبی سر انجام دے سکتی ہوں جو نجمہ نرس دے سکتی ہے --- " لائبنہ نے قائل کرنے کی کوشش کی کچھ دیر تو فارس سوچتا رہا -

سر پلیز؟ " لائبنہ نے پھر سے التجا کی "

او کے چلو جاؤں جا کر گلوں اور ماسک وغیرہ پہنوں "لائبہ جیسے یہیں سننا چاہتی تھی"

تمھنک یو سوچ سر آپ بہت اچھے اللہ آپکی من کی مرادیں پوری --- جیسے آپ نے میری مراد "پوری کی -- ہائے کتنا شوق تھا مجھے کسی مریض کو چیر پھاڑ کرتے ہوئے دیکھوں ---- "لائبہ کی گل فشانیاں سن کر وہ اسے متحیر ہو کر دیکھنے لگا اور وہ یہ کہتے ہی خوشی خوشی کمرے سے نکل گئی --- وہ تیار شیار ہو کر کسی پروفیشنل سرجن کے انداز سے سب نرسوں کو اتراتے ہوئے یہ بتا کر باہر نکلی کہ وہ آپریشن کرنا بھی سیکھ لے گئی ---- بڑے کنفڈنس سے وہ آپریشن تھیٹر کے اندر داخل ہوئی تھی ---- وہس اسٹیج پر ایک بچہ تھا بالکل چار پانچ سال کا --- اسکے پیٹ میں حزنیاں تھیں جن کا آپریشن ہونا تھا ----

پہلے تو چھوٹے سے بچے کو اسٹیچرز پر بے ہوش ہاسپٹل کے گاون میں دیکھ کر اسے ترس سا آیا تھا۔۔۔۔

وہاں ڈاکٹر حممنہ اور ڈاکٹر فارس کے علاوہ نجمہ نرس اور ایک واڈ بوائے تھا۔۔۔ وہ بھی سنتر تھا۔۔۔۔

لائبہ بھی نجمہ نرس اور فارس کے برابر میں کھڑی ہو گئی۔۔۔

لیکن جیسے اس بچے کے پیٹ کے نچلے حصے پر کٹ لگایا گیا لائبہ کا دل کپکپاتا تھا۔۔۔ جیسے جیسے اس کا آپریشن ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کا دماغ چکرانے لگا تھا جتنا اسے آپریشن دیکھنے کا شوق تھا۔۔۔ اب لگ رہا تھا پورا آپریشن تھیر ہی گول گول گھومنے لگا ہے۔۔۔۔

اسکی دائیں جانب فارس کھڑا تھا اور فارس کے برابر میں حممنہ جو آپریٹ کر رہی تھی اور لائبہ کے بائیں جانب نجمہ نرس تھی جو فارس کو سر جیکل انٹرومنٹ پاس کر رہی تھی۔۔۔۔

لائبہ نے پہلی بار قریب سے یہ سب دیکھا تھا اس لئے تاب نہیں لپاتے ہوئے چکرا کر وہ فارس پر ہی گرمی تھی۔۔۔ ایک دم سے حممنہ ہاتھ رکا تھا دھیان بٹا تھا۔۔۔ فارس خود بری طرح سے بوکھلا گیا تھا۔۔۔ نجمہ نرس نے لائبہ کو سنبھالا تھا۔۔۔

اسے اندر کس نے آنے دیا؟ --- نجمہ افضل لیکر جاؤں اسے باہر "حمنہ کے سخت لہجے پر"

"وہ دونوں لائبرے کو سنبھالتے ہوئے باہر لے گئے"

باقی کے اسٹیجیز کمپلیٹ کر کے --- حمنہ نے --- فارس کو گھورا تھا

اس لڑکی نے تو ابھی جوائن کیا ہے اسے آپریشن تمھیڑ میں آنے کی پریشانی کس نے دی تھی "

--- تم نے یا ڈاکٹر بیگ نے؟ --- وہیں واش بیسن سے ہاتھ دھوتے ہوئے منہایت سنجیدگی

اور غصے سے وہ فارس سے پوچھ رہی تھی -- کیونکہ آپریشن کے لئے ایک ٹف اور سنئیر اسٹاف کی

ضرورت ہوتی ہے --- اس لئے کوئی بھی عام سے نرس یا بوائے وہاں بنا پریشانی کے خود نہیں آ

سکتا تھا ---

میں نے ہی دی تھی وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ آپریشن کیسے ہوتا ہے --- بار بار ضد کر رہی تھی "

مجھے کیا پتہ تھا کہ بے ہوش ہو جائے گی "فارس حد درجہ شرمندہ ہو رہا تھا -- حمنہ ٹاول سے

ہاتھ صاف کرتے ہوئے منہایت کڑے تیوروں سے فارس کو گھورا تھا

تمہیں احساس ہے ہم یہاں کیا کرنے آتے ہیں --- آپریشن کے وقت ساری بات کنسٹرکشن "

کی ہوتی ہے --- ذرا سی بھی بھول چوک ایک انسان کی جان لے سکتی ہے شکر کروں کے جس

وقت وہ بے ہوش ہوئی میں اسٹیز لگا رہی تھی اگر کچھ دیر پہلے ہو جاتی تو توجہ بٹنے سے نا جانے

کون سی نرس مجھ سے ہی کٹ جاتی؟

تم اتنے غیر ذمے کیسے ہو سکتے ہو فارس ----- ہاؤ کڈ ٹو ڈو دس "حمنہ جس قدر غصے میں تھی فارس اندر ہی اندر خود پر لعنت ملامت کر رہا تھا کہ اس بیوقوف لائبہ کی بات مانی ہی کیوں
حمنہ ایم سوری "فارس اپنی حرکت پر نادام تھا"

سوری ---- تمہارے نزدیک ایک انسانی جان پر اس قسم کی حماقت کرنے کی تلافی صرف ایک "سوری کے --- اگر تمہاری اس غلطی کی وجہ سے اس بچے کو کچھ ہو جاتا تو میں زندگی بھر تمہیں معاف نہیں کرتی خود جا کر تمہارے خلاف کیس کر دیتی --- "غصے سے یہ کہتی ہوئی وہ آپریشن تھیٹر سے باہر نکل گئی تھی -----

لائبہ کو تو بخار چڑھ گیا تھا ہوش میں آتے ہی چلانے لگی تھی --- ڈاکٹر بیگ کے ہاتھوں فارس کی اچھی خاصی کھپائی ہوئی تھی لائبہ کو منزل صاحب اکر اپنے ساتھ گھر لے گئے تھے دو دن سے
حمنہ فارس سے بات تک نہیں کر رہی تھی ---- تیسرے دن فارس دونوں بچوں کو شاپنگ کروانے کے بہانے زبردستی حمنہ کو بھی اپنے ساتھ بازار لے گیا ----

انکل اس بار میں بڑی والی ڈول لوں گی "نور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے فارس کی گود میں بیٹھی۔"
فرمائش کر رہی تھی ایمان برابر میں حمنہ کی گود میں بیٹھا تھا
انکل مجھے اس بار گن چاہیے --- اور سپائیڈر مین بھی "ایمان نے اپنی چوائس بتائی تھی"

ہاں ہاں چو چاہے لے لینا --- "فارس کا سارا دھیان حممنہ پر تھا جو لا تعلق ہو کر کھڑی سے " باہر دیکھ رہی تھی

" حممنہ ایم سوری یار --- آئندہ ایسی غلطی ہرگز بھی نہیں ہوگی --- موڈ تو ٹھیک کروں اپنا " وہ دو دن سے اس کی منت سماجت کر رہا تھا

تم کچھ دن مجھ سے بات ناہی کروں تو بہتر ہے " حممنہ کے رویے میں ذرا بھی بدلاؤ نہیں آیا " تھا

یہ کہوں نا کہ فارس کچھ دن جینا چھوڑ دوں ---- "فارس کی بات پر اس نے خشمگیں نظروں " اسے دیکھا تھا

یہ ڈائیلاگ تم مجھے تو مت سنایا کروں --- تم سے میں اس قسم کی غلطی ایکسپکٹ ہی نہیں " "کر سکتی تھی فارس

کہا نا ایم سوری اب کیا کان پکڑ لوں اپنے "فارس نے اسٹیئرنگ سے ہاتھ ہٹا کر کانوں کو ہاتھ " لگایا

فی الحال - تو گاڑی دھیان سے چلاؤں ورنہ بچوں کو لیکر یہیں اتر جاؤں گی " آڑے مڑے " راستوں پر وہ ڈرائیور کر رہا تھا --- وہاں بھی ذرا سی چوک موت کے گھاٹ اتار سکتی تھی --- پریشانی میں فارس سے غلطیاں زیادہ ہی ہوتی تھیں ---- اور اسوقت اسکی سب سے بڑی

کافی دیر سے نور نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔۔۔ فارس نے ہی نور کو پکارا تھا۔۔۔۔۔
"نور کہاں ہو تم"

آئی انکل "نور نے وہیں سے آواز لگائی ----"

او کے کیک والے انکل تھنک یو "اصفر کا شکریہ ادا کرتے نور اپنی ڈال پکڑے وہاں سے"

بھاگتے ہوئے گئی۔۔۔ اصفر مسکرانے لگا پھر اپنی ٹرالی لیکر کر کاؤنٹر پر جاتے ہوئے اس کے

قدم تھمے تھے سامنے حممنہ کاؤنٹر پر فارس کے ساتھ کھڑی بل بنوا رہی تھی دونوں ہی آپس میں

باتوں میں لگن تھے۔۔۔۔۔ اصفر کو اپنے اندر کچھ ٹوٹ پھوٹ سی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ پیچھے

ہٹ جانا چاہتا تھا۔۔۔ تاکہ حممنہ اسے وہاں دیکھ نالے۔۔۔۔۔ وہ تو اپنی زندگی کا فیصلہ جیسے کر ہی

چکی تھی اصفر کو ایک موقع تک نہیں دیا تھا کہ وہ اپنی صفائی میں کچھ کہہ سکے۔۔۔۔۔ اس سے

پہلے وہ ٹری بیک کرتا۔۔۔۔۔ نور اور ایمان ہاتھوں میں کھیلونے پکڑے ان کے پاس پہنچے تھے

ممی --- ممی دیکھیں نا یہ ڈول کتنی کیوٹ ہے۔ بلکل نور کی طرح ---- "نور حممنہ کو اپنی ڈول" دیکھا رہی تھی --- ایمان انکل انکل کہہ کر فارس کو اپنی گن اور سپائڈر مین دیکھا رہا تھا --- پھر ممی کہتے ہوئے حممنہ کے پاس چلا گیا

حممنہ تم ان دونوں کو گاڑی میں لیکر بیٹھوں میں۔ بل بنوا کر آتا ہوں "فارس کے کہنے پر حممنہ" بچوں کو دوکان سے باہر کر گئی ---- اصفر کو لگا پستھر کا ہو گیا ہو ---- "ممی؟ --- حممنہ؟ ----"

*****

اپنے سامان سے بھری ٹرالی اصفر نے وہیں چھوڑی تھی اور دوسرے دروازے سے باہر نکلا گیا تھا --- حممنہ بچوں کو لیکر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکی تھی ---- وہ تیز قدموں سے گاڑی کے آخری سرے کے پاس آکر رک گیا --- ممی انکل نے پیزا کھلانے کا پروس کیا ہے --- آپ منع نہیں کریں گی "ایمان ماں کی عادت" سے واقف تھا ---- وہ فارس کا۔ زیادہ احسان نہیں لیتی تھی

کچھ پوچھ رہی مان --- نور --- او کے ؟ "

او کے "دونوں نے منہ پھلائے ہامی بھری تھی "

گڈ "اس سے پہلے حمہ سائیڈ مرر پر نظر دوڑاتی اصرر پلٹ گیا تھا --- اپنے قدموں سے گاڑی " تک اور گاڑی سے اپنے کمرے تک کاسفر جیسے ایک گھٹن بھرے ماحول سے کیا تھا --- بیڈ پر بیٹھتے ہی اپنا سر پکڑ کا تھا

اصرر بچے ہی میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط بناتے ہیں کبھی بھی انہیں الگ نہیں ہونے " دیتے ----

کیا بیوقوفانہ بات ہے یہ حمہ --- ایک پڑھی لکھی ڈاکٹر ہو کر یہ سوچ رہی ہو --- میں تمہیں " چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں اور جن کے بچے نہیں ہوتے --- کیا وہ لوگ ایک دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں ؟ --- اسکاچرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیکر وہ بڑی اپنلٹ سے بول رہا تھا

ہاں عموما چھوڑ ہی دیتے ہیں اور اگر نا بھی چھوڑیں تو عورت ہمیشہ وہم میں مبتلہ رہتی --- کہ " کہیں اس کا شوہر اسے اس بنیاد پر چھوڑ نا دے

جا کر دیکھیں انہیں جو اولاد کی نعمت سے محروم ہیں --- کیسے ترستے اور بے کل ہوتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں --- مرد کا تو پتہ نہیں لیکن عورتیں ضرور ڈپریشن کا شکار ہو جاتی ہیں ----

لوگ بار بار پوچھ پوچھ کر انہیں ذہنی مریض بنا دیتے ہیں --- کہ شادی کو اتنے سال گزر گئے اور ابھی تک اولاد نہیں ہوئی ---

اور آپ ---- آپ کفرانِ نعمت جیسا گناہ کرنا چاہتے اصر --- میں اس میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتی --- میں ایسی کوئی میڈسن نہیں کھاؤں گی " (حمنہ کی کہی گئی بات سوچ کر سانس گھٹنے لگا تھا ----

پھر یاد آنے لگا فارم ہاؤس میں حمزہ کو لانے کے بعد ---- اس نے ایسی کوئی احتیاط نہیں برتی تھی ---- مطلب وہ ایکسیکٹ کر سکتی تھی ----

یہ بات اسکے گمان میں کبھی آئی ہی نہیں تھی۔۔۔۔۔ کہ اللہ اسے اس نعمت سے بھی نواز چکے ہیں۔۔۔۔۔ بلکہ نعمت اور رحمت۔ دونوں سے۔۔۔۔۔ آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں خوشی کے تھے کہ وہ دو بچوں کا باپ بھی ہے۔۔۔۔۔ یا اس تکلیف کے اپنے بسے بسائے گھر کی خوشیاں اسے اب تک نہیں ملیں تھیں

یہ مت سمجھنا کہ میں برے اور بدمعاش لوگوں سے ڈرتا ہوں۔۔۔۔ اور نا یہ سمجھنا کہ مُمی اور" نور اکیلی ہیں تو ہم ڈر جائیں گئے۔۔۔۔ میں ایمان ہوں اور بہت بہادر بچہ ہوں۔۔۔ لائیں اپنی (بوتل دیں اور دروزے سے ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوں

ایمان سے پہلی ملاقات نے تو جیسے اندر ایک طوفان بھریا کر دیا تھا

ایمان --- نور --- میرے بچے --- میرا خون --- میرے --- میرے بچ --- "۔۔۔۔۔"

ے۔۔۔۔۔میرے۔۔۔۔۔"آنسوں مسلسل بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔جی چاہا وقت پیچھے چلا جائے۔۔۔ جب ایمان کو پہلی بار دیکھا تھا سفید لکڑی کے دروازے سے پیچھے ہٹنے کے بجائے اصفر اسے کھول کر اپنے جگر کے ٹکڑے کو سینے سے لگا بیچ لیتا۔۔۔۔۔کیسا احساس ہوتا ہو گا۔۔۔ جب کوئی باپ اپنے بیٹے کو گلے لگائے۔۔۔ اپنی بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دے۔۔۔۔۔دل کی ترپ میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔۔بار بار دونوں بچوں کے چہرے آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگے۔۔۔۔۔ایمان دیکھنے میں اسی کے جیسا تو تھا۔۔۔۔۔بس وہی پہچان نہیں پایا کہ جس بچے نے اسے اپنی طرف پہلی بار ہی متاثر کیا تھا۔۔۔۔۔وہ اسی کا بیٹا تھا؟ تنفس بری طرح سے چل رہا تھا حمزہ کو چھوڑ دینے کی اذیت ہی اسکے لئے جان لیوا تھی جیسے وہ سہہ رہا تھا اور اب اسکے بچے؟

آپ وہ گاڑی والے اور کیک والے انکل ہیں نا "نور نے فوراً سے تصدیق چاہی)

"ہممم اور تم وہی پیاری سی گریبا ہوں جس کا بھائی بہت بہادر ہے؟" اصفر۔ کی بات پر وہ "

ہسنتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگی

یہاں سے کیا لینا ہے "وہ ریک کی طرف اشارہ کرتے پوچھنے لگا " ("انکل مجھے وہ بڑی والی ڈول چاہیے --- پلیز مجھے وہ اتار کر دے دیں ")

مجھے تو تین دن بخار میں بھی وہی بچہ نظر آتا رہا ہے میری توبہ جو دوبارہ غلطی سے آپریشن تھیٹر " کے سامنے سے بھی گزرو " لائبر نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا

وہ تو تم بعد میں کروگی فی الحال تو خیر مناؤں اپنی ڈاکٹر فارس کا آڈر ہے کہ لائبر صاحبہ جب " بھی ہاسپٹل آئیں انہیں میرے کمرے رخ دیکھایا جائے --- اب جاؤں ویسے بھی بڑے غصے میں ہیں وہ " فارس کاسن کر لائبر کی جان لبوں پر آئی تھی

ہائے اللہ جی مجھے کیوں بلایا ہے --- مجھے نہیں جانا ان کے کمرے میں وہ تو گلا ہی دبا دیں " گئے - میرا --- بڑے خطرناک ڈاکٹر ہیں --- نجمہ باجی آپ ان سے کہہ دیں کہ میں آج آئی ہی نہیں ہوں --- " لائبر خوف سے آنکھیں پھیلائے بولی تھی

میں انہیں بتا چکی ہوں کہ تم آچکی ہو --- اب جاؤں ورنہ انہوں نے خود سے تمہیں دیکھ لیا " تو سب کے سامنے عزت افزائی کر دیں گئے تمہاری --- " نجمہ نرس لائبر کو موت کا مرثیہ ہی سنایا تھا ---

اس بار تو شامت پکی تھی ---

لائبر ڈرتے ڈرتے فارس کے کمرے تک گئی تھی --- دستک بھی بہت دھیرے سے دی تھی لیکن شاید وہ اسی انتظار میں تھا

آ جاؤ اندر " بڑی سخت ترین آواز - تھی لائبر کی جان نکلی تھی --- "

سوری ----؟ تمہاری وجہ سے جانتی کتنی تذلیل ہوئی ہے میری؟ "

تم واقع نرس ہو۔۔۔ آپریشن کو کیا سمجھتی ہو تم۔۔۔ اپنے چاچے کی شادی کا ولیمہ۔۔۔۔۔"

ایمرجنسی میں تو ایک کے بعد ایک کیس آتا تھا اس لئے نرسوں کی ڈیوٹی بھی ایک دن میں چار پر تقسیم ہوتی تھی گھنٹوں کے حساب سے ---- پورا دن لائبرے کا گن چکر بنے گزرا تھا ---- ایک تو پہلے بخار سے اٹھی تھی پھر کھانے اور چائے کی بھی فرصت نہیں ملی تھی ----- حمنہ کا آخری راؤنڈ تھا وہاں دن میں دو چار وہ پہلے بھی آچکی تھی رات کے دس بج رہے تھے لائبرے تھکن سے

چور ہو چکی تھی --- اس لئے ایک کرسی پر بیٹھی جمائیاں لے رہی تھی --- حممنہ کی آواز پر چونکی تھی

جی ڈاکٹر حممنہ میں سو بلکل نہیں رہی ہوں آپ کہیں کیا کرنا ہے " وہ یک دم ہی کرسی سے " کھڑی ہو کر پوچھنے لگی

تم صبح سے یہاں کیا کر رہی ہو اگر دن میں تمہاری ڈیوٹی تھی تو شام تک تو ختم ہو جانی چاہیے " تھی --- اور اب تو رات ہو رہی ہے --- " حممنہ نے اس کے تھکے تھکے چہرے کو دیکھ کر پوچھا یہ میری پنشن ہے جی --- وہ میں اس دن آپریشن تھیٹر میں بے ہوش ہو گئی تھی تو ڈاکٹر " فارس نے مجھے ---

واٹ " حممنہ حلق کے بل چیخی تھی "

فارس نے تمہاری ڈیوٹی یہاں لگائی ہے وہ رات تک کی --- چلو میرے ساتھ پوچھتی ہوں میں " اس سے --- غلطی اپنی تھی اور سزا تمہیں دے رہا ہے --- " حممنہ نے لائبرے کا ہاتھ پکڑا --- اور اسے ایمر جنسی سے باہر کے آئی

رہنے دیں ڈاکٹر حممنہ مجھے ویسے ہی ان سے بہت ڈر لگتا ہے --- بارہ بجے ابو جی لینے آجائیں " گئے " لائبرے مزید فارس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی --- وہ پھر سے غصے میں آتا

تم چپ رہو ---- دیکھتی ہوں کیسے تمہیں وہ کچھ کہتا ہے ---- "فارس کی ڈیوٹی بھی ختم ہو" چکی تھی واپس ہی جانے والا جب حمنہ کو دیکھ کر رک گیا وہ بھی لائبر کے ساتھ فارس کے سامنے جا کر کی تھی

تم نے اسے ایرجنسی میں ڈیوٹی دی تھی "حمنہ نے کڑے تیوروں سے ایک ابرو چڑھا کر پوچھا" ہاں دی تھی --- بہت شوق ہے اسے نڈر اور رف اینڈ ٹف بننے کا میں نے سوچا شوق ہے " تو پورا تو ہونا چاہیے ---- "فارس نے لائبر کو گھورتے ہوئے کہا کسی چیز کوئی حد بھی ہوتی ہے ---- صبح سے رات تک کی ڈیوٹی دیتے ہوئے ایک پل تمہیں " یہ خیال نہیں آیا کہ تمہاری حماقت کی وجہ سے تین دن بخار میں مبتلا رہی ہے وہ اور آتے ہی تم "نے اس پر اس قدر ہارڈ ڈیوٹی لگا دی ؟

ہاں اسی طرح انسان بہادر بنتا ہے ---- "اس نے ڈھٹائی سے جواب دیا" اگر تم چاہتے ہو کہ میں ڈاکٹر بیگ سے تمہاری شکایت نا لگا دو۔ تو جاؤں اسے گھر چھوڑ کر آؤں " حمنہ نے سخت لہجے سے کہا

نہیں ڈاکٹر حمنہ بارہ بجے ابو جی لینے آ جائیں گے میں ان کے ساتھ چلی جاؤں گی --- "لائبر" نے انکار کرنا چاہا فارس کے ساتھ واپس جانے سے بہتر تھا کہ وہ ایرجنسی میں ڈیوٹی ہی کر لے

نہیں ابھی دو گھنٹے ہیں بارہ بجنے میں یہی چھوڑ کر آئے گا تمہیں --- اور خبردار جو راستے میں تم "

" اسے دھمکاتے ہوئے لے کر گئے تو

او کے مادام اور کوئی حکم "فارس نے مسکرا کر کہا -- "

فی الحال اتنا ہی "حمہ نے فہمائی نظروں سے اسے دیکھا تھا "

چلیں لائبہ صاحبہ "فارس نے آنکھیں دیکھاتے ہوئے بڑے متوازن لہجے سے کہا تھا وہ اب "

بھی ڈر رہی تھی ----

" یہاں سے بالکل سیدھا جانا ہے "

گاڑی میں بیٹھتے ہی لائبہ اسے راستہ بتانے لگی تاکہ فارس کو ڈانٹنے کا موقع نال سکے ----

تم یہ ڈبل ہوشیاری میرے ساتھ تو کر نہیں سکتی ہو یہ سڑک ہے ہی بالکل سیدھی تو یہاں "

سے ہر گاڑی سیدھی ہی جا سکتی ہے یہ سب جانتے ہیں --- جہاں سے راستہ پوچھوں وہیں

سے بتانا ---- بہت خطرناک ڈاکٹر ہوں میں ---- تم ابھی جانتی نہیں ہو - مجھے "فارس کے

ماتھے پر پڑے بل دیکھ کر وہ چپ چاپ سے بیٹھ گئی ---- کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی ----

تعلیم کہاں تک حاصل کی ہے تم نے ؟ "فارس کے اگلے سوال پر اس نے پلٹ کر اسکی "

طرف دیکھا تھا

"پری میڈیکل --- تک "

"پھر چھوڑ کیوں دیا"

"امی بیمار ہو گئیں تھیں پھر فیس بھی زیادہ تھی"

اچھا بہانا ہے سیدھا سیدھا کہو کہ موٹی موٹی بوٹی اور زولوجی کی کتابیں پڑھی نہیں جاتی تھیں"

---- "فارس کے منہ سے سچ سن کر وہ اچھنبے میں آگئی تھی

آپکو کیسے پتہ ---- کہ مجھ سے یہ دو سبجیکٹ نہیں پڑھے جاتے تھے "لائبہ حیرت کے سمندر"

میں غوطہ زن ہوئی تھی فارس ہسنے لگا

جن ہیں میرے پاس جو سامنے والے کی حالات حاضری کی پوری خبر مجھے دے دیتے ہیں ---- "

اس لئے اگر اپنے دل میں بھی مجھے بد دعائیں دینے کی کوشش کی تو سمجھ لینا مجھے فوراً سے پتہ

چل جائے گا۔" فارس کی بات پر وہ نفی میں سر ہلانے لگی

نہیں نہیں میں کیوں دل میں آپ کو بد دعائیں دینے لگی ---- پھر بھی اچھا کیا آپ نے بتا "

دیا انسان کے کا کیا پتہ کب کیا کیا کہنے لگے "لائبہ تو اب اس سے اور بھی ڈرنے لگی تھی ----

بڑی اندر کی بات اس نے بتائی تھی تو جن کا ہونا تو لازمی تھا ورنہ اور کون جان سکتا تھا کہ وہ

ان دو سبجیکٹ میں جسٹ پاس ہی ہوئی تھی ---- باقی کا راستہ وہ لائبہ سے پوچھتا رہا ----

اس کے گھر کے باہر اسے اتار کر چلا گیا ----

پہلے تو وہ نہ کے گھر گیا تھا جہاں پہلی بار ایمان اور نور کو دیکھا تھا لیکن گھر پر تالا تھا --- اس کے بعد وہ ڈاکٹر بیگ کے گھر کے آس پاس ہی گھومنے لگا --- دو تین دن میں وہ انی ساری روٹین دیکھ چکا تھا حمزہ صبح ڈاکٹر بیگ کے ساتھ ہی ہاسپٹل جاتی تھی اور انہیں کے ساتھ واپس لوٹتی تھی --- شاید اسے یہ ڈر تھا کہ اسے اصفرا کیلا پا کر بات کرنے کی کوشش نہ کرے بچے صرف شام کو کچھ دیر کے لئے ہی لان میں کھیلتے تھے اس دوران بھی ڈاکٹر بیگ کی بیگم وہیں کرسی پر بیٹھی رہتی تھیں بچوں کی نگرانی کے لئے --- اصفرا کو بس ایسے موقع کی تلاش تھی

جب بچے اسے اکیلے نظر آئیں ---- اور یہ موقع بھی اسے چند دن بعد - مل ہی گیا تھا

* * * * *

اللہ روزِ قیامت اس شخص کو عذاب نہیں دے گا، جس ’ ’ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نے یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کیا۔ شفقت سے پیش آیا اور اس کے ساتھ ہمیشہ نرمی و محبت سے بات کی۔ ”قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویؐ میں یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی بار بار تلقین کی گئی ہے۔ اللہ فرماتا ہے ”اور ماں باپ، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، ہمسایوں، رشتے داروں، آجنبی رشتے داروں، مسافروں اور جو تمہارے قبضے میں ہوں (غلام نوکر) ان سب کے ساتھ احسان کرو۔“ (سورۃ النساء) اسی سورت میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ ترجمہ ”یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو۔“ سورۃ البقرہ میں اللہ کا ارشاد ہے کہ ”جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین اور رشتے داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے احسان کرتے رہنا، لوگوں سے اچھی باتیں کہنا، نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا، تو چند لوگوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر بیٹھے۔“ حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی، اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور صرف اللہ کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے سر پر ہاتھ پھیرا، تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرا، ہر ہر بال کے بدلے اسے نیکیاں ملیں گی اور جس نے کسی یتیم بچے یا یتیم بچے سے حسنِ سلوک کیا تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا) ہوں گے۔

(ترمذی، مسند احمد)

یتیموں کی پرورش و تربیت : اسلام نے یتیموں کی بہتر طریقے سے پرورش اور تربیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اپنی سگی اولاد کی طرح یتیم بچوں کے بھی تعلیمی اخراجات اپنی استطاعت کے مطابق برداشت کریں اور ان کی بہترین تعلیم و تربیت کریں۔ یتیم کی کفالت اور پرورش کرنا، انہیں تحفظ دینا، ان کی نگرانی کرنا اور ان کے ساتھ بہترین سلوک کرنا ایسا صدقہ جاریہ ہے کہ جس کے اجر و ثواب کا اللہ نے خود وعدہ کر رکھا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ربّانی ہے "اور وہ اللہ کی محبت میں مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں، ان کے نزدیک کھانا کھلانے کا مقصد صرف رضائے الہی ہوتا ہے اور اس کے عوض نہ کسی بدلے کے طلب گار ہیں اور نہ شکرگزاری چاہتے ہیں۔" (سورۃ الدھر) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص کسی مسلمان یتیم کی کفالت کرے گا، اللہ اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا۔" (ترمذی) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے سخت دل ہونے پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے حضور اکرم صلی تم یتیم ' اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کے سر پر (شفقت و محبت سے) ہاتھ پھیرا کرو اور مساکین کو کھانا کھلایا کرو۔"

(مسند احمد)

مسز فیضان میرا آپ کو مشورہ ہے آپ یہ علاج مت کروائیں ہم ویسے بھی تو شوہر سے بہت سی باتیں منوا ہی لیتے ہیں پھر یہ تو ثواب کا کام ہے نیکی ہے کہ۔ کسی یتیم کے سر پرست بن جائیں۔۔۔۔۔

"میں بات کروں گی۔۔۔۔۔"

جی بالکل کیجیے گا "حمنہ کے سمجھانے پر وہ مریضہ ابھی کمرے سے نکل کر گئی ہی تھی کہ اس " کے موبائل پر مسز بیگ کی کال آنے لگی۔۔۔۔۔

جی میم کہیے نور اور ایمان زیادہ تنگ تو نہیں کر رہے "ہمنہ نے روز مرہ کا سوال دہرایا تھا "۔۔۔۔۔ لیکن ڈاکٹر بیگ کی وائف بہت گھبرائی ہوئیں تھیں

حمنہ۔۔۔۔۔ حمنہ وہ نور اور ایمان مجھے کہیں نظر نہیں آرہے۔۔۔۔۔ ناگھر پر ہیں۔ نا باہر لان میں " ہیں میں تو پڑوس کے کافی گھروں سے پوچھ آئی ہو۔ لیکن کسی کو کچھ نہیں پتہ۔۔۔۔۔ "مسز بیگ کی بات نے تو حمنہ کے اندر سے جیسے روح ہی کھینچ لی تھی

کیا مطلب نظر نہیں آرہے گھر سے کہاں جاسکتے ہیں "حمنہ اپنی کرسی سے کھڑی ہو گئی تھی "۔۔۔۔۔

بیٹا وہ لان میں کھیل رہے تھے۔۔۔۔۔ میں بھی وہیں بیٹھی تھی بس پانچ منٹ کے لئے بو " واش روم جانے کے لئے اندر آئی تھی لیکن جب میں دوبارہ لان میں گئی تو وہ نہیں تھے

مجھے لگا اندر اپنے کمرے - میں ہوں گئے لیکن وہ گھر - میں کہیں نہیں تھے --- میں نے باہر نکل کر اس پاس کے سبھی گھروں سے پوچھیا لیکن کسی کو کچھ پتہ نہیں ---- "حمنہ بات سنتے ہوئے اپنے کیمین سے نکل کر تیزی سے ڈاکٹر بیگ کے کمرے میں جا رہی تھی

مم ---- میرے بچے --- میں ابھی آرہی ہوں "آنسو اسکی آنکھوں سے جاری تھے ---- وہ " تقریباً بھاگ رہی تھی جب سامنے سے فارس سے ٹکرا گئی ---

سنجھل کر حمنہ ---- بھاگ کیوں رہی ہو خیریت تو ہے نا "فارس حمنہ کی عجلت اور آڑی ہوئی " رنگت دیکھ کر پوچھنے لگا

فارس ---- فارس میرے بچے ---- میرے بچے ---- "وہ روئے جا رہی تھی بات تک " نہیں کر پا رہی تھی

"کیا ہوا ہے بچوں کو ---- "

"مجھے گھر جانا ہے ---- نا جانے میرے بچے کہاں ہوں گئے "وہ بری طرح سے بدحواس تھی

حمنہ --- حمنہ ---- ہوا کیا ہے "فارس نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر سنبھالنے کی "

کوشش کی ڈاکٹر شہروز اور دوسری لیڈی ڈاکٹرز بھی حمنہ کو یوں روتا دیکھ کر وہیں رک گئیں لائے

بھی وہیں کوویڈور سے گزر رہی تھی وہ بھی وہیں رک گئی ---

حمنہ کیا بات ہے --- "ڈاکٹر زینب نے پوچھا ---- "

میرے نور اور ایمان گھر پر نہیں ہیں نا جانے کہاں چلے گئے ہیں ---- فارس مجھے گھر جانا ہے " وہ اب سسکیوں سے رو رہی تھی "

او کے ہم چلتے ہیں --- ٹیک اٹ ایزی "یہ سن کر تو فارس بھی پریشان ہو گیا تھا " حمزہ بچے وہیں کہیں کسی کے گھر پر کھیلنے چلے گئے ہوں گئے تم کیوں اتنی پریشان ہو رہی ہو " ڈاکٹر زینب نے اسے تسلی دینی چاہیے لیکن اسے کسی پل چین نہیں تھا ---- ڈاکٹر بیگ " بھی وہیں آچکے تھے ---- انہیں بھی انکی وائف کی کال آچکی تھی ----

اس لئے حمزہ اور فارس کو اپنے ہمراہ لئے وہ گھر پہنچے تھے ---- فارس نے آس پاس کی مارکیٹ تک چھان ماری تھی پانچ سال کے بچے اتنی دور مارکیٹ تک اکیلے آ بھی نہیں سکتے تھے یکناس نے پھر بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ---- حمزہ آس پڑوس کے گھروں کے اندر تک جا کر دیکھ آئی تھی --- دیوانوں کی طرح رو رہی بلک رہی تھی اسکی تو جیسے ساری دنیا ہی اجڑ گئی تھی --- اسکے بچے ہی تو اسکی کل کائنات تھے ----

رات تک گلیوں میں گھروں میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر بے حال سی ہو گئی تھی --- کسی چیز کی ہوش نہیں تھی اسے ---- با مشکل ہی ڈاکٹر بیگ اسے زبردستی گھر لائے تھے ---

حمزہ یوں گلیوں میں پھرنے سے تو نہیں مل جائیں گئے وہ تمہیں "ڈاکٹر بیگ نے اسے " سمجھانے کی کوشش کی

مجھے چھوڑ دیں ڈاکٹر بیگ ---- مجھے اپنے بچوں کو ڈھونڈنا ہے ہو سکتا ہے جس گھر میں نے " ابھی تک دیکھا نہیں وہ وہیں ہوں " حمنہ دل کو کہاں قرار آنا تھا ----

بیٹا میں اس گلی کے سارے گھروں میں پوچھ چکی ہوں "مسز بیگ نے کہاں وہ خود رو رہیں"
تھیں۔۔۔ انہیں سارا قصور اپنا ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔

انہیں چاہیے تھا اندر جانے سے پہلے بچوں کو بھی اندر لے جا کر دروازہ لوک کر لیتی روز ہی وہ احتیاط برتی رہیں تھی بس آج ہی یہ غلطی کر بیٹھیں تمہیں ---

نہیں میم۔۔۔۔ آپ نے گھر کے اندر سے نہیں دیکھا ہوگا۔۔۔۔ شاید اندر ہوں۔۔۔۔۔"

چھوٹے سے تو بچے ہیں میرے۔۔۔ کہیں۔۔۔ کہیں راستہ نا بھڑک گئے ہوں۔۔۔ فارس تم چلو نا میرے ساتھ ہم دوبارہ مارکیٹ میں دیکھ آتے ہیں ایک ایک دوکان کے اندر جا کر دیکھتے ہیں "حمّٰنہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کہاں نا ڈھونڈ کے انہیں

حمنہ میں ابھی ہر جگہ دیکھ آیا ہوں ---- تم بیٹھو ادھر "فارس کی خود اندر سے جان نکلی"
 ہوئی تھی ---- بچوں سے تو اسے بھی بے حد - حبت تھی

نہیں بیٹھنا مجھے میرے بچے نا جانے کہاں اتنی ٹھنڈ ہو رہی باہر اندھیرا بھی ہو چکا ہے نور کو " تعارفی بھی زیادہ لگتی ہے --- پتہ نہیں --- میری بچی --- میرا مان کہاں ہوں گئے --- یا اللہ میرے بچوں کو مجھ سے ملا دے --- ان کے بغیر تو میں مر جاؤں گی --- "اپنے دونوں

دونوں بچے کمرے کے ایک کونے میں دبکے کر بیٹھے تھے۔۔۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔۔۔۔ انکے علاؤہ کمرے۔ میں اور کوئی نہیں تھا۔۔۔۔ نور بے تحاشہ رو رہی تھی مان کے ساتھ چپکی ہوئی تھی جان تو ایمان کی حلق میں اٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔ لیکن رو نہیں رہا تھا۔۔۔۔

نور۔۔۔ پلیز چپ ہو جاؤں۔۔۔۔ کچھ نہیں ہو گا ہمیں "بہن کو اپنے ساتھ لگائے وہ پانچ" سالہ بچہ اپنی ہی جڑواں بہن کو کسی بڑے طرح تسلی دے رہا تھا۔۔۔

مان بھائی مجھے ڈر لگ رہا ہے --- ہمیں اس انکل کی بات نہیں ماننی چاہیے تھی مُمی ٹھیک " کہتی تھی ---- اپنی مُمی کے علاوہ کسی کے ساتھ کہیں نہیں جانا چاہیے --- پتہ نہیں اب یہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا ---- "نور روتے ہوئے کہنے لگی سسکیاں لینے لگی

ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔۔۔ ایک بار مُمی نے مجھے بتایا تھا بچوں کو یوں لے جا کر خالی کمرے میں "بند کر دیتے ہیں پھر انکے ہاتھ یا پاؤں کاٹ کر بھیک منگواتے ہیں اس لئے کسی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔۔۔۔ نور مجھے بھی ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔ ہم کیوں اس انکل کے ساتھ آگئے۔۔۔۔" خوف کے مارے دونوں بچوں کی رنگت اڑی ہوئی تھی

مان بھائی کیا وہ انکل ہمارے ہاتھ پاؤں چھری کاٹ دے گا؟ "نور حد درجہ پریشان ہوئی تھی"

"ہاں چھری سے کاٹے گا۔ ہر چیز چھری سے کاٹتے ہیں۔۔۔"

پھر تو بہت درد بھی ہو گا "نور روتے ہوئے بولی"

ہاں بہت درد ہو گا۔۔۔۔ "ایمان نے ڈر سے خشک حلق سے تھوک نکلتے ہوئے کہا "

مان بھائی۔۔۔۔ اب ہم ممی سے کبھی نہیں مل سکیں گے؟ "نور کی جان نکلی تھی یہ سوچ "

کر کہ وہ اپنی ماں کو۔ دوبارہ دیکھ نہیں پائے گی وہ پھر سے رونے لگی تھی

پتہ نہیں۔۔۔۔ "کمرے کی لائٹس جل رہیں تھیں۔۔۔۔ بیڈ بھی موجود تھا اس پر سلیقے سے "

کمبل بھی رکھا ہو تھا کمرہ چھوٹا تھا لیکن ہر سہولت سے آراستہ تھا۔۔۔۔ لیکن وہ دونوں پھر بھی

زمین کے ایک کونے میں دیکے بیٹھے تھے۔۔۔۔

ایمان کو اپنے کاٹون یاد آنے لگے جس۔ میں ایک بچے کو ایک کمرے میں بند کر دیا جاتا ہے اور وہ

کھڑکی کھول کر بھاگ نکلتا ہے۔۔۔۔ اس لئے اب وہ کمرے کا جائزہ لینے لگا۔۔۔ لیکن وہاں

کوئی کھڑکی موجود نہیں تھی۔۔۔ پھر قدموں کی آہٹ کی آواز پر دونوں بہن بھائی ایک دوسرے

کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے۔۔۔۔

*****.....

دونوں بچے لان میں فٹ بال کھیل رہے تھے۔۔۔۔ مسز بیگ کرسی پر بیٹھی انہیں دیکھ رہیں

تھیں۔۔۔۔ اصر کسی مسافر کی طرح وہاں سے گزرتے ہوئے بس ایک نظر ڈال کر گزر جاتا تھا

--- ہر پندرہ بیس منٹ بعد وہ ایک چکر لگاتا تھا تاکہ اس پر شک نہ ہو اس بار جب وہ چکر لگانے آیا تو بچے لان میں اکیلے تھے ----

اس لئے وہ بچوں کو پکارنے لگا دونوں اسے جانتے تھے اس لئے اسکے پاس آگئے انکل آپ "دونوں بچوں نے بیک وقت کہا ---- "

کچھ پل تو انہیں دیکھتا ہی رہا ---- جی چاہا دروازہ کھولے اور سینے سے لگا لے دونوں کو ہاں - میں ---- تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو یہ تو بیگ صاحب کا گھر ہے - " اصف نے یوں " ظاہر کیا جیسے ہر بات سے انجان ہو اور ڈاکٹر بیگ کو اچھے سے جانتا ہو

ہاں وہ ہمارے دور کے نانا لگتے ہیں --- آپ کیسے جانتے ہو انہیں " ایمان نے پوچھا " میں انکا ہی تو ڈرائیور ہوں ---- " اصف نے ایک کہانی گڑنی شروع کی "

لیکن انکا تو کوئی ڈرائیو نہیں ہے وہ تو خود گاڑی چلاتے ہیں " ایمان نے جواب دیا " " میں ہسپتال میں ہوتا ہوں ---- حمہ آپکی ممی ہے ؟ "

جی ہاں ممی ہے آپ انکو بھی جانتے ہو ؟ نور نے سوال کیا "

ہاں انہوں نے ہی تو مجھے بھیجا - ہے کہ آپ دونوں کو ہسپتال لے جاؤں اور پھر وہاں سے پیزا " کھلانے " اصف نے لالچ دی دونوں بچے پہلے تو خوش ہو گئے پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے ----

آپ رکیں میں پہلے میم سے پوچھ لوں "ایمان نے جواب دیا اور اندر جانے لگا اصرر کچھ گھبرا سا " گیا تھا اسکی پولیل میں کھل سکتی تھی جو وہ چاہتا نہیں تھا

او کے ٹھیک ہے جاؤں وہ تو منع کر دیں گی ---- کیونکہ کچھ دن پہلے بھی تم لوگ پیزا کھا " " ہے ہو اپنی می کے ساتھ

ایک دم ہی اصفہر کو یاد آگیا تھا کہ حمزہ نے ان سے پیزا کھلانے کے وعدہ کیا تھا۔۔۔ تو ظاہر ہے کھلایا بھی ضرور ہو گا۔۔۔ بچے واقع پہلے حمزہ کے ساتھ پیزا کھا کر آئے تھے۔۔۔۔ اس لئے اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے کہ کہیں میم سچ میں منع نہ کر دے۔۔۔۔۔ لیکن گاڑی کافی دیر ڈرائیو ہونے کے بعد ایک گھر کے سامنے رک گئی۔۔۔۔ یہ تو مئی کا ہاسپٹل نہیں ہے "ایمان اب کچھ گھبرایا تھا وہ چھوٹا سا گھر ایسی جگہ تھا جہاں آس" پاس ایک بھی مکان نہیں تھا۔۔۔۔ بس سناٹا سا تھا سڑک کے دونوں اطراف برف تھی۔۔۔۔۔ تمہاری مئی اندر ہیں چلو آؤں ملوان اس سے "اصفر نے گاڑی سے اتر کر گاڑی کا فرنٹ ڈور"

نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہو مجھے نہیں اتنا پہلے آپ مُمی کو باہر بلاؤ "ایمان نے صاف انکار"
 کیا تھا

بیٹا ضد مت کروں چلو اندر آؤں ---- تمہاری مُمی اندر ہی ہے "ایمان نیچے اتر گیا۔ نور بھی نیچے" اتر گئی ---- ایمان اندر جانے کے بجائے نور کا ہاتھ پکڑ کر واپسی کی طرف بھاگنے لگا۔۔۔۔۔ مگر پانچ سال کا بچہ ایک جوان شخص کا مقابلہ تو کر نہیں سکتا تھا لیکن یہ سمجھ گیا تھا کہ لانے والا شخص نہیں دھوکے سے لایا ہے اصرار نے جلدی سے بھاگ کر دونوں کے ہاتھ پکڑے تھے لیکن اس بار دونوں اندر جانے سے انکاری تھے ----

آپ چھوڑے ہمیں ---- ہمیں آپ کے ساتھ نہیں جانا "ایمان چح کر بولا پھر اصرار کے " ہاتھ پر کاٹنے لگاتا کہ وہ اسے چھوڑ دے نور رونے لگی دونوں بچوں کو اسے زبردستی گھر کے اندر لانا پڑا با مشکل ہی صحیح وہ انہیں ایک کمرے میں لے جا کر بند کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا باہر سے دروازہ لوک کر کے ---- کچھ دیر لاؤنج میں بیٹھ گیا ---- بچے اب دروازہ پیٹ رہے تھے ---- اپنے رشتے کا یقین دلانا اتنا آسان تو نہیں تھا اصرار کے لئے ---- ظاہر ہے ان دونوں نے اسے پہلے کہاں دیکھا تھا اس حوالے سے --- انکے لئے تو وہ اجنبی تھا ----

پہلے تو اسے ان کے کھانے پینے کی فکر ستانے لگی۔۔۔ جہاں وہ تھا وہاں سے آبادی دور تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد دروازہ پیٹنے کی آواز بند ہو گئی چھوٹے بچے تھے، شاید تھک گئے تھے۔۔۔ رونے کی آواز صرف نور کی آرہی تھی۔۔۔۔ پہلے تو دل چاہا کہ اندر چلا جائے نور کو چپ کرانے پھر سوچا کہ ابھی تو وہ اسکی بلکل نہیں سنے گئے پھر مغرب بھی چکی تھی اس سے پہلے کے کھانے

کو بھی کچھ نا ملے وہ باہر نکل گیا ---- پیزے اور کوک کے علاوہ بسکٹ کیک --- اور نا جانے کیا کچھ وہ لے کر آیا تھا

*****.....

دروازہ کھلا سامنے اصفر لارج سائیز پیزے کا بکس لئے اندر داخل ہوا تھا --- بچے بیڈ پر موجود نہیں تھے کمرے کے کونے میں دیکے بیٹھے تھے --- اصفر نے پیزا بیڈ پر رکھ دیا --- پھر ان دونوں کے پاس آ کے رک گیا دونوں ڈر کے مارے ایک دوسرے سے چپکے ہوئے تھے پنچوں کے بل وہ ان کے پاس بیٹھ گیا اسے اپنے پس بیٹھا دیکھ کر ایمان ہمت کر کے بولا

انکل دیکھو ہمارے پاس نہیں آنا --- "ایمان نے لہجہ سخت کرنا چاہا"

بیٹا میری بات سنو "اصفر نے بہت پیار سے کہا"

نہیں تم نے ہمیں کڈنیپ کیا ہے --- جھوٹ بولا ہے --- اب ہمارے ہاتھ پاؤں کاٹ " کر بھیک منگواں گئے "ایمان نے وہی سب کہا جس سے اکثر حمنہ انہیں ڈراتی تھی --- اصفر سمجھ گیا کہ وہ کس بات سے ڈر رہے ہیں اور انکا ڈرنا جائز بھی تھا ---

میں تمہیں کچھ بھی کروں گا --- میں نے تمہیں کڈنیپ نہیں کیا ہے --- تمہاری ممی نے " ہی مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہیں اپنے گھر لے جاؤں --- ابھی وہ ہاسپٹل میں بڑی ہے اس لئے " چارپانچ دن گھر نہیں آ سکتی ---

یہ ہمارا گھر نہیں ہے "ایمان نے فوراً سے اصفہر کی بات کی تردید کی"

نور تو بس بھائی کے ساتھ لگی روئے جا رہی تھی

اصفر نے نور کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو ایمان نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا

خبردار میری بہن کو ہاتھ نہیں لگانا "بڑے۔ غصے اور قہر سے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ صفر"

کاجی چاہا اس کا منہ چوم لے ---- بیٹے میں غیرت تو کوٹ کوٹ کر بھری تھی ---- یہ پتہ تھا کہ اپنی محرم کو رکھنا کیسے ہے

کیوں ہاتھ نالگاؤں یہ بیٹی ہے میری اور تم میرے بیٹے ہو۔۔۔۔۔" یہ سن ایمان نے نور کو "اپنے ساتھ بیچ لیا

"جی نہیں۔۔۔ آپ کدُنیر ہو۔۔۔۔۔؟"

نہیں میں ---- میں ---- بابا ہوں تمہارا ---- تمہارا ڈیڈ ---- پایا ---- جو چاہے سمجھ لو ----"

جس نام سے چاہو پکار لو "اصفر کی آواز کیچکا رہی تھی آنکھوں میں آنسوں جھللا رہے تھے ----

ایمان کچھ دیر بس اصفر کو دیکھتا ہی رہا البتہ نور ایمان اسکے ساتھ ہی لگی ہوئی تھی --- اصفر کو دیکھ بھی نہیں رہی تھی

نہیں۔۔۔ آ۔۔۔ آپ جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔ میرے پیارے اللہ کے پاس چلے گئے ہیں "

ممی نے بتایا تھا مجھے --- کہ اب واپس نہیں آئیں گئے "یہ سن کر اصفہر کا دماغ گھوم سا گیا تھا

----- اسے لگا کچھ پل دل دھڑکنا ہی بھول گیا ہو ---- حممنہ نے اسے بچوں کی پیدائش سے
انجان رکھا سو رکھا بچوں کو کیا اوٹ پٹانگ باتیں بتائیں تھیں ---- دل چاہا جا کر اس سے پوچھے
تم نے اتنے بڑے جھوٹ میرے بچوں سے کس لئے بولے ہیں ----

ایک منٹ "اصفر نے اپنا موبائل نکالا ---- کچھ دیر موبائل سرچ کر کے اپنی اور حممنہ کی "
تصویریں ایمان کو دیکھانے لگا ---- شادی کی --- مری کی ---- ہر گیٹ لو گیدر میں لی گئیں
---- جہاں وہ دونوں ایک دوسرے ساتھ کھڑے تھے ---- بیٹھے تھے ---- ہنس رہے تھے ----
نور بھی اب چپ ہو گئی تھی دونوں بڑے غور سے وہ تصویں دیکھ رہے تھے جہاں اسکی ممی اس
شخص کے ساتھ ساتھ تھی

یہی ہے ہیں نا تمہاری ممی حممنہ --- اصفر نام ہے نا تمہارے پاپا کا ؟ اصفر کے استفسار پر "
دونوں نے دھیرے سے سر ہلایا ----

لیکن ممی نے کہا تھا کہ ایک کار ایکسڈنٹ میں ہمارے بابا اللہ کے پاس چلے گئے تھے "پھر "
ممی کے پاس تو آپکی اسی کوئی پک نہیں ہیں "سارے سوال ایمان ہی کر رہا تھا ----
ہاں میری کار کا ایکسڈنٹ ہوا تھا میں ایک کھائی میں بھی گر گیا تھا ---- پھر بے ہوش ہو گیا "
سب کو لگا کہ میں مر چکا ہوں ---- لیکن اللہ جسے چاہے بچا لے ---- مجھے بھی کسی نے بچا لیا
---- میں نے تمہاری ممی بہت ڈھونڈا تا کہ اسے بتا سکوں کہ میں زندہ ہوں لیکن وہ مجھے کہیں

ہیں ملی یہاں تک آپ لوگ اتنے بڑے ہو گئے بس آج ہی تو وہ مجھ ملی تھی ---- اسی نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے ---- کہہ رہی اب ہم سب ساتھ رہیں گئے ہو سہیل میں مریض زیادہ تھے ---- اس لئے اس نے کہا میں آپ دونوں کو اپنے نئے گھر - میں لے جاؤں ---- وہ کچھ دن بعد آ جائے گی ---- پھر ہم ساتھ رہیں گئے ----

دونوں بے یقین سے تھے ایمان نے اصفر کے ہاتھ سے موبائل پکڑ لیا دوبارہ سے ساری " تصویریں دیکھنے لگا ---- بار بار اصفر کو تصویر میں دیکھتا پھر سامنے دیکھتا ---- اصفر ان کی کیفیت سمجھ سکتا تھا

"میں سچ کہہ رہا ہوں میں ہی تم لوگوں کا ڈیڈ ہوں۔۔۔۔۔"

اصفر نے نور کے آنسوؤں صاف کیے

"پھر آپ جب ہمارے گھر آئے تھے تب کیوں نہیں بتایا کہ آپ ہمارے پایا ہو"

تب مجھے نہیں پتہ تھا ورنہ میں بتا دیتا مجھے تو آج ہی پتہ چلا ہے حمہ سے ملنے کے بعد۔۔۔۔۔"

جیسے تم لوگوں آج پتہ چلا ہے۔۔۔۔۔ نور کو اس نے اپنی گود میں بھر لیا تھا لیکن خوف سے بری طرح کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔

نور بیٹا مجھے ڈرو مت --- میں ڈیڈ یوں تمہارا ---"

پہلے ہم ہاتھ منہ دھوئیں گے "ایمان نے کہا۔۔۔ اصفرا نہیں واش روم لے گیا ہاتھ منہ بھی " خود دھلوا یا۔۔۔۔ پھر پیزا بھی اپنے ہاتھوں سے کھلایا۔۔۔۔

پھر انہیں بیڈ پر لیٹا کر خود بھی ایمان کے برابر میں لیٹ گیا۔۔۔۔

مجھے ممی سے فون پر بات کرنی ہے "ایمان کے دل میں ابھی خدشے تھے "

ہاں کر لو یہ لو فون ؟ "اصفر نے اپنا موبائل اسے پکڑا دیا۔۔۔۔۔"

آپ نمبر ملا کر دیں "ایمان نے موبائل۔ نہیں پکڑا "

میرے پاس تو نمبر نہیں کے تمہا ممی کا۔۔۔ اس نے دیا ہی نہیں۔۔۔ تمہیں یاد ہے تو کر لو "

بات "اصفر نے موبائل ایمان کی طرف بڑھایا

"نہیں مجھے تو نہیں یاد "

تو پھر سو جاؤں۔۔۔۔۔ صبح بات کریں گے ایمان کو اپنے بازو پر لیٹا اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے "

لگا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ سو گیا تھا نور ایمان کا ہاتھ پکڑے سو رہی تھی۔۔۔۔۔

کئی گھنٹے وہ دونوں بچوں دیکھتا رہا۔۔۔ انکے ہاتھ دیکھتا پھر اپنے ہاتھ دیکھتا کہ وہ اس سے کتنا

مشابہ ہیں نور حمنا جیسی تھی بالکل نازک سی۔۔۔ تیکھے نین نقش بھی ماں کے چرائے تھے

۔۔۔ ایمان ضرور اس سے ملتا تھا۔۔۔۔ گھڑی کی طرف نظر پڑی تو رات کے گیارہ بج رہے تھے

۔۔۔۔ پہلا خیال حمنا کا آیا

* * * * *

اور موقع ملتے ہی وہ بچوں کو لے گیا ہو کیونکہ بچے آج سے پہلے کبھی بھی خود سے باہر نہیں گئے
 -- لان میں ہی کھیل اندر آ جاتے تھے ---- ڈاکٹر بیگ کا شک بھی اصفہر پر ہی گیا تھا
 فارس یہ پوسبل ہے ---- "ڈاکٹر بیگ سوچتے ہوئے بولے ---- "

ڈاکٹر بیگ اگر یہ اصفہر کی حرکت ہوئی تو میں چھوڑو گا نہیں اسے ---- "فارس اشتعال آمیز "
 لہجہ ہں بولا کہ اگر اصفہر سامنے ہوتا تو نا جانے کیا کر گزرتا اس نے ساتھ

تم فی الحال سو جاؤں صبح پولیس میں رپورٹ کرواتے ہیں ---- "ڈاکٹر بیگ یہ کہہ کر اٹھ کر "
 اپنے کمرے میں چلے گئے فارس نے گیسٹ روم سے صرف کمبل ہی اٹھایا تھا اور اسکے بعد لاونج
 کے صوفے پر لیٹ گیا ---- اصفہر کے بارے میں ہی سوچتا رہا ----

بچے کبھی بھی گھر سے اکیلے نکلنے کی جرت نہیں کر سکتے تھے یہ بات تو وہ یقین سے کہہ سکتا تھا
 --- حمہ جب اپنے گھر میں تھی تب بھی وہ اپنے لان میں ہی کھیلتے تھے لان سے باہر کبھی
 نہیں گئے تھے پھر حمہ انہیں واقعات بھی ایسے سناتی تھی کہ وہ ہر اجنبی سے دور بھاگتے تھے
 صرف فارس سے ہی بے تکلف تھے ---

شاید بے ہوش کر کے لے گیا ہو گا کمینہ انہیں ورنہ وہ دونوں شور تو ضرور مچاتے ---- فارس
 کے سپنے ہی قیاس تھے

ممی "نور ڈر کے اٹھ بیٹھی تھی --- اصر فر کی بھی آنکھ کھل گئی --- وہ رو رہی تھی حمزہ کو"
پکار رہی تھی --- اصر فر اٹھ کر اس کے پاس آگیا

نور واٹ ہیپنڈ بیٹا کیا ہوا ہے "نور کے پاس بیٹھ کر اس نے اسے اپنے ساتھ لگا کر پوچھا"
مجھے ڈر لگ رہا ہے مجھے ممی کے پاس جانا ہے --- آپ جو بھی ہیں پلیز مجھے ممی کے پاس -"
چھوٹ آئیں "نور روتے ہوئے کہنے لگی سوئے وہ اکثر پہلے بھی ڈر جاتی تھی ---

ابھی تو رات ہو رہی ہے نور --- میں صبح آپ کو آپکی ممی کے پاس چھوڑ آؤں گا --- چلو "
شاباش اب لیٹ جاؤں "اصر فر نے اسے لیٹا کر کمبل اوڑھا دیا
آپ سچ میں ہمارے پاپا ہیں ؟ "نور نے بے یقینی سے پوچھا "

"ہاں میری جان --- میں ہی تمہارا پاپا ہوں "

پھر میرے ساتھ لیٹ جائیں مجھے ڈر لگ رہا ہے "وہ خوفزدہ سی تھی اصر فر اس کے برابر میں "
لیٹ گیا --- اس نے اصر فر کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا اور آنکھیں بند کر لیں --- اصر فر اس کا سر
سہلانے لگا -- اسکے آنسوؤں صاف کرنے لگا ---

ایک جھٹکے سے حمزہ کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔۔

نور "آنکھ کھلتے ہی سب سے پہلے اپنے خالی بستر کو دیکھ کر کرنٹ کی مانند اٹھی تھی ---- پھر "

رات کی ہر بات یاد آنے لگی ----

میرے بچے ---- میرے نور اور ایمان --- یا اللہ یہ کیسا امتحان ہے ---- مجھ سے یہ کھٹن " آزمائش نالے ---- میرے بچے با حفاظت مجھ تک پہنچا دے

آنسوں تھے جو تھم نہیں رہے تھے کمبل ہٹا کر وہ کمرے سے باہر نکلی تھی صوفے پر فارس سو رہا تھا۔۔۔۔

اپنی شال اوڑھے وہ مین دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی --- جو چابی سے لوک تھا دروازے کے شور سے فارس کی آنکھ کھل گئی ---- اس نے دروازے کے پاس حمنہ کو دیکھا تو فوراً سے اٹھ بیٹھا

"حمنے کہاں جا رہی ہو تم اس وقت"

فارس یہ دروازہ نہیں کھل رہا ہے اسے کھولا پلینز مجھے بچوں کو ڈھونڈنے جانا ہے میرے بچے رو"

رہیں فارس مجھے پکار رہے ہیں "وہ اپنے آپ میں نہیں تھی فارس فوراً اٹھ کر اس کے پاس آگیا

رات کے تین بج رہے حمزہ ---- اس وقت کہاں جاؤں گی صبح ہم جائیں گے انہیں "

ڈھونڈنے --- "رات کے تین بجے کا سن اسکی خوف سے آنکھیں پھیلیں تھیں

رات کے تین بج رہے ہیں ؟ ---- ہائے اللہ میرے بچے اتنی ٹھنڈ میں کہاں ہوں گئے "

؟ ---- " ہاتھ سینے پر گیا تھا ---- دل کسی بنا پانی کی مچھلی کی طرح تڑپا تھا ---- وہ پھر سے دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی

دروازہ کھولو فارس میرے بچے ---- اگر انہیں کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گی ---- کیا کروں گی "

میں ---- میں بھی مر جاؤں گی فارس " حمنا بے اختیار سی ہو رہی تھی فارس نے اسے بازو سے پکڑا اور صوفے پر بیٹھا دیا ----

کچھ نہیں ہو گا انہیں حمنا ---- وہ بہت جلد مل جائیں گے تمہیں ---- مجھے لگتا ہے یہ اصفر "

کی حرکت ہے بچے اسی کے پاس ہیں " فارس کے منہ یہ نیا انکشاف سن کر وہ اس کا چہرہ تکتے لگی تھی

ا ---- اصفر ---- نہیں نہیں ---- " وہ نفی میں سر ہلانے لگی "

اصفر ---- کیسے لے جا سکتا ہے ---- ف ---- فارس اگر اصفر انہیں لے گیا ہے تو ---- وہ "

کبھی واپس نہیں کرے گا ---- میرے بچوں کو مجھ چھین لے گا ---- " اب تو اسکے رونے میں تیزی آگئی تھی

کیوں چھین لے گا صبح ہم پولیس سے رابطہ کریں گے ---- بچے تمہیں مل جائیں گے ---- "

پریشان مت ہو " فارس کی ہر تسلی بے سود ثابت ہو رہی تھی وہ بے تحاشہ رونے لگی تھی

حممنہ ہم فارم ہاؤس جائیں گئے لیکن پولیس کے ساتھ ایسے تو وہ ہمیں اندر نہیں جانے دے گا۔۔۔۔۔ تم اب اپنے کمرے میں جاؤ۔ کچھ دیر آرام کر لو۔۔۔۔۔ صبح ہم پولیس کو ساتھ لیکر فارم "ہاؤس جائیں گئے"

کیسے آرام کر لوں میرے بچے اسکے پاس ہیں میرے نور ایمان اس کے پاس ہیں "وہ رہانسی" ہوئی تھی

تم سو جاؤں حممنہ کل انشاء اللہ وہ دونوں تمہارے پاس ہوں گئے "فارس اٹھ کر کھڑا ہو گیا حممنہ" کو اسکے کمرے میں چھوڑ آیا۔۔۔۔۔ صبح تک وہ جاگتی رہی۔۔۔۔۔

حممنہ اس رشتے سے ہمارے درمیان ایک محبت کا بھی رشتہ جڑ چکا تھا۔۔۔۔۔ جو ہم دونوں ("نے ایک دوسرے ٹوٹ کر کی ہے۔۔۔۔۔ میرے دل میں اب تک وہ محبت اسی طرح قائم ہے۔۔۔۔۔ اور اسکو نبھاتے ہوئے جب میں خود کو تمہارا پابند کر سکتا تو تم پر بھی محبت کا یہ ("قرض ہے۔۔۔۔۔ کہ تم بھی میرے نام پر زندگی گزارو

یہ کیسی محبت ہے تمہاری اصفر؟۔۔۔۔۔ تکلیف دینے والی۔۔۔۔۔ رولانے والی۔۔۔۔۔ تڑپا کے رکھ دینے والی۔۔۔۔۔ ایک ماں سے اسکے بچے جدا کر دینے والی۔۔۔۔۔ مجھے یہ احساس دلانے والی کہ میں نے زندگی میں ایک غلطی کی ہے اور وہ تھی تم سے محبت کرنا

* * * * *

"- مطلب بچوں کا باپ ؟ "

"جی"

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 585
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

نہیں طلاق نہیں ہوئی "حمزہ کی بات پر انسپکٹر کا ہاتھ پھر سے روکا تھا اس بار وہ حمزہ کو نا "فہم نظروں سے دیکھ رہا تھا

آپ کہنا کیا چاہتی ہیں محترمہ پہلے اچھی طرح سے سوچ لیں "انسپکٹر حمزہ کی ذو معنی بات سے "زچ ہوا تھا

سیدھا سا کیس سمجھ نہیں آ رہا تمہیں ---- بچوں کو اسکے باپ نے اغوا کیا ہے تم اس کے "خلاف ایف آئی آر کاٹو "فارس نے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل کر رکھ کر پولیس والے کو غصے سے پھنکارتے ہوئے بولا

اوہ بھائی یہ پولیس اسٹیشن ہے ---- میں تمہارے باپ کا ملازم نہیں جو تمہاری مرضی کی "ایف آئی آر کاٹ دوں گا ---- قانون تم نے نہیں بنایا جو تمہاری چلے گی ---- چپ چاپ سیدھے ہو کر کھڑے ہو جاؤں ----

بچے اپنے باپ کے پاس ہیں ---- وہ قانونی حق رکھتا ہے اپنے بچوں پر ---- پھر یہ محترمہ اب بھی انکی زوجیت میں ہیں ---- مجھے معاملے کی تہہ کر پہنچنے دیں کے آیا ان کے شوہر پر ایف آئی آر بنتی بھی ہے کہ نہیں "انسپکٹر بھی کرخت لہجے سے بولا ڈاکٹر بیگ نے فارس کو پیچھے کیا تھا

فارس تم چپ رہو۔۔۔۔۔ جی انسپکٹر صاحب آپ پوچھیں جو پوچھنا ہے "ڈاکٹر بیگ نے انسپکٹر صاحب کو غصے میں دیکھ کر معاملہ سنبھالنا چاہا

جی تو محترمہ۔۔۔۔۔ اب بتائیے۔۔۔۔۔ کیا میاں نیم پاگل اور جنونی ہے۔۔۔۔۔ عقل اور سمجھ بوجھ" نہیں رکھتا جو آپ کو یہ خدشہ ہے وہ اپنے پاگل پن سے بچوں کو مار ڈالیں گے یا تشدد کر لے گا؟"

نہیں ایسے تو نہیں ہیں "وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ بول رہی تھی"

"تو کیا دوسری بیوی رکھتا ہے۔۔۔۔۔ سوتیلی ماں ظلم کرے گی بچوں پر؟"

"نہیں۔۔۔۔۔ میرے علاوہ کوئی بیوی نہیں ہے انکی"

اپنے ہاتھ کی پشت سے وہ آنکھوں صاف کرتے ہوئے بولی انسپکٹر نے ایک گہری سانس بھری دیکھیں۔۔۔۔۔ آپ ایک بے بنیاد سی بات سامنے رکھ رہیں ہیں۔۔۔۔۔ اولاد مرد کی ملکیت ہوتی ہے۔۔۔۔۔ قانونی طور پر آپ کے شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بچوں سے مل سکے انہیں اپنے ساتھ لے جاسکتا۔۔۔۔۔ پھر بچوں کی عمر رضاعت کے عرصے سے کافی زیادہ ہے۔۔۔۔۔ وہ اتنے چھوٹے نہیں کہ ماں کے بغیر رہنا سکیں۔۔۔۔۔ آپ کیس بھی کر لیں تب بھی کسی باپ کو اسکی اولاد سے ملنے سے نہیں روک سکتیں نا ہی بچوں کو باپ کے پاس جانے سے۔۔۔۔۔ اس لئے ایف آئی آر تو میں نہیں کاٹو گا لیکن ایک مشورہ دے دیتا ہوں۔۔۔۔۔ اپنے

میاں سے خود رابطہ کریں ---- اس سے بات کریں اور مسئلے کو۔ حل کرنے کی کوشش کریں
"---- اگر وہ کوئی دھمکی دے ---- بدمعاشی کرے ---- تو ہم ضرور ایکشن لے سکتے ہیں
انسپکٹر کی بات سن کر حمزہ پولیس اسٹیشن سے بے جان قدموں سے واپس لوٹی تھی گھر پہنچ کر
سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی ایک ہی راستہ بچا تھا اس کے پاس کے وہ اس ستم گر کی منت
سماجت کر لے ---- معاملہ اگر اسکی اپنی ذات کا ہوتا تو شاید یہ سب ناکرتی لیکن بات بچوں کی
تھی سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھا کر اس نے اصرار کا نمبر ڈائل کیا اسکا پرانہ نمبر اسے ازبر یاد
تھا ---- فون پر بجنے والی بیل نے حمزہ کی دھڑکنیں منتشر کیں تھیں ---- یعنی کے ابھی
تک اس کے پاس وہی نمبر موجود تھا

[illegible]

بہر حال تم جا سکتے ہو غفور کب سے مجھ سے ہاسپٹل کو کرایے پر مانگ رہا تھا --- سوچ رہا تھا کہ کیا کروں --- لیکن اب فیصلہ کرنا آسان ہو گیا ہے --- کل سے ہاسپٹل غفور کے حوالے کر دوں گا --- "سیف تو جیسے مطمئن سا ہو گیا تھا

او کے ڈیڈ اپنا خیال رکھے گا "سیف نے الوادعی کلمات ادا کیے "

تمہیں یہ بھی سوچنے کی ضرورت۔ نہیں ہے --- وہ بھی میں خود رکھ سکتا ہوں --- "اپنا رخ " غصے سے بدل کر گویا حسن کمال نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا تھا لیکن یہاں پروا کسے تھی --- سیف کندھے اچکاتا ہوا باہر نکل گیا ---

سیف کو امریکہ گئے بھی ایک ہفتہ گزر گیا تھا --- دعا کا گھر ہونا نا ہونا برابر تھا --- اس نے سگی بھتیجی ہوتے ہوئے کبھی حسن کمال کی پروا نہیں کی تھی --- جب تک انکی بیوی زندہ تھیں تب تک انہیں کسی بات کی خاص پروا نہیں تھی --- لیکن جب سے وہ دنیا فانی۔ سے کوچ کر چکیں تھیں حسن کمال کو صحیح معنوں میں یہ پتہ چلا تھا کہ تنہائی کس چڑیا کا نام ہے

سگار کا کاگرمی کش لگاتے ہوئے دھیرے سے حسن کمال نے دھوائیں کے مرغولے باہر نکالے تھے ماضی کے دریچے انکی آنکھوں کے سامنے کھلنے لگے تھے ---

اصفر کے جیل جانے سے اصفر کی والدہ بے حد پریشان ہوئیں تھیں روتی بھی بہت رہتی تھیں
 --- جس دن اسے جیل میں ملنے گئیں تو بیٹے کو قیدوں کے لباس میں دیکھ دل کٹ کے رہ گیا
 تھا ----

اصفر بھی ماں کو سامنے دیکھ کر شیشے کے پیچھے اپنے آنسو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا --- "
 فون اٹھا کر ان سے بات کرنے لگا جو مسلسل رو رہی۔ تھیں
 اصفر میرے بچے --- میرے چندہ کیوں کیا تم نے یہ سب --- اپنی ماں کے بارے میں "
 ذرا نہیں سوچا تم نے --- عمر قید کی سزا تمہارے اقبال جرم سے تمہیں ہوئی ہے --- تم اگر
 ایک بار انکار کر دیتے تو حسن تمہیں بچا لیتے اصفر --- ؟ " وہ روتے ہوئے بولیں
 ممی ضمیر کے بوجھ کا کیا کرتا --- جو آجکل مجھے کسی سانپ کی طرح ڈس رہا تھا --- "
 اول تو ہم جیسوں کا ضمیر جاگتا ہی کب ہے --- ؟ لیکن جب ایک بار جاگ جائے تو --- لگے
 پیچھے کئے سارے گناہ کسی عذاب کی طرح یکے بعد دیگرے خود پر نازل ہوتے محسوس ہوتے ہیں

اگر اب بھی اپنے لئے سزا کو تجویز ناکرتا تو --- "اصفر نے آنکھوں نکل کر رخسار کے گرنے
 والے آنسو کو فوراً سے صاف کیا
 " ممی یہاں تو عمر قید کی سزا ہوئی ہے --- لیکن ضمیر تو سیدھی موت کی سزا سنا رہا تھا --- "

تم ایسے تو نا تھے اصفر۔۔۔۔ کیوں ایک بچے کی جان لے لی؟ "اسکی والدہ بے یقین تھیں"

۔۔۔ بیٹا اتنا بڑا گناہ۔ نہیں کر سکتا تھا

بس لالچ کی پٹی باندھ گئی تھی آنکھوں میں۔۔۔ ڈھائی کڑور کی بات تھی ممی۔۔۔۔ کرنے والے "

سے انکار نہیں ہوا۔۔۔۔ اس چوہدری کا پوتا بچ گیا۔۔۔۔ ہاسپٹل میں ایک فلور کی تعمیر جو شروع ہوئی ہے اسکے سمیٹ گارے میں عبدالباری کا خون بھی شامل ہے۔۔۔۔۔ ڈیڈ سے کیسے گا۔۔۔۔

اس بار دیواریں مضبوط بنوائیں۔۔۔۔۔ بے قصوروں کے خون سے تعمیر شدہ گھر جلد ہی ڈھ جاتے ہیں۔۔۔۔

ڈیڈ۔ سے یہ بھی کیسے گا۔۔۔۔ اگلی بار ہر کام رازداری سے کریں۔۔۔۔ کہیں حمہ جیسی ایمان دار

ڈاکٹر کے ایمان کو آزمانے کی غلطی نا کریں۔۔۔۔۔ ورنہ دوبارہ کو اصفر جیسا نہیں ملے گا

ممی ڈیڈ سے کیسے گا۔۔۔۔ میں نے اپنا فرض نبھا دیا ہے۔۔۔۔۔ مجھ پر اب نافرمانی کا کوئی دعوا

نہیں کر سکتے وہ "اصفر کی معنی خیز گفتگوں نے اصفر کی والدہ کے بہتے آنسو جیسے منجمد کیے

تھے وہ ایک ٹک اسے دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔۔ یا وہ ساری باتیں سمجھ گئی تھیں جو وہ چاہ کر بھی

انہیں صاف لفظوں سے بتا نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔۔ اصفر نے فون رکھ دیا اسکی والدہ نے بھی فون

بند کر دیا۔۔۔۔۔ مرے مرے قدموں وہاں سے کم وٹی تھیں۔۔۔۔۔ واپس گاڑی میں بیٹھی۔ تھیں

لیکن گھر پہنچنے سے پہلے گاڑی میں گر گئی تھی ڈرائیور پریشان ہو گیا وہ سمجھا کہ وہ بے ہوش ہو چکی

ہیں اس نے فوراً سے حسن کمال سے رابطہ کیا --- حسن کمال نے فوراً انہیں ہاسپٹل لانے کے لئے کہا ڈرائیور سیدھا انہیں ہاسپٹل لے گیا سیریس ہارٹ اٹیک ہوا تھا -- حسن کمال کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے ----

فورا سے آپریشن کی تیاری کی گئی ---- ڈاکٹر حسن نے اب تک جتنے آپریشن کیے تھے بڑے بے فکر انداز میں کیے تھے --- اور پھر اپنی جیت کا یقین بھی بہت تھا یہ پہلا آپریشن تھا جس پر آنسو بہہ رہے تھے --- اپنی طرف سے انہوں نے پوری کوشش کی تھی کہ کوئی کسر نارہ جائے --- مہنگی سے مہنگی دوا استعمال کی گئی تھی --- نرس اور واڈ بوائے کی جگہ بھی سنٹر ڈاکٹر ہی موجود تھے --- لیکن پھر بھی آپریشن ناکام ہوا تھا ---- اس آپریشن کی ناکامی پر حسن کمال دھاڑیں مار مار کر رویا تھا ----

بیوی جا چکی تھی --- اس کے ان ہی ہاتھوں سے جس پر اسے ناز تھا گھمنڈ تھا کہ یہ ہاتھ بے دھیانی میں بھی چلیں تو دل کو دھڑکنا سیکھا دیتے ہیں --- لیکن اتنی احتیاط برتنے پر بھی بیوی کے دل کی دھڑکنوں کا نا بڑھا سکے ---- اصرار کو صرف اس وقت جیل سے نکلنے کی اجازت ملی جب میت تدفین کے لئے تیار تھی ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنے پاؤں میں بیڑیاں پہنے وہ ماں کی میت کے ساتھ لگ کر بہت رویا تھا --- سیف سے بھی گلے لگ کر رویا تھا بس اگر کسی کے گلے نہیں لگا تھا تو وہ حسن کمال تھے --- جو غم سے پہلے ہی نڈھال تھے ٹوٹ چکے تھے ان کے

پھیلے ہاتھ پھیلے ہی رہ گئے تھے ---- زندگی کی ساتھی کے یوں اچانک سے چلے جانے سے وہ
صد مے سے بے حال تھے ---- تدفین کے بعد اصرار کو واپس جیل لے جایا گیا تھا ----

حسن کمال کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی کپکپی سی طاری ہوئی تھی --- غم جیسے پر سے تازہ
ہوا تھا آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں بہے تھے ----
سگار بھی کہاں غم کا مداوا کر پارہا تھا ----

ٹھنڈی ہوا نے ماضی سے کھینچ کر انہیں حال میں دھکیلا تھا ----
دو ہزار گز پر بنا ان کا شیش محل میں انکے علاؤہ صرف لوکر تھے ---- دو بیٹے تھے لیکن دونوں
ہی گھر سے دور ----

ایک امریکہ اور دوسرا ---- دوسرا انکی وجہ سے در کی ٹھوکریں کھا رہا تھا ---- بکھرے ہوئے
ماضی کو سمیٹنے کی چاہ میں اپنی ذات تک کو بھلا چکا تھا
اپنی شال لپیٹے وہ اپنے کمرے میں آکر لیٹ گئے

*****

حممنہ بیڈ پر بیٹھی نور کی ڈول کو سینے سے لگائے لیٹی رو رہی تھی جب فون کی بیل بجی اس نے گھڑی دیکھی رات کا ایک بج رہا تھا ----

اس وقت کون ہو سکتا ہے "حمنہ نے دھیرے سے کہا اپنے آنسوؤں پونچے اور فون اٹھا کر " جب نمبر دیکھا تو کرنٹ کی مانند اٹھ کر بیٹھی تھی --- اصفر کے نمبر سے کال آرہی تھی --- جلدی سے اس نے فون اٹھا کر کان پر لگایا تھا ---

ہ --- ہیلو --- اص --- فر "آنسوؤں بہہ کر اس کے چہرے سے ہوتے ہوئے گلے تک پہنچ گئے تھے ---

واہ تم نے تو فوراً سے پہچان بھی لیا حممنہ --- مجھے تو لگا تھا شاید مجھے اپنا تعارف کروانا پڑے گا " تم سے کہ میں کون ہوں --- "لجہ طنز میں ڈوبا ہوا تھا لیکن حممنہ کو کسی بات کی پروا نہیں تھی سوائے بچوں کے

اصفر --- میرے --- میرے بچے کہاں --- ہیں "بامشکل حممنہ نے سسکیوں کے ساتھ پوچھا تھا

تمہارے ؟ --- نو --- سوئٹ ہارٹ --- ہمارے بچے --- تمہارے اور " میرے بچے --- میرا خون --- میرے نور اور ایمان "وہ سخت لجے سے بولا --- لیکن

حممنہ کی بڑھتی ہوئی سسکیوں نے اصفر کا غصہ کم کیا تھا۔۔۔ دل نے نادم سا کیا تھا کہ جو پہلے سے ہی ٹوٹ چکی ہے اسے کیا پریشان کر رہے ہو

اصفر۔۔۔۔۔ اصفر مجھے۔۔۔۔۔ میرے بچے واپس کر دو۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میں مر جاؤں گی ان " کے بغیر "حمنہ رو رہی تھی

ہاں تو آ جاؤں میرے پاس۔۔۔۔۔ مل لو بچوں کو۔۔۔۔۔ میں تمہاری طرح سنگ دل نہیں ہوں " حممنہ۔۔۔۔۔ جو بچوں سے یہ کہہ دوں کے انکی ماں مر چکی ہے۔۔۔۔۔ "نا چاہتے ہوئے بھی وہ تلخ ہوا تھا۔۔۔۔۔ یہ بات تو اصفر کی برداشت سے باہر تھی۔۔۔۔۔

مل لوں؟ کیا مطلب ہے اس بات سے؟ مجھے میرے بچے چاہیے اصفر "حمنہ کو صرف نور اور " ایمان کی فکر تھی

اب ساری باتیں فون پر تو نہیں ہو سکتیں نا ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔۔۔ میں ایک ایڈریس سینٹ کر " رہا ہوں۔۔۔۔۔ اگر تم چاہتی ہو کہ ایمان اور نور تمہیں مل جائیں تو مجھ سے ملنے اکیلی آنا۔۔۔۔۔ یہ میرا اور تمہارا معاملہ ہے۔۔۔۔۔ مجھے کوئی تیسرا

تمہارے ساتھ نظر نا آئے ورنہ زندگی بھر بچوں کی شکل دیکھنے کو ترستی رہو گی۔۔۔۔۔ "اصفر نے تو جیسے اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کھینچی تھی۔۔۔۔۔

اصفر "وہ ترپن ہی تو گئی تھی"

او کے گڈ بائے سوٹ ہارٹ باقی کی باتیں مل کر کریں گئے "فون اصر بند کر چکا تھا۔۔۔۔۔" حمنے کی سسکیاں بلند ہوئیں تھیں۔۔۔ اسکی آواز سے ڈاکٹر بیگ اور مسز بیگ ڈر کر اٹھ بیٹھے تھے۔۔۔

مسز بیگ حمنے کے کمرے۔ میں گھبرائی ہوئی پہنچی تھی اسے بلک بلک کر روتا دیکھ کر وہ اسے ساتھ لگانے لگیں ڈاکٹر بیگ بھی کمرے میں آگئے تھے۔۔۔۔۔

سر وہ میرے بچے مجھ سے دور لے جائے گا۔۔۔ "حمنے نے روتے ہوئے کہا "

تم کیوں ایسا سوچ رہی ہو "مسز بیگ نے اسے تسلی دی "

نہیں میں سوچ نہیں رہی۔۔۔ اسکا فون آیا تھا۔۔۔۔۔

وہ کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔ مجھے سے اکیلے ملنا چاہتا ہے۔۔۔ اگر اس نے میرے ساتھ کسی کو دیکھا تو وہ

بچوں کو بہت دور لے جائے گا۔۔۔۔۔ "روتے ہوئے حمنے نے ساری بات بتائی تھی۔۔۔۔۔

اصر کی کال آئی تھی؟۔۔۔۔۔ لاؤں فون دو مجھے میں بات کرتا ہوں اس سے "بیگ صاحب کو "

غصہ آ رہا تھا اصر پر

نہیں سر۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں کرے گا اس سے۔۔۔۔۔ وہ میرے بچوں سے مجھ "

سے دور کر دے گا "حمنے بدحواس ہوئی تھی۔۔۔۔۔ نفی میں سر ہلا کر کہنے لگی۔۔۔۔۔ رنگت لٹھے کی

طرح سفید ہو رہی تھی --- ہونٹ گھبراہٹ سے کپکپا رہے تھے خوف سے انکے ہر انداز میں تھا

اچھا اچھا --- ٹھیک ہے حمنا --- نہیں بات کرتے اس سے --- بیگ صاحب آپ حالت " نہیں دیکھ رہے اسکی --- "مسز بیگ نے ڈاکٹر بیگ سے کہا --- وہ چپ سے ہو گئے ---
صبح یہ بات جب فارس کو پتہ چلی تو وہ تو ہتھ سے اکھڑ گیا

ہرگز نہیں --- حمنا اکیلی نہیں جائے گی وہاں --- حمنا مجھے ایڈریس دو --- تم گھر پر " ہی رکو گی

میں جاتا ہوں اس کمینے کے پاس اور بچوں کو بھی اسے چھڑوا کر لے کر آؤں گا "فارس کا غصے سے برا حال تھا

" نہیں فارس --- تم نہیں جاؤں گئے --- وہ میرے بچوں کو مجھ سے دور کر دے گا --- "

حمنا نے برجستہ جواب دیا فارس جو کھڑا تھا حمنا کے پاس بیٹھ گیا

حمنا وہ تمہیں بلیک میل کر رہا ہے --- کچھ نہیں کر سکتا وہ --- میں اس پولیس سے ابھی " رابطہ کرتا ہوں -- بتاتا ہوں اسے کہ کیسے دھمکیاں دے رہا ہے وہ کمینہ "فارس کا بس نہیں چل رہا تھا کیا نا کر گزرے اصفر کے ساتھ

نہیں۔۔۔ ابھی تم کچھ نہیں کرو گے۔۔۔ میں اسے ملنے اکیلی ہی جاؤں گی۔۔۔ تم کیا " سمجھتے ہو۔۔۔ وہ اس بات سے انجان رہے گا میرے ساتھ کون ہے اور کون نہیں۔۔۔ ہر بات کی خبر رکھے گا وہ۔۔۔ "حمنہ اب رو نہیں رہی رات بھر میں فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔ وہ تمہیں اکیلا اس لئے بلا رہا ہے تاکہ تمہیں بچوں کی وجہ سے بلیک میل کر سکے اپنی بات " منوا سکے۔۔۔ "فارس کے خدشے اپنی جگہ درست تھے مجھے اس وقت صرف نور اور ایمان کی فکر ہے۔۔۔ میں کسی قیمت پر بھی اپنے بچوں کو نہیں " کھو سکتی "حمنہ نے بے تاثر ہو کر جواب دیا۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ تمہیں کبھی بھی ڈائیواز نہیں دے گا۔۔۔ سمجھ کیوں نہیں رہی ہو تم "۔۔۔ یہ سارا ڈرامہ اس نے کیا ہی اس لئے تھا تاکہ تمہیں زبردستی اپنے ساتھ رکھ سکے "فارس کو ایک نئی فکر ستائی تھی۔۔۔ تمہیں لگتا ہے میں اسکے ساتھ رہنا چاہوں گی؟۔۔۔ اس کے ساتھ؟۔۔۔ جو " میری نظروں میں اتنا گر چکا ہے کہ میں اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتی۔۔۔ اس کی یہی غلط فہمی میں جا کر دور کر دوں گی۔۔۔ لیکن یہ تب ہی ممکن ہے جب میں اس سے اکیلے ملو ورنہ تمہیں دیکھ کر وہ کوئی بات نہیں سنے گا۔۔۔ بچوں کی کسڈی لینا اس کے لئے مشکل نہیں ہے "حمنہ کی آنکھوں میں نفرت سی تھی

میرا بھروسہ کروں فارس ---- میری زندگی میں اگر کوئی مرد آ سکتا ہے تو وہ صرف تم ہو گئے " --- اس سے زیادہ میں تمہیں اور یقین نہیں دلا سکتی --- "حمنہ اسکی۔ بے تابی سمجھتی تھی کہ اسے کیا پریشانی لاحق ہے ---

فارس خاموش ہو گیا۔۔۔۔ گاڑی ڈرائیور کے حمہہ خود اس ایڈریس پر پہنچی تھی۔۔۔۔ جانے سے پہلے اصفر سے کہہ چکی تھی کہ وہ آرہی ہے

وہ بھی دروازے سے باہر کھڑا اسی کا منتظر تھا۔۔۔ وہ گاڑی سے اتر کر اسکی طرف بڑھنے لگی۔
 برون لونگ سویٹر پہنے سوچی ہوئی سرخ آنکھوں سے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

نظروں کے تصادم نے ہلچل صرف اصفر کے دل میں مچائی تھی ---- ان پانچ دنوں میں وہ کتنا روئی تھی اسکی آنکھیں۔ بیان کر رہی۔ تھیں ---- دل دیکھ کر کٹا تھا --- دہائی دے رہا تھا کہ ظالم اپنے ہی محبوب کے ساتھ اتنا ظلم کیوں کیا ہے ---- دل کے شور کو ختم کرنا کہاں ممکن تھا اصفر کے لئے ---- وہ اسکے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی ----

میرے بچے کہاں ہیں " سردی کی شدت اتنی تھی کہ بولنے سے منہ سے دھواں نکل رہا تھا "

اندر ہیں آؤں "اصفر نے دروازہ کھول کر اسے اندر جانے کی جگہ دی ---- اندر ایک ہی کمرہ تھا " --- ایک سائیڈ پر سنگل بیڈ سامنے آتشان کمرے میں بچے موجود نہیں تھے --- حمزہ پل میں پلٹی تھی لیکن اتنی دیر میں وہ دروازہ بند کر چکا تھا --- دل کی دھڑکنیں یک دم حلق میں سنائی دینے لگیں تھیں --- وہ دھوکے باز تھا وہ جانتی تھی نا جانے پھر کیوں اسکی بات پر بھروسہ کر کے اکیلی آگئی تھی --- اصفر نے اسے اس کمرے میں بلایا تھا جہاں وہ پہلے رہتا تھا "اصفر میرے بچے کہاں ہیں --- مجھے ان سے ملنا ہے "

مل لینا میرے بچوں سے بھی --- پہلے بچوں کے باپ سے سے تو مل لو ---- جو پچھلے پانچ " سالوں سے تم سے ملنے کے لئے بے تاب ہے ---- " وہی دیوانگی وہ آنکھوں میں لئے اس کی طرف بڑھا تھا جس سے حمزہ گھبراتی تھی

اسٹیٹ اصف ----- "حمنے کے کہنے پر وہ وہیں رک گیا۔۔۔"

"میرے بچے کہاں ہیں --- میں صرف انہیں لینے آئی ہوں"

ہاں جانتا ہوں۔۔۔۔ کہ تم بچوں کو لینے آئی ہو۔۔۔۔ لیکن پہلے چند باتیں تو طے کر لیں۔۔۔۔ " بیٹھوں ادھر۔۔۔ اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا پھر بیڈ سے دو فائلیں اٹھا لیا۔۔۔۔ حمزہ کرسی پر بیٹھی نہیں تھی اصرار سے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا دونوں کرسیوں کے بیچ ایک چھوٹا سا گول میز تھا اصرار نے دونوں فائلیں ٹیبل پر رکھ دیں

بیٹھوں نا حمہ کچھ نہیں کہوں گا تمہیں --- صرف بات ہی کروں گا --- پلیز بیٹھوں "وہ"

بہت عام سے لہجے میں بات کر رہا تھا حمہ کرسی پر بیٹھ گئی --- ایک فائل اصفہ نے اس کے سامنے رکھ دی ساتھ ہی اپنی فرنٹ جیب سے پین نکال کر اس فائل کے اوپر رکھ دیا

یہ طلاق نامہ ہے --- میں نے ابھی سائن نہیں کیا --- لیکن جیسے ہی تم سائن کروں گی"

میں یہیں تمہارے سامنے بیٹھ کر اس پر سائن کر دوں گا ---

تمہیں مجھ سے آزادی مل جائے گی --- اور اس میں کوئی چیٹنگ نہیں ہے --- کوئی دھوکہ نہیں ہے حمہ --- چاہوں تو کھول کر پڑھ لو "اصفر کا اتنا متوازن لہجہ اور اتنی آسانی سے طلاق دینے کے لئے راضی ہونا حمہ کی سمجھ سے باہر تھا ---

اس نے فائل کھول کر دیکھی واقع طلاق نامہ تھا --- اسمیں کچھ بھی مبہم نہیں تھا جس سے حمہ کو دھوکہ دیا جاتا ---

میں تم سے کوئی بھی زبردستی کا رشتہ قائم نہیں کرنا چاہتا --- سائن کروں اس پر --- میں "

بھی ابھی کروں گا اس کے بعد تم آزاد ہو --- فارس سے شادی کرنے کے لئے --- اپنی فی زندگی شروع کرنے کے لئے --- میں تمہاری زندگی میں بالکل دخل اندازی نہیں کروں گا ---

یہاں تک کے تمہارے سامنے تک نہیں آؤں بہت دور چلا جاؤں گا --- تمہاری زندگی سے ---

اپنے بچوں کو لیکر "اصفر کے آخری جملے پر حمہ کو جھٹکا سا لگا تھا ---

، "بچوں کو کیوں؟ --- وہ میرے ساتھ رہیں گے" حمزہ برجستہ بولی

نہیں جمنہ میرے بچے کسی غیر کے رحم و کرم پر گز نہیں پلے گئے۔۔۔ انکا باپ زندہ ہے "

ابھی انکی سرپرستی کے لئے --- مرا نہیں ہے "اس بار اس کا لہجہ سخت تھا

تمہیں زیادہ فرق نہیں پڑے گا حمہ۔۔۔ فارس ہو گا نا تمہارے پاس۔۔۔ فارس سے تمہاری "

شادی ہوگی تو بچے بھی ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ لیکن تمہیں چھوڑنے کے بعد میرے پاس کچھ نہیں

بچے گا مجھے بھی تو جینے کا سہارا چاہیے نا حمنہ میں اپنے بچوں کے ساتھ جی لوں گا کیونکہ محبوب

"بدلنے کا ارادہ تمہارا ہے میرا نہیں۔۔۔"

اصفر --- اصفر --- میں بچوں کے بغیر نہیں رہ سکتی --- نا ہی وہ میرے بغیر رہ سکتے ہیں "

---آپ کیسے ایک ماں سے اس کے بچے چھین سکتے ہیں "حمنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے

گفتگو

جیسے تم ایک باپ سے اسکے بچے الگ کر سکتی ہو۔۔۔۔ بھاگ کر تم گئی تھی وہاں سے۔۔۔۔۔"

نمبر تم نے بدل لیا تھا --- خود کو تم نے روپوش کیا تھا لیکن میں تو وہیں تھا حمزہ --- میرا گھر

اب بھی وہی ہے میرا نمبر اب بھی وہی ہے ----- تمہیں میرے ساتھ مسئلہ تھا ٹھیک ہے

--- لیکن تم پر فرض تھا کہ میری اگر کوئی امانت تمہارے وجود میں تھی تو مجھے اس سے مطلع

کرتی --- پانچ دن بچوں کی جدائی برداشت نہیں ہوئی تم سے --- حالت دیکھوں کیا ہوگئی تمہاری

---- پانچ سال تم نے مجھے میرے ہی بچوں کے بارے میں انجان رکھا --- اور انہیں میرے بارے میں انجان رکھا؟ یہاں تک کہ وہ میرے وجود کے بھی منافی ہیں ---- آج تک تم نے کبھی میری تصویر تک انہیں نہیں دیکھائی ---- کیوں؟ "اتنے سوال تھے اسکے پاس اتنے لیکن وہ چپ تھی صرف ایک فکر تھی اور لبوں پر ایک ہی بات اس لئے میں اپنے بچے آپ کو نہیں دے سکتی تھی ---- نا ہی دے سکتی ہوں "

----- "حمنہ بڑے ضبط سے گزر رہی تھی جان سب بھی بچوں میں اٹکی ہوئی تھی ---

اصفر نے تاسف سے اسکی طرف دیکھا

میری ایک ڈمی این اے کی رپورٹ مجھے میرے بچے دلوا سکتی ہے --- تمہاری فارس سے " شادی مجھے بچوں کی کسڈی لینے سے نہیں روک سکتی ----

تمہارے پاس دو راستے ہیں حمنہ --- ایک فارس --- اور دوسرا بچے "یہ کہہ کر اصفر نے دوسری فائل بھی اس کے سامنے پھینک دی ----

یا تو طلاق لے لو اور اپنا لو فارس کو یا پھر دوسری فائل میں سائن کرو۔ اور نور اور ایمان تمہارے؟ "حمنہ نے ایک سکینڈ نہیں لگایا تھا اور دوسری فائل کھول کر سائن کرنے لگی لیکن اصفر نے "فائل کھینچ لی

پہلے اسے اچھی طرح پڑھ لو حمنہ ؟ --- پھر فیصلہ کرنا --- میں تمہیں کسی بھی بات سے " انجان رکھ کر دھوکا نہیں دینا چاہتا --- میرے بچے یتیم نہیں ہیں نا ہی یتیموں والی زندگی گزاریں گئے --- ماں باپ کے ہوتے ہوئے وہ کسی ایک کی توجہ اور محبت سے محروم ہو کر دوسرے کی محبت اور توجہ کیوں پائیں ؟ --- نور ایمان کے ساتھ تمہیں میری بیوی بھی بن کر رہنا پڑے گا --- ؟ یہ ایک بم تھا تھا اصر نے اس کے سر پر پھوڑا تھا ---

ہرگز نہیں " وہ برجستہ بولی "

ٹھیک ہے --- طلاق نامہ تمہارے سامنے ہے --- "

آپ مجھے بلیک میل کر رہے ہیں ---- جانتے ہیں کہ میں بچوں کے بغیر نہیں رہ سکتی --- "

اس لئے یہ گھٹیا راستہ چنا ہے آپ نے مجھے زیر کرنے کا -- میں فارس سے شادی نہیں کروں گی --- جیسے پچھلے پانچ سال بچوں کے ساتھ گزارے ہیں باقی کی زندگی بھی یوں نہیں گزار لوں گی ---- آپ کے ساتھ رہ کر اپنے بچوں کو حرام کی کمائی سے پروان نہیں چڑھا سکتی ---- آپ بے شک طلاق نادیں ---- تاکہ آپ کو یہ تسلی رہے کہ میں صرف بچوں کے ساتھ ہی زندگی بتا رہی ہوں بنا کسی سہارے کے "حمنہ کی بات پر وہ کچھ دیر اسے غور سے دیکھتا رہا

میں سب کچھ چھوڑ چکا ہوں حمنہ ---- پچھلے پانچ سالوں سے حرام کا ایک نوالہ نہیں کھایا "

مجھے اب ان باتوں سے کوئی غرض نہیں ہے --- آپ مجھے تو صفائیاں ہرگز نادیں -- آپ "

کے ہر روپ سے واقف ہوں - میں ---- اس لئے اعتبار کرنا میرے بس میں نہیں بہت

دھوکے کھائیں ہیں اور اب تک کھا رہی ہوں میں آپ کے ساتھ ہرگز- نہیں رہ سکتی "حمزہ

نے دل گرفتگی سے کہا اصفر نے مصلحت میں پہل کی تھی اسے قائل کرنا چاہتا تھا

میں ڈاکٹر بیگ کے ہاسپٹل میں کام کر لوں گا اسی تنخواہ پر جو وہاں پر ڈاکٹر کو دی جاتی ہے "

---- مجھ پر نا سہی ڈاکٹر بیگ پر تو بھروسہ ہے نا تمہیں انکے ہاسپٹل میں تو کوئی غلط اور نا جائز

نہیں ہوتا ہے ---- تمہیں مجھ سے طلاق صرف اسی وجہ سے چاہیے تھی نا کہ میری کمائی مشتبہ

ہے --- میں چھوڑ تو رہا ہوں سب کچھ ---- تمہارے لئے --- اپنے بچوں کے لئے "اس

بات اصفر کے لہجے میں جیسے التجا تھی --- رقت تھی حمزہ نے آنکھیں بند کر لیں آنکھوں میں ٹہرا

پانی چھلک کر رخسار آگیا تھا ----

نہیں اصفر ---- میرے لئے یہ ممکن ہی نہیں رہا ---- نا میرے دل آپکے لئے کوئی گنجائش "

بچی ہے --- نا زندگی میں ---- "حمزہ کا وہی جواب تھا

ایک موقع تو دے سکتی ہو مجھے خدا کی قسم تمہاری ہر بات پر پورا اترو گا "آنسوؤں اسکی آنکھوں "

میں جمع تھے ---- "حمزہ نے آنکھیں کھولیں

اصفر کی طرف بس ایک اچٹی نظر ڈال کر ہٹالی

"اب آپ کچھ بھی کر لیں میرے دل میں کہیں کوئی جگہ نہیں ہے آپ کے لئے
 ٹھیک ہے پھر ---- تم آزاد ہو اپنے فیصلے میں دونوں فائلیں تمہارے سامنے ہیں ---- "
 چاہوں تو اپنے ساتھ لے جاؤں --- وقت لینا چاہتی ہو تو لے سکتی ہو سوچنا چاہتی ہو مشورہ کرنا
 چاہتی ہو --- کر سکتی ہو --- نادلوں کی قید ہے نا وقت کی ----
 لیکن میں بچوں کو نہیں۔ چھوڑ سکتا ---- کسی قیمت پر بھی نہیں "اصفر یہ کہہ کر کھڑا ہو گیا
 ---- چلتے ہوئے کھڑکی کے پاس چلا گیا اندر کی گھٹن پھر سے بڑھنے لگی تھی ---- کھڑکی کے
 سامنے لگا واحد چھوٹا سا پردہ ہٹا کر اس کے کھڑکی کے پٹ کھول دیے --- سرد ہوا کے کئی
 جھونکے اندر داخل ہوئے تھے --- اس نے جیب سے سگریٹ کی ڈبیہ نکالی اور سگریٹ نکال کر
 لیٹر سے جلا کر سگریٹ کے کش لینے لگا ---- حمزہ کی اب سسکیوں کی آواز آرہی تھی ---
 بہت مشکل دورا ہے پھر اسے کھڑا کر چکا تھا ---- ایک ایسے ہی دوہرائے پر خود بھی کھڑا تھا
 ---- بہت بڑا امتحان دے رہا تھا ---- طلاق نامہ اسکے سامنے رکھ کر جس کے بغیر جینا اصفر
 کے لئے ممکن نہیں تھا ---- بہت مشکل امتحان میں اسے بھی ڈال چکا تھا ---- بچوں کی
 وجہ سے

جب سے حممنہ اصفر سے ملنے گئی تھی فارس جلے پاؤں کی بلی کی طرح لاونج کے چکر کاٹ رہا تھا
---- چین کسے کہتے ہیں سکون کس چڑیا کا نام ہے حممنہ کے جاتے ہی فارس کی زندگی سے جیسے
رخصت ہو چکا تھا

اصفر نے بہت برے طریقے سے اسے ٹریپ کیا تھا۔۔۔

نا جانے کیا کہے اسے؟۔۔۔ کیا کرے گا۔۔؟ کہیں پھر سے زبردستی اپنانے کی کوشش نہ کرے

؟۔۔۔ مرد کے سامنے عورت کی کہاں چلتی ہے۔۔۔ یہ سوچ کر تو دل بنا پانی مچھلی کی طرح مچلا

تھا لاونج کا دروازہ کھولے وہ لان میں آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

جب دل میں چین نا ہو تو کہاں کہیں ملتا ہے ہاسپٹل بھی نہیں گیا تھا ایک ایک لمحہ اس پر
بھاری گزر رہا تھا ---- حمنہ نے اسے ایڈریس نہیں بتایا تھا ---- کہ کہیں وہ اسکے پیچھے وہاں نا
پہنچ جائے ---- اور اپنا پیچھا کرنے سے بھی منع کیا تھا ---- اس سے وعدہ کر کے گئی تھی
---- فارس کو یہ بھی پتہ تھا کہ اپنے قول کی بہت پکی ہے وہ اپنی بات سے مکرے گی نہیں
---- لیکن دل محبوب کے بارے میں وسوسے کچھ زیادہ ڈالتا ہے ---- اس کے کھو جانے کا
ڈر دل کا دھڑکا کہاں کم کرتا ہے --- فارس کے دل میں بھی ایک سوایک وسوسے تھے ---- جو
قطرہ قطرہ اسکی جان

دوسری فائل کھول کر پڑھنے لگی

جس میں ایک اگرمینٹ تھا

کہ اگر حمنہ بچوں کا ساتھ چاہتی ہے تو وہ اصرار سے دوبارہ طلاق کا مطالبہ کبھی نہیں کرے گی دوبارہ بچوں کو لیکر بھاگے گی نہیں۔۔۔

اصفر ایک شوہر اور باپ ہونے کے سارے فرائض پورے کرے گا۔۔۔۔۔

بچوں کے معاملے میں وہ دونوں باہمی مشورے پر چلنے کے پابند ہوں گے۔۔۔ بچوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کی کوشش نہیں کریں گے۔۔۔ اپنے اختلافات اور جھگڑوں کو کبھی بچوں کے نازک ذہنوں میں ڈالنے کی کوشش نہیں کریں گے بچوں کے سامنے ہمیشہ پیپی کیل کی طرح ہی رہیں گے۔۔۔۔

حمزہ نے فاعل بند کر دی ----

مجھ آپ سے کچھ کہنا ہے... "بڑی مشکل سے اس نے خود سے بات شروع کی تھی --- اصف" نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا --- پھر جلتا ہوا سگریٹ کھڑکی سے باہر پھینک دیا اور چلتا ہوا اس کے پاس آکر کرسی پر بیٹھ گیا

اس اگری منٹ میں چند سطریں اور شامل کریں "حمہ دوسری فائل اصر کے سامنے رکھ دی"
اصر نے زریک نظروں سے اسے دیکھا
"وہ کیا"

ایک تو یہ کہ مجھ سے ملنے آنے والے میرے عزیز اقارب کو مجھ سے ملنے پر پابندی نہیں لگائی
جائے گی --- اور نا آپکے کسی عزیز اقارب سے ملنے کی میں پابند ہوں گی
دوسرا یہ کہ

جب تک میں دل سے نا چاہوں آپ مجھے ازوجی تعلق کے لئے مجبور نہیں کرے گئے----

آپکی تحریر کے مطابق میں آپ سے خود سے طلاق نہیں منگوں گی --- لیکن آپ طلاق دینے
میں میری طرف سے بالکل آزاد ہیں ----

اگر ہم اس رشتے کو مزید نبھانے میں ناکام رہے اور طلاق آپ نے خود سے دینی چاہی تو بچوں
"کی کسڈی آپ مجھے دیں گئے"

حمہ کی شرائط اس نے خاموشی سے سنی تھیں ----

کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔ کیا چل رہا تھا اسکے ذہن میں۔۔۔۔ خیر جو باتیں وہ لکھنے کو کہہ رہی تھی بظاہر ایسی نہیں تھی اختلاف کیا جائے۔۔۔ ظاہر ہے وہ اصفہر کی صفائی کچھ جانتی نہیں تھی۔۔۔ سچ جاننے کے بعد یقیناً وہ اسے دل سے قبول کر لیتی

ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے منظور ہے۔۔۔۔ "اصفر نے ایک گہری سانس بھر کر کہا"

آپ ان شرائط کو فائل میں تحریر کریں میں سائن کر دوں گی "اصفر نے پین پکڑ کر اسکی " ساری شرائط اس پر درج کر دیں۔۔۔۔ پہلے حمہ نے سائن کیا تھا پھر اصفہر نے۔۔۔۔

میں بچوں سے ملنا چاہتی ہوں "حمہ کا ضبط جیسے جواب دے رہا تھا " ہاں چلو میرے ساتھ "فائلیں اصفہر نے ہاتھ میں پکڑ لیں دونوں ایک ساتھ ہی باہر نکلے تھے "۔۔۔۔

گاڑی کی پانچ منٹ کی ڈرائیو کے بعد ایک خوبصورت سا کالج تھا۔۔۔ گاڑی اس کے پاس جا کر رک گئی۔۔۔ حمہ جلدی سے گاڑی سے اتری تھی دل کی تڑپ میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔ اصفہر نے لاک کھول کر دروازہ کھولا بچے لاؤنج میں بیٹھے اپنے کھیلونوں سے کھیل رہے تھے۔۔۔ حمہ کو دیکھ کر سب کچھ چھوڑ چھاڑ ماں کی طرف بھاگے تھے۔۔۔۔

ممی۔۔ ممی "کرتے وہ اسکی طرف لپکے تھے حمہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی دونوں اسکے سینے کے " ساتھ لگ گئے۔۔۔۔ بے اختیار آنسوں حمہ کی آنکھوں سے بہے تھے۔۔۔۔ بے قرار دل کو جیسے قرار سا ملا تھا۔۔۔۔ بچوں کو سینے سے لگائے وہ دونوں کو باری بے ساختی سے چومنے لگی نور میری جان۔۔۔۔ میری بچی۔۔۔۔۔"

ایمان "ماں کی بے اختیاری اور رونے پر نور بھی رونے لگی تھی
ممی آپ اتنے ہم سے کیوں دور رہیں ملنے بھی نہیں آئی --- "نور نے روتے ہوئے شکوہ کیا "
تمہاری ممی ہاسپٹل میں بڑی تمہیں بیٹا میں نے بتایا تو تھا آپ کو --- "جواب اصفر نے دیا "
تھا --- ایمان رو نہیں رہا تھا بس ماں کو روتے دیکھ کر چپ تھا --- بڑی سنجیدگی سے دیکھ رہا
تھا حمزہ کی سوچی ہوئی آنکھیں گلوگیر لہجہ اسے کچھ تشویش سی ہونے لگی تھی اس لئے ماں سے
پوچھنے لگا

ممی کیا یہ سچ میں ہمارے ڈیڈی ہیں ؟ "ایمان کو ماں سے تصدیق چاہیے تھی اس نے اصرار کی " طرف اشارہ کر کے پوچھا --- حممنہ نے ایک نظر اصرار کی طرف دیکھا پھر ایمان کی طرف ہاں بیٹا یہ تمہارے ڈیڈی ہیں ---- "اصرار چلتا ہوا ایمان کے پاس آگیا گھٹنوں کے بل بیٹھ " کر ایمان کو حممنہ کی گود سے لیکر اپنے سامنے کھڑا کیا

کیوں بگ باس میری بات پر ٹرس نہیں تھا تمہیں؟ "اپنے دونوں ہاتھوں سے اس چہرہ " پیار سے پکڑ کر مسکرا کر پوچھا

ممی سے تو مجھے لازمی پوچھنا ہی تھا نا ڈیڈ -- "ایمان نے سنجیدگی سے جواب دیا"

حمنہ دیکھ رہی تم اسے ---- اب یہ میرے بارے تشویش تم سے کیا کرے گا ---- "

--- میں نے تو کہا تھا تم سے کہ پہلے بچوں کو سب سچ بتا دوں لیکن۔ تم اپنی ڈیوٹی کے چکر میں ہمیشہ مجھے پھنسا دیتی ہو --- میرا ہی بیٹا میرے بارے میں مشکوک ہے "اصفروں بات کر رہا تھا جیسے سب کچھ نارمل سا ہو ---- اس کے یہ سب آسان تھا ---- چہرے کے تاثرات کو پل میں بدلنا سامنے والے کے آگے ایسا ظاہر کرنا کہ بڑی چاہت ہے ان دونوں میں ----

حمنہ کی والدہ کی سامنے بھی وہ یہی سب کرتا تھا ---- لیکن حمنہ کے یہ سب نا ممکن تھا ---- وہ جیسی اندر سے تھی ویسی ہی خود کو ظاہر کرتی تھی --- یہ بناوٹی پن اس سے نہیں ہوتا تھا ---- اس لئے چپ ہی رہی ---

کچھ دیر بعد ہی حمنہ نے واپس جانے کا کہا "

"اصفر مجھے اب اپنے گھر واپس جانا ہے ---- "

کیوں "اصفر بچوں سے نظریں ہٹا کر حمنہ کی طرف دیکھ کر پہ پوچھنے لگا"

کیا مطلب کیوں ---- میں اپنے کالج میں ہی رہنا چاہوں گی آپ بھی وہیں آسکتے ہیں "

ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں "حمنہ نے نور کو جوگر پہناتے ہوئے کہا ----

نہیں حمنہ اپنا کالج تم چاہوں تو کرایے پر دیدو "

میں چاہوں گا کہ تم یہاں رہو میرے گھر میں ---- "اصفر نے جواب دیا کچھ دیر حمنہ چپ

رہی پتہ نہیں آسکے انکار پر اصفر بچوں کو جس نے بسے بنا روک دے اسلئے اختلاف نہیں کیا

ٹھیک ہے --- لیکن مجھے آج واپس جانا ہے ---- ڈاکٹر بیگ اور میم میری منتظر ہوں گی "

"میں بچوں کو ساتھ لیکر جاؤں گی

او کے --- ٹھیک ہے جاؤں لیکن اس سے پہلے ہم وکیل کے جائیں گے تم اپنا خلع کا "

مقدمہ واپس لوگی اور یہ اگریمینٹ پر ایک قانونی کاروائی کی جائے گی تاکہ - ہم میں اسے کوئی بھی

مکر ناسکے پھر تم چلی جانا ---- میں کل خود تمہیں لینے آؤں گا ڈاکٹر بیگ کے گھر "اصفر

کا لہجہ عام سا تھا ----

حمنہ نے دونوں بچوں کا ہاتھ پکڑا اور باہر نکل گئی ----

عدالت کی کاروائی سے فارغ ہو کر وہ بچوں کے ہمراہ ڈاکٹر بیگ کے گھر پہنچی تھی ---

فارس اسی کے انتظار میں تھا ----

حمنہ کے ساتھ بچوں کو دیکھ کر طمانیت بھرا سانس اس نے لیا تھا حیران بھی تھا اصفہ نے بچے
حمنہ کے حوالے کیسے کر دیے ----

بچے گاڑی سے اترتے بھی انکل انکل کہتے فارس پاس بھاگتے ہوئے گئے تھے ---
حمنہ البتہ خاموش اور سنجیدہ تھی

انکل کی جان ---- کیسے ہو تم لوگ ---- "فارس نے دونوں کو پانیوں میں نے بھر لیا تھا"
ہم بالکل ٹھیک ہیں --- آپ کو پتہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ڈیڈ ہمیں واپس بھیج دیے ہیں"
--- "ایمان فارس کی گود بیٹھا بڑی خوشی سے اسے بتا رہا تھا --- فارس نے کوئی جواب نہیں دیا
--- وہ بس حمنہ کو دیکھ رہا تھا ---- جو شاید کسی ہارے ہوئے کھلاڑی کی طرح صوفے پر بیٹھی
تھی۔ پھر اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑا تھا ---- میم بچوں کی آواز سن کر کچن سے نکلی تھی
بچوں کو دیکھ کر خوش ہوئیں تھیں انہیں پیار کرنے لگیں
آگے تم لوگ ---- کیوں بنا مجھے بتائے گئے تھے "میم نے مصنوعی غصہ دیکھاتے ہوئے کہا"
میم آپ کو پتہ ہے جو ہمیں لیکر گئے تھے وہ انکل کڈنیپر نہیں تھے --- وہ میرے ڈیڈ تھے "
---- انہوں نے ہمیں خوب ساری شاپنگ کروائی ٹوائز بھی دلوائے

اب ہم اپنے ڈیڈ کے گھر رہیں گئے "ایمان ساری تفصیل بتا رہا تھا --- فارس یہ سن کر حمزہ کے پاس جا کر بیٹھ گیا

دل ایک انجانے سے خوف میں ہلکورے مار رہا تھا

حمزہ اس خبیث انسان نے بچے کیسے واپس کر دیے تمہیں "فارس کے لہجے میں بے چینی " تھی

فارس اس وقت میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے --- میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں "---- یہ " کہہ کر وہ

کمرے میں چلی گئی لیکن فارس کو ایک عذاب میں مبتلا کر گئی تھی ---

رات ڈنر کے بعد بچوں کو سنانے کے بعد حمزہ نے ڈاکٹر بیگ کے سامنے ساری بات سب کو بتائی

فارس تو سنتے ہی اشتعال میں آیا تھا

یہ کیا کیا تم نے حمزہ --- مجھے پہلے ہی شک تھا وہ کمینہ تمہیں تنہا بلا ہی اسی لئے رہا تھا کہ " تمہیں ایبوشنل بلیک میل کر کے اپنی بات منوا سکے --- تم اس کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی فارس کی جان لبوں پر آئی تھی "

فارس ٹھنڈے دماغ سے سوچوں میرے پاس دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے ---- "حمنے نے"

فارس کو سمجھانا چاہا لیکن وہ کہاں کچھ سننا چاہتا تھا

ہرگز بھی نہیں حمنے ---- تم کہیں نہیں جاؤں گی "فارس تڑپ کر بولا تھا"

فارس جذباتی باتیں مت کرو حمنے نے جو کیا فی الحال وقت کی نزاکت کے حساب سے ٹھیک ہی

کیا ہے "ڈاکٹر بیگ نے ذرا سخت لہجے میں فارس کو کہا

خاک ٹھیک کیا ہے اس نے -- "فارس نے ڈاکٹر بیگ سے کہہ حمنے کی جانب دیکھا"

- اس کے پاس جانے مطلب سمجھتی ہو تم حمنے --- وہ تمہیں میرا تو کبھی نہیں ہونے دے گا

اور میں اسے جان سے مار ڈالو گا ---- زندہ نہیں چھوڑو گا اسے "غصے سے فارس کی آنکھیں

سرخ ہوئیں تھیں

فارس ---- یہ کیا پاگل پن ہے ہاں ---- جانتے تم مجھے اچھے کیوں لگتے ہو کیونکہ تم اصفر

جیسے نہیں ہو ---- ایک جنونی اور دیوانہ پن نہیں ہے تم میں --- تم ایک انسان ہو کو من

سینس رکھنے والے انسان ---- بہتر ہو گا کہ اس قسم کی باتیں کر کے مجھے مجبور مت کروں کہ

تمہارے بارے میں اپنی سوچ بدلوں پلیز کول ڈاؤن

ہر بار اصفر میرے ساتھ چالیں چلتا آیا ہے --- اور میں اس کے سامنے بے بس سی ہوتی آئی ہوں

لیکن اس بار میں نے اس کے خلاف ایک چال چلی ہے ----

وہ مجھے طلاق دینے پر مجبور ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اس صورت میں بچوں کی کسڈی سب سے پہلے مجھے ملے گی۔۔۔ کیونکہ یہ بات وہ آگری کر چکا ہے "حمنہ نے فارس کو سمجھانا چاہا

حمنہ چھوڑ دوں تم۔۔۔ تم اور تمہاری چالیں ہیج ہیں اسکے سامنے۔۔ کیوں طلاق دے گا وہ"

تمہیں؟۔۔۔۔۔ تم اس سے خلع نالے لوں اس لئے یہ سارا ڈرامہ رچایا ہے اس نے۔۔۔۔۔ ہنہ

فارس کوفت سے۔۔ بولا"

"ہر انسان کی کوئی نا کوئی کمزوری ضرور ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اصر کی بھی ہے اسکے ساتھ پانچ سال گزارے ہیں میں نے۔۔۔۔۔ میں اچھی طرح سے جانتی ہوں۔۔۔۔۔ کہ کیا چیز اسے ناقابل برداشت ہے۔۔۔۔۔ تم بس دیکھتے جاؤ۔ میں کرتی کیا ہوں اسکے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ ضرور چھوڑ دے گا مجھے۔۔۔۔۔ بس تم وہ کرنا جو میں۔۔۔۔۔ سے کہو۔۔۔۔۔

مطلب کیا تمہارا "فارس کچھ متذبذب ہوا تھا"

وہ بھی سمجھا دوں گی۔۔۔۔۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ "حمنہ بہت کچھ سوچ چکی تھی۔۔۔۔۔"

*****.....*****

فارس کافی دن بعد ہاسپٹل گیا تھا۔۔۔ وہ بھی ڈاکٹر بیگ کے سختی سے کہنے پر۔۔۔۔ لیکن بہت سنجیدہ سا تھا۔۔۔ کسی سے ڈھنگ سے بات بھی نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ لائبرہ حمزہ کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔۔۔ ہاسپٹل سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ حمزہ کے بارے میں اگر کوئی سب کچھ جانتا ہے تو وہ فارس ہے۔۔۔ اس لئے فارس کو اسکی اوپی ڈی جاتے دیکھ کر لائبرہ کے دل میں سب سے پہلا خیال حمزہ کا آیا تھا۔۔۔ ویسے ہی اسے حمزہ بڑی اچھی لگتی تھی بہت پولاٹ سی ڈاکٹر تھی مسکراہٹ اس نے چہرے پر سجی رہتی تھی۔۔۔۔ لیکن اس دن اسے بے تحاشہ روتے دیکھ کر دل تو لائبرہ کا بھی دکھا تھا۔۔۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ وہ رہتی کہاں ہے تو ضرور اس سے ملنے جاتی۔۔۔ اور اب فارس کو دیکھ کر وہ اسکے کمرے کو نوک کر کے اندر داخل ہوئی تاکہ حمزہ کی خیریت دریافت کر سکے۔۔۔۔ فارس مریضوں کی رپوٹس چیک کر رہا تھا لائبرہ کو ایک نظر دیکھ کر دوبارہ رپوٹس دیکھنے لگا

سر۔۔۔۔ وہ مجھے پوچھنا تھا کہ ڈاکٹر حمزہ کیسی ہیں؟ "بہت جھجک کر لائبرہ نے بات شروع کی" تھی

ہممم ٹھیک ہے "فارس نے بنا اسکی طرف دیکھے ناگواری سے جواب دیا۔۔۔۔ دل تو اس پہلے "جلا ہوا تھا کہ آج وہ اصفر کے ساتھ چلی جائے گی۔۔۔

اور انکے بچے؟ وہ مل گئے؟ "لائبرہ کے دوسرے سوال پر فارس اسے اب گھورنے لگا"

ہاں مل گئے۔۔۔ اگر تمہیں دوسروں کے گھریلو معلومات سے فرصت مل گئی ہو تو جاؤں جا کر "اپنی ڈیوٹی نبھاؤں" فارس کے سخت لہجے پر لائبہ باہر نکل گئی سامنے ہی نجمہ نرس کھڑی تھی لائبہ کا روتا ہوا چہرہ دیکھ کر وجہ پوچھنے لگی تھی۔۔۔

"تمہیں کیا ہوا ہے --- لگتا ہے ابھی تو رو دو گی"

بس پاگل کتے نے کاٹا تھا مجھے جو میں ڈاکٹر فارس کے کمرے میں چلی گئی ---- "لائبہ نے " بگڑے ہوئے موڈ سے کہا

کیا مطلب "نجمہ نرس نے حیرت سے پوچھا ساتھ ہی پیچھے کا دروازہ بھی کھلا تھا --- لائبہ چونکہ " ابھی دروازے سے باہر نکلی تھی ---- اس لئے اسکی فارس کی طرف پشت تھی

ڈاکٹر فارس مجھے انسان نہیں لگتے۔۔۔ انہیں دیکھ مجھے لگتا ہے جیسے کسی نے میرے منہ میں "کڑوا کر بلا رکھ دیا ہو انہیں دیکھتے ہی ایک کڑواہٹ کا احساس ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اتنا کھڑوس قسم کا

انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا --- ایک خیریت ہی تو پوچھی تھی میں نے ڈاکٹر حمزہ کی

---کتنے دن سے میں پریشان تھی انکے لئے --- وہ تو یوں جواب دے رہے تھے جیسے میں

نے انہیں خان صاحب کا نیا بچٹ بتا دیا ہو یا پیڑوں کی بڑھتی ہوئی نئی قیمت سے آگاہ کر دیا ہو --- "نجمہ نرس کے اشارے کنارے وہ نظر انداز کرتے ہوئے اپنی دھن میں بول رہی تھی

— — —

نرس آپ ایمر جنسی بیڈ نمبر 5 کا بی پی اور فیور چیک کریں میں ابھی آتا ہوں "اپنے عقب سے " فارس کی آواز سن کر لائے کی آنکھیں پھیلیں تھیں دل سینے میں جیسے تھم سا گیا تھا۔۔۔ یقیناً اپنے بارے میں لائے کے منہ سے گل فشانیاں سن چکا تھا۔۔۔۔ نجمہ نرس کے جاتے ہی لائے نے بھی بنا پیچھے دیکھے وہاں سے کھسکنے کی کوشش کرتے ہوئے چند قدم ہی آگے بڑھائے تھے رکو "فارس کی آواز اس کے قدم جمے تھے۔۔۔ جان نکلی تھی۔۔۔۔ وہ خود چل کر اسکے سامنے " کھڑا ہو گیا

تو ڈاکٹرز کے پیچھے اس طرح سے تم انکی چغلیاں کرتی ہو۔۔۔۔۔ "فارس کے گھورنے پر وہ نفی " میں سر ہلانے لگی۔۔۔

نہیں نہیں --- سچی میں تو ---- وہ "لائبہ سے بات نہیں ن رہی تھی"

بول دو کوئی اور نیا جھوٹ تمہیں اور آتا ہی کیا ہے ---- بات سنو میری "فارس نے ایک " قدم۔ اسکی طرف اور بڑھایا اور انگلی سے تنبیہ کرتے ہوئے بولا

آج تو چھوڑ رہا ہوں میں تمہیں -- لیکن آئندہ اگر میرے بارے میں کچھ بھی کہا تو ---- تم "جانتی نہیں ہو مجھے --- بہت خطرناک ڈاکٹر ہوں میں " لائے بس آنکھیں پھیلائے اثبات میں سر ہلاتی رہی

کافی سنجیدہ تھے --- سلام میں پہل اصر - نے کی تھی وہ بھی جاندار مسکراہٹ کے

ساتھ --- لیکن انہوں نے روکھا سا جواب دیا تھا

لیکن اندر داخل ہوتے ہی دونوں بچے ضرور باپ کے پاس دوڑ کر آئے تھے --- اصر نے

انہیں باری باری گود میں لیکر پیار کیا تھا ----

دونوں بچے حلیے سے تیار لگ رہے تھے ---

اصر انکے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا تھا ڈاکٹر بیگ بھی اسکے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے

چائے یا - ٹھنڈا؟ "ڈاکٹر بیگ نے رسم پوچھا"

کچھ نہیں --- بس حمہ سے کہیں تیار ہو جائے "اصر نے گھڑی یوں دیکھی جیسے بیت دیر"

ہو رہی ہو --- اصل بے چینی تو حمہ کے لئے تھی -- جو چھپائے نہیں چھپ رہی تھی

وہ - بھی آجائے گی --- آرام سے بیٹھوں جلدی کس بات کی ہے --- "ڈاکٹر بیگ نے"

بارعب لہجہ اپنائے ہوئے بات کی

او کے --- بیٹھ جاتا ہوں آرام سے لیکن کسی تکلف کی ضرورت بالکل نہیں ہے --- میں "

کھانے پینے کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں "اصر نے طنز لہجہ اپنایا

حمزہ کو تم میری بیٹی ہی سمجھو۔۔۔ اور حمزہ کے حوالے سے فی الحال تم میرے داماد ہو۔۔۔"

اس لئے کھائے پیئے بنا تو جانے نہیں دے سکتا تمہیں "ڈاکٹر بیگ نے جتاتے ہوئے کہا اصغر مسکرانے لگا

چائے ٹھیک رہے گی "اصفر نے بات کو ختم کیا تھا۔۔۔"

نور بیٹا کچن میں میم سے کہو کہ دو کپ چائے بنا دے "ڈاکٹر بیگ نے نور سے کہا لیکن نور"
کے ساتھ ایمان بھی کچن میں جا چکا تھا

حمّٰنہ نے بتایا تھا مجھے جو کانٹریکٹ تم نے حمّٰنہ کے ساتھ کیا ہے --- اس لئے میں چاہوں "

گاکہ کل سے تم ہاسپٹل پہنچ جانا --- تقریباً صبح آٹھ بجے --- باقی باتیں میں تمہیں ہاسپٹل میں

"بتا دوں گا

جی ضرور --- "اصفر نے بحث نہیں کی تھی کچھ دیر میں چائے بھی آگئی بس وہ کہیں نظر" نہیں آ رہی تھی جیسے دیکھنے کو دل بے تاب تھا ---

چائے ختم ہوتے ہی ---- ڈاکٹر بیگ نے لاونج میں رکھے دو بڑے اُچی کی طرف اشارہ کیا ----
تم یہ گاڑی میں رکھو حمہ اور بچوں کو میں لیکر آتا ہوں "اصفر نے دنوں بیگ باری "
باہر لے جا کر گاڑی میں رکھے تھے ---- ڈاکٹر بیگ کے ساتھ ہی وہ باہر آئی تھی ---- بچے گاڑی
میں بیٹھ چکے تھے ----

— — —

قصی

بچوں نے بھوک کا شور مچانا شروع کر دیا ایک ٹفن وہ اپنے ساتھ لائی تھی --- جب کمرے سے نکل کر لاونج میں آئی تو لاونج میں رکھے گول میز پر بہت سے لوازمات موجود تھے --- وہ یقیناً ریڈی میٹ تھے برگر --- پیزا --- کلب سنڈوچ --- پیزا فرائز --- جو چیزیں بچوں کو عموماً پسند ہوتی ہیں وہ سب تھیں --- لیکن حمہ نے ٹیبل پر ٹفن رکھا تھا --- دونوں بچے کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے

دیکھوں سب کچھ تم لوگوں کی پسند کا لایا ہوں --- جلدی سے کھا کر بتاؤں کہ کیسا ہے "اصفر" نے خوش ہوتے ہوئے کہا --- لیکن دونوں بچے چپ تھے بس للچائی ہوئی نظروں سے سب چیزیں دیکھ رہے تھے --- حمہ نے ٹفن کھولا

اس میں سے چکن کا سالن نکالا اور بچوں کی پلیٹوں میں ڈال کر ساتھ روٹی بھی رکھ دی -- چلو بچوں کھانا کھاؤ اور اپنی پلیٹ میں موجود سالن کے علاوہ کچھ بھی کھانے کی ضرورت نہیں " ہے "دونوں ماں کے حکم پر چپ چاپ سے وہی کھانے لگے جو اس نے انکی پلیٹس میں ڈالا تھا میں یہ سب بچوں کے لئے ہی لایا ہوں حمہ --- یہ سب وہ کیوں نہیں کھائیں گئے "اصفر کو" حمہ کی بے بیگانگی عجیب سی لگی

اس کا جواب میں آپ کو بچوں کے سامنے نہیں دینا چاہتی ---- اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس " بحث کو یہیں ختم کر دیں --- "باری باری وہ دونوں بچوں کو نوالہ بنا کر کھلا رہی تھی ساتھ خود بھی کھا رہی تھی --- کچھ دیر تو وہ خاموشی سے حممنہ کے بے تاثر سے چہرے کو دیکھتا رہا ---- پھر سامنے رکھے ٹفن اٹھا کر سالن اپنی پلیٹ میں ڈالنے لگا

ویسے جو مزہ تمہاری ممی کے بنائے ہوئے کھانوں میں ہے وہ اس سب چیزوں میں کہاں " ---- حممنہ اگر تم مجھے بتا دیتی کے کھانا تم خود بنا کر لاؤ گی تو میں یہ سب لاتا ہی نہیں ---- سامنے رکھے دوسرے ٹفن سے وہ روٹی اٹھا کر کھانے لگا ---- دوپل تو حممنہ نے بھی اسے حیرت سے دیکھا تھا ----

اسے لگا تھا حممنہ کی اس حرکت پر وہ اٹھ کر چلا جائے گا لیکن وہ کھانا کھا رہا تھا ---- وہ بھی بہت مزے سے

جی ہاں ڈیڈ میری ممی بہت ٹیسی فوڈ بناتی ہیں ---- "ایمان نے بھی تعریف کی لیکن نظر " سامنے رکھے پیزا پر تھی ----

ہاں بھی یہ تو ہے ---- پتہ پورے پانچ چھ سالوں میں میں نے اتنا مزے کا کھانا نہیں کھایا " ---- یا شاید تمہاری ممی کے ہاتھوں کے کھانوں کی اتنی عادت ہو چکی تھی کہ کچھ اور کبھی اچھا ہی

نہیں لگا۔۔۔ لیکن آج لگتا ہے بھوک سے زیادہ ہی کھا جاؤں گا۔۔۔۔۔ "بات وہ ایمان سے کر رہا تھا دیکھ حمنہ کو رہا تھا۔۔۔۔۔ جو ماتھے پر بل ڈالے بچوں کو کھانا کھلا رہی تھی۔۔۔۔۔

کھانا کھلانے کے بعد وہ بچوں کو کمرے میں چھوڑ کر باہر آگئی اتنی دیر میں اصفر سب چیزیں اٹھا کر فریج میں رکھ چکا تھا۔۔۔۔۔ ٹیبل بھی صاف تھا حمنہ کو دیکھ وہیں رک گیا

مجھے صرف یہ کہنا ہے جب تک آپ کو ڈاکٹر بیگ کے ہسپتال سے پہلی تنخواہ نال مل جائے "

برائے مہربانی بچوں کے لئے کھانے پینے کے لئے کچھ بھی لانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔

میں نے اپنے بچوں کو کبھی حرام نہیں کھلایا ہے "اصفر کو یہ سن کر آگ سی لگ گئی تھی۔۔۔

صفائی والا کپڑا وہیں ٹیبل پر چھوڑ کر وہ حمنہ کے سامنے کھڑا ہو گیا

- مطلب کیا ہے تمہارا۔۔۔۔۔ میں انہیں حرام کھلا رہا ہوں۔۔۔۔۔ حمنہ میں پہلے بھی تم سے "

کہہ چکا ہوں کہ میں وہ سب۔۔۔۔۔ چھوڑ چکا۔۔۔۔۔ اس گھر میں موجود ہر چیز میرے حلال کے پیسوں کی ہے "اصفر کا لہجہ سخت ہوا تھا

- میں بھی آپ سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ۔۔۔۔۔ مجھے آپکی کسی بات کا اعتبار نہیں ہے۔۔۔۔۔ "

میں رسک بھی نہیں لینا چاہتی اس لئے گھر میں کھانے پینے کی اشیا اس ماہ میں اپنے پیسوں سے

"لاؤں گی

اصفر نے گیری سانس بھری

وہ ان کے سامنے بیٹھ گیا

اور اگر میں اپنے آاور بڑھانا چاہوں تو "اصفر نے چند لمحے سوچنے کے بعد پوچھا "

تو تنخواہ بھی بڑھ جائے گی --- کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایمر جنسی میں کیس زیادہ ہوتے ہیں اس " لئے جو ڈاکٹر بھی اس وقت ڈیوٹی دے اس کی سیلری بھی بڑھ جاتی ہے --- میں ایک سرجن بھی ہوں تو اس لئے چاہوں گا کہ "

اگر کوئی ایسا کیس ہو تو آپ مجھے ضرور بتائیے گا ---- "اصفر کہ بات پر ڈاکٹر بیگ اپنی کرسی پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے

دیکھوں میرا ہاسپٹل ایک علاقائی ہاسپٹل ہے --- زیادہ سہولیات بھی نہیں ہیں --- سرجری " اور آپریشن صرف حمہ ہی کرتی ہے اور آج تک ایک کیس بھی اسکے ہاتھوں سے خراب نہیں ہوا بہت ذمہ دار لڑکی ہے ---- ہاں فارس وہاں حمہ کے ساتھ موجود ضرور ہوتا ہے --- لیکن سرجن نہیں ہے --- اور تمہارے بارے جو میں نے سن رکھا میں آپریشن کارسک نہیں لے سکتا ڈاکٹر بیگ کی بات پر اصفر کا ضبط سے چہرہ سرخ ہوا تھا "

انشا اللہ ایسا کچھ نہیں ہو گا جیسا آپ سمجھ رہے ہیں --- آپ چاہیں تو میں حمہ کے سامنے " آپریٹ کیا کروں گا --- کیونکہ مجھے پیسوں کی ضرورت ہے --- تیس پینتیس ہزار سے گھر چلانا میرے لئے مشکل ہے ---- "اصفر کچھ زچ سا ہوا تھا

وہ تمہارا پرسنل میٹر ہے --- میں آپریشن کے لئے حمہ سے پوچھے بغیر تمہیں ہائیر نہیں کر " سکتا --- "ڈاکٹر بیگ نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا ---

ٹھیک ہے --- پوچھ لیجئے گا اس سے --- میں صبح آٹھ سے رات دس بجے تک ڈیوٹی دینا چاہتا " ہوں ---

"ٹھیک ہے --- جیسے تم ٹھیک سمجھو --- تم آج سے ڈیوٹی جوائن کر سکتے ہو ---"

اصفر اٹھ کر چلا گیا --- پورا دن بس اسٹاف اور دوسرے ڈاکٹرز سے ہی ملاقات رہی کچھ ہی کیس اس نے دیکھے تھے حمزہ ہاسپٹل نہیں آئی تھی --- فارس موجود تھا لیکن بے تحاشہ غصے میں تھا --- فارس کو دیکھ کر غصہ تو اصفر کو آ رہا تھا --- لیکن فی الحال اسکے حصے میں صرف صبر کرنا تھا --- اس لئے فارس کو نظر انداز ہی کر رہا تھا --- کو ریڈور سے گزرتے ہوئے اسکی نظر سفید نرسنگ یونیفارم پہنے لائے پر پڑی وہ بھی اسے یوں دیکھ رہی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو --- پھر بھرپور مسکراہٹ سجائے اس کے پاس آگئی

سر آپ --- وہی ہیں نا " وہ جیسے اسے پہچان گئی تھی "

"جی ہاں میں تو وہی ہوں لیکن تم یہاں کیسے "

میں یہاں نرسنگ کی ڈیوٹی پر ہوں --- " لائے نے مسکرا کر جواب دیا "

"ویری گڈ اچھی بات ہے --- منزل صاحب کیسے ہیں "

"ابو جی بالکل ٹھیک ہیں آپ کا ذکر بھی کرتے رہتے --- لیکن آپ تو لاہور جا چکے تھے "

ہاں گیا تھا لیکن دل نہیں لگا اس لئے واپس آگیا اب اسی ہاسپٹل میں آپکو نظر آؤں گا "اصفر"

اس بات پر وہ خوش ہو گئی

یہ تو اچھی بات ہے کم از کم کوئی تو اچھا اور خوش مزاج ڈاکٹر بھی ہونا چاہیے --- ورنہ یہاں "

سب خطرناک قسم کے ڈاکٹر ہی پائے جاتے ہیں --- "لائبہ کی بات پر وہ ہنسے بنا نہیں رہ سکا

تھا ---

سر آپ ہنس رہے ہیں --- میں مزاق نہیں کر رہی "

سچ مچ یہاں کے ڈاکٹر بڑے کوئی سنجیدہ قسم کے ہیں -- بس ایک ہی ہنس مکھ ڈاکٹر تھیں ڈاکٹر

حمزہ --- وہ بھی پتہ نہیں کیوں نہیں آ رہیں "لائبہ نے منہ بسور کر کہا

سر آپ گھر آئیے گا --- ابو امی دونوں آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گئے "لائبہ نے خوش "

ہوتے ہوئے کہا

ہاں ضرور آؤں گا اور اس بار اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لاؤں گا "اصفر کی بات پر لائبہ نے "

حیرت کا اظہار کیا تھا

"سر آپ میری ہیں ؟ --- اور بچے بھی ہیں آپکے ؟ "

جی ہاں --- اب اس عمر میں آپکو میں غیر شادی شدہ لگتا ہوں "اصفر نے مسکرا کر کہا لائبہ "

ہسنے لگی

نہیں -- نہیں ایسی بات نہیں ہے ---- مجھے تو آپ پہلے شادی شدہ ہی لگے تھے بس ---- "

یہ کہہ کر وہ پھر سے ہسنے لگی "

ابو جی کو ہی چھوٹے لگ رہے تھے ---- کہہ رہے تھے ---- اچھا بچہ ہے ---- مطلب آپ "

اور بچہ ---- " یہ کہہ کر وہ پھر سے بری طرح ہسنے لگی ---- اصفہر کی مسکراہٹ بھی گہری ہوئی

تھی فارس وہیں کو ریڈور سے ہی گزر رہا تھا لائبر کو اصفہر سے یوں بے تکلف ہو کر ہنستے دیکھ وہاں

سے گزرتے ہوئے رک گیا ----

مس لائبر اگر آپ کی گپیں ختم ہو گئیں ہوں تو جائیے جا کر کچھ کام بھی کر لیں " فارس کے "

سخت لہجے پر لائبر کی ہنسی کو بریک لگی تھی ---- فارس کو دیکھ کر وہ فوراً سے اصفہر کو خدا حافظ

کہہ کمر وہاں سے چلی گئی ---- کچھ پل ہی فارس اور اصفہر کی نظروں کا تصادم ہوا تھا دونوں کی

آنکھوں میں ایک دوسرے کے لئے ایک جیسے ہی جذبات تھے ---- حسد جلن اور نفرت کے

---- پھر دونوں ہی اپنے اپنے راستے پر چلے گئے

چند دن حمزہ کو گھر سیٹل کرنے میں لگ گئے تھے ----

چار پانچ دن گھر میں اور بچوں میں ہی بڑی رہی کراکری کے نام سے اصفر کے گھر میں صرف چند پلیٹس اور گلاس ہی تھے ---- اس لئے اپنے گھر سے ضرورت کا سامان لا کر اس نے کھانا بنایا تھا ----

چند دنوں میں گھر کا نقشہ وہ واقع بدل چکی تھی ---

تقریباً پندرہ دن بعد وہ ہاسپٹل گئی تھی ---- سب ڈاکٹر اور نرسنگ اسٹاف اسکی خیریت دریافت کر رہا تھا ---- سب سے ملنے ملانے کے بعد اسے پتہ - چلا کہ فارس کو بخار ہے دو دن سے ہاسپٹل بھی نہیں آ رہا ---- یہ سن کر وہ پریشان سی ہوئی تھی ---

رات کو جب اصفر ڈیوٹی سے گھر واپس آیا تو گھر پر تالا لگا ہوا تھا --- حیرت تو اسے ہوئی تھی کیونکہ حمزہ شام چھ بجے ہی ہاسپٹل سے آ کر کے جا چکی تھی ---- چابی اسکے پاس موجود تھی اس لئے لاک کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا ----

ڈاکٹر شہروز کو کال کرنے سے معلوم ہوا کہ فارس کو بخار تھا اور اس کا گھر ہاسپٹل سے بالکل قریب ہے اس لئے آف ہونے کے بعد حمزہ اس سے ہی ملنے گی تھی ---- یہ سن کر اصفر کا غصے سے برا حال تھا ---- پچھلے پانچ دن سے وہ اسکے گھر پر یوں رہ رہی تھی - جیسے اصفر

اس گھر میں موجود ہی نا ہو۔۔۔ بس وہ اور بچے ہی ہوں۔۔۔ جب وہ ڈیوٹی سے واپس آتا تو اس سے پہلے وہ اور بچے کھانا کھا چکے ہوتے تھے۔۔۔۔۔ بس ایک احسان حمہ اس پر یہ ضرور کر دیتی تھی کہ اس کے کھانا موجود ہوتا تھا۔۔۔ لیکن وہ سرو نہیں کرواتی تھی سب کچھ اسے خود ہی کرنا پڑتا تھا۔۔۔ بچے بھی سو چکے ہوتے تھے۔۔۔ بس صبح ناشتہ ہی سب اکٹھے ہوتے تھے۔۔۔ آج ہاسپٹل جانے سے پہلے وہ بچوں کو ڈاکٹر بیگ کے گھر چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔۔۔ اور رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ غصے کے مارے کھانا بھی اصر نے نہیں کھایا تھا۔۔۔ ساڈھے گیارہ بجے کے قریب حمہ واپس آئی تھی

باہر مین گیٹ کی چابی اسکے پاس تھی لاک کھول کر وہ اندر داخل ہوئی دونوں بچوں کا نیند سے برا حال تھا پھر باہر سردی بھی آفت کی تھی اور رات کے وقت سردی کی شدت بھی بڑھ جاتی تھی۔۔۔ سویٹر جیکٹ میں بچے ٹھہر ٹھہرا رہے تھے۔۔۔ جیسے ہی اندر داخل ہوئے اصر انکے ہاتھ پکڑے انہیں انکے کمرے میں لے گیا۔۔۔ دونوں کو بستر پر لیٹا کر رضائی میں بیٹھایا کمرے کا ہیٹر آن کیا۔۔۔ خود بھی انکے ساتھ ہی لیٹ گیا جانتا تھا کہ جب تک وہ بچوں کے ساتھ کمرے میں موجود ہے حمہ اندر نہیں آئے گی۔۔۔۔۔ بچے پہلے ہی نیند میں تھے اس لئے تھوڑی دیر میں سو بھی گئے۔۔۔۔۔ جب دونوں کی نیند پکی ہو گئی تب وہ کمرے سے باہر نکلا تھا حمہ اس وقت لاونج میں بیٹھی چائے پی رہی تھی اصر لاونج میں دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

ان تینوں کو دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔

آپ لوگ یہاں "اسے تو لگا تھا شہروز کے علاوہ کوئی اسے دیکھنے نہیں آئے گا"

یہ تمہیں کیا ہوا ہے ---- "حمنہ کا اسے دیکھ کر دل ضرور دکھاتا تھا --- شاید وجہ وہی تھی "

--- فارس نے منہ سے کچھ کہا لیکن آنکھیں شکوہ کننا تھیں --- حمنا کو ہی نظریں بدلنی پڑیں۔

بس کمبخت دل نے کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔۔ "جلے دل سے فارس نے کہا تھا۔۔۔ البتہ"

نظریں بدل کر لائبہ پر جا چکی تھیں۔۔۔ بس یہ ایک محض اتفاق تھا۔۔۔ کہ کہا اس نے حممنہ

سے تھا لیکن کہتے ہوئے اسکی نظروں میں دیکھنا نہیں چاہتا تھا جہاں اسکی اپنی مجبوریوں کے

ڈیرے تھے اس لئے نظریں لائے پر جاٹکی تھی --- لیکن جمعہ کچھ ایسا تھا کہ لائے کو اپنا دل

سینے سے اچھل کر حلق تک پہنچتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

یہ کیا سن لیا تھا اس نے۔۔۔۔ وہ بھی کس کے منہ سے۔۔۔۔

تم کیا کرنے آئی ہو یہاں --- میری بے بسی کا تماشہ دیکھنے "فارس نے لائبرہ پر اب غور کیا"

تھا۔۔۔۔۔ جتنا وہ اسے چڑتی تھی اور اسے برا بھلا کہتی تھی۔۔۔۔۔ فارس کی سوچ کے مطابق تو

لائبہ کو اسکی بیماری کا سن کر جشن منانا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ ناکہ یہاں اس کی عیادت کے لئے آنا

چاہیے تھا۔۔۔ اس لئے۔ فارس اسے یوں بولا تھا لیکن لائبہ نے اس جمعے کو پچھلے کہے گئے جملے

سے ملا ہوا ہی سمجھا تھا۔۔۔۔۔ اس لئے جتنا حیران ہو سکتی تھی ہو رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹرز کے بارے میں بڑی باتیں کرنی آتی ہیں تمہیں کہ مریضوں کے ساتھ تجربہ کرتے ہیں ---
 یہ تم کیا کر رہی ہو میرے ساتھ --- ہاتھ اتنے کیوں کانپ رہے ہیں --- "فارس کہ بات پر وہ
 مزید بد حواس ہوئی تھی

ن۔ن۔نہیں --- امی --- ایسی بات نہیں ہے --- وہ مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے اس "
 لئے"

ہممم تو ڈر بھی لگتا ہے تمہیں --- لگنا بھی چاہیے "

اس لئے میں تو بہت خطرناک ڈاکٹر ہوں --- سوچ رہا ہوں آج کے بعد تمہاری ڈیوٹی اپنے ساتھ
 ہی لگوا لوں --- یہ جو تمہاری زبان سب کے سامنے کینچی کی طرح چلتی ہے --- اسے تو کم از
 کم۔ بریک لگے گی --- چلو اب۔ بی پی چیک کرو و بھی ہ ٹھیک سے "فارس کے رعب دار لہجے
 پر اس نے سامنے ٹیبل سے بی پی آپریٹر اٹھایا اور بی پی چیک کرنے لگی اتنی دیر میں حمزہ بھی آ
 گئی تھی

"لائبہ فیور کتنا ہے اسے "

جواب فارس نے دیا تھا --- حمزہ کی حیرت سے آنکھیں پھٹی تھی "105"

"اتنا تیز"

نومیم 102 "لائبہ نے دھیرے سے کہا "

یہ کس نا تجربے کار کے حوالے کر رہی ہو تم مجھے جیسے ٹھیک سے نبض بھی چیک کرنی نہیں " آتی ہے --- ہاتھ کانپ رہے ہوتے ہیں --- اور چہرہ دیکھوں اس کا لگتا ہے کسی خوف ناک جن کی شکل دیکھ لی ہو "فارس کے کہنے پر حممنہ ہسنے لگی لائبرہ مزید نروس ہوئی تھی تم کسی جن سے کم بھی نہیں ہو --- کیوں ہر وقت اسے آنکھیں دیکھاتے رہتے ہو --- اس " نے تو پریشان ہونا ہی ہے --- کبھی پیار سے بات کر لیا کرو " حممنہ اب ایک بکس میں سے کچھ میڈسن نکال رہی تھی ---

فارس نے ایک نظر لائبرہ کی آڑی ہوئی رنگت پر ڈالی

کیوں لائبرہ تم بتاؤں تمہاری حرکتیں ایسی ہیں کہ تم سے پیار سے بات کی جائے؟ "فارس کی " بات کا لائبرہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا

--- چلو یہ بتا دو پیار سے کام چل جائے گا تمہارا ؟ " وہ مزاق کر رہا لیکن لائبرہ نروس ہونے کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہونے لگی تھی --

میم میں ہاسپٹل جا رہی ہوں " لائبرہ نے راہ فرار ڈھونڈنا چاہی تھی "

ارے بس بس کچھ دیر کو میں بس اسے میڈسن دیدوں تو پھر اکھٹے ہی چلتے ہیں --- ڈاکٹر شہروز " نے سنڈویچ تو کھلا دیے تھے نا تمہیں ؟ حممنہ نے میڈسن فارس کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے پوچھا

بچوں کو لینے گئی تو مسز بیگ نے زبردستی ڈنر پر روک لیا رات کو ڈاکٹر بیگ اصفر سے ہونی والی گفتگوں اس سے کرتے رہے ---- آپریشن کا بھی پوچھنے لگے ----
 سر میں کیا کہہ سکتی ہوں اس کا فیصلہ تو آپ ہی بہتر کر سکتے ہیں "کھانا کھاتے ہوئے حمزہ" نے جواب دیا تھا

میں تو یہ سوچ رہا کہ ایک چانس دینا چاہیے ---- کوئی حرج نہیں ہے جب وہ خود ذمہ داری " قبول کرنا چاہ رہا ہے تو ٹھیک ہے ---- پھر تمہارا برڈن بھی کم ہو جائے گا ----
 " جیسا آپ ٹھیک سمجھیں "

ٹھیک ہے ---- لیکن میں یہ چاہوں گا کہ آپریشن کے دوران تم دونوں ساتھ ڈیوٹی دو ----
 " باقی میری کوشش یہی ہے کہ ڈیوٹی آوور ایسے رکھوں کہ تمہارا سامنا اصفر سے کم سے کم ہی ہو
 " یہ تو آپ کا احسان ہو گا مجھ پر میں اس کا سامنا زیادہ کرنا بھی نہیں چاہتی "
 گھر پر تمہیں دھمکیا تو نہیں کسی بات پر ؟ "ڈاکٹر بیگ نے فکر مندی سے پوچھا"
 " نہیں ابھی تک تو ٹھیک ہی ہے ---- "

حمزہ بیٹا دیکھو اس بار تمہیں اس ڈرنا بالکل نہیں ہے ---- وہ ڈر سے تمہیں مات دینا چاہتا ہے "

جب تم ہی بے خوف ہو جاؤں گی گی تو خود ہی سدھر جائے گا "ڈاکٹر بیگ کی باتیں وہ خاموشی سے سن رہی تھی رات دس بجے وہ وہاں سے نکلی تھی لیکن ہلکی ہلکی برف باری سے راستے سِلپ سے جو گئے تھے س لئے ہلکی ڈرائیو کرتے ہوئے وہ گھر ایک گھنٹے میں پہنچی تھی

*****.....

حممنہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بس اپنا بازو اصر کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی جو کے ناممکن تھا ---

فارس کے پاس کیوں گئی تھی تم --- ؟ "وہ اب بھی غصے سے پوچھ رہا تھا " "میں آپ کی جواب دے نہیں ہوں "

ہو --- تم میری جوابدہ ہو حمنہ --- چھ بجے سے تم اسکے گھر پر تھی --- اتنے گھنٹے تمہارا " اسکے پاس رہنا کیا تمہارے ایمان کو گوارا دیتا ہے ؟ غیر محرم ہے وہ تمہارے لئے --- پچھلے پانچ سال سے وہی سنبھال رہا ہے مجھے بھی اور بچوں کو بھی --- ایک غیر محرم ہوتے " ہوتے کسی محرم سے بڑھ کر ہے وہ میرے لئے --- محبت کرتا ہے مجھ سے اور محبت کے مطلب کو جو پاکیزہ مفہوم میں نے فارس سے جانا آپ جیسا چھوٹی سوچ کا مالک شخص سمجھ ہی " نہیں سکتا ---

یاد دہانی ہوتی رہے گی "یہ کہہ وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اصفرا سے دیکھتا ہی رہ گیا تھا ----

*****.....

لائبہ باقی کا وقت فارس کی ذو معنی باتوں میں ہی الجھتی رہی

رات کو یہی سوچتی رہی وہ اس قسم کی باتیں اس سے کیوں کر رہا تھا --- حمزہ شادی شدہ بچوں والی تھی --- اس لئے اسے تو کہہ نہیں سکتا پھر لائبہ کے علاوہ وہاں کوئی اور تھی بھی نہیں مطلب وہ اس میں دلچسپی لے رہا ہے --- "یہ سوچ کر لائبہ یک دم بستر سے اٹھ کر بیٹھی تھی مطلب مجھ سے --- محبت کرتے ہیں وہ لیکن کیوں ؟ "پہلے حیران ہوئی تھی پھر خوش " ویسے دیکھنے میں تو اچھے ہیں --- پھر ڈاکٹر بھی ہیں --- ایسی کوئی برائی بھی نہیں ہے " --- بس ذرا سا ڈانٹ ہی تو دیتے ہیں خیر ہے اتنا تو چلتا ہے --- "لائبہ مسکراتے ہوئے دوبارہ لیٹ گئی تھی --- نئے نئے خواب آنکھوں میں سجانا کسے اچھا نہیں لگتا

چند دن بعد ہی فارس واپس آچکا تھا --- لائبہ اب اسے دیکھ کر شرمانے لگی تھی وہ بھی اپنا رویہ کچھ بدل چکا تھا --- اس سے آرام سے بات کرتا تھا کسی چیز میں اسے مشکل پیش آتی تو آرام سے سمجھا دیتا تھا ----

لائبہ "فارس کی پکار پر وہ دونوں ہی رک کر پلٹے تھے --- فارس کو سامنے دیکھ لائبہ کچھ حیران " ہوئی تھی

"جی سر"

"ڈیوٹی ختم ہوگی آپکی؟"

"جی سر گھر ہی جا رہی ہوں"

اچھا ایسا کروں واڈ نمبر 13 میں صرف ایک ہی نرس ہے کچھ دیر تک وہاں ڈیوٹی دیدو --- " "تھوڑی دیر بعد چلی جانا

جی نہیں وہ ابھی جائے گی --- کیونکہ اسکی ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے اور میں بھی ابھی ہی فری " ہوں اس کے بعد میری ڈیوٹی اسٹاٹ ہو جائے گی پھر اسے چھوڑنے جانا میرے لئے مشکل ہے --- "جواب اصفر نے دیا تھا وہ گھڑی دیکھتے ہوئے فارس سے بولا تھا

تو مس لائبہ آپکی ذمہ داری نہیں ہیں "فارس نے براہ راست اصفر کو دیکھتے ہوئے پوچھا " فی الحال تو یہ میری ذمہ داری ہیں --- "آصفر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کہا "

کیوں --- بہن لگتی ہے آپکی --- یا کچھ خاص رشتہ ہے "فارس کا طنز بھلا وہ کیوں سنتا " وہ دو قدم فارس کی طرف بڑھا اس کے قریب ہو کر اسکا کالر کا کونہ پکڑ کر اسکے قریب ہو کر بولا "

یہ سوال تو میں بھی تم سے کر سکتا ہوں کہ میری بیوی بہن لگتی ہے تمہاری ؟ ---- جو ہر " وقت اسکے آس پاس منڈلاتے رہتے ہو ؟ دور رہا کرو اس سے ورنہ جس دن میرا دماغ گھوم گیا چھوڑو گا نہیں تمہیں ---- " اصفرا تنے دھیرے سے کہا آواز صرف فارس تک ہی پہنچی تھی ہاتھوں پر مہندی تو میرے بھی نہیں لگی ---- اسر ہاتھ اٹھانا مجھے بھی آتا ہے --- اس لئے " تم میرے منہ کم ہی لگو تو بہتر ہے تمہارے لئے ---- جاؤں جا کر اپنی ڈیوٹی نبھاؤں --- لائبرہ کو میں خود چھوڑ دوں گا " فارس نے غصے سے کہا اپنا کالر جھٹک کر اصفرا کے ہاتھ سے الگ کیا تھا --- پھر لائبرہ سے کہنے لگا

تمہیں میرے ساتھ جانا ہے یا ان کے ساتھ ؟ "

میں ڈیوٹی دے دیتی ہوں سر --- آپ کے ساتھ ہی چلی جاؤں گی ---- " لائبرہ یہ تو نہیں " جانتی تھی کہ دونوں میں ان بن کس بات کی ہے لیکن یہ سمجھ گئی تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے ---- اگر فارس کے لئے نئے جذبات ناکھتی تو اصفرا کے ساتھ ہی جانے کو ترجیحی دیتی ---- اصفرا نے بس ایک نظر ہی لائبرہ کو دیکھا تھا فارس تو لائبرہ کی جواب پر خوش تھا

پھر مسکرانے لگا

— — —

—

واہ ڈیڈ اب ہم اسکول جائیں گے۔۔۔۔؟ نور نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "ہاں بالکل"

ایمان یہ کس قسم کی بات ہے --- ممی ڈیڈی سب کے ہی ہوتے ہیں "حممنہ کو ایمان کی"
بات کچھ عجیب سی لگی تھی

نہیں مئی سب کے نہیں ہوتے --- یہ اولیس ہے نا جو ہمارے گھر کی طرف رہتا تھا بار بار " مجھے کہتا تھا --- میرے پاپا مجھے اتنا کچھ لا کر دیتے ہیں بہت پیار کرتے ہیں --- تمہارے پاس تو پاپا ہی نہیں ہیں --- جو تمہارے نخرے اٹھائیں --- اب میں بھی اسے بتاؤں گا کہ میرے بھی ڈیڈ ہیں --- "نا جانے کس جذبے کے تحت لیکن وہ اپنی کرسی سے اتر کر اصفر کی گود میں جا بیٹھا تھا --- اصفر نے بھی اسے ساتھ لگا لیا اسکی پیشانی کو چومنے لگا ہاں بالکل سب کو بتاؤں گے تمہارے ڈیڈ ہیں جو اپنے ایمان کے لئے اپنی جان بھی دے " سکتے ہیں "اسے سینے لگائے اصفر نے فرحت محبت سے کہا تھا

نہیں ڈیڈ جان نہیں دینا --- جان دینے سے انسان مر جاتا ہے --- مجھے آپ چاہیے ہو " --- ہمیشہ --- "یہ کہتے ہوئے اس نے اصفر کو بیچ لیا تھا --- حمزہ کے لئے یہ بات ایک انکشاف ہی تھی --- ایسی بات ایمان نے حمزہ کو پہلے کبھی نہیں بتائی تھی کہ بچے اسے کیا کیا کہتے ہیں --- ہاں اکثر وہ اولیس نامی بچے سے کھیلنے سے کتراتا تھا یا منع کر دیتا تھا کہ مجھے اس بچے کے ساتھ نہیں کھیلنا --- جس طرح سے وہ اصفر کے ساتھ لگا ہوا تھا --- پہلی بار لگا کہ اسکے بچوں کو صرف ماں کی ضرورت نہیں تھی --- باپ کی بھی تھی --- اچانک سے اسکی جھوک مٹی تھی --- چائے رکھی رکھی ٹھنڈی ہو چکی تھی --- نور تو لا ابالی تھی لیکن

ایمان سمجھدار تھا اور حساس بھی ---- حیرت یہ تھی کہ اپنے دل کی بات اس نے ماں سے بھی نہیں کی تھی ---- جواب اپنے باپ سے کر رہا تھا ----

پورا دن وہ چپ چاپ ہی رہی تھی ---- دن بادن بچے اصفر سے بہت قریب ہوتے جا رہے تھے ---- جیسے کوئی عجیب سی کشش ہو اس میں یا وہ خون کی کشش تھی جو بے اختیار تھی جوشوہ باپ کے لئے محسوس کرتے تھے ---- عام دونوں میں تو جلدی سو جاتے تھے لیکن اتوار کا پورا دن بچوں کا اصفر کے ساتھ گزرتا تھا ---- باہر برف کے ساتھ کھلتے ہوئے ---- اپنے پزل گیمز کے مشکل ٹاسک وہ اصفر کے ساتھ ہی حل کرتے تھے ---- چند ہی دنوں میں بچے اسکول بھی جانے لگے تھے ---- رات کو بچوں کو سلاتے ہوئے حمہ نے ایمان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا

"مان"

"جی ممی"

"اولیس تم سے تمہارے بابا کے بارے ایسا کچھ کہتا تھا ---- تو تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا"

ممی میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا ---- اگر میں بتاتا تو آپ پریشان ہوتیں "حمہ کچھ"

دیر تو ایمان کو غور سے دیکھتی رہی اپنی عمر سے بڑی باتیں تھیں اسکی ---- اتنا سا ہو کر کتنا کچھ دل میں رکھتا تھا وہ ---- بے اختیار ہی اسے سینے لگا لیا ----

اتنے سے ہو تم اتنی بڑی بڑی باتیں کیسے کر لیتے ہو تم --- میری اتنی فکر تھی تمہیں "حمنہ"
کو جی بھر کر اس پیار آیا تھا

آپ بھی تو ہمارے لئے اتنا کچھ کرتی ہیں --- مُمی میں آپ کو پریشان نہیں کر سکتا تھا --- "

وہ بھی ماں کے ساتھ لگا کہنے لگا۔ --- "

پہلی تنخواہ اصفہ نے دُور کے دورانِ حمنہ کے سامنے رکھی تھی۔۔۔

یہ پچیس ہزار ہیں رکھ لو گھر کے خرچے کے لئے --- اور کوشش کرنا کہ مہینہ اسی میں گزر " جائے --- ملے تو چالیس ہزار ہیں لیکن دس ہزار گھر کا کرایہ ہے اور باقی بجلی وغیرہ کا بل وغیرہ

حمزہ نے پیسے پکڑ لئے۔۔۔۔۔

پہلی بار پیسے دیتے ہوئے اصغر نے یہ کہا تھا پورا مہینہ اسی میں گزرے --- ورنہ لاکھوں اسے"

صرف شاپنگ کے لئے دیتے ہوئے یہی کہتا تھا کہ اور پیسے چاہیے ہوں تو لے لینا۔۔۔

حلال اور محنت سے کمائے گئے پیسے شاید ایسا ہی خدشہ رکھتے ہیں کہ بس مہینہ عزت سے گزر جائے اسے اپنے ابا یاد آئے تھے جو ایسا ہی کچھ حمنہ کی والدہ کو پیسے دیتے ہوئے کہتے تھے اور بے شمار لوگ ایسا ہی کچھ کہتے ہیں ---- وسائل جب گھر کے مسائل سے بڑھنے لگیں تو مرد

حسن کمال ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے تھے۔۔۔ پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔۔۔ ٹھنڈ میں بھی انہیں گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔ انکا ماضی جیسے انکے لئے عذاب سا بنتا جا رہا تھا بیوی کی وفات کے بعد تو جیسے ناکامی نے حسن کمال کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔۔۔۔ ایک کے بعد ایک ناکام آپریشن۔۔۔۔ انکے ہاسپٹل میں موت کی شرح بڑھنے لگی تھی۔۔۔۔ دعا کے کیس بھی خراب ہونے لگے تھے لوگ اب انکے ہاسپٹل میں آنے سے گھبرانے لگے تھے۔۔۔۔ پھر اوپر کا پورشن جو ابھی زیر تعمیر تھا ایک رات اچانک سے گر گیا لاکھوں پیسے پل میں مٹی کا ڈھیر ہوئے تھے۔۔۔۔ نا جانے قصور کس کا تھا لیکن اس نقصان میں حسن کمال کی کمر توڑ دی تھی۔۔۔۔ پھر اصفر سے حسن کمال جتنی بار بھی جیل میں ملاقات کے لئے گئے تھے اصفر نے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔۔ نا باپ سے مل رہا تھا نا وکیل سے۔۔۔۔ عمر قید کو جیسے اس نے دل سے مان لیا تھا۔۔۔۔ لیکن حسن کمال کو ایک پل چین نہیں تھا۔۔۔۔ کیوں کہ قصور وار وہ تھے اور سزا اصفر بھکت رہا تھا۔۔۔۔ پھر چین کہاں سے آنا تھا۔۔۔۔ اس لئے عبدالباری کے والد کا پتہ ہاسپٹل کے ریکارڈ سے نکلوا کر اسکے گاؤں پہنچ گئے۔۔۔۔ دونوں میاں بیوی زندہ لاش کی طرح زندگی گزار رہے تھے۔۔۔۔ پہلی بار حسن کمال نے اس مزدور کے پاؤں تک کو ہاتھ لگانے سے بھی گریز نہیں کیا تھا

خدا کے لئے میرے بیٹے کو بچا لو وہ مر جائے گا۔۔۔ اور اسکے بغیر میں مر جاؤں گا۔۔۔ تم " جتنے پیسے چاہتے ہو وہ میں تمہیں دینے کو تیار ہوں بس تم گواہی دے دو کہ تم نے کیس واپس لے لیا " روتے ہوئے حسن کمال اپنی تمام تر دولت اور نام عزت وقار رکھتے ہوئے بھی اس غریب مزدور کے سامنے بے بس تھا۔۔۔۔

ڈاکٹر صاحب آپ بیٹا بیٹا ہے اور میرا بیٹا؟ وہ کیا تھا۔۔۔ ایک تجربہ۔۔۔۔ ہم بھی اسکے بغیر " مر مر کے ہی جی رہے ہیں۔۔۔۔ پیسہ لیکر ہم نے کیا کرنا ہے۔۔۔ پیسہ کی طمع لاچ تو آپ جیسوں کو ہوتی ہے میں تو اپنا سب کچھ بیچ کر اپنے بچے کی تکلیف دور کرنے آپ کے پاس آیا تھا۔۔۔ آپ نے کیا کیا اس کے ساتھ۔۔۔۔ جیسے ہم مر کے جی رہے ہیں آپ بھی جی لینا۔۔۔۔ "کسان نے ناگواری سے کہا۔۔۔۔

حسن کمال کا تنفس بری طرح سے بگڑا تھا۔۔۔۔ وہ اپنے بیڈ سے اٹھ کر کمرے میں سے نکل کر گیلری میں آگئے۔۔۔۔ سرد ہوا میں لمبے لمبے سانس لینے لگے۔۔۔۔ کچھ ہی دیر میں طعنت کچھ بحال ہوئی تھی۔۔۔۔ اپنا ہی کمرہ اپنا ہی گھر ایک قید خانہ سا لگ رہا تھا۔۔۔۔ کمرے میں آکر موبائل پکڑ کر اصف کو کال ملائی رات کے دو بج رہے تھے شاید سو رہا تھا بہت دیر بعد اس نے فون اٹھایا تھا۔۔۔۔

ہیلو ڈیڈ۔۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے۔۔۔۔ اس وقت کال کی آپ نے "وہ فکر مندی سے بولا"

اصفر تم واپس آ جاؤں ---- "اپنے آنسوؤں اور گھبراہٹ کو ضبط کرتے ہوئے وہ بولے "

"دیکھو آپ ٹھیک تو ہیں"

بس تنہائی سے گھبرا گیا ہوں۔۔۔۔ سیف اور دعا بھی امریکہ چلے گئے ہیں اور تم۔۔۔۔ تم تو "

"جیسے الگ ہی دنیا بسا بیٹھے ہو

سیف اور دعا بھابی امریکہ جا چکے ہیں مگر کیوں ڈیڈ اپنے کیوں جانے دیا انہیں "اصفر نے"

حیرت کا اظہار کیا

میری حیثیت ہی کیا رہ گئی ہے۔۔۔۔ نا تم میری سنتے ہو نا وہ۔۔۔۔ تم بتاؤں کے کب آؤں "

۱۱ گئے

ڈیڈ ابھی مشکل ہے۔۔۔ میں کوشش کروں گا کہ آ جاؤں "اصفر نے بہانہ بنایا تھا۔۔۔"

اصفر میں کل یہاں آ رہا ہوں --- یہاں لاہور میں رہا تو شاید دم گھٹ جائے گا میرا "حسن"

کمال بے بسی کی آخری حد پر تھے --- اصفہر کی جیسے نیند ہی اڑ گئی تھی

حسن کمال کی بات سن کر اصغر پریشان ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ یہاں آتے ہی حسن کمال کا سامنا حمزہ

سے لازمی ہوتا اور حمہ نہ تو ایک لمحہ بھی اصفہ کے پاس نہ رکتی۔۔۔

ایک طرف زندگی میں دوبارہ سے خوابوں کے رنگ بھرنے شروع ہوئے تھے اور دوسری طرف اپنے والد کی تنہائی کا بھی احساس تھا حمزہ اصغر کی یہ بات تو بالکل نہیں مان سکتی تھی کہ حسن کمال یہاں ان کے بچ میں رہیں --- کیا کرے --- کیا نا کرے سمجھ نہیں پا رہا تھا --- ابھی تو حمزہ اس کو وہ سب بھی بتا نہیں پایا تھا جو اس پر گزرا تھا --- ابھی تو حمزہ اس پر پھر سے اعتبار بھی نہیں کر پائی تھی اور ایسے میں حسن کمال کی آمد وہ سب دھرم بھرم کر دیتی جیسے با مشکل وہ سمیٹ رہا تھا ----

اس نے دوبارہ سے حسن کمال کو فون کیا

ڈیڈ مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے --- "اصغر نے سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا پھر شاید حسن اصغر" کی مجبوری سمجھ سکتے

"ہاں بولو"

ڈیڈ --- ڈیڈ --- حمزہ میرے ساتھ ہے --- میرے گھر --- میں "اصغر کی زبان اس" کا ساتھ نہیں دے رہی تھی

سچ --- حمزہ تمہارے ساتھ ہے --- اس نے معاف کر دیا تمہیں --- میں --- میں صبح " ہی آجاتا ہوں اس سے معافی مانگنی ہے مجھے --- شاید وہ معاف کر دے تو مجھے بھی سکون مل جائے " حسن کمال کی بے تابی کا یہ عالم تھا کہ اڑ کر وہاں پہنچ جائیں

ڈیڈ۔۔۔ وہ ابھی کچھ نہیں سنے گی۔۔۔۔ آپ کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی پلیز ٹرائے ٹو"
 انڈسٹینڈ۔۔۔۔ میں اسے پہلے راضی کر لوں پھر آپ کو بلا لوں گا لیکن اگر یونہی آپ اچانک سے
 اسکے سامنے آگئے تو وہ پھر نا جانے کہاں چلی جائے۔۔۔۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا ڈیڈ؟ "اصفر
 نے دانستہ بچوں کا ذکر نہیں کیا تھا ورنہ تو حسن کمال اسکی ایک ناسنتے اور بھاگے چلے آتے
 ۔۔۔۔"

ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔۔۔۔ میں نے جتنا برا اس کے ساتھ کیا ہے وہ کہاں میری ایک "
 بھی سنے گی۔۔۔۔ کہاں مجھے معاف کرے گی۔۔۔۔ میں بھی نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے
 تمہاری زندگی پھر سے برباد ہو "حسن کمال پہلے جتنے خوش اب اتنے افسردہ بھی ہو گئے تھے پھر
 بیٹے کی پوزیشن کو سمجھ رہے تھے۔۔۔۔ پانچ سال کہاں کہاں خاک نہیں۔ چھانی تھی اس نے
 اس لڑکی کی خاطر اب اگر وہ اسے مل گئی تھی تو اسے حق تھا اپنی زندگی جینے کا اس لئے فون بند کر
 دیا۔۔۔۔ اصفر نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔۔۔

سوچیں خود با خود ہی ماضی میں چلی گئیں تھیں امریکہ سے لوٹتے ہی جب اسے یہ پتہ چلا کہ حمزہ
 فارم ہاؤس سے بھاگ گئی ہے۔۔۔۔ اس کا غصے سے برا حال تھا۔۔۔۔ آس پاس کے بہت
 سے علاقوں میں وہ اسے ڈھونڈ چکا تھا لیکن اس کا کچھ اتنا پتہ نہیں تھا گل خان نے بھی زبان
 نہیں کھولیں تھی کہ سچ کیا تھا۔۔۔۔

حسن کمال کو لگا کہ چند مہنے ڈھونڈ کر خود ہی ٹھنڈا ہو کر بیٹھ جائے گا۔۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ۔۔۔ زندگی معمول پر آ جائے گی۔۔۔۔ لیکن جب کسان نے میڈیا کے ذریعے حسن کمال پر دوبارہ سے کیس کیا تھا حسن کمال کو ہتھکڑی لگ چکی تھی۔۔۔۔ پورا گھر جیسے سکتے میں آگیا تھا

پولیس کی انوسٹگیشن سے سارے ثبوت حسن کمال کے خلاف جا رہے تھے۔۔۔ بچے کی پوسٹ مارٹم رپورٹ سے گردے کی چوری ثابت ہو چکی تھی۔۔۔ پہلے تو اسے لگا کہ یوسف اس کے باپ پر جھوٹا الزام لگا رہا ہے۔۔۔ لیکن اصل ہوش اس وقت آیا جب ڈاکٹر راشد نے تمام سچائی اصفہ کو بتائی تھی۔۔۔۔۔ وہ تو شدید سارہ گیا تھا اصفہ کے سامنے ہر بات جیسے کھلنے لگی تھی۔۔۔ اصفہ سے عبدالباری کا کیس لیکر ڈاکٹر راشد کے حوالے کرنے کے لئے حسن کمال نے باقاعدہ ضد کی تھی۔۔۔۔ اتنی سازشیں ہو رہیں تھیں ہاسپٹل میں جس سے وہ انجان تھا ہاں پیسوں کی ہیر پھیر وہ جانتا تھا۔۔۔۔۔ چپ اس لئے تھا کہ یہ سب سسٹم کا حصہ ہے لیکن ایک بچے کا گردہ دھوکے سے چوری کرنا اور اس دوران اسکی موت ہو جانا پھر حمزہ کو اس بات کے لئے فورس کرنا اس کے انکار پر اسکی والدہ کے ساتھ کیا گیا ظلم۔۔۔ اصفہ کو خود اس نرس نے بتایا تھا جس نے حسن کمال کے کہنے پر حمزہ کی والدہ کا ماسک اتارا تھا، اور ان کے اسٹیمپ توڑ

دیے تھے۔۔۔۔۔ جیسے جیسے اپنے باپ کی سچائی جان رہا تھا۔۔۔۔۔ لگ رہا تھا کہ پتھر کا ہو چکا ہو

حمنہ یہ سب کیا ہے یار --- ہو کیا گیا ہے تمہیں ----)

پانچ سال کتنے اچھے گزرے ہیں ہمارے --- کیوں میری اور اپنی زندگی کو آزمائش بنا رہی ہو ----
اس ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لینا چاہا لیکن اس نے پیچھے کر لیا دونوں بازو بیڈ پر رکھ خود بیٹھنے کی "
کوشش کرنے لگی جو بھوکے رہنے کی وجہ سے ہونی والی نقاہت سے مشکل لگ رہا تھا وہ بہت
نرمی اور اپنلٹ سے کہہ رہا تھا لیکن حمنہ کے لئے ہر بات بے معنی تھی

آزمائش میں تو میں پڑ گئی ہوں ---- میری زندگی ایک اذیت میں گزر رہی ہے ---- جیسی زندگی "آپ گزار رہیں ہیں میں سب کچھ جان کر ایک دن بھی نہیں گزار سکتی --- با خدا مجھے پہلے علم ہوتا تو آپ سے شادی کی ناکرتی - "حمنہ کی بات پر وہ سمجھ کر رہ گیا تھا

یہ صرف تمہاری فرسودہ سوچ ہے اور کچھ نہیں۔۔۔۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں حمزہ۔۔۔۔۔"

تمہیں الگ نہیں کر سکتا ٹرائے ٹوانڈسٹینڈ۔۔۔۔۔ "اصفر کی بات سن کر وہ اسے غور سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ بے بس تو بھی لگ رہا تھا۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے آپ اپنے والد اور انکے ہاسپٹل کو چھوڑ دیں میں خلع کا نوٹس واپس لے لوں گی"

ایک نیا امتحان تھا جس وہ اسے ڈال رہی تھی

واٹ آر بش ---- ڈیڈ کو کیوں چھوڑ دوں "- وہ تلملا سا گیا تھا"

محبت کرتے ہیں نا آپ مجھ سے --- میرے لئے اتنا تو کر ہی سکتے ہیں "حمنے بات پر وہ"

بے ساختہ بولا تھا

نو --- نتھنگ ڈیڈ کو چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا --- میں تو ساری زندگی ڈیڈ کے ساتھ "

رہنا چاہتا ہوں ---- اور تمہیں بھی ڈیڈ سے اپنی غلطی کے لئے سوری کہنا چاہیے "- حمنے نے

اصفر بات سن کر بلا تامل کہا

غلطی؟ کیسی غلطی "حمنے نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا اصفر متحیر ہوا"

- "تمہیں اپنی غلطی کا احساس تک نہیں ہے حمنے تم نے جھوٹا کیس کروایا ہے میرے ڈیڈ

پر --- میڈیا میں غلط باتیں پھیلا رہی تھی اس یوسف کی باتوں میں آکر --- شاید جیلز ہے وہ

" - مجھ سے میری اور ڈیڈ کی کامیابی سے اس لئے خود تو کچھ کر نہیں سکتا تمہیں مرہ بنا رہا ہے

"اصفر کی اپنی سوچ تھی ---- اپنے ہی قیاس تھے -

"اصفر کیا آپ واقع اتنے ہی انجان ہیں یا یہ بھی کوئی نئی چال میرے ساتھ چل رہے ہیں"

حمنے کو لگا تھا کہ وہ اپنے باپ کے ہر عمل سے واقف ہو گا

واٹ ڈو یو مین ؟ "وہ نا فہم نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا ۔"

قاتل ہے آپ کا باپ --- مار ڈالا انہوں میری ماں کو "حمہ چلا کر بولی پھر رونے لگی اصفر " آپے سے باہر ہوا تھا

کچھ بھی بکواس کرو گی تم ---- , "وہ چلا کر بولا وہاں سے کھڑا ہو گیا "

میرے ڈیڈ نے تو تاریخ بھی نہیں ڈالی تھی تمہاری امی کے لئے اسی وقت آپریشن کرنے کے " لئے تیار ہو گئے تھے ---- اب یہ اللہ کا فیصلہ تھا ورنہ کئی سال ہو چکے ہیں ڈیڈ کے ہاتھوں کبھی کوئی آپریشن ناکام نہیں ہوا --- تم میرے باپ کی کمائی کو حرام سمجھتی ہو ---- ذرا عقل سے سوچو اگر وہ برے ہوتے تو کیا اللہ انکے ہاتھ میں شفا رکھتا ---- ؟

میرا باپ دل جان سے مریضوں کا علاج کرتا ہے --- ایسے مریض انکے ہاتھ سے صحت یاب ہوئے ہیں جن کو بڑے بڑے شہروں کے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا ---- اگر وہ قاتل ہوتا یا حرام کھا رہا ہوتا تو اللہ شفا جیسی اتنی بڑی نعمت سے انہیں نا نوازتے لیکن تمہارے اپنے ہی الگ عقائد ہیں "اصفر کو اپنا باپ ہر حال میں ٹھیک اور حق پر لگ رہا تھا

اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے اپنے بندوں انہیں سدھرنے کا پورا موقع دیتا ہے --- رہ گئی شفا کی " بات تو وہ اپنی نعمتوں کو اپنے بندوں کو دے کر بھی آزماتا ہے ۔ اور لے کر بھی دیکھتا ہے کہ اس کا بندہ کتنا استقامت ۔ سے کام لیتا ۔۔ اسکی مہلت اور آزمائش کو اسکی رضا سمجھ کر غلط روش پر

قدم مت بڑھائیں --- جس دن اس نے احتساب لینا شروع کیا تو کہیں کے نہیں رہیں وہ لوگ جو اپنے غرض کی لالچ کے لئے ناحق قتل کرنے سے گریز نہیں کرتے --- میں نے کوئی جھوٹا کیس نہیں کروایا۔۔۔۔ جو کچھ اس کسان کے بچے کے ساتھ ہوا ہے اگر ---۔۔۔۔

بس حمنے میں ڈیڈ کے بارے میں کچھ بھی سننا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ تمہیں اگر ان کے ساتھ " (مسئلہ ہے تو اسے تم خود سولو کروں گی)۔۔۔۔

حمنے کی باتوں کی سچائی کا اب احساس ہو رہا تھا وہ سب سچ کہہ رہی تھی لیکن اسی نے کچھ نہیں سنا تھا۔۔۔۔ اس کی ہر بات سچ تھی۔۔۔۔ اس کا باپ قاتل تھا۔۔۔۔۔ عبدالباری کا۔۔۔۔۔ اور نا جانے اس سے پہلے کتنوں کو ایونہی قتل کیا ہو۔۔۔۔۔

دوسری جانب حسن کمال نے وکیل سے کہا کہ سارا کیس حمنے پر ڈال دیا جائے کیونکہ ایک کنٹریکٹ پر وہ حمنے سے سائن لے چکے تھے۔۔۔۔۔ تاکہ جب چاہیں اسے حمنے کے خلاف استعمال کر سکیں۔۔۔۔۔ حمنے کے بارے یہ بھی پتہ تھا کہ روپوش ہو چکی ہے۔۔۔۔ اس لئے وہ مجرم بن جاتی تو بد نام وہی ہوتی عبدالباری کے آپریشن کی شروعات تو حمنے کے سامنے ہی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جب اصغر حسن کمال سے ملنے گیا تو وکیل بھی وہیں موجود تھا جسے حسن کمال یہ کہہ

رہے تھے کہ وہ سارا الزامِ حمّٰنہ پر ڈال دے انکے پاس حمّٰنہ کا ساٹن کیا ہوا کنٹرلکٹ موجود ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ عبدالباری کا آپریشن حمّٰنہ نے کیا ہے۔۔۔۔۔ اصفر خاموشی سے باپ کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔۔۔ حمّٰنہ کی باتیں سچ تھیں۔۔۔۔۔ جو وہ اسے فارم ہاؤس میں بتا رہی تھی یا بتانا چاہتی تھی لیکن وہ اپنے باپ بہت محبت کرتا تھا اسی لئے اسے کبھی بھی وہ غلط نہیں لگتے تھے۔۔۔۔۔ وہ سمجھتا تھا اس کا باپ اچھا ہے جیسا تو اللہ نے انکے ہاتھ میں شفا رکھی ہے۔۔۔۔۔ انکی ان تھک محنت نے انہیں اس مقام تک پہنچایا ہے لیکن انہیں وہ غلط کرتے تھے۔۔۔۔۔ اور پیسوں کی خاطر کئی جانیں لے چکے تھے۔۔۔۔۔ پیسے کی ہیر پھیر دنیا کرتی ہے اس لئے یہاں تک تو اصفر کو بھی اعتراض نہیں تھا لیکن کسی کی جان سے تو اس نے آج تک نہیں کھیلا تھا فیس وہ بے شک زیادہ لیتا تھا لیکن جان بوجھ کر غلط آپریشن کرنا یا غریب مریضوں کے آپریشن کے نام پر جسم کے اجزاء نکال کر دوسروں کو لاکھوں کروڑوں میں بیچنا۔۔۔۔۔ یہ تو بہت بڑا ظلم تھا غریبوں کے ساتھ۔۔۔۔۔ اصفر کو سامنے دیکھ کر حسن کمال نے اسے پاس بلایا وہ مرے مرے قدموں سے انکے پاس پہنچا تھا۔۔۔۔۔

میری بات سنو بیٹا۔۔۔۔ دیکھو اس وقت میرے پاس دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے " تم میرا ساتھ دو۔۔۔ میں تمہارا باپ ہوں میں نے تم لوگوں کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔۔۔۔ اب تمہارا بھی تو فرض بنتا ہے کہ اولاد ہونے کا حق ادا کرو۔۔۔۔ تم مجھے بے قصور ثابت کر سکتے

ہو دیکھوں اصفر آپریشن حمنہ نے کیا تھا --- قصور وار وہ ہے --- جبھی تو دیکھوں بھاگ گئی ہے
 --- وہ تو شکر ہے کہ میرے پاس ثبوت موجود ہے --- تم ہاسپٹل میں میرے روم میں جا کر
 میرے دراز سے وہ پیپر ڈھونڈ کر وکیل صاحب کو دیدو جس میں حمنہ کے سائن ہیں --- وہ
 پیپر بہت قیمتی ہے بس وہ پیپر ہی مجھے بے گناہ ثابت کر سکتا ہے --- اصفر تم کروں گئے نا
 ؟ "حسن کمال کی کہانی اصفر نے خاموشی سے سنی تھی --- پھر اثبات میں سر ہلا دیا --- پھر
 حسن کمال کے کمرے

اسے وہ پیپر بھی مل گئے اصفر نے ایک سکینڈ نہیں لگایا تھا اسے پھاڑنے میں --- کئی ٹکڑے
 کر کے اسے پھنک دیا تھا پھر ایک نیا آگرمی منٹ بنایا جس میں یہ لکھا تھا کہ یہ آپریشن اس نے
 کیا تھا کیونکہ عبدالباری کا کیس سب سے پہلے اسی کے پاس آیا تھا --- اور یہ بات ثابت کرنا
 - مشکل نہیں تھا ---

حمنہ بے قصور تھی سچی تھی اپنی ایمان کی خاطر اپنی ماں کی قربانی دی تھی اس نے --- پھر
 اسکی بیوی تھی محبت بھی تھی --- اسے بدنام کرنے غلط الزام لگانے پر اصفر کے ضمیر
 نے اجازت نہیں دی تھی --- لیکن باپ نے اپنا حق مانگا تھا --- اس لئے --- چپ
 چاپ ہر الزام خود پر لے لیا --- اپنے خلاف سارے ثبوت اس نے خود عدالت کے سامنے
 رکھے تھے

وہ ویڈیو جس میں عبدالباری اصفر کے روم میں چیک اپ کے لئے گیا تھا وہ سلپ جس میں اصفر نے اسے وہی ایڈمٹ ہونے کے لئے لکھ کر دیا تھا ----

ٹیسٹ رپوٹوں کی سلپ پر اسکے سائن --- پہلی پیشی میں اس نے باپ کو بحال کر کے خود کو مجرم ثابت کرتے ہوئے کھڑے میں کھڑا کر دیا تھا ---- حسن کمال کے تو ہوش اڑ گئے تھے --- یہ کیا کیا تھا اصفر نے ----

جب سارے ثبوت اس نے خود دے دیے تھے اور اقبال جرم بھی کر لیا تھا تو فیصلہ بھی اسی وقت ہو چکا تھا اس کے بعد اصفر سیدھا سینٹرل جیل ہی لے جایا گیا تھا ---- بہت بڑی بلنگ تھی ہاتھوں میں ہتھکڑی باندھے --- دھکم پیل سے وہ باقی قیدیوں کے ساتھ اندر پہنچا تھا ---- پولیس آفیسران نے فائلیں ایک نظر دیکھ کر ہی ہولدار کو سب کی جیلوں کے نمبر بتائے تھے ----

پھر کندھے اور سروں پر تھپڑوں کا استعمال کرتے ہوئے انہیں ایک اندھیر سی لمبی گلی سے ہوتے ہوئے جیلوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا وہاں دن کی روشنی کا کوئی عمل دخل نہیں تھا اس لئے بس ہلکی روشنی کے پیلے بے بلب ہر جیل نما کوٹھری میں جل رہے تھے --- سفید وریوں میں قیدی زمین پر بیٹھے تھے --- اتنا گھٹن زدہ ماحول تھا کہ سانس لینا دو بھر تھا --- کچھ گھٹن

اپنے اندر۔ ہی موجود تھی وہاں وہ حسن کمال کا بیٹا نہیں تھا۔۔۔ ایک عام مجرم قیدی تھا اس لئے سلوک بھی ایک عام قیدیوں والا ہی برتا جا رہا تھا۔۔

ایک جیل کا تالا کھولا کر اسے بھی سندر دھکیل کر بھیجا گیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ پہلی رات جیل میں کاٹنی بڑی مشکل تھی۔۔۔۔۔ بند کو ٹھہری سمٹ کی دیواریں۔۔۔۔۔

سامنے ایک چھوٹا سا کولر اس پر ایک ہی اسٹیل کا گلاس زمین پر بچھی بوسیدہ دریاں۔۔۔۔۔ پوری چھت پر واحد ایک پیلے رنگ کا بلب تھا جس کی روشنی اس کو ٹھہری کو مکمل روشن کرنے میں نا کام تھا۔۔۔۔۔ اور

سامنے لگیں لوہے کی سلاخیں۔۔۔۔۔ اندر اسکے علاوہ تین مجرم اور تھے۔۔۔۔۔ سب قاتل تھے اور پھانسی کی سزا سن چکے تھے۔۔۔۔۔ اچھے خاصے ہٹے کٹے تھے۔۔۔۔۔ بے ترتیبی سے بڑھے بال بڑھی ہوئی داڑھی مونچھیں انکے چہرے حلیے اور بے خوف خونخوار آنکھوں سے پہلے تو اصفر کو بہت خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔ پہلی بار جیل کو حقیقت میں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس لئے ایک کونے میں۔۔۔۔۔ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ دل پر اتنا بوجھ تھا کہ گھٹنوں کو جوڑے اس پر بازو رکھے اپنا منہ چھپائے وہ رونے لگا تھا۔۔۔۔۔ ساری زندگی جس باپ کو آئیڈیل رکھتا آیا تھا جس کا امیج اسکی نظر میں بہت اونچا تھا جس کی پرسنلٹی کو وہ بچپن سے سراہتے اور اپناتے آیا تھا۔۔۔۔۔ آج اسی شخصیت کی اصل صورت جس بری طرح سے مسخ سی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ جتنے آنسو بہاتا اتنا کم تھا

ہمیں اپنا چہرہ بڑا صاف دیکھائی دیتا ہے ---- ضمیر سے لڑنے کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کی ہار (اسے سیدھی راہ پر لے جاتی حق اور سچ کی راہ پر ----

رات کے کھانے میں سوکھی روٹی اور سبزی کھاتے ہوئے ---- پہلا نوالہ اصفر کے حلق میں اٹکا تھا ---- چند نوالوں کے بعد ہی اصفر پیچھے ہٹ گیا اگلے روز کھانا اسکے گھر سے آیا تھا لیکن اس نے واپس بھجوا دیا ---- چند دن بعد ہی اسکی ڈیوٹی جیل میں بنے ہاسپٹل پر لگ گئی ----

جہاں زیادہ تر کیس نشے کے مریضوں کے تھے ---- ویسے کہنے کو وہ جیل تھی لیکن ایک مجرم شاید باہر رہ کر اتنا خطرناک مجرم نہیں بنتا جتنا جیل کے اندر رہ کر بنتا ہے ---- اصفر کے لئے یہ سب دیکھنا پہلا اتفاق تھا ---- حیرت اسے یہ تھی کہ آخر اس جیل میں نشے آور پڑیاں - پہنچتی کیسے ہیں ---- اس سے پہلے یہ سب سب جان پاتا اپنی والدہ سے ملاقات پر وہ اپنا ضبط کھو بیٹھا تھا ---- لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ ماں سے ڈھکی چھپی سچائی بھی برداشت نہیں ہوگی ----

ماں کی وفات کا صدمہ اس کے لئے کم نہیں تھا ---- لیکن جیل میں کہاں کچھ ایسا کچھ سوگ منانے دیتے ہیں چند دن بعد ہی وہ دوبارہ ڈیوٹی پر پہنچ گیا تھا ----

وہاں کے ڈاکٹر ڈاکٹر کم اور قصائی زیادہ تھے ----

ایک ڈاکٹر ایک مریض کو بری طرح سے پیٹ رہا تھا تھپڑ ملے گھونسوں سے مار رہا تھا ساتھ ساتھ یہ بھی پوچھ رہا کہ "اب کرے گانشہ ؟

اصفر نے ہی اسکے پاس جا کر اسے اس - مریض سے دور کیا تھا ----

" یہ کیا کر رہے ہیں آپ مر جائے گا وہ "

ابے یہ حرامی یونہی سدھریں گئے ---- " اتنی جلدی نہیں مرتے ---- حرام خور سالے نشہ "

کرتے ہیں " وہ ڈاکٹر یہ کہہ ہانپتے ہوئے چلا گیا وہ مریض بھی شاید ڈھیٹ ابن ڈھیٹ تھا منہ سے خون صاف کرتے ہوئے بھی مسکرا رہا تھا ---- لیکن ہونٹ کے زخم نے کراہنے پر مجبور کیا

تھا پھر مغلیات بکنے لگا

کمینہ ---- سالا ---- کتے کا بچہ ---- نشہ خود لا کر یہاں بچتے ہیں اور کہتے ہیں جوتے مار کے "

عادت ہٹاؤ ---- ہمنہ " وہ مریض جیسے خود سے ہمکلام تھا ---- اپنے پھٹنے ہوئے زخمی ہونٹ کو

مٹی سے اٹے ہاتھ سے صاف کرنے لگا پھر

اصفر کو دیکھ کر غصے سے گھورنے لگا

کیا ہے ابے ---- یہاں کھڑا کیا دیکھ رہا ہے چل پھٹ یہاں سے خالی پسلی تماشہ دیکھنے "

کھڑے ہو جاتے ہیں " عمر میں وہ نوجوان لگ بھگ اسی کی عمر کا تھا ---- آنکھیں نشے سے چور

تھیں لیکن تھا حوش و حواس میں ----

جب اصفر کو وہیں کھڑے دیکھا تو اپنی بھنویں سوالیہ انداز میں اچکانے لگا

اب کیا ہے "اس نے دوبارہ پوچھا تو اصفر نے سائیڈ سے کاٹن پکڑی اور اس پر ڈیوٹول لگا کر " اس کے چہرے پر لگے زخم صاف کرنے لگا۔۔۔۔ وہ نوجوان اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ وہ بہت نرمی سے اس کے ساتھ پیش آ رہا تھا۔۔۔۔

لیکن ہونٹ برہ طرح پھٹ چکا تھا اسے صاف کرنے سے وہ ضرور مچلا تھا۔۔۔۔۔
 اے آرام سے "وہ تڑپ کا بولا"

میں تو بہت آرام سے ہی کر رہا ہوں --- اب تھوڑا تو برداشت کرنا پڑے گا --- "اصفر نے"
اسے دوا لگا دی ----

لیکن اگلے روز وہ پھر سے نشہ کرنے پر مارکھا رہا تھا۔۔۔۔۔ اصفر نے اس کا کیس خود ہینڈل کرنے کے لئے لے لیا۔۔۔

وہ لڑکا نشے کا عادی تھا۔۔۔۔۔ اور اسکی جیل بھی الگ تھی پتہ نہیں پوڑا سے ملتے کہاں سے

ایک دن اصفر اسے دوا دے رہا اس دن وہ بڑا خوش تھا۔۔۔۔ غالب نام تھا اس لڑکے کا اچھا خوش شکل تھا۔۔۔۔ قتل کے کیس میں ہی آیا تھا لیکن ابھی کیس زیر سماعت تھا

آج تو بہت خوش ہو اور منہ سے نشے کی بو بھی نہیں آرہی"

کل عید ہے میری ---- باہر کی آب و ہوا کھانے جانا ہے میں نے پیشی ہے میری "وہ بڑی"
ترنگ میں کہہ رہا تھا

"مطلب رہائی کی امید ہے"

ابے نہیں یار۔۔۔۔ رہائی کہاں ملتی ہے کوئی اونچے پوسٹ والے کی اولاد تھوڑی ہوں۔۔۔۔۔"

عام عوام ہوں جنہیں لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح رول دیتے ہیں۔۔۔۔۔ جرم کوئی بھی کرے ہتھیلی پے رکھ کر مسل ہمہیں دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ کوئی نہیں پوچھنے آتا مجھے۔۔۔۔۔ ابا نے بھی درجن بھر بچے پیدا کر رکھے ہیں ایک میں مر بھی گیا تو اٹھ بیٹے ہیں اس کے پاس۔۔۔۔۔ اسکی میت میت کو کندھا دینے کے لئے "وہ لڑکی باغی اور بے باک سا تھا

"شرم کرو باپ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہو"

باپ ہونے کا مطلب کیا ہے تمہاری نظر میں ڈاکٹر "

بس بچہ پیدا کرو اور دو وقت کی پیٹ بھر روٹی بھی نادے سکو۔۔۔ ذرا سا چلنے پھرنے قابل ہو تو۔
ہاتھ میں ایک پرانہ کپڑا پکڑا کر لمبی گاڑیوں کی قطاروں کے سامنے کھڑا کر کے کہو کے رات کو گھر
میں تب۔ آنا جب جیب میں سو روپیہ ہو۔۔۔۔ بس ہو گیا فرض پورا آپ ہونے کا۔۔۔ مجھے سمجھ
نہیں آتا جب جیب اجازت نہیں دیتی تو بچوں کا ڈھیر لگانے کی ضرورت کیا ہے۔۔۔ "غالب
کی وہ بہت غور سے سن رہا تھا۔۔۔۔"

دیکھنے میں بہت خوبصورت ہو تم۔۔۔ بس نشہ کرنے سے آنکھوں کے گرد ہلکے ہو رہے ہیں۔۔۔
"اگر چھوڑ دو تو کچھ بھی اچھا کر سکتے ہو

رہنے دے یارا میں ایسے ہی مزے میں ہوں بس ایک سوٹا لگانے کی دیر ہے دنیا پر اپنی "
بادشاہت نظر آتی ہے۔۔۔۔ "وہ بڑی موج میں بول رہا تھا۔۔۔
تمہارے پاس یہ آتا کہاں سے ہے "اصفر کو تجسس سا ہوا تھا "

"اتنی بھی جلدی کیا ہے پیارے تم بھی یہیں اور ہم بھی یہیں۔۔۔ لگ جائے گا پتہ۔۔۔۔ "
یہ کہہ کر غالب واپس اپنی جیل میں جا چکا تھا اصفر کی ڈیوٹی اس عارضی سے بنے کلینک میں۔
ہی تھی

وہاں پر سب قیدیوں کو اس کی تعلیم اور ہنر کے حساب سے کام دیے جاتے ہیں۔۔۔۔
کسی کو کپڑے سینے پر لگا دیا جاتا تو کسی کو کھانا بنانے پر اور پھر اجرت بھی دی جاتی تھی۔۔۔۔
لیکن بہت کم۔۔۔۔

ڈیڈی "نور کی آواز پر اصفر چونکا تھا۔۔۔۔ "
وہ دروازہ کھولے اندر کھڑی اسے پکار رہی تھی
نور تم یہاں "اصفر اٹھ کر اس کے پاس چلا گیا نور گریٹا ہاتھ میں پکڑے کچھ خوفزدہ سی تھی "
"کیا بات ہے نور "

مجھے ڈر لگ رہا ہے "یہ کہہ اس نے اصرار کا ہاتھ زور سے پکڑا تھا اصرار نے لگے ہی لمحے اسے " گود - میں لیا تھا

"کیوں ڈر لگ رہا تھا مئی کہاں ہیں تمہاری"

وہ سو رہی ہیں --- مان بھیا بھی سو رہا ہے --- بس مجھے نیند نہیں آرہی اس کمرے کی " کھڑی کوئی کھٹکھٹا رہا تھا --- میں اس لئے بھاگ کر یہاں آگئی "نور اب بھی - خوفزدہ تھی --- اوکے تم میرے ساتھ سو جاؤں تمہیں بالکل ڈر نہیں لگے گا --- "اصرار سے بیڈ پر لے گیا" اسے دھیرے سے بیڈ پر لیٹا کر خود بھی اسکے برابر میں لیٹ گیا پھر اسکا سر اپنے بازو پر رکھ دیا اس ہاتھ پکڑ کر چومنے لگا

میری بیٹی کو کیوں ڈر لگ رہا تھا --- رات کو ہوا تیز چلتی ہے اس لئے کھڑی ہوا سے بچتی ہے ہ " ہمیں لگتا ہے کہ کوئی کھٹکھٹا رہا ہے --- اتنی سی بات ہے نور --- اتنی سی بات پر ڈرتے "نہیں ہیں ---

لیکن مجھے تو ڈر لگتا ہے --- "نور نے معصومیت سے کہا اصرار سے دیکھ کر مسکرانے لگا " ہم تم لٹل ڈول ہونا زک سادل رکھنے والی --- ڈر تو لگے گا --- چلو آنکھیں بند کرو میں تمہیں " ایک لٹل ڈول کی کہانی سناتا ہوں جو بہادر تھی اور کسی چیز سے نہیں ڈرتی تھی --- نور نے آنکھیں بند کر لیں تھیں --- اصرار سے کہانی سنانے لگا کچھ ہی دیر میں وہ سو چکی تھی ---

حممنہ کی آنکھ کھلی تو نور بستر سے غائب تھی وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی --- رضائی ہٹا کر دیکھا لیکن
صرف ایمان ہی سو رہا تھا نور وہاں نہیں تھی
نور --- کہاں جا سکتی ہے اس وقت "حمنہ فوراً سے اٹھی اپنی گرم شال اوڑھے کمرے سے"
باہر نکلی لیکن نا وہ لاونج میں تھی نا کچن میں --- سب صرف اصفر کا کمرہ ہی بچا تھا دیکھنے کے
لئے

اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا تھا وہ اصفر کے ساتھ لگ کر سوئی ہوئی تھی۔۔۔ یقیناً سوئے ہوئے ڈرگئی تھی۔۔۔ اکثر ڈر کر ہی وہ سب سے پہلے کمرے سے باہر نکلتی تھی۔۔۔ لیکن ڈھونڈتی ہمیشہ حمزہ کو تھی لیکن اس بار تو وہ اسکے ساتھ ہی سوئی تھی۔۔۔ پھر اسے ساتھ لگنے کے بجائے اٹھ کر ادھر اصفر کے پاس کیوں آگئی تھی۔۔۔۔۔ حمزہ کے لئے یہ بات بھی فکر کا باعث بن رہی تھی۔۔۔

بچے اس کی طرف راغب ہونے لگے تھے --- جو باتیں حمزہ سے نہیں کرتے تھے اپنے تک
 رکھتے تھے اب وہ باپ سے بلا جھجک کہتے تھے ---- وہ کمرے سے باہر نکلنے کے بجائے بیڈ کی

دوسری جانب بیٹھ کر دھیرے سے نور کو گود میں لینے کی کوشش کرنے لگی تاکہ اپنے کمرے میں اپنے پاس لیٹا سکے لیکن نور جیسے ہی اصرار کے بازو سے نیچے کو کھسکی اصرار کی فورا سے آنکھ کھل گئی ---

تم --- کیا ہوا " اسے حمزہ کو اپنے کمرے میں دیکھ حیرت ہوئی تھی پھر اسکے چہرے پر پھیلے " پریشانی کے تاثرات دیکھ کر بھی وہ حیران تھا

وہ --- وہ نور --- کمرے میں نہیں تھی اس لئے میں پریشان ہو گئی تھی --- ڈر جاتی ہے " وہ رات کو --- پھر میرے ساتھ ہی سکون ملتا ہے اسے " حمزہ نے وجہ بتائی

ہاں ڈر ہی گئی تھی اسی لئے یہاں میرے پاس آئی تھی ابھی سوئی ہے --- تم جاؤں آرام کرو " اسے یہی سونے دو " اصرار بھی بہت دھیرے سے بول رہا تھا تاکہ نور کی آنکھ ناکھل جائے نہیں مجھے اسے اپنے کمرے میں لیکر جانا ہے --- مجھے اسکے بغیر نیند نہیں آئے گی " حمزہ " اپنے موقف پر ہی قائم تھی

حمزہ وہ ابھی سوئی ہے --- اگر تمہارے اٹھا کر لے جانے سے اٹھ گئی تو شاید پھر سونے میں " وقت لگ جائے گا ڈسٹرب ہوگی وہ

نہیں --- بس مجھے اسے اپنے پاس لیکر جانا ہے " اصرار کو حمزہ کی ضد پر حیرت تھی "

"اچھا ٹھیک ہے ---- تم رہنے دو میں اسے اٹھا کر تمہارے کمرے میں لیٹا دیتا ہوں ----"

اصفر نے ہی ہار مانی تھی نا جانے کس بات کی بے اعتباری تھی ---- جیسے وہ پھر سے بچوں کو اس سے دور کر دے گا ---- اصفر نے بہت آرام سے نور کو گود میں لیا تھا اور حمنہ کے کمرے میں بیڈ پر لیٹا کر واپس چلا گیا

حمنہ نور کے ساتھ لیٹ کر اسے سینے سے لگانے لگی چومنے لگی نا جانے کیوں اسے یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ جیسے بچے اس سے دور ہونے لگے ہیں

* * * * *

حمنہ سر پکڑے فارس کے کمرے میں بیٹھی تھی
 حمنہ مجھے تمہاری پریشانی کی وجہ سمجھ سے باہر ہے "حمنہ کی بات فارس کو بے تکی سی لگ
 رہی تھی --

فارس تم سمجھ نہیں رہے ہو۔۔۔ بچے اصفر سے بہت زیادہ اُچّھ ہونے لگے ہیں۔۔۔ اگر "۔۔۔ اگر بچے اس سے بہت قریب ہو گئے تو۔۔۔ یہ نا ہو کہ مجھے چھوڑ دیں " حمزہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے

حممنہ نے بچوں کھانا کھلا کر جلدی ہی بیڈ پر لیٹا دیا تھا۔۔۔۔۔ نہیں چاہتی تھی کہ بچے اس کے ساتھ زیادہ وقت گزاریں۔۔۔۔۔ جب تک وہ واپس آیا تھا۔۔۔۔۔ بچے سو چکے تھے۔۔۔۔۔ گھر آتے ہی سب سے پہلے وہ بچوں کے کمرے میں ہی آتا تھا۔۔۔۔۔ انہیں سویا دیکھ واپس پلٹ جاتا تھا اور عموماً حمنہ بھی سو چکی ہوتی تھی لیکن اس۔۔۔۔۔ بار جاگ رہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن آنکھوں پر بازو رکھے یوں لیٹی رہی جیسے سو رہی ہو۔۔۔۔۔ اصغر سب سے ایمان کے قریب آیا تھا جو بیڈ کے دوسری سائیڈ پر سو رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی پیشانی چوم کر اسکی رضائی درست کی نور بیچ میں سو رہی تھی۔۔۔۔۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر چوم کر دوبارہ سے بیڈ پر رکھ دیا۔۔۔۔۔ حمنہ بازو اپنی آنکھوں پر رکھے لیٹی ہوئی تھی وہ سمجھی اب وہ کمرے سے باہر چلا جائے گا۔۔۔۔۔ لیکن اس کے شور کی دھمک اسے اپنے قریب آتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی پھر اسکے قریب آکر رکھا کچھ ہی دیر میں اسکے ہونٹوں کا لمس اسے اپنے اس بازو پر محسوس ہوا جو اس نے آنکھوں پر رکھا تھا۔۔۔۔۔ دل بے لگام گھوڑے کی طرح سے دوڑا تھا۔۔۔۔۔

آئی لو یو "بلکل اسکے قریب بہت دھیرے سے کہہ وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ سینے" میں منتشر ہوتی دھڑکنوں نے جیسے حمنہ کو بے چین کیا تھا۔۔۔۔۔

یہ روز بھی سب کچھ کرتا ہے میرے ساتھ؟۔۔۔۔۔ میری نیند کا فائدہ اٹھاتا ہے۔۔۔۔۔ شہ "۔۔۔۔۔ حمنہ تلملا سی گئی تھی۔۔۔۔۔ باہر کچن میں شور کی آواز آرہی تھی شاید اپنے لئے کھانا گرم کر"

رہا تھا ---- پہلے تو سوچا کہ کمرے نکل کر جا کے اس سے پوچھے کہ اپنے کانٹریکٹ کے اصولوں سے پھرنے کا کیا مقصد ہے --- لیکن پھر خیال آیا کہ اس سے اس وقت اکیلے میں ملنا بھی خطرے سے خالی نہیں ہے ---- کیا خبر مزید کون سی گستاخی کر جائے ---- اس لئے لیٹی ہی رہی

صبح ناشتے کے وقت بھی وہ غصے میں تھی --- اس لئے چائے کا بس ایک ہی کپ صرف اپنے لئے بنایا ---- بچوں کے گرم دودھ کے کپ ان کے سامنے رکھ کر ایک کپ چائے اپنے سامنے رکھ کر ناشتہ کرنے لگی --- اصرار نے ایک نظر اسکے تپے ہوئے چہرے پر ڈالی --- رات کی بات یاد آنے لگی --- گھر آتے ہی دونوں بچوں کو وہ روز ہی پیار کرتا تھا --- سارا دن مسلسل کام کرنے کی تھکن اپنے بچوں کے معصوم چہروں کو دیکھ کر جیسے پل میں اتر جاتی تھی ---- اس لئے نور کا ہاتھ چوم کر جب وہ کمرے سے باہر جانے لگا تو نظر حمزہ پر جا کر کی تھی ---- اول تو وہ بازو آنکھوں پر رکھ کر نہیں سوتی تھی اور دوسرا سوئے ہوئے اپنے ہونٹ دانتوں سے نہیں کاٹتی تھی جو اس وقت کر رہی تھی سمجھ گیا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے --- ذہن میں ایک شرارت سی سو جی تھی --- چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ سی آئی تھی --- اس لئے باہر جانے کے بجائے اس کے پاس آگیا --- جان بوجھ کر اسکے بازو کو ہونٹوں سے چھوا تھا --- اپنی محبت کا اظہار بھی لفظوں سے کر کے باہر نکل گیا ---

کھانا گرم کرتے ہوئے۔ بھی اسی خیال سے مسکراتا رہا کہ صبح صبح بیگ صاحبہ کا موڈ آف ہی ملے گا اور ہوا بھی یہی تھا۔۔۔ چائے ایک کپ اور حمنہ کے چہرے کے خطرناک تاثرات دیکھ مسکرایا تھا۔۔۔۔

ممی ڈیڈ کی چائے کہاں ہے ؟ "سب سے پہلے ایمان نے پوچھا تھا "حمنہ کا دل تو جیسے جل کر خاک ہوا تھا۔۔۔

کتنی فکر تھی اسے باپ کی "حمنہ دل ہی دل میں کر کے رہ گئی تھی "

تم چپ چاپ اپنا ناشتہ کرو۔۔۔۔ "حمنہ نے ایمان کو گھور کر کہا۔۔۔ وہ چپ ہو گیا۔۔۔ نور " اصفہر کے برابر میں ہی بیٹھی تھی۔۔۔۔

ڈیڈ مجھے آج زیادہ بھوک نہیں ہے۔۔۔ آپ یہ میرے کپ سے آدھا دودھ پی لیں "نور نے " اپنا کپ اصفہر کے سامنے رکھ دیا یہ ایک سچی حقیقت ہے کہ بیٹی کی محبت باپ سے زیادہ ہوتی ہے۔۔۔ فکر بھی باپ کی ہی زیادہ کرتی ہے۔۔۔ وہ چھوٹی سی تھی لیکن باپ کی طرف کشش زیادہ محسوس کرتی تھی۔۔۔۔ بھوک ہونے کے باوجود بھی نور کو اصفہر کی فکر تھی

یس ڈیڈ مجھے بھی آج اتنی بھوک نہیں لگی۔۔۔ آدھا کپ میرا بھی پی لیں۔۔۔۔ "نور کی بات " پر ایمان نے بھی ہمت دیکھائی تھی

کیوں بھوک نہیں ہے جلدی سے دونوں اپنا دودھ فنش کرو۔۔۔۔ چائے مجھے آج پینی ہی " نہیں تھی اسی لئے میں۔ نے تمہاری ممی کو بنانے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ "سامنے رکھے بریڈ کو اٹھاتے ہوئے اصفر نے بات بدلی تھی۔۔۔۔ بریڈ پر جیم لگا کر اس نے وہی کھائے تھے۔۔۔۔ ساتھ پانی پینے لگا

بچوں کو دودھ بھی اپنے سامنے ختم کروایا تھا۔۔۔۔

نور اور ایمان کی باپ سے محبت دیکھ کر حممنہ تو جیسے رو دینے کو تھی۔۔۔ اس لئے صرف گرم گرم چائے کے گھونٹ ہی پی رہی تھی۔۔۔۔ اصفر نے ایک سلاٹس حممنہ کی طرف بڑھا دیا۔۔۔۔۔ تم کیا چائے پیے جا رہی لو ٹھیک سے ناشتہ کرو۔۔۔۔ "اصفر کی بات پر حممنہ نے غصیلی نظر " اس پر ڈالی۔۔۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے "یہ کہہ کر چائے پینے لگی"

ممی کھا لیں نا۔۔۔ آپ بالکل بھی اپنا خیال نہیں رکھتی ہیں "ایمان نے وہ سلاٹس اصفر سے " پکڑ کر خود حممنہ کے منہ کے قریب کیا تھا۔۔۔۔ ایمان کی جان تو دونوں میں بستی تھی لیکن ماں کی فکر زیادہ تھی

فکر تو انہیں میری بھی ہے "ایمان کی جانب دیکھ کر وہ سوچنے لگی پھر سلاٹس اس سے لیکر " کھا بھی لیا۔۔۔۔

بچے اصفہر کے ساتھ بیٹھ کر ہوم ورک کرنے لگے ہر اتوار یہی روٹین تھی انکی وہ ناشتے کے فوری بعد ہوم ورک کرتے تھے اور اسکے بعد گھومنے نکل جاتے تھے ---- پھر شام کو ہی لوٹتے تھے حمزہ گھر کے کام نمٹاتی رہتی تھی لیکن اس بار فٹافٹ سے بس کلنگ ہی کی تھی --- جب تک بچوں کا ہوم ورک کمپلیٹ ہوا تھا وہ کھانا بنا چکی تھی ----- جیسے ہی اصفہر بچوں کو باہر لے جانے لگا حمزہ بھی جانے کے لئے تیار ہوگئی ----

مجھے بھی ساتھ جانا ہے "حمزہ کو یوں تیار دیکھ کر اصغر حیران ضرور ہوا تھا۔۔۔۔ وہ کہاں ساتھ " جاتی تھی اسکے ساتھ۔۔۔ بچے بھی خوش ہوئے تھے

مُمی آپ بھی ساتھ جائیں گی واہ پھر اور بھی مزہ آئے گا۔۔۔۔۔، "بچے خوشی سے جھوم کر" بولے تھے۔۔۔ سرخ رنگ کے لونگ سویٹر کے ساتھ ہم رنگ اونی ٹوپی کے اس نے کھلے بالوں کے اوپر جلدی میں پہنی تھی کہ کہیں اسکے تیار ہونے میں دیر نا لگ جائے بچوں کو اصفر کے ساتھ زیادہ دیر اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اسلئے جانے کے لئے تیار تھی۔۔۔۔۔ گاڑی کے پیچھے بچوں کے ساتھ بیٹھنے لگی تو ایمان نے جگہ دینے سے انکار کیا تھا

"مُمی آگے بیٹھے ناڈیڈ کے ساتھ --- سب کی مُمی فرنٹ سیٹ پر ہی بیٹھتی ہیں ---"

"ایمان مجھے پیچھے ہی بیٹھنا ہے --- ہٹو پیچھے"

"نومی پلیز آگے بیٹھیں" ایمان بھی اپنے نام کا ایک تھا مجبورا حممنہ کو آگے بیٹھنا پڑا۔۔۔۔۔

اصفر کے دل میں تو جیسے بہاریں سی لوٹ آئیں تھیں۔۔۔۔۔ یہ اسکے بچے ہی تو تھے جو حممنہ کو واپس سے اس کے قریب لانے میں معاون ثابت ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

ابھی وہ راستے میں ہی تھے جب ہلکی ہلکی برف باری شروع ہوئی گئی۔ تھی۔۔۔۔۔ گاڑی اصفر نے وہاں کھڑی کی جہاں اور بھی بہت سی فیملیز برف باری سے لطف اندوز ہو رہیں تھیں۔۔۔۔۔

اور عجیب اتفاق تھا یا پھر اصفر کی دانستہ شرارت کہ جگہ وہی تھی جہاں اپنے ہنی مون کی واپسی پر حممنہ نے گاڑی خود رکوا کر برف باری میں خوب انجوائے کیا تھا۔۔۔ اس جگہ کو دیکھ کر ایک پل کے لئے حممنہ کی بے اختیار نظریں اصفر پر پڑیں تھیں۔۔۔ جس کے چہرے کی مسکراہٹ اسے زہر لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ گاڑی سے نیچے اتر کر وہ بیٹھنے کی جگہ تلاش کرنے لگی وہ ایک پارک تھا لیکن مسلسل برف باری کی وجہ سے اب وہاں صرف برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔ بہت سے بچے اور لڑکیاں برف کے گولے بنا کر ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔۔۔ کچھ نیوکیپلز بھی موجود تھے اور کچھ بچوں والے بھی۔۔۔۔۔ لیکن سب کے چہروں پر خوشی کے تاثرات تھے۔۔۔۔۔ سب ہی اس خوبصورت موسم کو انجوائے کر رہے تھے۔۔۔ سوائے حممنہ کے جو چاروں طرف نظریں گھومائے بیٹھنے کو بیچ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔۔ جو ایک کونے میں اسے نظر آ ہی گیا تھا۔۔۔۔۔ اس لئے برف پر چلتی ہوئی وہیں پہنچ کر بیٹھ گئی۔۔۔ نور اور ایمان دونوں برف کے گولے بنا

کر اصفہر پر پھنک رہے تھے --- اور وہ اپنا بچاؤں ہی کر رہا تھا۔۔۔ کچھ دیر بچوں کو ہستا کھیلتا دیکھ
 دل پر سکون ہوا تھا حمہ نے - ٹھنڈی گہری سانس بھری تھی --- وہ خوش تھے بہت خوش
 --- حمہ کے دل میں۔ ایک کسک سی اٹھی تھی خلش سی تھی --- کہ جو محبت اصفہر اب
 دیکھا رہا ہے --- اسکے لئے جو راہ اس نے اب اپنائی ہے کاش کے اسوقت اپنا لیتا --- تو پچھلے
 چھ سال اسکے بچے باپ کی محبت سے محروم نا ہوتے --- اصفہر کے لئے وقت رک گیا تھا شاید
 --- لیکن حمہ نے کے لئے نہیں --- چھ سال آگے بڑھ چکی تھی وہ --- ایک اور فرد اپنی
 پوری سچائی کے ساتھ اسکی زندگی میں آچکا تھا -- اب فارس سے کیا وعدہ اسے پیچھے کی جانب
 دیکھنے اور جانے کی اجازت نہیں دیتا تھا --- پانچ سال فارس نے صرف حمہ کو چاہا تھا
 --- اسکے فرض کو اپنا سمجھ کر نبھایا تھا ---

کیسے اس کے جذبات کو نظر انداز کر سکتی تھی --- خود غرضی دیکھا دیتی --- یہ بھی ایک سچ
 تھا کہ فارس کی محبت سے وہ متاثر ضرور تھی اس کی چاہت پر شک بھی نہیں کر سکتی تھی
 اسکی شرافت کی بھی دل سے قائل تھی --- ان پانچ سالوں میں اس نے کبھی اسے چھونے
 کی کوشش تک نہیں کی تھی --- نا ہی اکیلے پن کا کوئی ایسا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی
 --- ہمیشہ بچوں کی موجودگی ان کے درمیان حائل رہی تھی --- وہ بس ذو معنی بات ہی کرتا تھا
 ہنسی مزاق میں ہی دل کی بات کرنے کا عادی تھا ایک بہترین دوست کی طرح اس کا ساتھ دیتا آ

رہا تھا ---- اب اگر اس کا ساتھ چاہتا تھا تو حق میں تھا ---- کیسے انکار کر دیتی ---- مگر اب
 اصغر واپس آچکا وہ بھی اپنی ایک زندہ حقیقت کے ساتھ
 کیا اب بچے فارس کو باپ کی جگہ دے سکتے تھے ؟ --- یہ جان کر کے اصغر ان کا باپ ہے
 --- کیا فارس کو حممنہ کے شوہر کی حیثیت سے ایکسپٹ کریں گئے ؟ --- "ابھی وہ انہیں
 سوچوں میں گرم تھی جب برف کا گولا اس کے کندھے پر لگا تھا وہ بری طرح چونکی تھی ---
 سامنے کچھ فاصلے اصغر اور نور کھڑے تھے ہاتھوں میں برف کے گھولے بھی موجود تھے --- اور
 ایمان عین اسکی بیچ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ہی اصغر اور نور اس پر وہ برف کا گولا پھینکتے کمال
 مہارت سے وہ نیچے جھک جاتا ---- اس لئے برف کا گولا سیدھا حممنہ کے اوپر جا کر لگتا تھا ---
 پہلے کندھے پر لگا لگتے ہی برف سے اس کا پورا سویٹر سفید ہوا تھا دوسرا سر کی اوئی ٹوپی پر جس
 سے اسکے بال چہرہ سب سفید برف سے بھرے تھے لیکن اتنی زور سے نہیں مارا جا رہا تھا کہ
 اسے چوٹ لگے ---- وہ یک دم کی کھڑی ہو گئی اس لئے تیسرا اس کے بازو پر لگا تھا ---- اور
 سب کے سب اصغر کے ہاتھوں سے لگ رہے تھے ---- نور چھوٹی تھی وہ پوری قوت سے
 پھینکنے کے باوجود بھی آدھے راستے میں گر رہے تھے --- وہ غصے سے اصغر دیکھ رہی تھی جو
 بظاہر بچوں کو میں مگن تھا اور ایمان کو ایک بھی گولا نا پڑنے پر داد دے رہا تھا ----

ویلڈن بگ باس "اصفر نے ایمان کو انگوٹھا دیکھاتے ہوئے داد دی تھی --- اور ایمان " صاحب اس وقت خود کو واقعی مشن انوسبل کو حل کرنے والے ہیرو سمجھ رہے تھے -- دیکھا ڈیڈ میں نے کہا تھا نا آپ مجھے نہیں مار سکتے ---- یہ آپکے اور نور کے بس کی بات ہی " نہیں ہے ---- "ایمان بڑے اعتماد سے کہہ رہا تھا --- نور کے ماتھے پر بل پڑے تھے اس لئے اصفر کی جیکٹ کھنچنے لگی

ڈیڈ مان بھائی زیادہ ہی اترا رہا ہے آپ مزہ کیوں نہیں چکھا رہے اسے "نور کو اپنی ہار منظور" نہیں تھی

تو کیا خیال ہے مزہ چکھائیں پھر؟ "اصفر نے جھک کر آنکھ ونک کرتے ہوئے نور سے پوچھا " اس نے جوش سے اثبات میں سر ہلایا -- پھر ایک نشانہ سیدھا ایمان کے سر پر لگا تھا --- جس پر نور نے اچھل اچھل کر تسلیاں بجاتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا تھا اسی اثنا میں حمزہ غصے سے ہپھری ہوئی اصفر تک پہنچ گئی تھی نور ماں کو دیکھ کر خوش ہو کر بتانے لگی ----

ممی ہم نے مان بھائی کو ہرا دیا "حمزہ نے نور کو نظر انداز کر کے اصفر کو کینہ توڑ نظروں سے " دیکھا تھا

یہ کیا حرکت تھی "حمزہ کے سوال پر وہ بالکل انجان سا بن گیا"
کون سی حرکت ؟ "وہ دائیں بائیں دیکھنے لگا"

اس وقت اس کا سویٹر برف سے بھرچکا تھا بالوں پر بھی برف لگی ہوئی تھی --- اس نے " اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا

یہ سب؟ مجھ پر برف پھینکے کا کیا مقصد تھا؟ "وہ زچ ہوتے ہوئے بولی ""

میں کیوں پھنکنے لگا ایمان کی وجہ سے شاید میرا نشانہ چونک گیا ہو گا۔۔۔ تو شاید تمہیں لگ گیا " ہو۔۔۔۔۔ اب تمہاری طرح نشانے باز تو نہیں ہوں کہ ایک بھی چوکے۔۔۔۔۔ ایم سوری۔۔۔

لاؤ میں جھاڑ دیتا ہوں ایسی تو بڑی بات نہیں ہے "وہ انجان بنا بول کر اسکے بالوں اور سویٹر سے برف جھاڑنے لگا حمزہ جھٹ سے پیچھے ہٹی تھی ----

ایکسیوز می ---- دور رہیں مجھ --- میں خود بھی برف ہٹا سکتی ہوں "وہ تلخ لہجے سے بولی"

او کے آل رائٹ --- "وہ لا پرواہی سے کندھے اچکا کر بولا "

--- اتنی دیر میں ایمان بھی ان کے یاس پہنچ چکا تھا ---

ڈیڈ آپ نے چیننگ کی ہے --- نور کو اپنا پائٹر بنایا ہے --- اور میرے ساتھ کوئی بھی نہیں " ہے "وہ ناراض ناراض سا بولنے لگا

"دیکھو مجھے نور تو میری ہی پاٹنر رہے گی۔۔۔ تمہیں۔ زیادہ ہی ہے تو اپنی مُمی کو پاٹنر بنا لو"

اصفر نے ایمان کو نیا مشورہ دیا

نور تو خوشی سے باپ کا ہاتھ تھام چکی تھی

نہیں مجھے ایسا کچھ نہیں کھیلنا "حمنہ نے صاف انکار کیا تھا اور اپنے کپڑے جھاڑنے لگی "

ممی پلیز بن جائیں نا میری پاٹنر "ایمان نے منت کی تھی "

نو۔۔۔ مان میرا ایسا کوئی موڈ نہیں ہے "حمنہ نے سخت لہجے سے منع کیا "

" رہنے دو بگ باس تمہاری ممی کے بس کی بات نہیں ہے کہ مجھے اور نور کو بیٹ کر سکے "

اصفر نے جان بوجھ کر حمنہ کو اکسانا چاہا تھا

" واٹ ؟ میں بیٹ نہیں کر سکتی ؟ "

اولیس۔۔۔ تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ تم رہنے دو "حمنہ سے بات اس نے "

استرائیہ انداز سے کہی اور پھر نور کی طرف متوجہ ہو گیا

کیوں نور ممی نور سے جیت سکتی ہے کیا ؟ اصفر نے نور سے تصدیق چاہی "

نو چانس ڈیڈ "نور نے بھی باپ کا ساتھ دیا تھا "

نور "حمنہ نے حیرت سے نور کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ "

ممی آپ ٹینشن نالیں میں ہوں نا۔۔۔ ڈیڈ کے ساتھ ساتھ نور کو ہرا دوں گا۔۔۔ بس آپ "

مجھے فالو کرنا "ایمان نے ماں کو تسلی دی تھی۔۔۔۔۔ "

او کے لٹس پلے "یہ کہہ حمنہ ایمان کے ساتھ اپنی جگہ پر جا چکی تھی۔۔۔۔۔ پھر دونوں جانب "

سے وہ گولا باری شروع ہوئی کے اصفر کو بچنے کا موقع نہیں ملا تھا

--- ایک گھنٹہ کیسے گزرا تھا پتہ ہی نہیں چلا تھا لیکن بہت عرصے بعد حمنہ ہر غم کو بھول کر
بچوں سے ساتھ انجوائے کر رہی تھی ---- ناچوں کی ضروریات کے لئے ہاسپٹل میں اوور ٹائم
لگانے کی فکر تھی ---- ناگھر کے کاموں کو جلد از جلد نمٹانے کی فکر ---- ان پانچ سالوں میں
وہ ہسنا بولنا تو جیسے بھول ہی گئی تھی بس ایک ٹف روٹین لائف گزار رہی تھی ہاسپٹل ----
بچے ---- گھر کے کام ---- اکثر بچوں کے ساتھ لوڈو کیرم کھلتے ہوئے بھی اس کا ذہن کسی نا
کسی کام میں الجھا رہتا تھا۔ یا اپنے ماضی کی تلخیوں میں۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ بچے ہمیشہ فارس کی
کمپنی کو انجوائے کرتے تھے ---- وہ کھیلتے ہوئے ان کے ساتھ مزاق مستی بھی کرتا رہتا
تھا ---- اکثر نور کی معصومیت کام دیکھا جاتی تھی ---- اور وہ اسکے ساتھ مل کر ایمان کی شامت
لاتا تھا ----

لیکن اس ایک گھنٹے میں حمزہ کو کوئی خیال کوئی فکر ستانے نہیں آئی تھی --- وہ خوش تھی --- آخر میں جیتنے کے بعد ایمان کو سینے سے لگایا جو خوشی کے مارے ماں کے ہاتھوں چوم رہا تھا ---

ممی یو آر دا بسٹ ممی آف دا والد۔۔۔۔ "ایمان کی خوشی قابل دید تھی۔۔۔۔۔ نور کا منہ خفگی" سے پھولا ہوا تھا۔۔۔ باپ کا ہاتھ پکڑے بڑے غصے سے ایمان کو دیکھ رہی تھی دوسرے ہاتھ میں برف بھی پکڑ رکھی تھی۔۔۔ ایمان اب حمہ سے الگ ہو کر وہ نور چڑھا رہا تھا

میں نے کہا تھا نا میں نہیں بارو گا۔۔۔ "وہ یہ بولتے ہوئے نور کے پاس گیا تھا نور نے اپنا " برف والا ہاتھ ایمان کے سویٹر کے اندر ڈال کر ساری برف اس کے اندر ڈال دی تھی۔۔۔ وہ کانپ کے رہ گیا تھا نور بھاگ کر اصفر کے پیچھے چھپی تھی

نور کی بچی رک جاؤ۔ تم "ایمان وہیں۔ سے چلایا تھا حممنہ کے ساتھ اصفر بھی ایمان کے پاس " بھاگ کر پہنچا تھا جلدی سے اسکی شرٹ سے برف نکالنے لگے تھے کہ کہیں ٹھنڈا لگ جائے

نور بہت بری بات یہ کون سا مزاق ہے بھلا "حممنہ نے نور کو ڈانٹا تھا "

ممی مان بھائی نے چیئنگ کی ہے "نور اب بھی منہ پھلائے بول رہی تھی۔۔۔۔"

او کے اب کوئی نہیں لڑے گا بگ باس یہ چابی پکڑو اور گاڑی میں۔ بیٹھو بہت ہو گیا " انجوائے اب گھر جائیں گئے "اصفر نے جیکٹ کی جیب سے چابی نکال ایمان کو پکڑائی تھی دونوں بچے گاڑی طرف بھاگ کر جا رہے تھے۔۔۔

نور بھی کبھی کبھی پتہ نہیں کیا کرتی ہے "حممنہ اب بھی ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھ کر " رہی تھی

اس معاملے میں تو بالکل تم پر گئی ہے۔۔۔۔ ہار تے وقت تم بھی یہی کچھ کرتی تھی "اصفر " نے چور آنکھوں سے اسے دیکھ کر کچھ یاد دلانا چاہا تھا

واٹ ڈو یو مین اصفر --- "حمنہ نے اسکی جانب خفگی سے دیکھا تھا"

یاد ہے کاغان میں تم نے یہ سب میرے ساتھ کیا تھا۔۔۔ "اصفر نے اسے ان حسین دنوں کی یاد دلائی تھی جو اصفر کے لئے متاع زندگی تھے

وہ تو آپ نے چیئنگ کی تھی میرے ساتھ اس لئے "حمنہ کو بھی جیسے وہ وقت یاد آیا تھا"

"اب تم جھوٹ بول رہی ہو یاد کرو تم ہار رہی گئی تھی حمنہ"

نہیں آپ بھول رہے ہیں آپ نے چیٹ کیا تھا۔۔۔ "حمنہ اپنے موقف پر اب بھی قائم تھی

"کیا چیٹ کیا تھا"

آپ نے "وہ کہتے کہتے رک گئی تھی۔۔۔۔"

جو شرارت اس نے کی تھی وہ اب اسے دہرانہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اس لئے چپ ہو گئی اور

ایک معنی خیز مسکراہٹ سے سے دیکھتے ہوئے آگے بچوں کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔ اسے واپس

انہیں لمحوں کے حوالے کر کے جو شاید حمنہ کے لئے ایک حسین خواب تھے

وہ دن ایک خواب تھے۔۔۔۔ حسین ترین خواب۔۔۔

کاغان میں حمنہ نے برف سے بڑی مشکل ایک اسٹو بنایا تھا۔۔۔ اصفر وہیں بیٹھا اپنے موبائل

سے ہر اینگل سے اسی کی تصویریں لے رہا تھا

اصفر دیکھیں کتنا خوبصورت بنا ہے یہ --- الگ رہا ہے بلکل آپ کی طرح "حمنہ کی آنکھوں کی" میں شرارت ناچ رہی تھی --- اصفر موٹے بدھے برف کے بھالو کو دیکھ کر ہسنے لگا ہاں ہے تو بلکل میری طرح لیکن یہ حالت میری شادی کے دس سال بعد ہی ہو سکتی ہے " --- تمہاری سنگت میں رہ کر --- سوچوں اسوقت تم تو مجھ بھی ڈبل ہو جاؤں گی --- کیسی لگوں گی --- امیجن بھی نہیں ہو رہا۔ مجھ تو "یہ کہہ کر وہ ہسنے لگا جی نہیں --- میں تو آپ ہمیشہ ایسی ہی نظر آؤں گی فٹ اینڈ اسمارٹ" --- حمنہ نے اتراتے ہوئے کہا تھا ---

چلو دیکھیں گئے --- "اصفر حمنہ کو قریب کر کے ایک سیلفی لیتے ہوئے کہا" اصفر وہ دیکھیں --- نشانے باز --- مجھے بھی نشانہ لگانا ہے "سامنے ایک پٹھان غبارے ایک تخت پر لگائے اپنی بندوق لئے کھڑا تھا --- اسکے پاس زیادہ تر بچوں کا ہی رش تھا رہنے دو تمہارے بس کی بات نہیں ہے ایسے ہی ہار جاؤں گی --- تم بس یہ بے ڈھنگے سے " اسٹچو ہی بنا سکتی کو وہی بناؤں تو اچھا ہے واٹ --- آپ نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے --- میں کر سکتی ہوں "حمنہ نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کہا تھا ---

نے نیچے جھک کر ایک مٹھی برف سے بھری اور کھڑے ہوتے ہی اصفہر کے سویٹر میں ڈال دی
 -- اور خود آگے کی جانب بھاگ گئی

حممنہ یہ کیا شرارت ہے --- رکو ذرا تم بتاتا ہوں تمہیں میں "وہ اپنا سویٹر جھاڑتے ہوئے اسے"
 کہہ رہا تھا اور وہ بے تحاشہ ہنس رہی تھی
 یہ برنگ کی سزا ہے --- "حممنہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی"

ممی --- "ایمان اور نور کی آواز پر وہ چونکی تھی وہ گاڑی میں بیٹھے اسے پکار رہے تھے ---"
 وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگی --- زندگی کیا تھی اور کیا ہو کر رہ گئی تھی --- گاڑی میں بیٹھنے کے
 بعد اس نے دوبارہ اصفہر کی طرف نہیں دیکھا تھا

لیکن اسکی نظروں کی تپش مسلسل حمنہ کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی
 جانتا تھا کہ وہ کیوں چپ ہے کیا سوچ رہی کے کیا کچھ یاد آ رہا ہو گا --- محبت اگر اصفہر نے کی
 تو حمنہ نے بھی اسے بے تحاشہ چاہا تھا --- دیکھ اگر حمنہ نے اٹھائے تھے تو اصفہر نے
 بھی اسکی دردناک جدائی سہی تھی ---

گاڑی گھر کے بجائے کسی اور گھر کے سامنے کھڑی ہوئی تھی ---

ڈاکٹر حمزہ آپ سر کی وائف ہیں اور سر ابو جی کے عزیز۔۔۔ اس حوالے سے میں آپکو آپنی کہہ " دیا کرو۔۔ ڈاکٹر حمزہ کچھ فارمل سا لگتا ہے " لائبر خود اس سے بے تکلف ہونا چاہتی تھی اس لئے سب سے پہلے تو ڈاکٹر سے آپنی تک سفر طے کرنا ضروری سمجھا

ہاں کہہ دیا کرو۔۔۔ "چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے حمزہ نے خوش دلی سے اجازت دی تھی " پتہ ہے۔۔۔ پورے ہاسپٹل میں مجھے آپ ہی سے سوٹ اور سوٹ ڈاکٹر لگتیں تھیں اور سر " کے آنے بعد وہ اچھے لگتے تھے۔۔۔ اور آپ دونوں کو آج ایک ساتھ دیکھ کر مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ بتا نہیں سکتی۔۔۔ بہت اچھا کیل ہے آپ کا ماشاء اللہ سے۔۔۔ " لائبر واقعی خوش تھی۔۔۔۔ حمزہ بس ذرا سا مسکرا ہی پائی تھی۔۔۔۔

چائے بہت اچھی بنائی ہے تم اور کھانا بھی بہت مزے کا تھا " حمزہ نے موضوع بدلہ تھا " سچی۔۔۔ آپ کو پسند آیا۔۔۔۔ میں بھی امی سے یہی کہتی ہوں کہ میں کھانا مزے کا بناتی ہوں " لیکن۔۔۔ نہیں امی کو سو نقص نظر آتے ہیں۔۔۔ بار بار یہی طعنہ دیتیں ہیں کہ ساس کی چار سن کر تمہیں عقل آئے گی۔۔۔۔ " یہ کہہ کر وہ کھلکھلا کر ہسنے لگی۔۔۔۔

اور پتہ ہے میں امی سے کیا کہتی ہوں ؟ " لائبر اپنی بات ادھوری چھوڑ کر خود ہی ہسنے لگتی " تھی پھر دوبارہ بات مکمل کر کے پھر سے ہسنے لگتی تھی یہ اسکی عادت تھی۔۔۔ ایک

معصومیت بھری عادت

کیا کہتی ہو "حمنہ نے بھی مسکرا کر استفسار کیا"

یہی کہ ساس تو طعنے دے یا نادے آپ نے ضرور مجھے طعنے دے دے کر مار دینا ہے "یہ " کہہ کر وہ پھر سے ہسنے لگی

یہ مائیں بھی ناآپی --- ایسی ہی ہوتی ہیں --- انہیں بیٹیوں سے زیادہ انکے شوہر اور ساس " -- سسرال کی فکر کھاتی رہتی ہے --- "لائبہ کی بات پر حمزہ کو اپنی امی یاد آئیں تمہیں جو اصغر کے اچانک آجانے پر بوکھلا سی جاتیں تمہیں --- چھ قسم کے کھانے ٹیبل پر رکھنے کے بعد۔ بھی انہیں لگتا تھا کہ اب بھی اصغر کی خاطر میں کمی سی رہ گئی ہے --- ماں کی یاد اتنے ہی حمزہ کی آنکھیں آبدیدہ ہوئیں تمہیں

ہاں لائے! مائیں ایسی ہی ہوتیں۔ ہیں۔۔۔ بیٹی سے زیادہ اسکے شوہر اور سسرال والوں کی فکر " کرنے والی۔۔۔۔ اور اس فکر میں کبھی کبھی تو جان ہی دے بیٹھتی ہیں "یہ کہتے ہوئے حمزہ کی سسکی نکلی تھی ٹپ ٹپ آنسوؤں بہے تھے۔۔۔ لائے تو گم صم سی ہو گئی تھی۔۔۔۔ اسے کہاں سند، ہ تھا کہ وہ ہنسی مزاق میں حمزہ کے کون سے زخم ادھیڑ گئی ہے۔۔۔ حمزہ نے جلدی سے آنسوؤں پونچے۔۔۔

ایم سوری مجھے اپنی امی یاد آگئیں تھیں "حمنہ جلدی سے۔ خود کو سنبھالا تھا"

لائبہ نے اس ہاتھ تھام لیا

نہیں ایسی کوئی بات نہیں "اصفر نے جواب دیا۔۔۔ ہاتھ اور بازو سے رگڑ لگنے سے ہلکا ہلکا "خون رسنے لگا تھا۔۔۔ جب کسی کا ہاتھ اصفر کی بڑھا اصفر نے سامنے دیکھا تو فارس کھڑا اسکی طرف ہاتھ نڑھا رہا تھا تاکہ اصفر کو کھڑا ہونے میں سہارا دے سکے یہ بات اصفر کے لیے حیران کن تھی۔۔۔ لیکن اسوقت اسکے ہاتھ کا سہارا ہی اسکے لئے ضروری تھا اس لئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا فارس نے اسے کھڑا ہونے میں مدد دی تھی

اصفر کھڑا ہو گیا لیکن چوٹ گھٹنے پر بھی آئی تھی اس لئے چلنے میں دشواری پیش آرہی تھی۔۔۔ حیرت اسے یہ تھی فارس نے اصفر کو کھڑا کر کے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا اسے دھیرے سے اصفر کو چلاتے ہوئے اپنے ساتھ ہاسپٹل کے اندر لے گیا۔۔۔۔ اپنے روم میں کرسی پر بیٹھا دیا پھر نرس کو بلا کر اسے ٹائٹنس کا انجیکشن منگوا یا۔۔۔۔ اور بیڈجنگ کا سامان بھی۔۔۔ پھر نرس کو واپس۔۔۔ بھج دیا۔۔۔۔ انجیکشن اس نے خود بھرا تھا

پھر اس کے بازو پر لگایا۔۔۔ تاکہ سڑک کی چوٹ سے انفکشن نا ہو۔۔۔ پھر خود اس کے زخم کو ڈیپول سے صاف کرنے لگا۔۔۔۔ اصفر جتنا بھی حیران ہوتا اتنا کم تھا۔۔۔

کیا سوچ رہے ہو۔۔۔ یہی کہ میں تم پر اتنی مہربانی کیوں کر رہا ہوں۔۔۔۔ بہت سختی ہوں "۔۔۔ یا نرم دل ہوں۔۔۔ جو اپنے ہی رقیب کی کے ساتھ بھلائی کر رہا ہوں؟ اصفہر کے ذہن میں چلنے والی بات کو وہ بڑے آرام سے لفظ دے رہا تھا۔۔۔۔ ساتھ ساتھ اس کے زخموں پر دوا بھی لگا رہا تھا۔۔۔

ہاں سوچ تو یہی رہا ہوں۔۔۔۔ کہ دشمن سے مسیحائی کی امید تو نہیں ہوتی "اصفر نے بھی "اعتراف کیا تھا فارس دوا لگا چکا تھا اس لئے اس کے برابر کرسی پر بیٹھ گیا مسٹر اصفہر حسن کمال۔۔۔۔ میں ایسا نیک اور رحمدل ہرگز نہیں ہوں۔۔۔۔ کہ دشمن کی "مسیحائی کروں۔۔۔۔ ان سب کی اعلیٰ مثال تو صرف حمزہ ہی ہو سکتی ہے بس سمجھ لو کے اس کے ساتھ رہتے رہتے تھوڑا سا اچھا ہو گیا ہوں۔۔۔۔ جانتے ہو تمہارے باپ کا آپریشن کس نے کیا تھا اس دن؟ "فارس اب بالکل سنجیدگی سے بات کر رہا تھا کس نے "اصفر نے نا فہم نظروں سے فارس کی طرف دیکھا "حمزہ نے "یہ سن کر اصفہر متحیر ضرور ہوا تھا۔۔۔۔

تم اس وقت ملنا چاہتے تھے اس ڈاکٹر سے اپنے والد کے بارے میں پوچھنا چاہتے تھے لیکن "اس نے لیو لے لی تھی۔۔۔ اس لئے کہ تمہارا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اس وقت میں ہر بات سے انجان تھا اس لئے حمزہ کا تم سے اور حسن کمال سے یوں کترانا مجھے بھی عجیب لگا تھا

کہ جو لڑکی ہر مریض کے لئے اتنی حساس ہو جاتی ہے کہ انکی تکلیف پر آنسوؤں ٹپکانے لگتی ہے
تمہارے باپ کو دیکھنے تک نہیں آئی --- کیوں ؟ -- لیکن جب حمہ سے ساری حقیقت
معلوم ہوئی تو مجھے حیرت ہوئی تھی حمہ پر کہ تمہارے باپ نے اسکی ماں کے ساتھ جو کچھ کیا
تھا وہ معافی کے قابل تو پرگز نہیں تھا --- اور پانچ چھ سال بعد اللہ نے اسی مقام پر تمہارے
باپ کو بھی لا کر بیٹھا دیا جہاں کبھی حمہ کی والدہ تھیں --- جسے بے دردی سے مارنے سے پہلے
تمہارے باپ نے ایک منٹ کے لئے نہیں سوچا ---

لیکن یہ موقع جب اللہ نے حمزہ کو دیا تو اس نے کیوں بدلہ نہیں لیا ---- جب تمہارا باپ یہاں لایا گیا تھا وہ اللہ کے بعد پورے کا پورا حمزہ کے رحم کرم پر تھا ---- اور اگر وہ اس وقت اس کے آپریشن سے انکار کر دیتی تب بھی وہ مر جاتا ---- لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اسی طرح سے اسکی جان بچانے کے لئے وہ ہر کوششیں کی جو ہر مریض کے لئے کرتی ہے ---- پچھلے پانچ سال سے میں اسے جانتا ہوں ہر آپریشن کے بعد وہ دو رکعت نفل پڑھ کر - مریض کی صحت یابی کے لئے دعا ضرور کرتی ہے اور جب میں حسن کمال کے آپریشن کے بعد اسکے کمرے میں چائے لیکر گیا تھا تب بھی نماز سے فارغ ہوئی تھی ---- ہے نا عجیب لڑکی ؟ "فارس نا جانے اسے کیا باور کرنا چاہ رہا تھا ---- اصر کسی مجسمے کی طرح بیٹھا تھا ---- چپ گم ---- جیسے اس حقیقت کے بارے

میں کہنے کے لئے اسکے پاس سب لفظ کھو چکے ہوں

یہ بات مجھے کئی دن تک پریشان کرتی رہی کہ جب اللہ نے۔ حمزہ کو بدلہ لینے کا موقع دیا تو اس نے بدلہ کیوں نہیں لیا جب مجھ سے رہا نہیں گیا تو میں نے اس سے پوچھ ہی لیا۔۔۔ جانتے ہو اس کا جواب کیا تھا؟۔۔۔۔۔ "فارس کے استفسار پر اصفر کے گلے میں اتنی گرہیں پڑ چکیں تھیں بولنا مشکل لگ رہا تھا بولتا کیسے فارس مسکرا نے لگا تم کیا پوچھوں گئے میں تمہیں بتا دیتا ہوں"

اس نے کہا

فارس یہ میرا فرض تھا۔۔۔۔۔ شاید میرے رب کی طرف سے میرے ایمان کا امتحان؟۔۔۔۔۔ وہ میرا مریض تھا اور اللہ نے مجھے اس پر مسیحا بنا کر کھڑا کیا تھا۔۔۔ میں کیسے نا انصافی کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ جانتے ہو میرے ابا

کہا کرتے تھے کہ حمزہ ہم بہت کمزور انسان ہیں نفس کے ہاتھوں بک جانے والے۔۔۔۔۔ اس لئے اپنے فرض اور ایمان کا موازنہ جب نفس کے سامنے ہو تو فیصلہ فرض اور ایمان کے حق کر دینا گو کہ یہ بہت مشکل امر ہے۔۔۔۔۔ ہم نبیوں اور صحابہ جیسا ایمان۔۔۔ تقویٰ اور حوصلہ نہیں رکھتے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے قبیلے کے لوگوں سے زخم

اس لئے جب میں آپریشن تھیٹر میں داخل ہوئی تو پہلے میرے کانوں میں حسن کمال کے جمعلے گونجے تھے تکبر سے بھرے ہوئے پھر اس کے بے جان ہوتے وجود پر نظر پڑی جس میں نا دعوا تھا۔۔۔ نا تکبر۔۔۔ بس بے بسی تھی لاچار تھی۔۔۔۔ پھر اپنی امی کا چہرہ بھی نظر آیا

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 710
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/923061756508)

اس لئے میں نے بھی تمہارے ساتھ آج یہ چھوٹی سی نیکی کر لی --- حمنہ کے ساتھ رہ کر " بہت کچھ سیکھا ہے میں نے ---- تم میرے رقیب ہو لیکن مفت کا مشورہ دیتا ہوں تمہیں ---- اسے زبردستی اپنے ساتھ باندھ کر مت رکھو ---- آزاد چھوڑ کر اسے وہ فیصلہ کرنے دو جو وہ کرنا چاہتی ہے ---- جس میں اسکی خوشی ہو اسکی رضا ہو " فارس نے کالج اس بار تھوڑا سخت ہوا تھا اصفر کے پتھر وجود میں سب سے پہلے آنکھوں میں جنبش ہوئی تھی آنکھوں میں مٹھرے آنسوؤں پلکوں کی بار سے نکل کر گرے تھے ---- پھر کپکپاتے ہونٹوں سے اس نے بست شروع کی تھی

ٹھیک کہہ رہے تھے --- مجھے اسے زبردستی اپنے ساتھ باندھنا نہیں چاہیے آزادانہ فیصلہ کرنے " کا پورا حق دینا چاہیے --- اور میری بھی یہی خواہش تھی ---- اسے ہر حقیقت سے آشنا کر دوں پھر اسکی مرضی ---- وہ مجھے منتخب کرے یا۔ چھوڑ دے --- لیکن وہ کچھ سننا ہی نہیں چاہتی تھی ---- اب بھی کچھ نہیں سن رہی --- میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ جذبات میں آکر ایک غلط فیصلہ کر جائے --- اور بعد میں جب اس پر حقیقت کھلے تو اس کے پاس پچھتاوے کے علاوہ کچھ نا ہو ---- مجھے تو خیر چھوڑ ہی دو ---- لیکن اس کے ایک غلط فیصلے سے ، زندگی صرف حمنہ کی ہی نہیں بہت سے ان لوگوں کی برباد ہو گئی جو اسکے ساتھ جڑے ہوئے ہیں

اور اوس کی کی طرح بد گمانیاں بھی کہیں ہوا ہو جاتی ہیں --- بس محبت برقرار رہتی ہے ----

----- عورت پہلی شادی دل کی خواہش اور محبت سے کرتی ہے --- اور دوسری شادی

عورت کے لئے محض سمجھوتا اور اسکی مجبوری ہوتی ہے ----

کیا تم ایسی عورت کے ساتھ زندگی گزار سکتے ہو جو تمہاری احسان مندی کے ساتھ مجبوراً تمہارے

ساتھ رہے۔۔۔۔۔ تمہیں لگتا کہ حمزہ تم سے محبت کرتی ہے؟ میرے خیال سے تم بھی اسے

آزاد چھوڑ دو اسے اپنے احسانوں میں مقید مت کروں ---- پھر دیکھوں وہ کس کے حق میں

فیصلہ کرتی ہے ---- "یہ کہہ اصفروہاں سے کھڑا ہو گیا لڑکھڑاتے ہوئے اس کے کمرے سے

نکل گیا اس بار چپ تو فارس بھی ہو چکا تھا۔۔۔۔

یہ بات تو حمنہ فارس سے کہہ چکی تھی کہ اگر وہ کبھی فارس کو شریک حیات کے لئے چنتی تو

صرف بچوں کی خاطر اپنے لئے ہرگز نہیں۔۔۔۔

ایک فی سوچ اگر فارس نے اصفہر کے سامنے لا کر رکھی تھی اور ایک نئی سوچ تحفے میں وہ بھی

اسے دے کر جا چکا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت قابل رحم صرف حمزہ تھی۔۔۔۔ جو رشتوں کے الجھے ہوئے دھاگوں میں پھنس کر رہ

گئی تھی۔۔۔

گھر پہنچ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا بھوک مر چکی تھی ---- آج بچوں کے کمرے میں بھی نہیں گیا تھا جو کچھ سن کر آ رہا تھا ---- ایک اذیت تھی اس کے لئے ---- کیا وہ واقع ایسی پاکیزہ اور مضبوط ایمان رکھنے والی عورت کو ڈیزو کرتا تھا ؟

یقیناً نہیں ---- آنسوؤں کی رفتار میں تیزی آئی تھی ---- اسکے باپ نے کیا کیا تھا اس کے ساتھ اور بدلے میں حممنہ نے کیا کیا تھا انکے ساتھ ---- ؟ کیا وہ قابل بھی ہیں کہ حممنہ سے معافی بھی مانگ سکیں ---- شاید فارس ٹھیک کہتا ہے ---- میں خود غرضی سے کام لے رہا ہوں ---- میری محبت آج بھی اسکے لئے خود غرض ہے آج بھی مجھے یہ امید ہے وہ مجھ سے محبت کرتی ہے ---- کیسے کر سکتی ہے ---- جس کی ماں کو میرے باپ نے بے دردی سے مار دیا جسے میرے باپ نے زہر کا انجکشن لگانے سے بھی گریز نہیں کیا ---- وہ کیسے مجھ سے محبت کر سکتی ہے ---- "کسی چھوٹے بچے کی طرح رو رہا تھا ----

رات بہت اندھیری تھی اور طویل۔ بھی یا شاید اصفر نے جاگ کر گزاری تھی اس لئے اسکی طوالت زیادہ لگ رہی تھی ----

صبح وہ چپ چاپ ساتھ ---- چوٹوں میں اکڑن سی محسوس ہوئی تو کراہنے پر مجبور ہوا تھا اتنی بہمت نہیں تھی کہ ہاسپٹل جاسکے ---- لیکن اپنی ڈیوٹی اسے نبھانی تھی ---- با مشکل تیار ہو کر وہ باہر آیا تھا بہت کچھ سوچ چکا تھا ---- کہ بہت جلد وہ حممنہ سے بات کرے گا ---- اور پھر بنا

کسی زور زبردستی کے اسے آزاد نہ فیصلے کرنے کے لئے بالکل آزاد چھوڑ دے گا پھر اسکی قسمت کہ اللہ اسے معاف کر کے اسکی محبت اسے لوٹا دے یا پھر اسکے گناہوں کی سزا لیتے ہوئے اسے تہی دامن رہنے دے۔۔۔ لیکن اس کے یوں لڑکھڑانے پر دونوں بچے بے چین ہوئے تھے۔۔۔

ڈیڈ کیا ہوا آپ کو "دونوں نے بیک وقت پوچھا تھا حمزہ کے چہرے پر بھی فکر مندی تھی لیکن"

لب خاموش تھے

بس ذرا سا ایکسڈنٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔ زیادہ چوٹ نہیں لگی "پہلی بار وہ سنجیدہ سا بیٹھا تھا ورنہ " بچوں سے ہنسی مزاق ضرور کرتا تھا۔۔۔

بچوں کو اسکول میں۔ چھوڑ دوں گی۔۔۔ آپ ناشتے کے بعد آرام کر لیجیے گا "حمزہ نے پہلی بار" سلاٹس پر جیم لگا کر اسکی پلیٹ میں رکھا تھا۔۔۔ چہرے سے بھی پریشان۔ لگ رہی تھی۔۔۔ نہیں اتنی خطرناک چوٹ بھی نہیں آئی کے گھر بیٹھ جاؤں۔۔۔ "پلیٹ سے سلاٹس اٹھا کر وہ" کھانے لگا

ہاں لیکن چوٹ تو آئی ہے نا۔۔۔۔۔ "وہ برجستہ بولی تھی "

ڈیڈ آپ ایک دو دن ریسٹ کر لیں نا "نور کے معصوم سے چہرے پر فکر مندی سی تھی"

میری جان میں بالکل ٹھیک ہوں ---- کچھ نہیں ہوا ہے --- مجھے "اصفر نے نور کا چہرہ"

اپنے دونوں ہاتھوں میں لیکر کہا ---

نور ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے --- دو دن سے کوئی فرق نہیں پڑے گا --- کبھی بچوں کی بھی "مان لینی چاہیے" حممنہ یہ کہہ کر برتن اٹھانے لگی --- جانتا تھا کہ بچوں کے پیچھے یہ آرزو کس کی ہے --- چہرے پر فکر مندی اور بے چینی تھی --- جب بھی وہ یہ سوچنے لگتا تھا کہ اسے پیچھے ہٹ جانا چاہیے حممنہ کا رویہ اسے کچھ اور ہی سوچنے پر مجبور کرنے لگتا تھا --- حممنہ بچوں کے ساتھ جا چکی تھی --- ڈاکٹر بیگ کی بھی کال آئی تھی اسکی خیریت ہی پوچھ رہے تھے --- شاید حممنہ نے بتایا تھا یا فارس نے لیکن وہ بھی اسے دو تین دن ریسٹ کا مشورہ دے رہے تھے --- لائبر کو جب پتہ چلا کہ اصفر کے چوٹ لگ گئی ہے تو وہ شام کو ہی منزل صاحب کے ساتھ انکے گھر پہنچ گئی تھی --- کافی دیر منزل صاحب اصفر کے پاس بیٹھے رہے اور لائبر حممنہ سے باتیں کرتی رہی --- اصفر نے کھانے سے بھی انکار کر دیا تھا --- کہ موڈ نہیں ہے اس لئے

رات کو ایک نیم گرم دودھ کا گلاس نور اصفر کے کمرے لائی تھی --- وہ بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا عموماً حممنہ بچوں کو اصفر کے کمرے میں بھی جانے نہیں دیتی تھی --- نور کو دیکھ اصفر نے سگریٹ ایش رے میں بجھائی تھی --- وہ بہت دھیرے دھیرے سے چل رہی تھی چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے دودھ کا گلاس پکڑے یہ دڑتا تھا کہ کہیں گرنا جائے پھر اصفر کے سامنے کر کے بولی

ہمم۔۔ فرینڈ شپ میں اپنے فرینڈ سے کچھ چھپاتے نہیں ہیں اور اسکی بات بھی مانتے ہیں "

"۔۔۔ اس لئے سب سے پہلے یہ بتاؤں گے یہ دودھ کس نے میرے لئے بھیجا ہے

میں خود لائی ہوں "نور نے جھجک کر جواب دیا "

فرینڈ سے جھوٹ نہیں بولتے نور "اصفر نے اسکا چہرہ اپنی جانب کیا"

اچھا تو پھر کان ادھر لائیں "نور نے دھیرے سے کہا اصفر اسکے قریب ہو گیا۔۔۔۔"

مُمی نے دیا تھا۔۔۔ کہا تھا تمہارے ڈیڈ نے کھانا بھی نہیں کھایا۔۔۔ اس لئے یہ انکو دیدو اور یہ
مت کہنا کہ میں نے دیا ہے کہنا کہ نور نے دیا ہے "نور سادی بات اسکے کان میں بتائی تھی
ابھی وہ نور سے بات کر ہی رہا تھا جب ایمان بھی اسکے کمرے میں آگیا۔۔۔ ہاتھ میں زخموں
والی ٹیوب پکڑے ہوئے۔۔۔

ڈیڈ لائنیں میں آپکے ٹیوب لگا دو جلدی سے آرام آ جائے گا۔۔۔۔ "ایمان اس کے پاس بیٹھ کر"

لولا۔۔۔۔

اصفر ٹیوب اسکے ہاتھ سے پکڑ لی

یہ میں خود بھی لگا سکتا ہوں --- تم دونوں یہ دودھ پیو جلدی سے "اصفر نے دودھ نور کے منہ کے قریب کیا

نوڈیڈ یہ آپ کے لئے ہے "نور نے منع کر دیا"

اتنا سارا میں نہیں پی سکتا اس لئے چلو جلدی سے تھوڑا س تم دونوں پیو "دونوں بچوں کو"
دودھ آدھا گلاس پلا کر پھر اس نے خود پیا تھا ----

دوسرے دن لائبہ کی ڈیوٹی شام کو ختم ہونی تھی لیکن وہ دوپہر کو ہی چھٹی مانگ رہی تھی حمزہ سے اسکی اچھی دوستی ہو چکی تھی اس لئے سوچا کہ حمزہ کے گھر چلی جائے اسکی ہیلپ بھی کروادے گی اور باتیں بھی ہو جائیں گئیں --- لیکن مشکل یہ تھا کہ چھٹی اسے فارس سے لینا تھی --- اس کا دروازہ ناک کر کے اس نے کھولا اجازت مانگ کر اندر چلی آئی ---

سر مجھے چھٹی چاہیے "لائبہ نے ہلکتے موبانہ انداز سے بات شروع کی تھی "

"کس خوشی میں "

"خوشی میں نہیں --- غم میں --- مجھے کسی عیادت کے لئے جانا ہے"

او کے یہاں سائن کریں اور جائیں "فارس نے تفصیل نہیں پوچھیں تھی --- ایک رجسٹر"

اسکے سامنے رکھا تھا لائبرے نے سائن کیا اور اسکے کمرے سے نکل گئی --- لیکن کوریڈور میں کی

اسے ڈاکٹر زینب مل گی

"تم یہاں کیا گھوم رہی ہو جاؤں لیڈیرواڈ میں تمہاری ڈیوٹی ہے نا"

میں نے چھٹی لے لی ہے --- ڈاکٹر اصفر کے چوٹ لگ گئی تھی پرسوں میں انکی عیادت "

کے لئے جارہی ہوں "لائبہ نے صاف جواب دیا تھا

اچھا وہ کیسے "ڈاکٹر زینب نے فکر مندی سے پوچھا --- "

ایکسڈنٹ ہو گیا تھا "لائبہ کے بتانے پر ڈاکٹر زینب فکر مند سی نظر آ رہیں تھیں "

"اچھا کچھ دیر رک جاؤں میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں "

آپ کیوں ---- وہ بھلا آپ کے کیا لگتے ہیں "لائبہ کو ڈاکٹر زینب کی فکر مندی اچھی نہیں " لگ رہی تھی

"تو تم کیوں جارہی ہو تمہارے کیا لگتے ہیں "

میرے تو ابو جی کے دور کے رشتے دار ہیں اس لئے ---- اور ویسے بھی وہ شادی شدہ ہیں "

--- ڈاکٹر حممنہ کے ہسپتال ہیں "لائبہ نے اسے یہ معلومات جان بوجھ کر فراہم کی

ہاں معلوم ہے مجھے ---- ویسے اس معاملے حممنہ بڑی لکی نکلی --- تمہیں پتہ بہت بڑے "

ڈاکٹر کا بیٹا ہونے کے ساتھ ساتھ خود بھی بہت سمجھدار ڈاکٹر ہے اور دیکھنے بھی زبردست

پرنسپل کا مالک ہے ایسا جس کی ہر لڑکی آرزو کرے "ڈاکٹر زینب کی آنکھوں میں ستائش سی

تھی پتہ نہیں کیوں لیکن لائبہ کو برا سا لگا تھا

یہ کون سا مشکل کام ہے --- مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے --- آپ " کوپتہ یہ ڈاکٹر زینب ہے نا --- بالکل اچھی نہیں ہے " لائبر کھیرا چھیل چکی تھی اب اس کے " گول گول کتلے کاٹتے ہوئے بتانے لگی

ڈاکٹر زینب --- کیوں بھئی --- بہت اچھی تو ہیں --- تمہیں کیوں اچھی نہیں لگیں " حمنا " کو لائبر کی بات پر حیرت تھی

آپ نا بہت بھولی آپی آپ کو نہیں پتہ نظر رکھتی سر پر --- آج بھی کہہ رہیں تھیں حمنا " بہت لگی ہے --- ڈاکٹر اصفر کی پر سنیلٹی بہت اچھی ہے --- وغیرہ وغیرہ " لائبر تپے ہوئے بتا رہی ساتھ ہی ساتھ کٹے ہوئے کھیرے بھی کھا رہی تھی ---

اس میں برا کیا ہے لائبر --- " حمنا سوپ میں چمچہ چلاتی ہوئی کہنے لگی --- "

لو جی آپ کو یہ بھی نہیں پتہ --- آپی --- چیل کی نظر رکھا کریں ڈاکٹر زینب پر --- کیونکہ " یہ شوہر ذات ہے نا --- اس معاملے میں بالکل بھروسے کے قابل نہیں ہوتے --- یہاں کسی لڑکی نے مسکرا کر دیکھا نہیں تو دل اچھل کر اس کے پہلو میں جا گرتا ہے ان مردوں کا --- اس لئے بیویوں کو بہت ہوشیاری سے رہنا چاہیے " لائبر کی بات سن کر حمنا کی ہنسی بے ساختہ تھی لائبر تقریباً کٹا ہو پورا کھیرا کھا چکی تھی ---

آپ ہنس رہی ہیں آپ؟ ---- "لائبہ کو حممنہ کی ہنسی پر حیرت تھی ---- وہ شلف سے اتر" کمر حممنہ کے برابر جا کر کھڑی ہو گئی

تم بھی نا لائبہ ---- بات ہی ایسی کرتی ہو "حممنہ نے مدافعانہ انداز سے کہا "

ارے میں سچ کہہ رہی ہوں --- بڑی حسرت بھری نظروں سے سر کو دیکھتی ہے وہ اور "

ٹھنڈی آہیں بھی بھرتی ہے ---- آپ کو چاہیے اسے گھور گھور کر دیکھا کریں ---- اس عمر میں بھی اگر کوئی عورت ابو جی کو دیکھ لے تو امی ایسے گھورتی ہیں کہ جیسے زندہ نکل لیں گی --

سیدھی ہو جاتیں ہیں ایک دم سے --- اور ابو بھی گھبرا جاتے ہیں ---

آپ بھی سر پر نظر رکھا کریں ابھی تو ویسے بھی جوان جہان ہیں اوپر سے اسمارٹ بھی ہیں ---

لائبہ کسی داناؤں کی طرح حممنہ کو نصیحت کر رہی تھی --- لیکن حممنہ اسکی باتوں کو صرف "

انجوائے ہی کر سکتی تھی --- یا ہنس سکتی تھی --- جو وہ کر رہی تھی ---

آپ ہنس کیوں رہیں ہیں ---- میرے خیال سے تو آپ کو غصہ آنا چاہیے "لائبہ کی سمجھ "

سے حممنہ کی ہنسی بالکل بلا تر تھی

"اس لئے کہ تم اصفر کو جانتی نہیں ہو ---- وہ ایسے ہرگز نہیں ہیں --- , "

یہی ---- یہی بات تو عورت کو بعد میں رونے پر مجبور کرتی ہے ---- اس کا اندھا اعتماد "

---- امی کہتی ہیں یہ مرد بڑے گھنے میسنے ہوتے ہیں --- بیوی کے سامنے بڑے نیک اور

اصفر کو پیاس لگی تھی لیکن پانی کا جگ خالی تھا۔۔۔ اس لئے خود ہی اٹھ کر لڑکھڑاتے ہوئے چل کر کمرے سے باہر آیا لیکن کچن میں حممنہ کے ساتھ کسی کی آوازیں بھی آرہیں تھیں۔۔۔ کچھ موضوع بحث بھی وہی تھا۔۔۔۔ لائبر کی باتیں عام روائتی مردوں کے مطلق ہی تھی جیسا عام طور پر تبصرہ ہوتا ہے۔۔۔ حممنہ کے جواب نے اسے پل بھر کے لئے ساکت سا کیا تھا۔۔۔۔ وہ اس پر اعتبار کرتی تھی۔۔۔۔ اس کے کردار کی اچھائی کو بھی مانتی تھی۔۔۔ ورنہ اگر ہمیں کسی سے نفرت ہو تو اسکی اچھائی بھی برائی ہی لگتی ہے۔۔۔ ہم اس کی اچھی بات کا کبھی اعتراف نہیں کرتے اسے بھی برائی کے چشمے سے ہی دیکھتے ہیں۔۔۔۔ وہ وہیں سے پلٹ کر واپس کمرے میں آگیا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر حممنہ اسکے کمرے میں سوپ لیکر آئی تھی۔۔۔۔

مجبوراً ہی صحیح لیکن وہ اسکے پاس سوپ رکھ کر وہیں بیٹھ گئی۔۔۔۔ اصفر نے ایک نظر حممنہ طرف دیکھا وہ متذبذب سی تھی۔۔۔ پھر سوپ کا پیالہ ٹرے سمیت اپنے سامنے رکھ لیا کہنوں پر رگڑ لگنے سے اکڑن سی تھی بازو موڑنے تکلیف ہوتی تھی

اس لئے سوپ پینے میں وہ با مشکل ہی چمچ منہ تک لے جا پا رہا تھا۔۔۔ حممنہ کی نظر پڑی تو نا جانے کیوں ترس سا آنے لگا تھا تکلیف کے آثار اسکے چہرے پر دکھ رہے تھے۔۔۔ بازو ہلانے جلانے سے کہنوں سے ہلکا سا خون رسنے لگا تھا جو شرٹ کے بازو سے نظر آ رہا تھا۔۔۔۔ بے اختیار ہی حممنہ نے چمچ اسکے ہاتھ سے لیا تھا۔۔۔۔

میں۔۔۔ کھلا دیتی ہوں "چمچ سے وہ اسے سوپ پلانے لگی تھی۔۔۔۔"

ایکسڈنٹ کیسے ہوا تھا؟ "حمزہ نے یہی سوال کہ ابتدا کی تھی "

کیوں فارس نے نہیں بتایا "نا چاہتے ہوئے بھی وہ لفظوں کی تلخی چھپا نہیں پایا تھا۔۔۔"

فارس کے سامنے ہوا تھا؟ "حممنہ کے چہرے پر نا فہمی دیکھ وہ بات بدل گیا تھا"

جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔۔۔ اب بار بار کیا ذکر کروں۔۔۔۔۔"

حمنہ میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا جنہیں جاننا تمہارے لئے بہت ضروری ہے "اصفر کو"

حمنہ اکیلے میں کم ہی نظر آتی تھی --- اور بچوں کے سامنے وہ یہ باتیں کرنا نہیں چاہتا تھا نور تو

خیر لاپرواہ تھی لیکن ایمان ہر بات کو غور سے سننے اور سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔۔۔

اگر ان باتوں کا تعلق ماضی سے ہے تو مجھے کچھ نہیں سننا --- ہاں بچوں کے حوالے سے ہے "

تو سن لوں گی ---- "آخری چمچ وہ اسکے منہ ڈال کر بولی

میری اور تمہاری زندگی کے بارے میں۔ جس کا تعلق ماضی سے ہے لیکن اسے جان کر ہمارا " مستقبل شاید بدل جائے ---- "حمنہ نے پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔ اور دراز کھول کر ٹیوب نکال کر اسے دینے لگی

یہ اپنے زخموں پر لگا لیں۔۔۔ خون رس رہا ہے "حمنہ نے اسکی کہنیوں کی طرف اشارہ کرتے " ہوئے کہا

"میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے "

مجھے کچھ نہیں سننا اصفر۔۔۔۔ ان سے میری زندگی بہت آگے بڑھ چکی ہے۔۔۔ ماضی " میرے لئے صرف ایک تلخ یاد کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔۔۔۔ "اصفر کے ہاتھ میں ٹیوب رکھ کر وہ اٹھنے لگی تھی لیکن وہ ہاتھ پکڑ چکا تھا

اگر زحمت نا ہو تو پلیز تم یہ دوا لگا دو مجھ سے لگتی نہیں ہے "اسے روکنے کے لئے بھی اصفر " بہانے تراشنے پڑتے تھے۔۔۔

حمنہ نے اس کے بازو سے شرٹ فولڈ کر کے دوا لگانے لگی۔۔۔

کافی زیادہ رگڑیں لگیں تھیں پورے بازو ہی زخمی تھے۔۔۔

کمر پر بھی ہے اور وہاں میرا ہاتھ نہیں جاتا "اصفر کی بات پر کچھ دیر وہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی "

*****

بلکل ٹھیک آپ اب ہم سے ملنے کیوں نہیں آتے "نور نے شکوہ کیا تھا"

تم لوگ کون سا مجھے مس کرتے ہو "فارس نے جلے دل سے کہا"

ایسی بات نہیں ہم تو آپ کو اب یاد کرتے ہیں --- بس ڈیڈ کی وجہ سے ذرا کم کرتے ہیں "

ایمان نے صاف گوئی اپناتے ہوئے کہا تھا

ممی کہاں ہے تمہاری "فارس کو حمزہ کہیں نظر نہیں آرہی تھی --- "

"کچن میں ہوں گی "ایمان نے کندھے اچکا کر کہا " "نہیں وہ کمرے میں ہیں سر کے پاس "

لائبہ فوراً سے بولی ---

"کون سر؟ "

ڈاکٹر اصغر "لائبہ نے دھیرے سے بتایا اصغر کا یہ سن پارہ چڑھنا شروع ہوا تھا "

"کس کمرے میں "

وہ سامنے والے "لائبہ نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا فارس اس کمرے کی جانب بڑھنے لگا "

لیکن لائبہ تیزی سے آکر اسکے سامنے کھڑی ہو گئی

یہ آپ کہاں گھسے چلے جا رہے ہیں ---- بری بات ہے "لائبہ کو فارس کا یوں بے دھڑک اندر "

جانا مناسب نہیں لگ رہا تھا

یہ تم مجھے بتاؤں گی کیا اچھی بات ہے اور کیا بری بات ہو تیچھے "فارس نے یہ کہہ دائیں " جانب سے اندر جانا چاہا لیکن لائے پھر سے اسکے سامنے آئی

اتنے بڑے ہو کر آپ کو یہ سمجھ آتی کے میاں بیوی کے کمرے میں یوں بنا اجازت کے " نہیں جاتے " لائے کی بات پر اسے تپ سی چڑھنے لگی تھی

اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہارا سر نا چھاڑ دوں تو ہٹو میرے سامنے سے "فارس کے غصے کو"

دیکھتے ہوئے وہ ہٹ گئی

فارس نے بس دو بار ہی ناک کیا تھا اور دروازے کا نیب گھوما کر دروازہ کھول دیا۔۔۔۔ اتفاق تھا اسوقت اصغر بنیان پہنے ہوئے تھا اور حمزہ اسکے کندھے سے کچھ نیچے لگے زخم پر دوا لگا رہی تھی۔۔۔ یوں اچانک سے دروازہ کھلنے پر دونوں ہی چونک گئے تھے اور فارس کا تو یہ دیکھ غصے سے برا حال ہوا تھا۔۔۔۔ لائبہ بھی اس کے پیچھے کھڑی تھی۔۔۔ فارس کو دیکھ کر حمزہ نے فوراً سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔

کتنی بار تم سے کہا کے حمزہ کے جب کمرے میں آیا کرو۔ تو دروازہ ضرور لاک کیا کرو "اصفر"

فارس کے غصے کو بھانپ گیا تھا لیکن اس پر بہت کچھ جتنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ دل میں شکر کر رہا تھا اچھا ہے کہ اسوقت یہاں آگیا شاید یہ دیکھ کر پیچھے ہٹ جائے

فا۔۔۔۔۔ رس۔۔۔۔۔ تم "حمزہ تو اس سچویشن کو ہی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔۔"

پانچ منٹ میں باہر آؤں مجھے بات کرنی ہے تم سے "قمر برساتی نظروں۔ سے یہ کہہ وہ دھاڑ"

سے دروازہ بند کے گھر کے باہر جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔

اصفر شرٹ پہنے لگا۔۔۔ حممنہ نے ٹیوب وہیں چھوڑی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔ لائبہ باہر ہی کھڑی تھی حممنہ کو دیکھ کر صافس دینے لگی

میں نے تو بہت کہاں تھا ان سے کے یوں منہ اٹھا کے کمرے میں نہیں جانا چاہیے لیکن وہ "

تو جی "لائبہ کی بات حممنہ نے مدافعانہ انداز سے سنی تھی

کہا ہے وہ "حممنہ نے لاونج میں فارس کو ناپا کر پوچھا"

باہر چلے گئے "لائبہ نے باہر کے دروازے کی اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ حممنہ تیزی سے باہر "

"نکل گئی وہ باہر ہی کھڑا تھا

فارس "حممنہ اس کے پاس آکر بولی فارس غصے سے بھپیرے ہوئے بولا"

کیا تھا یہ سب حممنہ "غصے کے مارے اسکا سانس پھول رہا تھا"

"کچھ بھی نہیں تھا فارس میں صرف دوا لگا رہی اور بس"

حممنہ میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ بہت ہو چکا۔۔۔۔ تمہارے وعدے کے سہارے میں سالوں "

نہیں گزار سکتا۔۔۔۔ اگر کل تک تم نے اس سے پیچھا نہیں چھڑوایا تو میرا مرا ہوا منہ دیکھوں گی

"۔۔۔۔ اور میری موت کی ذمہ دار بھی تم ہوگی سمجھی

فارس کی آنکھیں خون برسا رہی۔ تھی وہ ہونق بنی اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی

اصفر جب کمرے سے باہر آیا تو لائبرے نچوں کے ساتھ موجود تھی۔۔۔۔

حممنہ کہاں ہے "وہ بھی غصے سے پوچھ رہا تھا"

باہر "جواب لائبرے نے دیا تھا"

وہ بھی با مشکل چلتے ہوئے باہر گیا تھا۔۔۔۔ لیکن اس وقت تک فارس گاڑی میں بیٹھ کر جا چکا تھا۔۔۔۔

حممنہ واپسی پلٹی تو اصفر کھڑا تھا

کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے۔۔۔ کیوں مجھے چھوڑ نہیں دیتے میری زندگی کو مزید مشکل ترین بنا " کمرہ دیا ہے آپ نے۔۔۔۔ اصفر میں ہاتھ جوڑتی ہوں آپ کے سامنے خدا کے لئے چلے جائیں یہاں سے میری اور میرے بچوں کی زندگی سے بہت دور۔۔۔۔ خدا کے لئے "اصفر کے سامنے وہ ہاتھ جوڑے رو رہی تھی۔۔۔۔

وہ پہلے تو چپ چاپ اسے دیکھنے لگا پھر اسکے دونوں ہاتھ تھام لئے

ممی آپ کیوں رو رہی ہیں؟ ایمان نے حممہ کے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں بس یونہی --- تم دونوں آج اپنے ڈیڈ کے ساتھ سو جانا ---- "یہ کہہ کر وہ برتن " اٹھانے لگی --- نور اور ایمان ایک دوسرے کو نا فہم انداز سے دیکھنے لگے ----
پھر اٹھ کر اصفر کے کمرے میں آگئے جو شاید کچھ لکھ رہا تھا ---- ساتھ ساتھ رو بھی رہا تھا ----
ایسا کیا ہوا تھا جو ماں باپ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ رو رہے تھے ----

بچوں کو دیکھ کر اصف نے فوراً سے آنسوؤں صاف کیے اور وہ پیپر تھ کر کے دراز میں رکھ دیے
دونوں بچے سہمے سے تھے چپ چاپ باپ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔ اصف کا آج خود پر اختیار
نہیں تھا۔۔۔۔۔ دونوں بچوں کو سینے سے لگا کر رونے لگا۔۔۔۔۔ دونوں بچے ہی حیران پریشان تھے

ڈیڈ کیا ہوا ہے ---- مُمی سے لڑائی ہوئی ہے --- وہ رو رہی ہیں آپ کو بھی کیا ہوا ہے ڈیڈ "
 --- "ایمان نے ہی پوچھا تھا --- اصفراں دونوں سے پیچھے ہٹ گیا --- پھر اپنے آنسو صاف
 کرنے لگا ----

ایمان --- نور --- میں کل واپس جا رہا ہوں ہمیشہ کے لئے "یہ خبر دونوں بچوں کے لئے " کسی دھماکے سے کم نہیں تھی

کیوں ڈیڈ "دونوں نے بے چینی سے بیک وقت کہا تھا --- ابھی تو باپ کی محبت سے ٹھیک " سے سیراب بھی نہیں ہوئے تھے

بس میں یہاں رہ نہیں سکتا --- "وہ بے بسی سے بولا وہ دل کہاں تھا کہ اپنے بچوں سے " دور جائے

ڈیڈ آپ کہیں نہیں جائیں گئے --- "نور رونے لگی تھی "

نور کو نہیں رہنا ہے اپنے ڈیڈ کے بغیر --- نور کو ڈیڈ کے ساتھ رہنا ہے --- "پل میں نور کی " ہچکیاں بندھی تھی آنسو ایمان کی آنکھوں سے بھی جاری تھے ---

اصفر نے نور کو سینے سے لگا لیا --- وہ با آواز رونے لگی تھی --- سسکیوں سے "

ڈیڈ آپ کہیں نہیں جائیں گئے "ایمان اپنے آنسو بار بار صاف کر رہا تھا --- "

ایمان تم تو بریو بوائے ہونا --- تم تو سمجھنے کی کوشش کروں "اصفر کا دونوں بچوں سنبھالنا " اور سمجھنا مشکل ہو رہا تھا ---

نو --- نہیں ہوں میں بریو --- آپ کیوں جا رہے ہیں --- اگر آپ کو واپس جانا تھا تو آئے " کیوں تھے

ایمان تپا ہوا بات کر رہا تھا --- نور اب بھی اصفر کے سینے سے لگی رو رہی تھی ---

نور پلیز چپ کرو --- "بچوں آنسو دل کو ترپا رہے تھے --- وہ کبھی نور کے آنسو پونچ رہا " تھا کبھی ایمان کے تو کبھی اپنے ---

ایمان بس یہ سمجھ لو کہ تمہارے ڈیڈ ایک برے انسان ہیں ---- اتنے برے کہ وہ تم جیسے " اچھے اور پیارے سے بچوں کو ڈیزو نہیں کرتے --- تمہارے ڈیڈ کی سزا ہے کہ وہ تم دونوں سے دور رہیں ---- بس تم ایک وعدہ کرو مجھ سے تم اپنی ممی اور نور بہت خیال رکھوں گئے اور اپنی ممی کی ہر بات مانوں --- ان سے کوئی سوال نہیں کروں گئے --- جو وہ کہیں تمہارے لئے اس کا ماننا فرض ہے "اصفر کی بات پر وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگا

ڈیڈ آپ کہیں نہیں جائیں گئے آپ اچھے ہیں بہت اچھے ہیں ---- آپ کے ساتھ ہماری " لائف پیپی ہے -- آپ کے بغیر نہیں "ایمان غصے سے چلا کر بولا --- شاید اپنی تکلیف کو وہ غصے سے بیان کر رہا تھا --- رو دھو کے نہیں

ایمان ادھر آؤں "اصفر نے اس بازو پکڑ کر اسے بھی اپنے ساتھ لگا لیا ---- " تم میرے بہت بہادر اور سمجھدار بیٹے ہو ---- میرے آنے سے پہلے بھی تم اپنی ممی اور نور " کا خیال رکھتے تھے --- ایک بہادر بچے کی طرح --- پھر فارس انکل ہے ناں بہت پیار کرتے ہیں تم لوگوں سے --- بہت جلد بھول جاؤں گئے "مجھے

ڈیڈ وہ انکل ہیں -- آپ ڈیڈ ہیں --- ہمیں انکل نہیں ڈیڈ چاہیے ---- ہمیں آپ چاہیے " --- سمجھ میں کیوں نہیں آتا ہے آپ کو اگر آپ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تو میں - آپ کو کبھی

زندگی اتنی حسین شاید نہیں تھی کہ ہر بار اس پر مہربان ہوتی ---- آج رات بس اسکی رب سے
یہ دعا تھی کہ رات کبھی ختم نا ہو ---- آنسو آنکھوں کے کناروں سے بہہ رہے تھے تکیہ بھگو
رہے تھے

.....

اصفر کی پوری رات آنکھوں میں گزری تھی --- فجر کی آذانوں کے وقت اس نے بچوں کو خود سے
جدا کیا تھا۔ نور کے ہاتھ سے جھکڑ اپنا کالر بہت آہستہ سے جدا کیا تھا ---- بچے گہری نیند میں
تھے بستر سے اٹھ کر اس نے بچوں کو کمبل اوڑھا دیا --- دراز سے لیٹر نکال کر سائیڈ ٹیبل کے
اوپر رکھ دیا تھا ---- بیگ میں اپنے چند کپڑے رکھے ---- اور بچوں کو آخری بار پیار کر کے
کمرے سے باہر نکل گیا حمہ کے کمرے میں لائٹ جل رہی تھی لیکن وہ رکا نہیں گھر سے باہر
نکل گیا ---- باہر اب بھی اندھیرا تھا --- اسکی زندگی میں چھائے غموں کے اندھیروں کی طرح
---- گاڑی اسٹاٹ کر کے وہ وہاں سے چلا گیا یہ نہیں معلوم تھا کہ کہاں جا رہا ہے ---- کوئی
راستہ متعین نہیں کیا تھا ---- کب قسمت میں ہی مسافت لکھی جا چکی تھی تو فرق کیا پڑتا تھا
کہ سفر کو بھی متعین کیا جائے ---- یا نہیں

.....

پوری رات حمہ سو نہیں پائی تھی ----- نور کے رونے کی آواز بہت دیر تک آتی رہی بار بار وہ
 اصفر کی منتیں کر رہی تھی ---- رات کی خاموشی میں ذرا سی آہٹ بھی گونجتی ہے وہ تو پھر
 اسکے بچوں کی آوازیں تھیں --- کیسے فرموش کر سکتی تھی

ڈیڈ پلیز مت جائیں نا --- نور کو نہیں رہنا ہے آپ کے بغیر ---- آپ کو پتہ ہے نا نور ڈر جاتی "
 ہے ---- میں کس کا ہاتھ پکڑو گی ---- ڈیڈ میں آپ کو بالکل تنگ نہیں کروں گی نا ---- یہ
 بھی نہیں کہو گی کہ مان بھائی کو ہاریا کیوں نہیں ---- ڈیڈ پلیز "وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی حمہ
 کے آنسوں جاری تھے سسکیوں سے وہ بھی رو رہی تھی کیوں؟ یہ نہیں جانتی تھی ---- لیکن
 اسے چین ایک پل نہیں آ رہا تھا ---- اصفر بچوں کو بہت پیار سے سمجھانے کی کوشش کر رہا
 تھا رو بھی رہا تھا ---- کئی بار جی چاہا کہ اسکے پاس چلی جائے --- اصفر کو روک لے بچوں کے
 لئے ---- لیکن پھر فارس کی کی دھمکی جیسے راہ کی رکاوٹ بنی تھی ----

ایک ڈیر گھنٹے بعد شاید بچے سو چکے تھے خاموشی ہو گئی تھی اس خاموشی میں بس حمہ کو اپنے
 رونے اور سسکنے کی آوازیں آرہیں۔ تھیں ---- بیڈ پر بیٹھی وہ نا جانے کس بات پر روئے جا
 رہی تھی ---- اب نا تو وہ اس سے بچے چھین رہا تھا --- نا ہی اسے اپنے ساتھ باندھ رہا تھا
 ---- شاید اسے کل تک آزاد بھی کر دے ---- سارے راستے اس کے لئے ہموار کر رہا تھا
 ---- بچے بھی کب تک روتے چند دن رو کر بہل کی جاتے شاید فارس کو فوراً سے نہیں تو کچھ

عرصے بعد قبول بھی کر ہی لیتے --- "دل کو بہلانے کی ایک ناکام سی کوشش میں ذہن جیسے ایک نئی سوچ کے آتے ہی باقی سوچوں سے محو ہوا تھا

فارس سے شادی؟ یہ خیال آتے ہی کسی نے جیسے دل پر بہت زور کا گھونسا مارا تھا ---

شادی؟ نہیں ---- "اندر جیسے کوئی چلا کر انکار کیا تھا ----"

کیا یہ آسان ہے کہ کوئی نیا مرد اسکی زندگی میں آئے ---- فارس اب تک ایک دوست تھا "

--- کولیگ تھا --- اچھا تھا --- بہت اچھا --- ہر خوبی تھی --- لیکن شوہر؟ نہیں ----

کیسے اسے ایک شوہر کے طور پر قبول کر سکتی ہوں؟ ---- مطلب شوہر؟ دل نے صاف انکار

کیا تھا ---- اصرار کے نام پر ساری زندگی جینا آسان لگ رہا تھا لیکن اسکی جگہ کسی اور دیکھنا

مشکل ---- کیا آسان ہے ایک عورت کے لئے شوہر کے طور پر کسی اور مرد کو چننا؟ نہیں

---- بالکل بھی نہیں ---- پہلی بار شادی کے نام پر خوف آیا تھا --- کیا ---- عورت کے

لئے یہ سب سے بڑی آزمائش ہوتی ہے کسی اور کے سامنے پھر سے دلہن بنکر بیٹھے --- کسی

اور کے لئے سچے سنورے کیا کچھ یاد نہیں آتا ہو گا ---- پہلی بار کی ہر بات دوہرائی جائے لیکن

دہرانے والا نیا شخص؟ نہیں --- نہیں "پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی

پھر جس بات سے اختلاف تھا وہ تو اصرار ختم کر چکا تھا ---- سولہ سے اٹھارہ گھنٹے کی مسلسل

ڈیوٹی دے رہا تھا ---- آپریشن بھی کر رہا تھا اسکی اور بچوں کی ضرورت کے لئے خود کو بالکل بھول

کر محنت کر رہا تھا ---- پھر کیا یہ درست تھا کہ وہ چلا جائے چند دن پہلے ہی اس نے حمہ کو
پچاس ہزار دیے تھے

یہ رکھ لو اپنے اور بچوں کی شاپنگ کر لینا --- میں جانتا ہوں کم ہے لیکن اس سے زیادہ کی
"میری استطاعت نہیں ہے ---- گزارا کر لو

ہو جائے گا --- اتنے بھی کم نہیں ہیں لیکن یہ آئے کہاں سے "حمہ نے پیسے پکڑ کر پوچھا "
اس ایک ویک میں چار سے پانچ سیزر کیس تھے --- اور ڈاکٹر بیگ سیزر کے چارجز میں صرف "
ہاسپٹل کے ایکپنسو ہی مانس کرتے ہیں خود کچھ نہیں رکھتے مجھے ہی دے دیتے ہیں اس لئے
یہ آج ہی مجھے دیے تھے چاہو تو تصدیق کر لینا ان سے -- "وہ اپنے کندھے بار بار اپنے ہاتھوں
سے دبا رہا تھا شاید شدید تھکن کی وجہ سے -- نا جانے کیوں حمہ کو لگا کہ اب وہ زیادتی کر رہی
ہے --- وہ تھکا ہوا رات کو لوٹتا ہے پھر خود ہی اپنا کھانا گرم کرتا ہے اب بھی وہ پانی پینے ہی
باہر آئی تھی وہ لاونج میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا ---- حمہ پانی پی کر واپس جانے لگی تو اسے پکار کر
بس پیسے اسے پکڑا دیے --- پھر واپس ٹیبل کے پاس جا کر اپنے برتن اٹھانے لگا
نا جانے کیوں حمہ کا دل اسکی طرف مائل ہونے لگا تھا ---

واپس پلٹ کر وہ اس کے پاس آگئی

میں یہ برتن رکھ دیتی ہوں "ٹیبل سے برتن اٹھانے لگی لیکن اصفر نے منع کر دیا "

نہیں تم آرام کرو میں کر لوں گا یہ سب "یہ کہہ کر سب کچھ خود ہی کچن میں رکھنے لگا حمزہ"
بھی کچن میں آگئی وہ اپنے۔ برتن دھو کر رکھ رہا تھا

کافی بنا دوں؟ "پتہ نہیں کس بات کی بے چینی تھی۔۔۔ اصفہ نے سنک کانل بند کرتے"
ہوئے اسے دیکھا تھا۔۔۔

بس آدھا کپ "یہ کہہ کر وہ کچن سے باہر جانے لگا"

آدھا کیوں۔۔۔ آپ تو پورا پیتے تھے "حمزہ کے پوچھنے پر وہ دو قدم الٹے لیکر اس کے مقابل کھڑا ہو"
گیا

ہاں۔۔۔ پیتا تھا جب تم میرے ساتھ میرے کپ اور میری شال میں میرے ساتھ بیٹھ کر پیتی"
تھی تب۔۔۔۔ اب تو پانچ سال گزر گئے۔۔۔۔ آدھے کپ سے زیادہ پی نہیں جاتی "یہ کہہ کے
وہ اسے دیکھتے ہوئے شاید پھر سے کچھ یاد دلانا چاہتا تھا۔۔۔ ان دونوں کے بیچ صرف تلخیاں ہی
تو نہیں گزریں تھیں بہت سا حسین وقت بھی ایک دوسرے کے ساتھ بتایا تھا

پھر صرف لڑائیوں اختلافات کو ہی کیوں یاد رکھا جائے۔۔۔۔ ان لمحوں کو بھی ذہن میں دہرانا
چاہیے جو اچھے اور خوشگوار گزرے تھے۔۔۔۔ تو شاید طلاق نامی عذاب اس تیزی سے زندگیوں کو
پچھتاوے کی بھنٹ ناچڑھا پائے۔۔۔۔

تم میرے کیا ہو یہ شاید میں تمہیں بتا نہیں سکتا میری محبت ہمیشہ تمہارے لئے ایسی رہے گی
میری چاہت میں تمہارے علاوہ کسی کا ناکل کوئی نا کبھی کسی ہو سکتا ہے ---- یہ شاید میرے
بس میں نہیں کہ تمہارے علاوہ کسی کو تمہاری جگہ دے سکوں نادل میں نا زندگی میں -----
لیکن اب یہ باتیں بے معنی ہیں ---- تمہاری زندگی واقع آگے بڑھ چکی ہے اس لئے بہتر ہے
کہ تم کبھی پیچھے پلٹ کر مت دیکھو ---- پہلے میری یہ آرزو تھی کہ تمہیں اپنے ہجر کے ہر
لمحے کی داستان سناتا لیکن اب یہ خواہش ہے کہ کاش تم کبھی یہ جان نا پاؤں --- کبھی میرا
خیال تمہارے دل پر نا گزرے ہمیشہ خوش رہو اپنے فارس کے ----- سا ---- تمھ -----
میرے ---- نور - اور ایمان --- کے ساتھ -----
تمہیں طلاق نامہ کل تک اسی پتے پر بھیج دوںگا ----

"اصفر

آخری کی سطروں کی سیاہی آنسوؤں سے گھلی ہوئی تھی ----

حمنہ کے آنسوؤں اب بھی بہہ رہے تھے ---- جیسے آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی ہو

خط اس نے واپس دراز میں رکھ دیا۔۔۔۔

پتہ نہیں دل کا بوجھ کم کیوں نہیں ہو رہا تھا --- کیسی تڑپ تھی جو چین نہیں لینے دے رہی تھی ---

صبح بچے اسکول کے لئے اٹھے تو اصفہ کو ناپاکر نور نے پھر سے رونا شروع ہو گئی تھی --- لیکن ایمان چپ تھا ---

ایسا کروں آج اسکول مت جاؤں --- "متورم آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے" حممنہ نے نور کو ساتھ لگا کر کہا

کیوں نا جائیں --- ہم جائیں گئے مئی --- نور تمہیں بھی رونے کی کوئی ضرورت نہیں " ہے --- ہم پہلے بھی تو انکے بغیر کی رہ رہے تھے --- اب بھی رہ لیں گئے --- وہ چلے گئے تو کیا ہوا میں ہوں نا میں کبھی تمہیں اور مئی کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا --- "ایمان نے کمال ہمت دیکھائی تھی ---

نور آنسو صاف کر کے اسکول کے لئے تیار ہونے لگی --- ناشتہ کر کے حممنہ انہیں اسکول چھوڑ کر ہاسپٹل چلی گئی ---

*****.....

گاڑی چلاتے ہوئے اصفہ پھر سے ماضی کے خیالوں میں کھو گیا تھا

جانتے ہو پیچس فی صد آبادی کچرے کے ڈھیر سے اپنا پیٹ بھرنے پر مجبور ہے۔۔۔۔۔ ذمہ دار کوووون؟ اس ملک کا وہ حکمران جس کے پینے کا پانی بھی فرنگیوں کے ملک سے آتا ہے اور یہاں کی عوام۔۔۔۔۔ گٹر اور پانی کی پائپ لائن چھٹ جانے کی صورت میں ایسا مشتبہ پانی پینے پر مجبور ہے جس کے صاف ہونے کا بھی یقین نہیں ہے۔۔۔۔۔ پوچھنے والا کوووون؟ کوئی نہیں۔۔۔۔۔ "اصفر اسکی شکل دیکھ رہا تھا اور وہ اسے حقیقت کی تلخ تصویر بھی بڑی ترنگ میں کوووون کوووون کر کے بتا رہا تھا

بیمار ہو جاؤں تو گورنمنٹ ہاسپٹل کے قصائوں کے ہاتھوں تجربے کون بنتا ہے۔۔۔ اس ملک کا
غریب طبقہ۔۔۔ جس کی شرح میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔۔۔ پوچھنے والا کوووون؟ کوئی
نہیں۔۔۔

روٹی چرا کھانے سے بچے کو مار مار کر چور کہنے والے سب ہیں ---- لیکن میں پوچھتا ہوں ڈاکٹر "دن بھر کی محنت کے بعد بیباھر وہ بچہ روٹی جتنے پیسے بھی ناکما سکے تو کیا قصور ہے اس بھوکے بچے کا ----"

کیڑے لکڑے ہیں ہم پاکستان کی سر زمین کے جو گند میں پیدا ہو کر گند میں زندگی گزار کر گند میں مر کھپ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔ "وہ اپنا منہ اصفر کے قریب کر کے ہاتھ کو نفی ہلاتے ہوئے بولا

میں نے بھی ایسی زندگی گزاری ہے یارا ---- دن رات گاڑیاں صاف کی لیکن لوگ پیسے دینے " کے بجائے گاڑی آگے بڑھا کر چلے جاتے تھے ---- پورا دن کام کر کے بھی میرے پاس ایک روٹی کے پیسے نہیں ہوتے تھے --- پھر روٹی نا۔ چراتا تو کیا کرتا ----

لوگوں نے بہت مارا ---- خون و خون کر دیا ---- لیکن میں نے بھی روٹی ہاتھ سے نہیں چھوڑی ---- جب سب مار وار کر چلے گئے تو نمکین خون کے ساتھ نمکیں روٹی کھائی تھی --- یہ میری پہلی چوری تھی ---- تین دن بعد پیٹ بھر کے روٹی کھائی تھی میں نے ---- پھر تو جیسے چوری کی عادت ہو گئی ----

تو بتا ڈاکٹر ---- کیا میں چور تھا - ؟ -- میں نے محنت کی تھی --- گاڑیاں بھی صاف کیں پھر میرا حق مجھے کیوں نہیں دیا گیا ---- اب جب حق نہیں دو گئے تو محنت کرنے والا تو مانگے گا نا ---- نہیں دو گئے تو چھین لے گا ---- میں نے بھی یہی کرنا شروع کر دیا ---- چھینا چھانی شروع کر دی ---- چوری شروع کر دی ---- جب نوکری نہیں دو گئے تو چوری تو کرنی پڑے گی نایارا ---- ہم محنت کش لوگ ضرور ہیں لیکن معاوضہ اتنا نہیں ملتا جتنی ہماری - محنت ہے --- اگر ہمیں پیسے اتنے مل جائیں جتنا ہم حق رکھتے ہیں تو برائی کی طرف جانے کا کس کا جی چاہتا ہے ---- کیا قصور وار میں ہوں یارا یا ہمارا نظام ---- "یہ کہہ کر غالب ہسنے لگا

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 752
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a388222222222222222)

س س س سب اپنی زندگی میں مست ہیں اور جب ہمیں کچھ بھی اچھا نہیں ملتا تو ہم نشے " کا انتخاب کرتے ہیں تاکہ ایک سوٹا لگا کر ایک رات کے لئے دنیا کی بادشاہت کا مزہ ہم بھی لوٹ لیں ---- اب زندگی پر اتنا حق تو ہمارا بھی بنتا ہے نایارا " غالب کی باتیں خون کے آنسوؤں رلا دینے والی تھیں ---- آنکھوں کرب اور چہرے پر مسکان لیے اپنی زندگی کے چند دن بھی یوں گزار رہا تھا جیسے سب کچھ اسی کا ہو ----

ایک سچی حقیقت تھی --- راستوں سے گزرتے ہوئے کئی بار اصفہان نے پل کے نیچے گندے نالے پر رہنے والے لوگوں کو کئی بار ناگواری سے دیکھا تھا

جن کے چھٹے ہوئے خیموں کے پاس کچرے کا ڈھیر لگا رہتا تھا اور گندے میلے ادھورے پٹے، کپڑے انکے بچوں کا تن چھپانے کے لئے ناکافی ہوتے تھے

لیکن کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ کیسے زندگی بسر کر رہے ہیں یہ لوگ --- اس وقت تو اپنی زندگی کا چارم تھا اسی کو لوٹ لینے کا جذبہ تھا --- پروا کسے تھی کہ گندی نالی پھٹے خیموں میں بسنے والے

سائنس لیتے انسان ہیں --- جینے کے حقدار بھی ہیں ---- چودہ دن بڑے مزے سے غالب
نے گزارے تھے لیکن جس دن اسکی پھانسی ہونی تھی صبح سے چپ تمھانشتے کا سوٹا بھی نہیں

لگایا تھا۔۔۔۔۔ چہرے کا سفید رنگ

موت کے خوف سے پیلا پڑ چکا تھا ---- جانتا تھا کہ رات قبر میں گزرے گی ---- موت سے پہلے مر جانے کی اذیت جیل میں بیٹھا وہ قیدی جسے سزائے موت سنا دی جائے جانتا ہے یا ہاسپٹل کے بستر مرگ پر لیٹا وہ مریض جس سے ڈاکٹر نا امید کی خبر سنا چکے ہوں وہ جان سکتے ہیں کہ کتنا دردناک ہوتا ہے لمحہ لمحہ موت کے قریب ہونا کیسے گزرتا ہے وہ دن جو دنیا میں آخری ہو ---- غالب کے چہرے پر وہی خوف تھا ---- نا ڈھنگ سے کھا رہا تھا ناپی رہا تھا جب جیلر اسے لینے آیا تو سب کے گلے لگا ---- بڑی کوشش کی کہ ہنس کر جان دے دے مگر کہاں ممکن تھا زندگی کسے عزیز نہیں ہوتی؟ مرنا کون چاہتا ہے؟ وہ بی دوسرے کی موت؟

اصفر کے گلے لگ کر بے اختیار رویا تھا۔ غالب ----

یارا جا رہا میں --- اگر کبھی تیرا جی میری سے دکھا ہو تو معاف کر دینا "آنسوؤں اصفر کے بھی"

بہہ رہے تھے ---- غالب کے بے قصور مر جانے قلق اسے بھی تھا ----

لیکن ہم سب بے بس تماشائی ہیں --- جو روتے دھوتے بھی صرف چپ چاپ تماشہ دیکھتے ہیں

یہی ہوا تھا غالب جا چکا تھا ہمیشہ واپس نا آنے کے لئے ---- اصفر کے دن رات یونہی گزر رہے تھے ----

اصفر چپ چپ ساتھ دوسرے ہی دن گاڑی لیکر سب سے پہلے اپنے بینک بیلنس میں سے سارے پیسے نکالوا کر کسان کے پاس لے کر پہنچا تھا ہاتھ جوڑ کر پیسے کسان کے حوالے کیے تھے کہ وہ لینے سے انکار نہ کرے -----

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 755
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

بستر ---- نائیند دے سکتے ہیں نادل کا چین ---- جو کسی غریب کے دل سے اور لبوں سے بے اختیار نکلنے والی دعا دے سکتی ہے

دو ماہ تو حسن کمال اصفر کی بیگانگی کو نظر انداز کرتے رہے مگر کب تک --- ایک بار انہوں نے دعا کی سالگرہ بڑی پیمانے پر آرگنائز کی --- چاہتے تھے دوست احباب پھر سے اکٹھے ہوں --- تا کہ اصفر کی دوسری شادی کروا سکیں ---- اصفر کی نظر وہاں پر ضائع کیے جانے سے کھانوں پر تھی ---- جو لوگ بے دریغ کر رہے تھے

لوگ آدھا کھا رہے تھے اور آدھا پلیٹوں میں چھوڑ رہے تھے ---- پھر بچا ہوا کھانا کچرے کے ڈبوں میں ڈالا جا رہا تھا ---- اور وہاں کچرے دان میں ----

حسن کمال نے اپنے بہت سے دوستوں کی بیٹیوں سے اصفر کا تعارف کروانا چاہا لیکن وہ کسی سے مل نہیں رہا تھا ---- جس شخص کو کھانے پر معمور کر رکھا تھا اس نے پوچھنے لگا کہ بقیہ بچے ہوئے کھانے کا کیا کیا جائے گا

حسن سر نے کہا کہ کچرے میں پھنکوا دو "اس شخص نے اصفر کو بتایا"

تم یہ سب پیک کر دو "پاڑی ابھی اپنے عروج پر تھی ---- لیکن وہ کھانا بھروا کر وہیں نالے " کے پاس پہنچ گیا ---- سارا کھانا ان لوگوں میں بانٹ دیا اس کے چہروں پر آنے والی خوشی دیکھنے لگا ---- ان کے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر وہیں انکے ساتھ کھانے کھانے لگا -- اپنے ہاتھوں سے

ان بچوں کو کھانا لھ لو آ رہا تھا جن کے ہاتھ اور منہ مٹی سے اٹے ہوئے تھے بال بکھرے ہوئے
تھے ---- میلے سے بچوں سے نا اسے ناگواری محسوس ہو رہی تھی --- نا ہی کراہت ---- بلکہ
اپنا وجود ان کے سامنے بے معنی سا لگ رہا تھا ----- کیونکہ وہ غریب تھے ب --- اور غریب
ہونا نا گالی ہے نا ہی گناہ ---- اور وہ --- وہ حرام خوری کے زمرے میں آتا تھا --- جو گناہ ہے

غالب کی باتیں ---- اس کے دل پر وہ اثر چھوڑ گئیں تھیں کہ غریبوں کے ساتھ بیٹھ کر انکی دکھ تکلیف سن کر انکی مدد کر کے اسے لگتا تھا کہ شاید وہ غالب کو خوش کرنے کے کوشش کر رہا ہے یا عبدالباری جیسے بچوں کے ساتھ وقت گزار کر شاید اپنے باپ کے گناہ کی تلافی کر رہا ہے وہ کافی دیر سے گھر لوٹا تھا حسن کمال کا صبر جواب دے گیا تھا ----

اصفر کا بڑے غصے سے انتظار کر رہے تھے وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔

حسن کمال کو غصے سے بپھرے دیکھ کر نظر انداز کرتے ہوئے اوپر کا زینہ چڑھنے لگا

اصفر۔۔۔۔ کہاں سے واپس آرہے ہو اس وقت "وہ غصے سے بولے"

پل کے پاس جو پرانہ نالا ہے وہاں گیا تھا "وہ لا پرواہی سے بولا "

کون سے پل کے پاس وہ جہاں کچرے کا ڈھیر لگا رہتا ہے اور نا جانے کیسے لوگ رہتے ہیں؟ "

"جی بالکل وہیں گیا انہیں کے پاس بیٹھا تھا"

تمہارا دماغ تو درست ہے کن لوگوں میں بیٹھنے لگے ہو تم جن کو ہم دیکھنا بھی پسند نہیں۔"

کرتے "حسن کمال نے ناگواری سے کہا

ڈیڈ اگر آپ کی پیدائش بھی انہیں لوگوں میں ہو جاتی تو آپ کیا کرتے؟ "اصفر بھی زینہ اتر"

کر انکے مقابل کھڑا ہو کر سنجیدگی سے پوچھنے لگا

یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم "حسن کمال کا سن پر پارہ ہائی ہوا تھا"

ٹھیک تو کہہ رہا ڈیڈ۔۔۔۔ ہم اپنی پیدائش پر تو اختیار نہیں رکھتے۔۔۔۔ میں نے کئی بار ان لوگوں کو کچرے کے ڈھیر سے کھاتے دیکھا تھا۔۔۔۔ پھر سوچا کہ نا جانے کچرے کے ڈھیر کے باسی کھانے کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔۔۔۔ اس لئے سوچا آج جا کر چکھ کر دیکھ لوں۔۔۔۔۔ اس لئے وہی سے کھا کر آ رہا ہوں۔۔۔۔ "یہ سن کر حسن کمال کا جی متلایا تھا

کیا بک رہے ہو تم۔۔۔؟ پاگل ہو گئے ہو گھر کا صاف ستھرا کھانا چھوڑ کر تم اس غلیظ جگہ پر " کرنے کیا گئے تھے

مجھے اس گھر کے کھانے میں کچرے کے باسی کھانے سے زیادہ بو آتی ہے ڈیڈ۔۔۔۔ لگتا ہے " ٹیبل پر سب کھانوں سے ٹور کے سرے ہوئے گوشت کی باس اٹھ رہی ہو۔۔۔۔۔ جانتے ہیں کیوں۔۔؟ کیوں کہ ان کھانوں میں غریبوں سے لئے گئے ان کے خون پینے کے وہ پیسے شامل ہیں جو ہم نا جائز طور پر ان سے وصول کرتے ہیں۔۔۔۔۔ حرام ہے یہ سب بالکل ویسے ہی جیسے ٹور کا

کیا ہمیں بھی انجانے میں اسی پیسوں سے پالتے رہے اسی پیسے کی اہمیت ہمارے دلوں میں ڈالتے رہے --- اور اسی کو حق حلال کہتے آئے --- کیوں ڈیڈ؟ کیوں کیا آپ نے ہمارے ساتھ ظلم؟ --- اسے بہتر تھا کہ آپ ہمیں ان سب سہلوتوں کے بجائے وہ کھلاتے جو جائز تھا --- حلال کی ترغیب دیتے --- لیکن آپ نے تو --- آپ تو "اصفر کا صبر جیسے جواب دے گیا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا حسن کمال چپ سے ہو گئے --- کچھ نہیں بولے اصفر آج پھٹ ہی تو پڑا تھا

مجھے اپنے وجود گھن آتی ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔"

میری رگوں میں دوڑنے والا خون حرام کی کمائی
سے بنا ہے۔۔۔۔ جو جنت کے بجائے جہنم کا مستحق ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ گوشت جنت میں نہ جائے گا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو اور ایسا حرام گوشت دوزخ کا زیادہ مستحق ہے۔ (ترمذی، ج 2، ص 118، حدیث: 614، مشکوٰۃ، ج 2، ص 131، حدیث: 2772، 614)

"فرمایا": حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (2)

(مسلم، ص 393، حدیث: 2346)

فرمایا: "حرام مال کا کوئی صدقہ قبول نہیں کیا جائے (3)
"گا۔"

(مسلم، ص 115 حدیث: 224)

"فرمایا: "رشوت لینے والا، دینے والا جہنمی ہے۔ (4)
(معجم اوسط، ج 1، ص 550، حدیث: 2026)

فرمایا: رشوت دینے والے اور لینے والے پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت (5)
بھیجی ہے۔

(ابوداؤد، ج 3، ص 420، حدیث: 3580)

حرام کھانے والے کی عبادت و نماز قبول نہیں ہوتی۔ (اتحاف السادة المتقين، ج 6)
(ص 452، 6)

تجارت میں جھوٹ بولنے والے اور عیب چھپانے والے کے کاروبار سے برکت مٹادی جاتی (7) ہے۔

(بخاری، ج 2، ص 14، حدیث: 2082)

مزدور کی مزدوری مارنے والے کے مقابلے میں قیامت کے دن نبی کریم ﷺ علیہ وآلہ (8) وسلم اس مزدور کی حمایت میں ظالم کے خلاف کھڑے ہوں گے۔

(بخاری، ج 2، ص 52، حدیث: 2227)

کہاں جاؤں میں ڈیڈ؟ --- کہاں جاؤں؟ کیسے پاک کروں خود کو؟ --- میرا پورا وجود نا پاک ہو" چکا ہے --- آپ کو کیا پتہ میں کس اذیت میں ہوں --- مجھے لگتا ہے میرا وجود باسی اور سڑے ہوئے مردے سے زیادہ بدبو دار ہے --- "وہ چلا رہا تھا رو تھا --- اس کے چہرے پر ایسا کرب تھا کہ جیسے کوئی ناقابل برداشت اذیت سہہ رہا ہو

مجھے یہ بات چین نہیں لینے دیتی کہ جو اب تک میں کھا چکا --- اسے کیسے اپنے وجود سے جدا کروں --- "وہ ہزیرانی سے کیفیت میں مبتلہ ہو رہا تھا روتے ہوئے اپنے ہاتھوں اور بازوؤں کو دیکھنے لگا

پھر باپ کو دیکھنے لگا

کاش کے مجھے پھانسی کی سزا ہو جاتی ---- کاش - میں مر جاتا ---- ڈیڈ کاش آپ کی "

حقیقت مجھ سے پوشیدہ رہتی ---- مجھے شرم آتی ہے یہ سوچ کر کہ میں آپ کا بیٹا ہوں

--- ایک معصوم بچے کے قاتل کا ---- حمنہ کی والدہ کو قیامت کے دن کیا منہ دیکھاؤں گا میں

---- کہ میں نے کس بے حس کے سامنے انہیں تڑپنے کے لئے چھوڑ دیا ---- "وہ گر گڑا کر

رونے لگا تھا

کیا جواب دوں گا ڈیڈ۔۔۔۔۔ حمنہ سے کیسے معافی مانگوں گا کہ اس کا شوہر ہو کر بھی میں نے "اپنے باپ کے گھٹیا عزائم سے اسکی حفاظت نہیں کی۔۔۔

ڈیڈ دعا کریں کے حمزہ زندہ ہو۔۔۔۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو سمجھ لیجے گا کہ آپ کے لئے اصرار بھی مرچکا "روتے ہوئے وہ حسن کمال کی ہر سچائی انہیں سنا چکا تھا وہ تو یوں تھے کے کاٹے تو لہو نالکے۔۔۔ اب تک۔ سمجھ رہے تھے کہ بیٹا اب تک ان کے ہر فعل سے انجان ہے

تم ہوتی کون ہو مجھ سے اس لہجے میں بات کرنے والی ---- ہاں ---- یہ میرا اور حممنہ کا " معاملہ ہے --- بہتر ہو گا کہ دور رہو اس معاملے سے ---- اور اب نکلویہاں سے " وہ سگریٹ پیتے ہوئے بولا

آپ زیادتی کر رہے ہیں ان دونوں کے ساتھ ---- آپ کی وجہ سے حممنہ آپنی اور سر کے " درمیان کشیدگی سی ہونے لگی ہے ---- آپ کو ضرورت کیا تھی حممنہ آپنی سے اس لہجے میں بات کرنے کی کون یوں بے دھڑک کسی میاں بیوی کے کمرے میں یوں جاتا ہے --- اور یوں " دوسرے کی بیوی پر رعب ڈال کر بات کرتا ہے

اوشٹ اپ "فارس نے گاڑی کے بونٹ پر زوردار ہاتھ مار کر کہا تھا کسی ہنکی بلیتی زبان بند " ہوئی تھی

*****.....

حسن کمال آکر بیڈ پر بیٹھ گئے ---- اصفراگر ہر حقیقت سے آشنا تھا تو باپ کو بچایا کیوں ---- ؟

یہ ایک سوال تھا جو انہیں بے چین کیے ہوا تھا لیکن جب صبح ڈانگ پر پہنچے تو پتہ چلا کہ اصفرا جا چکا ہے ---

دل میں اب صرف پشیمانی کے ڈیرے تھے ---- اپنا ہر گناہ انہیں رات بھر بستر پر کروٹ بدلنے پر مجبور کرنے لگا تھا

نئی کمپنی کی ہلکی میڈسن لیتے وقت وہ صرف ان کمپنیوں سے ملنے والے بھاری کمیشن کے بارے بات کرتے تھے سیدھی سیدھی سودے بازی تھی جو حسن کمال کرتے تھے اور مریضوں کے ساتھ دھوکے بازی --- کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ میڈسن مریضوں کی صحت پر کیسے اثرات چھوڑیں گئیں ----

ہر رات ایک گناہ بے چین کرتا تھا ---- پہلے بلڈ پریشر کے کنٹرول کی ادویات میں اضافہ ہوا پھر ڈپرشن کی میڈسن بھی لگ گئی لیکن چین --- چین سکون تو جیسے چھن کر رہ گیا تھا ---- حسن کمال کی زندگی میں ہاسپٹل چھوڑ کر گھر بیٹھ گ بیٹھ گئی ہے تھے ----

اصفر کو صرف حممنہ کی تلاش تھی کئی شہروں اور گاؤں قصبے جو فارم ہاؤس کے قریب تھے وہ دیکھ چکا تھا ---- حممنہ کو ڈھونڈنا رہا

کئی بار بے بسی سے یوسف کے پاس بھی جا چکا تھا اپنے کیے کی معافی بھی بہت مانگی رو کر گڑگڑا کر اور حممنہ کے بارے میں بھی پوچھتا رہا یوسف نے معاف کر کے اصفر کو گلے ضرور لگا لیا تھا لیکن حممنہ کا پتہ نہیں بتایا --- حممنہ نے وعدہ لیا تھا یوسف سے پھر اپنا پتہ سب سے پوشیدہ ہی رکھا تھا یوسف کو بھی یہ تک نہیں پتہ تھا کہ اسکے دو بچے بھی ہیں بس اتنا ہی جانتا تھا کہ وہ

رہتی مری میں ہے - صحیح پتہ یوسف کو بھی معلوم نہیں تھا --- عبدالباری کے کیس کے بعد وہ اپنا نمبر تک بدل چکی تھی دوبارہ کبھی یوسف سے رابطہ بھی نہیں کیا تھا ---- یوسف کو اصرار کی حالت زار پر رحم تو بہت آیا تھا --- بالکل ٹوٹ کر بکھر کر رہ گیا تھا --- لیکن یہ بھی نہیں بتا پایا کہ حمزہ مری میں رہتی ہے --- گل خان نے ہی اسے حسن کمال کے بارے میں وہ سب کچھ بتایا تھا جو انہوں نے حمزہ سے ساتھ کیا --- اصرار کو بس اتنا ہی معلوم ہو تھا کہ زہر حمزہ کے وجود سے نکل چکا تھا لیکن وہ جب وہاں سے گئی تھی تب بہت تکلیف میں تھی --- نقاہت سے ٹھیک سے چل بھی نہیں پا رہی تھی --- اس لئے نہیں معلوم تھا کہ سروایو کر بھی پائی ہے کہ نہیں ---

پانچ سال اس نے مختلف شہروں میں نوکریاں کی تھی ساتھ ساتھ حمزہ کو تلاش بھی کرتا رہا --- مری میں ایک بار کسی دوست سے ملنے کے لئے گیا تھا راستے میں برف باری سے راستے بند ہو چکے تھے اس لئے رات اس نے ایک گیسٹ ہاؤس میں گزاری شام کے وقت اس کمرے کی گیلری سے وہ یونہی باہر دیکھ رہا تھا جب اسکی نظر کافی فاصلے پر کھڑے چند ڈاکٹرز کے گروپ پر پڑی جو ایک کیمپ لگا کر وہاں برف باری کی وجہ سے زخمی ہونے والے مریضوں کو دیکھ رہے تھے --- لیکن شاید اب اپنی واپسی کے انتظام کر رہے تھے --- اصرار کے لئے یہ سب بے معنی سا تھا --- بس اس نے یونہی سرسری سا دیکھ کر نظریں ہٹالیں ایک کوسٹر سٹرک کے

تھی۔۔۔ اصفہر کی کوشش تھی کہ وہ گاڑی کا پیچھا کر سکے برف پر کھڑے ہوتے ہی پھر سے بھاگنے کی کوشش بھی کی لیکن ناکام ہی رہا۔۔۔۔

اپنی ساری زندگی کی کہانی اسکے ذہن میں کسی فلم کی طرح گھوم رہی تھی۔۔۔۔ حمہ سے ملکر بچوں کو دیکھ لگا کہ اب سفر تمام ہو چکا ہے۔۔۔۔ ان پانچ سالوں میں اللہ کے سامنے کئی بار رو کر گڑگڑا کر اس نے معافی مانگی تھی۔۔۔۔ اور حمہ سے ملنے کی دعا تو شاید ہر سانس کے ساتھ وہ کرتا تھا۔۔۔۔ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اسے تین گھنٹے گزر چکے تھے لیکن مری سے باہر نہیں جا پایا تھا۔۔۔۔

وہیں انہیں راستوں میں گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ پھر بچوں کی آوازوں اور نور کی سسکیوں نے آنکھوں کو آبدیدہ کیا تھا۔۔۔۔ دھنلائی ہوئی آنکھوں سے وہ سامنے ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔ کہ اچانک سے گاڑی سامنے آنے والی گاڑی سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔۔ پل میں گاڑی کی روک تھام اس کے ہاتھ سے چھٹی تھی۔۔۔۔ دائیں بائیں اسٹرنگ وہ گھومنے لگا تھا۔۔۔۔ لیکن گاڑی پر قابو نہیں پاسکا تھا۔۔۔۔۔۔ ایک طرف کھائی تھی اور دوسری طرف پہاڑ کی چٹان گاڑی چٹان سے جا کر ٹکرائی تھی۔۔۔۔ ایک دھماکے کی آواز اس نے سنی تھی۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد ہوش کی دنیا سے بیگانہ ہوا تھا۔۔۔

نہیں میں نہیں مانتی ---- کہ آپی سر سے نفرت کرتی ہیں ---- ہو سکتا ہے کوئی غلط فہمی ہو " گئی ہو --- آپ معاملہ سلجھانے کے بجائے مزید کیوں بگاڑ رہے ہیں آپ کو کیا ملے گا یہ سب کر کے " لائیبہ کو پھر بھی غلطی فارس کی لگ رہی تھی

حممہ ----- "فارس کے جواب پر لائبہ جیسے ششدر سی ہوئی تھی ----"

آ۔۔۔۔۔آپی۔۔۔۔۔"وہ متحیر ہوئی تھی"

ہاں --- محبت کرتا ہوں میں اس سے --- اب سے نہیں پچھلے پانچ سال سے --- ہمیشہ " اے اپنا سمجھ کر اسکی حفاظت کرتا آیا ہوں اسکے بچوں کو اپنا سمجھتا رہا ہوں --- پانچ سال سے

وہ چھپ رہی تھی اصفر سے --- اچھا انسان نہیں ہے وہ ---- اس دن جس دن حمہ
ہوسپٹل میں رو رہی تھی تمہارے اس اصفر سر نے اپنی صحیح اوقات دیکھاتے ہوئے اپنے ہی
دونوں بچوں کو اغوا کیا تھا ---- اور حمہ سے زبردستی ایک کنٹریکٹ پر سائن کروایا تھا کہ وہ اس
کے ساتھ رہے ورنہ وہ بچے لیکر چلا جائے گا ----

میں حمزہ کو اس شخص سے بچانا چاہتا ہوں۔۔۔ اب سمجھی یا اب بھی بھوسہ بھرا ہوا ہے تمہارے موٹے دماغ میں "لائبہ کو اب بھی فارس کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا اگر ایسی بات ہوتی تو۔۔۔ حمزہ اصرار کے کردار کی گواہی نہ دیتی اسکی برائی کرتی۔۔۔۔

نا ہی اس کا رویہ ایسا تھا جس سے ظاہر ہو کہ وہ فارس سے محبت کرتی ہے بس ایک کولیگ ہونے کے ناطے یا پانچ سال ساتھ کام کرنے سے جو بے تکلفی ان میں ہونی چاہیے بس اتنی تھی ---- حمزہ اور فارس کو اس نے آپس میں کئی بار بات کرتے دیکھا تھا لیکن لائبریری یا کسی بھی نرس یا ڈاکٹر کے اچانک آجانے پر وہ کبھی خاموش نہیں ہوئے تھے جیسے ان کے درمیان کی گفتگوں مشکوک ہو وہ دونوں اکثر کسی ناکسی کیس کے مطلق ہی بات ہوتی تھی ---- عام سی باتیں۔ عام سی ہنسی مزاق ----

لائے پھر کی نہیں تھی وہ سیدھی اپنے گھر چلی گئی ---

دوسرے دن جب وہ ہاسپٹل پہنچی حمہہ کی بے تحاشہ سوجی ہوئی آنکھیں دیکھ کر پریشان ہوئی تھی کچھ اس کے بارے میں باتیں سن کر بھی الجھی ہوئی تھی ---- حمہہ بھی غائب دماغی سے اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی لائے ایک مریض کی فائل رکھنے آئی تھی اسے سوچوں میں گم دیکھ کر وہیں اس کے سامنے بیٹھ گئی ----

آپی ---- "لائبہ نے اسے پکارا لیکن وہ ہر چیز سے بے خبر ہی بیٹھی رہی"

آپی "اس بار لائے نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا وہ بری سے چونکی تھی"

اصفر "بے اختیار منہ سے اصفر کا نام نکلا تھا ---- اسی کے بارے سوچ رہی تھی ----"

شادی کے بعد جس طرح سے اصفر نے حمزہ پر اپنی محبت نہجھاور کی تھی جس طرح سے اس کا خیال رکھا تھا ---- وہ سب فراموش کے قابل نہیں تھا ---- وہ یہ کہہ ہی نہیں سکتی تھی کہ اس کی محبت میں کوئی کھوٹ یا دیکھلاوا ہو ---- جو اختلافات تھے اب بے معنی لگ رہے تھے

اصفر کیوں آپی ---- فارس کہیں نا "لائے کی بات پر حمزہ کی نظر اب لائے پر پڑی تھی ----"

اپنی آنکھوں کے آنسو صاف کرنے لگی ----

رو کیوں رہیں آپی ---- کیا سر نے اب بھی چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے ؟ "لائے کی بات"

سن کر کچھ دیر اسے دیکھنے لگی ----

"کیا بول رہی ہو لائے"

وہی جو آپ سن کر آرہی ہوں ---- ڈاکٹر فارس کہتے ہیں کہ آپ سر سے نفرت کرتی ہیں "

---- انہیں چھوڑنا چاہتی ہیں بس وہ آپ کو اپنے ساتھ زبردستی باندھے ہوئے ہیں ---- کیا یہ سچ ہے آپی سر نے آپ کو زبردستی اپنے ساتھ باندھا ہے ؟ "لائے کے سوال کا کیا جواب دیتی

---- نا جانے اصفر نے باندھ رکھا تھا یا اسکی محبت نے ---- "حمزہ نے نظریں چرائیں تھیں

آپی آپ ڈاکٹر فارس سے محبت کرتی ہیں ؟ "لائبہ کے لگلے سوال پر حممنہ نے نفی میں سر ہلایا " تھا

نہیں ---- محبت نہیں کرتی ---- وہ اچھا ہے ---- بس اس کے احسانات مجھ پر بہت " ہیں ---- بڑے کڑے وقت میں اس نے میرا ساتھ دیا ہے ---- بدلے میں کبھی مجھ سے کچھ مانگا بھی نہیں ---- بس بنا کسی غرض کے سب کچھ کرتا تھا بس ایک ہی بات کرتا تھا مجھ سے محبت کرتا ہے میرا ساتھ چاہتا ہے ----

لیکن میں ہی ہمیشہ انکار کرتی رہی ---- "وہ دھیرے دھیرے بات کر رہی تھی ---- جیسے اندر کی ٹوٹ پھوٹ سے تھک گئی ہو

"کیوں آپی ---- انکار کیوں کرتی رہیں کیا وجہ تھی "

اصفر کے نکاح میں تھی اس لئے نکاح پر نکاح نہیں کر سکتی تھی ---- "اس کے بعد حممنہ " نے لائبہ سے کوئی بات نہیں چھپائی تھی نا اپنی نا اصفر کی نا فارس کی ---- لائبہ نے ساری بات سنجیدگی سے سنی تھی ---- آنسوؤں تو اسکے بھی بہنے لگے تھے ----

آپ کو لگتا ہے آپی کے آپ نے سب کچھ ٹھیک کیا ہے ؟ ---- کیا لوٹ کے آنے والے کو " ایک بھی موقع نہیں دینا چاہیے ؟ ایک بار بھی اس کی بات نہیں سننی چاہیے ؟ ---- ہو سکتا ہے آپ کے ہر سوال کا جواب انکے پاس موجود ہو ؟ "لائبہ نے۔ ٹی رسانییت سے کہا تھا

میں اس سے محبت کرتی ہوں --- وہ بچوں سے بہت اچھا تھا مجھے لگانچوں کو باپ مل جائے گا، اور یہ بات بھی میں نے فارس سے بہر حال کہی ہے ---- اس نے وعدہ لیا تھا

مجھ سے --- میں اپنے وعدے کی پابند ہوں لائبہ --- مگر نہیں سکتی --- اللہ وعدہ خلافی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا میں نے آج تک بہت کم کسی سے - وعدے کیے ہیں اور کبھی وعدے کی خلاف ارضی نہیں کی --- "حمزہ کی آنکھیں مسلسل بہہ رہیں تھیں

مطلب اگر وہ آپ کو اپنے وعدے سے آزاد کر دیں اور آپ کو آپکی خواہش پر چھوڑ دیں تو آپ "

"کافیصلہ ڈاکٹر فارس کے حق میں کیا ہوگا آپی --- ہاں یا ناں

میں اس سے کبھی محبت نہیں کر سکتی لائبہ --- کبھی بھی نہیں --- یہ میرے بس "

میں نہیں ہے --- ورنہ ان پانچ سالوں میں کر لیتی --- محبت بے اختیار سا جذبہ ہے ---

ہو جائے تو پل میں ہو جائے نا ہو تو مدتوں ساتھ رہتے ہوئے بھی نہیں ہوتی پھر

ہم لڑکیاں ہوش سنبھالتے ہی اپنے ہر خواب صرف ایک شخص کے لئے سنبھال کے رکھتی ہیں

لائبہ --- اور وہ ہوتا ہے ہمارا شوہر --- کچی عمر سے - یہی سوچتی ہیں ہماری محبت کا حقدار

ایک ہی شخص ہے عمر کا ایک حصہ خواب بننے میں گزار دیتی ہیں کہ جب شادی ہوگی تو شوہر

سے اپنے ہر جذبے اظہار کریں گئے --- میں بھی ایسی ایک عام سی سوچ رکھنے والی لڑکی ہی تھی

اور میاں بیوی کا رشتہ بھی کچھ ایسا ہے کہ محبت لازمی ہو جاتی ہے --- پھر اصفر --- "ایک

سسکی سی اٹھی تھی

اسکی محبت پر شک تو کبھی نہیں کر سکتی ---- اب تو بچے بھی اسکے لئے روتے ہوئے مجھ سے دیکھے نہیں جاتے ---- کیا کروں بہت برے طریقے سے پھنس چکی ہوں میرا انکار فارس کا مجھ پر اعتماد ختم کرتا ہے ---- پتہ نہیں کیا کر بیٹھے گا خود کو اگر - یہ وجہ غلط قدم اٹھا بیٹھا تو خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گی --- اور دوسری طرف میرے بچے ---- "حمنہ رونے لگی تھی

آپی روئے تو مت ---- "لائبہ کو وہ بھی بے قصور ہی لگ رہی تھی " لائبہ ---- نور کی رو رو کر آنکھیں سوج گئی ہیں --- میری بچی آج سے پہلے کبھی اتنا کسی کے لئے نہیں روئی --- جتنا رات بھر میں اپنے باپ کے ساتھ لگ کر روئی ہے ---- "حمنہ کے آنسوؤں رک نہیں رہے تھے ----

آپ کہیں تو میں بات کروں ڈاکٹر فارس سے ---- "لائبہ کا جی چاہا کہ حمنہ کے لئے کچھ کر سکے --- جو کچھ بھی ہو رہا تھا --- غلط ہو رہا تھا ---

تمہیں لگتا ہے وہ کچھ سنے گا ---- اگر لگتا ہے تو ٹھیک ہے کر لو اس سے بات "حمنہ ابھی" بات کر رہی تھی جب نرس بھاگتے ہوئے اس کے کمرے میں آئی تھی ڈاکٹر حمنہ ایکسڈنٹ کیس ہے --- دو گاڑیوں کا بہت بری طرح سے ایکسڈنٹ ہوا ہے ---- "چار لوگ بری طرح سے زخمی ہیں ---- "نرس نے عجلت سے خبر دی تھی ----

او کے میں آرہی ہوں --- "حمنہ کے ساتھ لائبر بھی اٹھ کر کھڑی گئی --- ایبولنس سے " مریضوں کو اسٹیچرز پر منتقل کر کے ایمرجنسی وارڈ میں تیزی سے لے جایا جا رہا تھا --- ایک گاڑی کو آگ لگ گئی تھی --- لیکن موقع پر لوگوں نے ایبولنس بلالی تھی اور گاڑی سے زخمیوں کو نکال چکے تھے --- جب اصفر کو گاڑی سے نکالا تو اس اسکے کپڑوں میں آگ لگ چکی تھی اصفر کی جیب سے موبائل کی بل بج رہی تھی --- ایک شخص نے موبائل نکالا تو حسن کمال کی کال آرہی تھی --- اس آدمی نے کال اٹھا کر بتا دیا کہ اس کا ایکسڈنٹ ہو گیا ہے --- اور اب وہ انہیں ہسپتال لے جا رہے ہیں --- حسن کمال کے تو یہ سن کر پیروں سے زمیں نکلی تھی

کیا ہوا ہے میرے اصفر کو --- کس --- کس ہسپتال میں لے کر جا رہے ہو " انکے منہ " سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے ---

" جو بھی قریبی ہسپتال ملا لے جائیں گے میں وہاں پہنچ کر آپ کو ہسپتال کا نام بتا دوں گا " اس آدمی نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا ---

ایبولنس کے پہنچتے ہی --- فوراً سے انہیں ڈاکٹر بیگ کے ہسپتال ہی لے جایا گیا تھا --- فارس بھی وہیں موجود تھا --- ایکسڈنٹ کافی خطرناک قسم کا ہوا تھا --- ایک گاڑی میں تین لڑکے تھے اور دوسری گاڑی میں صرف ایک مسافر چاروں کی حالت تشویش ناک تھی ---

حمنہ --- فارس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر بیگ بھی ایمر جنسی کی طرف گئے تھے --- چاروں مریضوں کے سر سے خون نکل رہا تھا تھا لیکن چوتھے مریض کی گاڑی کو آگ لگنے کی وجہ سے دونوں پاؤں بری طرح سے متاثر ہوئے تھے ہاتھ اور گردن سرخ تھیں آگ کی تپش کے اثرات گردن کو سرخ کر گئے تھے --- چہرے اور سر سے خون بھی بہہ رہا تھا --- حمنہ اصفر کو دیکھ وہیں منجمد ہوئی تھی لائبر بھی وہیں تھیں ڈاکٹر بیگ اور فارس دوسرے مریضوں کو دیکھ رہے تھے ان کی نظر اصفر پر نہیں پڑی تھی ---

اص --- فر "حمنہ کو لگا جیسے بے جان سی ہو گئی ہو --- وہ دیوانہ وار اسکے اسٹچرز کی طرف " بھاگی تھی ---

اصفر --- اصفر کیا ہوا ہے آپ کو --- "اسکے خون سے لت پت چہرے کو اپنے ہاتھوں میں " لئے تڑپ ہی تو گئی تھی

--- فارس حمنہ کو دیکھ کر بے ساختہ وہاں پہنچا تھا --- اصفر کو دیکھ کر خود بھی پریشان ہو گیا تھا ---

لائبر فوراً سے نبض چیک کروں اسکی ہری اپ --- "فارس نے سنجیدگی سے کہا

کیونکہ وہاں لائے گئے مریضوں میں سے ایک ایکسپائر ہو چکا تھا اور ایک اور کی حالت بھی تشویش ناک تھی۔۔۔۔۔ لائے جلدی سے اسٹیٹھو سکوپ سے اصفر کی دھڑکن سننے لگی جو بہت سلو چل رہی تھی۔۔۔۔۔ جلدی سے واڈ بوائے کی مدد سے اسے بیڈ پر شفٹ کیا تھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر بیگ بھی اصفر کو چیک کرنے لگے تھے حممنہ بے تحاشہ تو رہی تھی۔۔۔۔۔ فارس دوسرے مریضوں کو اسٹاف کے ساتھ ملکر انکی ٹرمنٹ کر رہا تھا حممنہ کی اپنی حالت ایسی نہیں تھی کہ کچھ بھی کر سکتی۔۔۔۔۔ اصفر کی ڈوبتی دھڑکنوں کو دیکھ کر اسے لگ رہا تھا وہ بھی مر جائے گی۔۔۔۔۔ اپنے ڈوپٹے سے اس کے چہرے پر بہتا خون صاف کر رہی تھی

اصفر خدا کے اٹھ جاؤں بس ایک بار۔۔۔۔۔ اٹھ جاؤں پلیز۔۔۔۔۔ "اسکی بند آنکھوں کو دیکھ وہ" رورہی تھی۔۔۔۔۔

حممنہ پلیز سنبھالو خود کو "ڈاکٹر بیگ نے اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر کہا"

باہر جاؤں تم۔۔۔۔۔ تمہاری کنڈیشن ایسی نہیں کہ تم اسے ٹریٹ کر سکو۔۔۔۔۔ "ڈاکٹر بیگ خود"

بہت پریشان تھے۔۔۔۔۔ دو ماہ میں اصفر اپنا آپ ڈاکٹر بیگ کے سامنے مننوا چکا تھا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ مجھے کہیں نہیں جانا ہے "حممنہ نے صاف انکار کیا تھا"

حممنہ ٹرائے ٹو انڈرسٹنڈ "حممنہ سے یہ کہہ کر وہ لائے کی طرف دیکھ کر بولے"

بی پی بہت لو رہا ہے اس کا فوراً سے انجکشن بھر کر دیں مجھے انس ٹوچ ارجنٹ "ڈاکٹر بیگ" نے لائبر سے کہا فارس دونوں مریضوں کو ٹریٹ کر چکا تھا اب وہ کچھ بہتر حالت میں تھے واڈ "بوائے ان کے اسٹینڈ لگا رہے تھے اب وہ تیزی سے اصفہ کی طرف بڑھتا تھا

فارس پلینز پہلے حمنہ کو باہر چھوڑ کر آؤں ---- "ڈاکٹر بیگ نے فارس سے کہا حمنہ کی موجودگی" میں اور جس طرح سے وہ رو رہی تھی کچھ بھی کرنا مشکل تھا حمنہ اب بھی اصرار کا ہاتھ پکڑے ہوئیوں سے لگائے رو رہی تھی ----

خدا کے لئے اصفہر۔ مجھے چھوڑ کے مت جانا۔۔۔۔۔ "فارس نے حمزہ کو بازو سے پکڑا تھا"

حمنہ پلیز باہر آؤں " اسوقت تو وہ بھی پریشان تھا "

نہیں فارس مجھے نہیں جانا کہیں بھی --- چھوڑو مجھے "وہ اپنا ہاتھ فارس سے چھڑوا رہی تھی " "

حمّنه کیا ہو گیا ہے تمہیں --- ایک ڈاکٹر ہو کر تم یوں کروں گی تو "ڈاکٹر بیگ حمّنه کی ضد"

سمجھ نہیں پا رہے تھے لائبہ نے ڈاکٹر بیگ کو انجکشن بھر کر دیا تھا

نہیں ہوں میں ڈاکٹر۔۔۔۔ نہیں نبھانا مجھے کوئی فرض تھک چکی ہوں میں اپنے فرائض کی "

چکی پستے پیستے --- اسوقت میں صرف ایک بیوی ہوں ---- خدا کے لئے مجھے اصفہر کے پاس

رہنے دو " بے بس سی ہو چکی تھی ---- تھک بھی چکی تھی ماں کو فرض کے ہاتھوں کھو چکی تھی اور اب شوہر سے ایک پل کی دوری جان لیوا لگ رہی تھی --- فارس نے لائبر سے کہا لائبر اسے باہر لیکر جاؤں یہ یہاں رہے گی تو کچھ بھی کرنے نہیں دے گی اصفر کے سر سے " بہت خون بہہ رہا ہے ---- غلام علی اگر مریض کو اسٹیچرز لگ چکے ہیں تو فوراً سے یہاں آؤں ایک ہی سنٹر واڈ بوائے تھا ---- پہلے تو حمزہ سب سنبھال لیتی تھی لیکن اس وقت اسے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا ---- لائبر حمزہ کو زبردستی اپنے ساتھ باہر لیکر گئی تھی ---- بظاہر وہ ٹھیک تھا لیکن خون بہت بہہ چکا تھا ---- باقی مریضوں کے لواحقین پہنچ گئے تھے ---- اس لئے انکے لئے خون کا بندوبست بھی کر چکے تھے ---- اصفر کے لئے ڈاکٹر بیگ بلڈ آرینج کرنے کی کوشش کر رہے تھے ---- لیکن کہیں سے کوئی انتظام ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا ---- حمزہ جائے نماز پچھائے رو رہی تھی --- اسوقت تو یہ بھی ہوش نہیں تھی بچے اسکول میں اکیلے ہوں گئے ---- ایک لائبر تھی جو سب کچھ ہینڈل کر رہی تھی ---- اس نے منزل صاحب کو کال کی

وہ بات نہیں ہے مان بھائی --- مجھے ڈیڈ کی فکر ہو رہی ہے --- پتہ نہیں کیوں --- دل " چاہتا ہے اڑ کر ڈیڈ کے پاس چلی جاؤں " نور کا دل باپ کے لئے ترپتا تھا ایمان بھی اسکی طرف دیکھ کر بولا

سچ کہوں نور ---- میرا بھی دل چاہتا ہے اڑ کے ڈیڈ کے پاس چلا جاؤں ---- انکا ہاتھ پکڑ "

لوں --- ان سے کہوں کے ہمیں چھوڑ کے کہیں مت جائیں ---- اگر ہم اچھے بچے ہیں تو

پھر کیوں ہمارے ساتھ نہیں رہنا چاہتے ---- "ایمان نے اپنی آنکھوں کو مسلاتھا ----

آنکھوں میں آنے والی نمی کو بہن سے چھپانے کی کوشش کی تھی جانتا تھا اسکی آنکھوں میں

آنسوں دیکھ کر نور کارونا بند نہیں ہو گا --- ٹیونس بچے اپنے ساتھ پیدا ہونے والے بہن بھائی

کے احساسات جذبات اور سوچ کو دوسرے بہن بھائیوں کی نسبت زیادہ سمجھتے اور محسوس کرتے

ہیں یہ ایک فطری سی بات ہے --- اس لئے ایمان نور کی کئی باتیں اس کے کسے بنا سمجھ جاتا تھا

---- وہ ایمان کے مقابلے میں کچھ کمزور تھی ---- دل بھی ننھا سا سینے میں رکھتی تھی ---

بہت جلد خوفزدہ ہو جاتی تھی ---- اگر نور کی کوئی طاقت تھی تو وہ تھا اس کا بھائی ایمان ---- نا

جانے کیا بات تھی کہ ایمان کے تسلی بخش چند جملے نور کے لئے انرجی ٹانک کا کام دیتے تھے

---- لیکن اگر کسی بات پر ایمان گھبرا جاتا یا رو دیتا پھر تو نور کا حوصلہ ہی ٹوٹ جاتا تھا پھر اسکے

جانتا تھا کہ جب تک نور کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ہے --- نور خود کو محفوظ سمجھتی ہے ----
اسکول کے باہر بائیک کھڑی ہوئی تھی اس پر منزل صاحب کو دیکھ وہ دونوں کھڑے ہو گئے
انہیں جانتے پہچانتے تھے منزل صاحب نے پرنسپل صاحب سے اپنا تعارف کروایا پھر وجہ بھی
بتائیں پرنسپل نے ایمان سے تصدیق کرائی تھی کہ کیا واقعہ وہ منزل صاحب کو جانتا ہے ---
ایمان کی رضا مندی پر ہی پرنسپل نے بچوں کو منزل صاحب کے حوالے کیا تھا ----

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 785
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

ایک سائیڈ پر اصفر لیٹا تھا اور دوسری طرف فارس ---- فارس قطرہ قطرہ اسے زندگی بخش رہا تھا
 ---- ایک نظر اصفر پر ڈالی جس کی زندگی حمنہ کے لئے بہت اہم تھی --- پھر اپنی آنکھیں بند
 کر لیں آج فارس کے فرض اور محبت دونوں کا امتحان تھا ----

فارس جب صبح ہاسپٹل پہنچا تو سب سے پہلے حمنہ کے کمرے کی طرف رخ کیا تھا اس سے جاننا
 چاہتا تھا کہ اصفر چاہتا کیا ہے --- لیکن حمنہ ہ

اور لائبہ کے درمیان ہونے والی باتیں سن چکا تھا ----

اپنے کمرے میں آکر یہی سوچ رہا تھا کہ کس زندگی کا انتخاب کر رہا ہے وہ ---- جس میں حمنہ کی
 محبت شامل ہی نہیں نا ہی خواہش وہ بس وعدے کی پاسداری نبھائے گی یا احسان مندی کے
 بوجھ تلے دبی رہے گی ---- ضمیر کی سنتا تو وہ کہتا --- صبر کر لو فارس دل پر ذرا سا جبر کر لو
 وہ کل بھی اصفر کی ہی تھی۔ اور آج بھی اسی کی ہے -- آج تک اس نے ایک بار یہ نہیں کہا
 کہ --- تم سے محبت کرتی ہے ---- ہمیشہ تمہیں راہیں بدلنے کا مشورہ ہی دیا ہے --- یہی کہا
 کہ کسی اور سے شادی کر لو اپنا گھر بسا لو

نا ایسی محبت بھری نظروں سے کبھی دیکھا جیسے تم دیکھتے رہے --- نا کوئی لفظی اظہار کیا ----

بس بچے ہی تھے حمنہ کی زندگی میں اہم تھے ---- فارس کو اگر آسرا دیا بھی تھا تو صرف اس
 لئے کہ اسکے بچوں کو باپ کی محبت مل سکے --- اب تو ان کا حقیقی باپ موجود تھا اور پیار بھی

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 788
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

ڈاکٹر بیگ بھی مسکراتے ہوئے حمنہ پاس آکر بیٹھ گئے تھے

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 789
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a38822222222222222222)

اب ٹھیک ہے وہ --- خطرے والی کوئی بات نہیں ہے ---- اپنا۔ خون دے کر بچایا ہے " اسے ---- اللہ کے بعد تو سمجھوں اسے زندگی میں نے ہی دی ہے "فارس نے جان بوجھ کر اس پر جتایا وہ خاموشی سے نظریں جھکائے اپنی انگلیاں مسل رہی تھی --- جیسے کہنے کو شکریہ کا لفظ بھی نا ہو پھر کپکپاتے ہونٹوں سے با مشکل بولی

تمہارا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گی "حمنہ نے نظریں ملائے بغیر فارس سے کہا تھا " بھولنا بھی نہیں۔ چاہیے۔۔۔۔ خیر ابھی آجائے گا اسے ہوش۔۔۔ ٹھیک بھی جو جائے گا "۔۔۔ یہ بتاؤں کے کب طلاق دے گا اصغر تمہیں "فارس کا سوال پہلی بار حمنہ کو برا سا لگا تھا وہ بے ہوش ایمر جنسی وارڈ میں پڑا تھا اور اسے یہ جاننے میں دلچسپی تھی کہ وہ اسے طلاق کب دے گا۔۔۔ ایک تکلیف سی پہنچی تھی فارس کی بات پر لیکن اظہار نہیں کر سکی

چند --- دن --- تو لگ جائیں گے " ماتھے پر ناگواری سے بل ڈالے اس نے جواب دیا "

چند دن --- او کے عدت پوری ہوتے ہی اگلے روز ہم نکاح کر لیں گے --- ٹھیک ہے نا "

حمہ ؟ " وہ حمہ کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھ رہا تھا وہ مسلسل آنکھیں چرا رہی تھی سب کچھ جانتا

تھا لیکن آج اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا جس کی چپ نے سب سے زیادہ نقصان اسی کا کیا تھا

ہممم۔۔۔ "حمنہ بس یہی کہہ پائی تھی"

"ہممم۔۔۔۔۔ ہممم کا مطلب کیا سمجھوں میں مطلب تم مجھ سے شادی کرنے پر راضی ہو؟"

فارس کی بات پر حممنہ نے ہلکا سا سر خم کیا تھا

شادی کا مطلب سمجھتی ہو تم ؟ ---- "یہ کہہ کر وہ استرائیہ مسکراہٹ لئے بولا"

اتنے احسان کیے ہیں میں نے تم پر ---- وعدہ کیا ہے تم نے مجھ سے کہ اگر تمہاری زندگی "

کوئی آسکتا ہے تو وہ میں ہوں --- ظاہر ہے نبھانا تو پڑے گا ہی --- وعدے کی پاسداری

----- احسانات کا بدلہ پورا اتارنے کے لئے چاہے بہت سے لوگوں زندگی کیوں نا برباد ہو جائے

---- لیکن حمزہ میڈیم کو وعدہ خلافی بالکل نہیں کرنی کیونکہ وعدہ خلاف اللہ کو ناپسند ہیں ----

ہے نا؟ "حممہ نے یہ بات سن کر بس ایک پل ہی فارس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ ہونٹ جیسے

سل سے گئے تھے ---- ایک بار دل پر یہ شک بھی گزرا کہ کہیں اسکی اور لائیبہ کی باتیں ناسن

لیں ہوں۔۔۔۔۔ فارس کا لہجہ تیز اور تلخ ہوا تھا

کیا کرنے جا رہی تھی تم؟ --- اندازہ ہے تمہیں؟ --- حمزہ میں نے تم سے محبت کی " ہے --- محبت میں مجھ سے جو ہوا وہ میں کرتا رہا یہ کبھی نہیں سمجھا کہ تم پر احسان کر رہا ہوں --- تم اصفر کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی؟ یہی کہا تھا تم نے مجھ سے؟ وہ تمہارے بچے تم سے دور نا کر دے یہی وجہ تھی اصفر کے ساتھ رہنے کی --- کیوں حمزہ یہی کہا تھا نا تم سے مجھ سے؟ "فارس کے کسی سوال کا وہ جواب نہیں دے رہی تھی یہی وجہ تھی کہ فارس کا لہجہ سخت ہو رہا تھا

اگر وہ تمہارے لئے پھر سے کوئی اہمیت رکھنے لگا تھا مجھے کیوں انجان رکھا تم نے؟ --- تم اس سے خلع لینا چاہتی تھی --- بچوں کو اس سے دور رکھنا چاہتی تھی --- یہی سب کہا تم نے مجھ سے --- میں پاگل --- آلو کا پٹھا یہی سمجھتا رہا کہ تمہارے دل میں اصفر کہیں نہیں ہے اس لئے میری گنجائش بن ہی جائے گی --- لیکن یہ جو کچھ دیر پہلے تم نے مجھے ڈیو دیکھایا ہے --- میں کیا کہو تم سے --- دل میں وہ --- سامنے میں --- پھر بچے بھی؟ --- حمزہ تم جیسی عقل مند سے تو ایسی توقع نہیں کر سکتا تھا - میں کہ تم یہ حماقت بھی کر سکتی ہو --- اس لئے میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں تمہیں ہر وعدے سے آزاد کرتا ہوں --- اور رہ گئی بات احسان کی تو وہ میں نے آج تک تم پر کیا ہی نہیں ہے --- میری محبت --- میرا مسئلہ ہے --- تمہارا نہیں حمزہ --- جو ریاکشن میں نے تمہارے ساتھ اسوقت

کیا تھا جب مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ تمہارا شوہر زندہ ہے تو وہ بھی موقع کی مناسبت سے غلط نہیں تھا پانچ سال میں یہ سمجھتا رہا کہ تم اکیلی ہو تمہارا شوہر زندہ نہیں ہے پھر پانچ سال بعد مجھے اچانک یہ پتہ چلا کہ تمہارا شوہر زندہ ہے تو میرا ریلیکشن تو یہی ہونا تھا۔۔۔۔۔ تم نے تب بھی مجھ سے کچھ نہیں کہا پانچ سال انجان رکھا۔۔۔۔۔ یہ غلط کیا۔۔۔۔۔ اور آج بھی تم چپ رہ کر غلط کر رہی تھی۔۔۔۔۔ یہی بات اگر شادی کے بعد میں جانتا کہ میری بیوی ہوتے ہوئے تم اپنے سابقہ شوہر کی محبت دل میں بسائے بیٹھی ہو تو سوچو کیا میں یہ برداشت کر سکتا تھا؟ "فارس اب غصے سے بول رہا تھا

۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ تمہیں۔۔۔۔۔ اصفہ کے ساتھ ایک کمرے میں دیکھ برداشت نہیں کر سکا تھا حمزہ "۔۔۔۔۔ اسے تم دل میں بسائے اگر میری بیوی بن جاتی تو قیامت کھڑی کر دیتا میں۔۔۔۔۔ شکر کرو وقت پر سچائی جان چکا ہوں۔۔۔۔۔ ورنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فارس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا اپنی مٹھیاں بنچے وہ ضبط کر گیا تھا۔۔۔۔۔ حمزہ خاموش ہی "بیٹھی رہی۔۔۔۔۔ لیکن فارس اٹھ کر وہاں سے چلا گیا

وہ چپ گم صم سی بیٹھی رہی۔۔۔۔۔ واقع کتنا غلط کرنے جا رہی تھی خود کے ساتھ بچوں کے ساتھ اصفہ کے ساتھ اور فارس کے ساتھ۔۔۔۔۔ بعد کا کب سوچا تھا اس نے کیا ہو گا۔۔۔۔۔ بلکہ اس نے تو فارس سے شادی کا بھی کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا وہ

کوئی مرد کہاں یہ برداشت کرتا ہے کہ اسکی بیوی دل میں کسی اور کو بسائے۔۔۔۔۔ چاہے اصفہر ہو
یا فارس یا کوئی بھی مرد۔۔۔۔۔ محبت میں شراکت برداشت نہیں۔ کرتا۔۔۔۔۔ کر ہی نہیں سکتا انہیں
سوچوں میں گم تھی

جب لائبہ مسکراتے ہوئے ایمر جنسی وارڈ سے نکلی تھی

آپی سر کو ہوش آگیا ہے آپ کو ہی پکار رہے ہیں --- "لائبہ نے ابھی پوری طرح سے بتایا"

بھی نہیں تھا کہ حممنہ اٹھ کر ایمر جنسی وارڈ کی طرف بھاگی تھی --- اب ناکوئی وعدہ پاؤں کی زنجیر

تھانا ہی کندھوں پر احسان کا کوئی بوجھ پھر قدم بڑھانے میں دیر کیسی ----

دل کی بے تابیاں نظروں میں سمت آئیں تمہیں --- واڈ بوائے اصر کو بیٹھا چکا تھا --- سر پورا
پیٹوں سے جکڑا ہوا تھا پاؤں پر بھی سفید پٹیاں باندھیں ہوئیں تمہیں --- چہرے پر تکلیف کے
آثار تھے --- حمزہ کو سامنے کھڑا دیکھ کر ایک پل دل تھما تھا --- روئی روئی آنکھیں دیکھ کر
نظریں جھکا بیٹھا تھا

وہ ---- ایم سوری ---- پتہ نہیں کیسے سامنے آتی گاڑی نظر نہیں آئی ---- لیکن تم فکر " مت کرو جلد ہی ہاسپٹل سے ڈسچارج لے لوں گا ---- " اصرار سے نظریں ہٹا نہیں پارہا تھا نا مسلسل دیکھ رہا تھا وہ ایک ایک قدم اسکے پاس آرہی تھی ----

چلا جاؤں گا یہاں سے ---- اور ڈرائیوز پیپر ----- "بات یہیں تک پہنچی تھی کہ حمنہ" نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ---- اصفرا سے دیکھنے لگا حمنہ کے آنسو بہہ رہے تھے ---- اس کے پاس بیٹھ گئی ---- اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر اسکے سینے سے لگ کر رونے لگی تھی ---- وہ تو یک دم ہی فریز ہوا تھا ---- یہ لڑکی کبھی اسکی سمجھ میں نہیں آ سکتی تھی ---- خود ہی فاصلوں کو طویل کر دیتی تھی - خود میں ہر فاصلہ ختم کر دیتی تھی پل بھر میں ---- اب بھی سینے سے لگی دھڑکنوں کو پھر سے ایک نئی لہہ پر دھڑکا رہی تھی ---- اصفرا اتنی ہمت کہاں تھی کہ اسے خود سے دور کرتا ---- اس لئے اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا - اپنے آپ میں سمیٹ لیا تھا -- سر سے ٹیسیں اٹھ رہیں تھیں ---- جسم درد سے چور تھا پورے وجود میں اگر کوئی چیز پر سکون تھا تو وہ دل تھا ---- جو اسوقت حمنہ کے دل کے ساتھ دھڑک رہا تھا گاڑی دیکھ کر چلائی چاہیے تھی اصفرا ---- اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو ---- میں کیا کرتی ---- " کیوں نہیں سوچا ---- " وہ روتے ہوئے بولی

تمہیں ہی تو سوچ رہا تھا ---- سوچتے سوچتے پتہ ہی نہیں چلا کب کیا ہو گیا " اسے اپنے ساتھ " لگائے آنسو وہ بھی بہا رہا تھا

بس اب مجھ سے کبھی دور مت جائیے گا۔۔۔ بہت تھک چکی ہوں۔۔۔ اکیلے چلتے چلتے "

۔۔۔ اب آپ کے بغیر نہیں چل سکتی۔۔۔ سن رہے نا۔۔۔ مجھے نہیں رہنا آپ کے بغیر

--- بہت محبت کرتی آپ سے --- نا جانے اتنا کچھ ہونے بعد بھی --- دل سے آپ کی محبت کو کیوں نہیں نکال پائی --- بہت کوشش کی خود کو پتھر کا کر لو --- ہر جذبے کو دل سے نکال پھینکو --- لیکن --- نہیں --- نہیں ہوا مجھ سے --- "روتے ہوئے وہ اپنا ہر غم کہہ رہی تھی --- اصران باتوں پر شکر کر رہا تھا کہ وہ ٹھیک وقت پر ٹھیک فیصلہ کر چکی ہے "آپی سب دیکھ رہے ہیں --- باقی کی باتیں روم میں شفٹ ہونے کے بعد کر لیجیے گا ---"

لائبہ کی آواز نے ہوش دلایا تھا کہ وہ دونوں وہاں اکیلے موجود نہیں ہیں اور بھی بہت سے مریض ہیں اور نرسیں اور اسٹاف بھی موجود ہے جو یہ سین لائیو دیکھ رہے ہیں دونوں یک دم ہی ایک دوسرے پیچھے ہوئے تھے ---

نرسیں اور وہاں موجود مریض مسکرا رہے تھے --- حمزہ خفت کے مارے فوراً سے باہر نکل گئی تھی کچھ ہی دیر میں اصرار کو کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا منزل صاحب بچوں کو بھی لے آئے تھے اصرار کی خیریت دریافت کر کے چلے گئے تھے اصرار کو یوں پیٹیوں - میں دیکھ کر بچے اپنی ناراضگی بھولے باپ کے گلے لگ کر رونے لگے تھے ---

ڈیڈپوٹ کیسے لگ گئی --- "نور نے پوچھا تھا"

بس لگ گئی --- چوٹ نے کہا نور کو روتا ہوا کیوں چھوڑ کر آئے ہو --- اب ایسے واپس جانے "
نہیں دوں گی --- تھوڑے سے زخم تو کھانے پڑیں گئے --- نور کو رلایا جو ہے --- "آصف
اسے ساتھ لگائے بول رہا تھا ----

لیکن مجھے اب بھی تو دیکھ کر رونا آ رہا ہے ڈیڈ آپ کو درد ہو رہا ہو گا۔۔۔ ہے نا۔۔۔ مجھے بھی " دیکھ کر درد ہو رہا ہے۔۔۔ آپ میرے ڈیڈ اور فرینڈ ہیں نا ڈیڈ کو درد ہو گا تو نور کو بھی ہو گا۔۔۔ چوٹ سے بولو آپ کو ٹھیک کر دے۔۔۔ ابھی جلدی سے "نور کی باتیں ہی اس کے لئے ہر درد کی شفا تھیں۔۔۔ وہ پی ھے ہٹ کر اب اصرر کی گود میں بیٹھ چکی تھی

اب نور ڈیڈ کے ساتھ رہے گی تو ڈیڈ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔ "نور کے پاس تو" کرنے کو بے شمار باتیں تھیں۔۔۔ بس ایمان چپ تھا پہلے تو اصفر کو دیکھ کر رہا نہیں گیا فوراً سینے سے لگ گیا لیکن اب یاد آگیا تھا کہ وہ باپ سے ناراض تھا اس لئے پیچھے ہٹ کر ماتھے پر تیوری چڑھائی۔ منہ پھلائے بیٹھا تھا کہ کب نور صاحبہ چپ ہو تو اور اصفر کی نظر نخرے باز بیٹے ہر پڑے تو وہ بھی اپنی ناراضگی کا اظہار کرے۔۔۔۔۔ اصفر نور کو گود میں بیٹھائے ہوئے تھا۔۔۔ پھر جب ایمان پر نظر پڑی تو اس کا منہ پھلانا سمجھ میں نہیں آیا۔۔۔ ابھی تو سینے سے لگا تھا اور اب منہ پھلائے ترچھی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا کہ کب اسکی نظر ایمان پر پڑھتی ہے

"بگ باس --- تمہیں کس بات کا غصہ ہے"

"ڈیڈ مان بھائی ہماری دوستی سے جیل سے شاید "نور نے باپ کی گود میں بیٹھتے ہی پیندرہ بدلہ " تھا --- ایمان نے ایک نظر اسے بھی غصے سے نوازہ تھا ---

جی نہیں --- میں ڈیڈ میں ناراض ہوں --- اچھا ہوا جو انہیں چوٹ لگ گئی --- کیوں چھوڑ کر " گئے تھے ہمیں --- چوٹ لگی ہے تو واپس آئے ہیں ورنہ جا چکے ہوتے --- "ایمان کی بات پر وہ مسکرانے لگا

"ادھر آؤں میرے پاس"

"نہیں مجھے نہیں آنا"

اچھا بتاؤں کیسے دور کروں تمہاری ناراضگی کو پیزا چلے گا یا ٹوائز "اصفر نے اسکے پسندیدہ چیزوں کے بارے میں پوچھا

مجھے کچھ نہیں چاہیے آپ مجھ سے پروم کریں کے آپ کبھی ہمیں چھوڑ کر نہیں جائیں گئے " --- کبھی بھی نہیں "ایمان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر وعدہ لینا چاہا اصفر نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا

او کے کبھی نہیں جاؤں گا --- اب تو موڈ ٹھیک کروں اپنا --- "اصفر اس کے گال کو " پیار سے کھینچتے ہوئے کہا --- لائبر اندر داخل ہوئی ہ

تو نور کو اصفہر کی گود براجمان دیکھ گھورے لگی

یہ تم بڑے مزے سے کہاں بیٹھی ہوئی ہو بہت چوٹیں آئیں ہیں تمہارے بابا کے ابھی ذرا " فاصلہ رکھ کر بات کروں چلو نیچے اترو اور کرسی پر بیٹھو ورنہ یہ انجیکشن دیکھ رہی ہو تمہارے بابا کے ساتھ ساتھ تمہارے بھی لگا دوں گی " لائبرے کی بات سن کر نور اصفہ کی گود سے اتر کر کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

لائبہ انجیکشن سرنج میں بھرنے لگی --- پھر اصفر کے بازو پر لگا کر --- اسے دوا نکال کر ہاتھ میں رکھ کر پانی کا گلاس بھی پکڑا دیا
دوا کھا کر اس نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا

تمہاری آپی کہاں ہے --- جب سے روم میں شفٹ ہوا آئی ہی نہیں "لائبہ اصرہ کی بے چینی"

دیکھ کر مسکرا نے لگی

وہ دوسرے مریضوں کو دیکھ رہیں ہیں --- کہہ رہی۔ تھی یہ تو گھر کا ہی مریض ہے --- نا "
 بھی دیکھوں تو خیر ہے --- "لائبہ نے اسے چھوڑتے ہوئے کہا
 "یہ نہیں کہہ سکتی ---"

اچھا بڑا پتہ ہے آپ کو کہ کیا کہہ سکتی ہیں --- "لائبہ کی پر شوخ مسکراہٹ پر وہ بھی " مسکرانے لگا اسی اثنا میں دروازہ کھلا تھا حسن کمال اندر داخل ہوئے تھے --- اصر کو پیٹوں میں لیٹا دیکھ کر تڑپ کر آگے بڑھے تھے

کون ہیں آپ اور یہاں کہاں بنا اجازت گھسے چلے آرہے ہیں "لائبہ نے حسن کمال کو دروازہ " کھولتے ہی تیزی سے اصفہر کے پاس آتے دیکھ کر پوچھا

، "لائبہ یہ میرے ڈیڈ ہیں "جواب اصفہر نے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔ لائبہ انہیں سلام کر کے باہر چلی گئی

اصفر کیسے ہو تم ---- ایکسڈنٹ کیسے ہو گیا --- "وہ اسکے پاس آکر اشک سے بھری آنکھوں" سے پوچھنے لگے ---- لاہور سے مری تک کا سفر بڑی مشکل سے کٹا تھا ان کا --- ڈیڈ بس سامنے والی گاڑی کی اسپید تیز تھی اور میں - بھی ڈرائیو تیز ہی کر رہا تھا --- "اصفر" نے بہانہ بنایا

کتنی بار تمہیں ٹوکا کہ ڈرائیو کرتے وقت کیر فل رہا کروں ---- "حسن کمال کی نظر بچوں پر نہیں"
پڑی تھی ---- وہ سخت لہجے سے اصفر سے کہہ رہے تھے --- ایمان تو انہیں بس غور سے دیکھ
رہا تھا --- لیکن نور سے کہاں برداشت تھا کہ اسکے ڈیڈ کو کوئی یوں ڈانٹے اس لئے کرسی پر بیٹھی
فورا سے بولی

آپ - میرے ڈیڈ کو ڈانٹ کیوں رہے ہیں "حسن کمال نے پلٹ کر نور کو دیکھا تھا --- پھر "

اسکے ساتھ بیٹھے ایمان کو دیکھنے لگے جو انہیں بڑے غور سے دیکھ رہا تھا ---

کیا کہا --- تمہارے ڈیڈ "حسن کمال کے لئے تو یہ بات بہت بڑا دھچکا تھی "

جی ڈیڈ یہ میرے بچے ہیں --- نور اور ایمان "جواب اصفر نے دیا تھا حسن کمال تو شدید "

سے رہ گئے تھے کبھی بے یقینی سے اصفر کو دیکھنے لگتے کبھی ان دونوں بچوں کو --- یہ تو سوچا

بھی نہیں تھا کہ بیٹے کے ساتھ ساتھ اپنے ہوتا پوتی سے بھی ملاقات ہو جائے گی ---

تمہارے - بچے مطلب میرے --- میرے پوتا پوتی --- میں --- میں دادا --- اوہ "

- میرے خدایا "وہ بے قراری سے بچوں کو سینے سے لگانے لگے --- بچے گم صم سے تھے

میں --- میں --- داد ہوں تمہارا --- تمہارے --- ڈیڈ کا ڈیڈ "حسن کمال ان کے چہروں "

کو چومتے ہوئے بولے پل بھر کو لگائی زندگی سی مل گئی ہو ---

لیکن دروازہ کھلتے ہی سامنے حمزہ کو دیکھ کر انکی مسکراہٹ مہدوم سی ہو کر غائب ہوئی تھی

*****

میں --- نے شاید کچھ غلط سن لیا ہے کچھ ان ایکسپکٹڈ سا --- شاید کان بج رہے ہیں "وہ" بے یقین تھی

میں نے کہا۔۔۔ شادی کروں گی مجھ سے؟۔۔۔ "فارس نے پھر سے دہرایا"

میں۔۔۔ میں کیوں کرنے لگی آپ سے شادی۔۔۔ آ۔۔۔ آپ آپ سے۔۔۔ محبت کرتے "

"ہیں۔۔۔۔

ہاں وہ تو کرتا ہوں لیکن اس سے شادی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی تھی" نے کہا تھا کہ مجھے انکے بیچ میں نہیں آنا چاہیے --- اس لئے میں پیچھے ہٹ گیا لیکن ایک "سہارے کی تو مجھے بھی ضرورت ہے --- اگر تمہاری زندگی میں پہلے سے کوئی شامل نہیں تو؟ فارس نے صاف گوئی سے بات کی

نہیں میری زندگی کوئی نہیں ہے ---- "وہ برجستہ بولی"

"مطلب میں شامل ہو سکتا ہوں"

میرے دل میں بھی پہلے سے کوئی نہیں ہے "لائبہ کی کی معنی خیز بات پر وہ کچھ دیر وہ " اسے دیکھتا رہا

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔۔۔"

کل میں ڈاکٹر بیگ اور انکی وائف کے ساتھ تہارے گھر آؤں گا تمہارا رشتہ لیکر ---- کیونکہ " میرے والدین نہیں ہیں اور نا ہی کوئی بہن بھائی " یہ کہہ کر وہ لائبرے سے پہلے ہاسپٹل سے باہر نکل گیا تھا چند قدم کے فاصلے پر ہی اس کا گھر تھا ---- اپنے گھر میں آکر دروازہ بڑی زور سے بند کیا تھا --- سیدھا اپنے کمرے کا رخ کیا تھا ---- کمرے میں جا کر بھی کمرے کا دروازہ پوری قوت سے بند کر کے وہ اپنی فسٹریش نکالنے کی کوشش کر رہا تھا ----

جی تو چاہا اپنے ساتھ ساتھ ہر چیز کو آگ لگا دے

دل کی دنیا تباہ ہوئی تھی ---- ضمیر کی عدالت میں سرخرو ہوا تھا لیکن دل پر بہت بڑا جبر کر کے ---- جتنے آرام سے حمہ سے دستبردار ہوا تھا ---- فارس کے اتنا آسان تھا نہیں ----
 ٹوٹ تو وہ بھی چکا تھا ----

کب سے خود پر ضبط باندھے ہوا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اب بند کمرے میں اس دیکھنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔ اس لئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔۔۔۔

بہت سے لوگ فراخ‌دلی میں اپنا پیسہ مکان دھن دولت یہاں تک کے اولاد بھی دان کر دیتے ہیں لیکن بہت کم ہوتے ہیں جو محبت کو دان کر دیں۔۔۔ آج وہ کر کے آیا تھا۔۔۔۔ لائبر کافورا سے انتخاب کرنا اسکی وقتی مجبوری تھی۔۔۔۔ چاہتا تھا کہ فوراً سے کسی کو زندگی میں شامل کر لینا چاہیے۔۔۔۔ حمزہ کے بعد سب سے پہلا خیال لائبر کے بارے میں آیا اگر وہ واقع انکار کر دیتی تو

"بہت اچھا لڑکا ہے۔۔۔۔ لائبرے بہت خوش رہے گی۔۔۔۔"

ابھول جائے --- جیب سے ایک انگوٹھی نکال کر فارس نے نے بڑی خاموشی سے اسے پہنائی
تھی پھر حق مہر کے پچاس ہزار بھی اسکے ہاتھ پر رکھ دیے ---

یہ تمہارا پہلا حق ہے مجھ پر --- اور آئندہ بھی میری کوشش ہوگی کہ تمہارے سارے حق "

پوری ایمانداری سے پورے کرو --- "پھر اس کا ہاتھ تھام لیا ---

بہت خوبصورت لگ رہی ہو --- بلکہ بہت خوبصورت ہو بھی --- لائبرے میں منافقت پر یقین "

نہیں رکھتا اس لئے تم سے صاف بات کروں گا ---

مجھے تم سے محبت چاہیے --- اور اسکا بھرپور اظہار بھی --- تاکہ میرے دل سے پرانہ ہر

نقش مٹ جائے --- بس رہ جائے تو صرف لائبرے --- دوں گی نا اتنی محبت "بڑی بے

بسی سے وہ اس سے پوچھ رہا تھا --- لائبرے نے ایک نظر اس پر ڈالی --- جانتی تھی کہ بہت

گہری چوٹ کھا کر اس کے پاس آیا ہے --- سوچا تو تھا کہ اسے نخرے دیکھائے گی اپنی چارپانچ

شرطیں بھی منوائے گی --- لیکن فارس کے چند جمعلوں نے جیسے سب کچھ دھرم بھرم کیا تھا

--- اسوقت اسے صرف محبت اور اپنڈیت کی ضرورت تھی --- اس لئے اپنے ارادوں کو پس

پشت ڈال کر اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا ---

مجھے اشاروں کی زبان سمجھ نہیں آتی --- منہ سے بولنا پڑے گا "فارس کے اگلے جملے نے شرم

سے بلش کیا تھا ---

— — — — —

* * * * *

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 810
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

ہوئے تھے۔۔۔۔ اصرر حمزہ کے چہرے پر چھائی ناگواری دیکھ کر پریشان ہوا تھا لیکن۔۔۔ اتنا ہی بے بس بھی تھا۔۔۔۔

حممہ اندر آؤں نا "اصفر نے ہی اسے دروازے پر کھڑے دیکھ کر کہا "

نہیں میں بس بچوں کو دیکھنے آئی تھی --- بعد میں آ جاؤں گی --- "یہ کہہ کر واپسی چلی گئی"

حسن کمال کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے --- کاش کے وقت کا پمپہ پیچھے کی جانب الٹا
چل سکتا تو سب کچھ ٹھیک کر دیتے --- لیکن وقت ریس میں بھاگتے ہوئے گھوڑے کی
طرح صرف آگے کا سفر ہی تیزی سے طے کرتا ہے --- اصغر خاموش تھا عجیب امتحان میں پڑ
چکا تھا --- باپ سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ آپ کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی اس لئے
یہاں سے چلیں جائیں --- نا حمنہ سے یہ کہہ سکتا تھا کہ بے شک میرے باپ کے گناہوں کو
معاف مت کرو۔ لیکن ان کے کیے کی سزا مجھے تو مت دو ----

حمّنه واپس اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔ حسن کمال کو دیکھ کر جیسے ہر زخم تازہ ہوا تھا۔۔۔۔ وقت جیسے پھر سے ماضی کے تپتے صحرا میں ننگے پاؤں چلنے کی سزا دے چکا تھا۔۔۔۔ بس یہی ایک وجہ تھی اصفہر سے دوری کی۔۔۔۔ اور دل کے ہاتھوں بے بس کو کر آج اسی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔۔۔۔ کئی آنسوؤں ٹوٹ کر آنکھوں سے گرے تھے۔۔۔۔

کمرے پر دستک کی آواز پر حمّنه نے آنسوؤں پونچے تھے

یس کم ان "حمنہ کو لگا کوئی نرس ہوگی۔۔۔۔ لیکن جھکی ہوئی نظروں سے حسن کمال اندر"

داخل ہوئے تھے۔۔۔۔ حمنہ اپنی کرسی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔ ان کے یوں آجانے کی توقع نہیں تھی اسے۔۔۔۔ کندھے گردن نظروں کے ساتھ جھکی ہوئی تھی۔۔۔۔ پہلے والی اکڑ غرور جیسے خاک ہو چکا تھا چہرے کی جھریاں کئی سال آگے لے گئیں تھیں۔۔۔۔۔۔ بال بھی سفید ہو چکے تھے ورنہ وہ خود کو بہت مین تین رکھنے کے عادی تھے دو جوان بیٹوں ساتھ کھڑے وہ باپ کم اور بڑے بھائی زیادہ لگتے تھے۔۔۔۔ پھر دولت کا نشہ اور شہرت کے غرور نے گردن کا اکڑاؤں بھی کم نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔۔۔۔ پانچ سالوں نے جیسے پانچ صدیاں اس شخص پر گزار دیں تھیں۔۔۔۔۔۔ پہلے والی بات نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔۔

میں سے بات کر سکتا ہوں "برا عاجزانہ لہجہ تھا۔۔۔۔۔۔ لٹا ہوا۔۔۔۔۔۔ گلوگیر آنسو جو ضبط کیا ہوا"

۔۔۔۔۔۔ جیسے اگر وہ انکار کر دے گی تو پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں گئے

جی بیٹھے "ضبط سے تو حمنہ بھی گزر رہی تھی۔۔۔۔۔۔"

وہ سامنے کرسی پر بیٹھ گئے مجبوراً حمنہ کو بھی بیٹھنا پڑا

"حمنہ بیٹا"

پلیز سر۔۔۔۔۔۔ میرا نام صرف حمنہ ہے یا پھر حمنہ اصغر۔۔۔۔۔۔ اس لئے مجھے اچھا لگے گا اگر آپ"

مجھے صرف میرے نام سے پکاریں "حمنہ کو اس شخص سے کوئی رشتہ نہیں جوڑنا تھا۔۔۔۔۔۔ حسن

کمال بے بس ہوئے تھے گلے میں۔ گرہیں مزید پڑیں تھیں جب سے یہ معلوم ہوا تھا کہ حمہ زندہ ہے اصفر کو مل گئی ہے تب سے خود کو حمہ کے سامنے مافی مانگنے کے لیے تیار کر رہے تھے۔۔۔۔۔ لیکن آج جیسے لفظ کھونے لگے تھے

میں تم سے اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوں۔۔۔۔۔ بہت۔۔۔ بہت شرمندہ ہوں "با مشکل" اپنے ہاتھ اسکے سامنے جوڑ کر کہنے لگے

اپنے کیے کی سزا بہت بری پائی ہے۔۔۔ اور اب تک ایک اذیت کو بوجھ کی طرح زندگی کے نام پر گزار رہا ہوں۔۔۔۔۔ میرے گناہ معافی کے قابل تو نہیں لیکن یہ سوچ کر تمہارے سامنے آیا ہوں کہ تم ایک باظرف ماں باپ کی خودار اور باظرف بیٹی ہو۔۔۔ "وہ روتے ہوئے کہہ رہے تھے

جی میں اسی باظرف ماں کی بیٹی ہوں جسے موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے آپ کو ذرا شرم نہیں " آیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن کیا کرو میرے مان باپ کی تربیت مجھے نفرت بھی ڈھنگ سے کرنے نہیں دیتی۔۔۔۔۔

آپ بڑی امید لیکر میرے پاس آئے ہیں۔۔۔ اور میری جہوتی یہ ہے خالی ہاتھ آپ جو آج بھی لوٹا نہیں۔۔۔۔۔ میری ماں کہتی تھی کہ باشادہ بھی درازے پر کھڑا سوالی بنکر آئے تو۔۔۔۔۔ ہوتا ساٹل ہی ہے۔۔۔۔۔ نا امید نہیں لوٹانا چاہیے۔۔۔۔۔ جو

کچھ آپ نے میری ماں کے ساتھ کیا اس کا معاملہ میں نے اللہ پر چھوڑ دیا تھا --- اب امی جانے آپ جانے آڈر اللہ جانے --- میں نے اپنی والدہ کے حوالے سے نا آپ پر کوئی کیس کیا نا ہی کوئی قانونی کاروائی کی --- کیونکہ اللہ بہتر انصاف مرنے والا ہے --- ہاں جو کچھ آپ نے میرے ساتھ کیا --- وہ میرے اختیار میں ہے ---

اگر معافی کا مطلب یہ ہے --- آپ مجھے حمہ سے بیٹا یا بیٹی کہہ کر پکاریں --- یا مجھ سے اس عزت اور فرما برداری کی توقع رکھیں جو میں پہلے آپ کی کرتی تھی تو میں ابھی اتنے اونچے ایمان درجے پر نہیں پہنچی ---

ہاں اگر معافی کا مطلب یہ ہے کہ میرے زبانی اعتراف سے اپنی تکلیف اور اذیت میں کمی آ جاتی ہے --- تو میں - نے آپ کو معاف کیا --- لیکن آپ سے صرف یہ چاہوں کہ خدا میرے سامنے مت آئے گا --- "وہ بڑے ضبط سے گزر رہی تھی -- میں --- میں تمہاری زندگی میں کبھی بھی مشکل پیدا نہیں کروں گا لیکن --- مجھے میرے " بیٹے اور ہوتا پوتی سے محروم مت کروں تنہائی کسی زہریلے سانپ کی طرح مجھے ڈستی ہے --- زندگی کی شام تو کب کی گزار چکا ہوں --- جانے کتنے کی دن کی زندگی کی رات بچی ہے --- بس مجھے بچوں کے ساتھ جی لینے دو حمہ --- میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا " وہ اب ہاتھ جوڑے گر گڑا تے ہوئے کہہ رہے تھے حمہ کمرے سے باہر نکل گئی --- لگے روز

اصفر کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔۔۔۔۔ حسن کمال واپس جا چکے تھے مزید اصفر کی زندگی کو آزمائش نہیں بنا سکتے تھے

اصفر کا پاؤں کا اوپری حصہ بری طرح سے جل چکا تھا۔۔۔۔۔ پھر ٹانگ پر پہلے سے ہی چوٹ تھی وہ ٹھیک سے چل نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔۔ حممنہ ہی اسے سہارا دے کر کمرے تک لائی تھی۔۔۔۔۔ بیڈ پر احتیاط سے بیٹھایا تھا۔۔۔۔۔ لیکن تھی چپ چپ سی۔۔۔۔۔ رات کا کھانا کھلانے کے بعد اس نے ایک بیل اس کے پاس رکھ دی

اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو اسے پریس کر دیجیے گا۔۔۔۔۔ میں آجاؤں گی۔۔۔۔۔ "یہ کہہ کر وہ بچوں کے کمرے میں۔۔۔۔۔ جا چکی تھی۔۔۔۔۔ رات بارہ بجے تک وہ بچوں کے سونے کا انتظار کرتا رہا۔۔۔۔۔ پھر بٹن پریس کیا تھا بیل کی آواز حممنہ کے کمرے میں گئی تھی کچھ دیر بعد کی وہ موندی موندی آنکھوں سے اس کے پاس پہنچی تھی جیسے نیند سے جاگی ہو

"جی کہیے"

ادھر آؤں۔۔۔۔۔ میرے پاس۔۔۔۔۔ "اصفر کے کہنے پر وہ اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اصفر نے اس ہاتھ تھام کر بات شروع کی تھی۔۔۔۔۔

بہت بہت شکریہ مجھے معاف کرنے کے لئے اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لئے۔۔۔۔۔ حممنہ

میرے پاس تمہارے ہر سوال کا جواب ہے تم جو چاہے وہ پوچھ سکتی ہو۔ اپنے دل کا ہر

تھام لیا تھا

حمنہ میں تمہیں کبھی فورس نہیں کروں گا لیکن ڈیڈ کو بھی نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ اس لئے نور " اور ایمان کو انکے دادا سے ملوانے تو لے جاسکتا ہوں۔۔۔ "؟ اصف کی اس بات پر وہ چپ تھی

مجھے کوئی اعتراض نہیں "حمہ کے جواب نے جیسے اسکی بہت بڑی الجھن دور کی تھی۔۔۔۔"

شادی کے چند دن روز بعد ہی فارس اپنے گاؤں واپس جا چکا تھا۔ لائبہ کو ساتھ لیکر۔۔ زندگی کو نئے سرے سے گزارنے کے لئے ضروری تھا کہ راہیں بدل لی جائیں تاکہ زندگی سے حسد اور تلخیاں ختم ہو جائیں

فارس لائبہ کے ساتھ بہت خوش تھا کیونکہ وہاں حمزہ کہیں نہیں تھی بس لائبہ تھی --- اور اس کا پیار تھا --- جو وہ اکثر اس سے جتاتی رہتی تھی

اصفر بھی حمہ اور بچوں کے ساتھ اپنی زندگی مطمئن گزار رہا تھا خوشیاں پھر سے لوٹ آئیں تھیں

بس اگر کوئی تکلیف میں تھا تو تھا حسن کمال محل جیسا گھر لیکن بالکل خالی نا بیٹے نا بہوئیں نا ہی ایمان اور نور ---

از قلم ام ہانی

NOVEL BANK

نور ایمان

کیونکہ ایمان کا نور پانے کے لئے نفس پر پاؤں رکھنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔ جو کہ حمہ اور فارس نے رکھ لیا تھا۔۔۔ اس لئے زندگی میں کم سہولیات کے ہوتے ہوئے بھی زندگی خوشحال گزر رہی تھی

کیونکہ زندگی میں ایمان کا نور شامل تھا

*****.....

ختم شد

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/NovelBank

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں

www.instagram.com/pdfnovelbank